UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232128

UNIVERSAL
LIBRARY

نواب عزیز جنگ بہادر مؤلف و مصنف

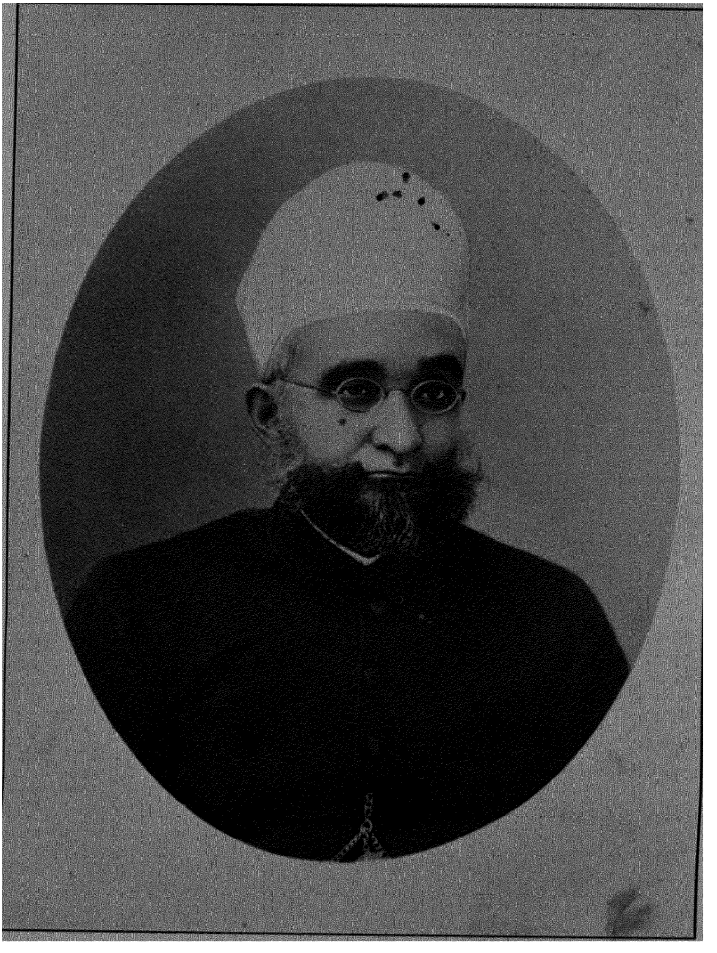

طبع اول

۵۰۰ جلد

آصف اللغات

جامع الفاظ مفرده و مرکبه اصطلاحی و استعمال فارسی زبان و مقولهای عجم ملتزم با سناد

متقدمین و متاخرین مسلمة الاستناد و برای هریک لفظ

ترجمه بامحاورهٔ زبان اردو مع اسناد کلام زبانداران هند

جلد پنجم

مؤلفه خان بهادر شمس العلما مولوی احمد العزیز نائطی (نواب عزیز جنگ بهادر) وظیفه یاب خدمة

سرکار آصفیه

جمیع حقوق این تالیف وقف عام است پانصد

نسخهای این کتاب که طبع می شود آن را هم وقف کرده ایم هرکس اختیار

دارد که بپابندی قواعد مندرجهٔ اعلان که برآخر کتاب چاپ شده است آئین منتفع بشود

سنه ۱۳۳۰ هجری مطابق سنه ۱۳۲۱ فصلی

عزیز المطابع حیدرآباد دکن

اعزاز و شکرانۂ اعزاز

اعزاز | (۱) مین اپنی اس تالیف کی اعلیٰ کامیابی پر خداوند کریم کا شکرگزار ہون اور یہ بات میرے لئے باعث افتخار ہے کہ اس کا نام میرے آقاے ولی نعمت حضور پر نور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کے مبارک تخلص کو اپنے سر پر لئے ہوے ہے اور اسکا آغاز آپ ہی کی مبارک جوبلی چہل سالہ کی تقریب مین ہوا۔

(۲) مین ہز اکسلنسی لارڈ منٹو بالقابہم گورنر جنرل ہند کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے براہ عنایت مجھکو اجازت عطا فرمائی کہ مین اس کتاب کا ڈڈی کیشن آپ کے نام نامی سے کرون۔ صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد بذریعہ مراسلہ نشان (۴۲۵۸) ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۹ء مجھ کو اطلاع دیتے ہین کہ ہز اکسلنسی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ نے انکو ایسی عالمانہ تالیف مین اونکی یادگار قائم ہونے کا موقع دیا۔

اعانت | (۳) مین ہز اکسلنسی ویسرائے موصوف کا دل سے شکرگزار ہون کہ آپنے

باجلاس کونسل یہ حکم فرمایا کہ مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح
وہ شائع ہوتی جاے پان پانسو روپیہ کا آنریریم (صلۂ تالیف) عطا کیا جائے
(۴) مین اپنے آقای ولی نعمت اعلیٰ حضرت والی سلطنت دکن
حضور پر نور سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم کا شکریہ بجان ودل ادا
کرتا ہون کہ سرکار ممدوح نے حکم فرمایا کہ سلطنت آصفیہ کے شاہی خزانہ سے بھی
مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح وہ شائع ہوتی جائے
پان پانسو روپیہ کا انعام صلۂ تالیف عطا کیا جاے (دیکھو مراسلۂ معتمد فینانس
نشان (۳۰۹۱) مورخۂ ۱۶ - آبان ۱۳۱۸ف موسومہ معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ)
(۵) حیدرآباد کے امراے عظام سے جناب نواب فخر الملک بہادر
معین المہام صیغۂ تعلیمات وعدالت وطبابت وامور عامہ کی علم دوستی کا بھی
شکرگزار ہون کہ آپ نے اپنے خانگی خزانہ سے اس تالیف کی ہر ایک جلد پر سو روپیہ
کا اعزازی انعام مقرر فرمایا ہے -
شکریہ عملی | (۶) اگرچہ اس کتاب کی ہر ایک جلد کے پانسو نسخون کی طبع کا حقیقی
صرفہ بقدر الامکان سکۂ محبوبیہ ہے اور معاونین بالقا بہم کی امداد کا مجموعہ ہوتے
تک تقریبًا الماک سکۂ محبوبیہ - لیکن محض اس خیال سے کہ پبلک کو نفع پہونچے
مین نے مصارف کے ایک خفیف سے حصّہ کا بار اپنی ذات پر اٹھاکر جملہ نسخہاے
مطبوعہ کو مع حق تالیف کتاب بلا کسی معاوضہ کے پبلک کے لئے وقف کر دیا ہے

معزز ناظرین کتاب پر روشن ہے کہ یہ (۲۸) جلد کی کتاب ہے اور بکمال اہتمام کے ساتھ چھ مہینے مین ایک جلد شائع ہوتی ہے اور بظاہر مجھکو صرف خداوند کریم سے توقع ہے کہ مین اس کتاب کی تکمیل اپنی باقی ماندہ عمر مین کرسکون - وہو علی کل شیء قدیر - اعلان وقف آخر کتاب پر طبع ہوا ہے -

پبلک کا فدائی

احمد عبد العزیز نائطی

(خان بہادر شمس العلماء) (عزیز جنگ بہادر)

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله که نوبت بآغاز جلد پنجم این کتاب رسید و وقت آن بود که بتکمیل جلد پنجم ششمش را آغاز می کردیم حیف است که در اوائل سال هزار و سه صد و بست هجری صحت ما قائم نماند و مبتلای مرض ذات الجنب شدیم و ششماه صاحب فراش ماندیم تا نوبت به جراحی رسید که از پهلوی ما مقدار کثیر آب مجتمعه را خارج کردند. باری مرض لاحقه زائل شد ولیکن ناتوانی بدرجه غایت بگذاشت که کم کم توانائی شویم حالا دهمی ماه است که بعد ختم جلد چهارم امتثالاً لامر الطبیب محنت دماغی را الوداع گفته ایم شکر ایزدیست که حالا در خور آن شدیم که باز بشغل خود گرائیم.

(۲) طالبان تحقیق لغت و شائقین این کتاب پریشان خاطر نشوند که جلد پنجم هم متعلق بالف است و بخیال ما عجبی نیست که ششم و هفتم هم الف را نگذارد و حقیقت این است که الف مقصوره بر کبری از لغات ممدوده شامل است و بوجه آنکه اکثری از لغات دیگر ردیف با با الف وصلی مستعمل است

بیانش همدرین ردیف آمده وصلهٔ آزهم باعث طوالت این ردیف شده است - مابخیال خود مجموعه
جلدهای این کتاب را بر چار حصص تقسیم کرده ایم - ربع اوّل متعلّق باشد بالف ممدوده ومقصوره وربع
دوم بای عربی وفارسی راست ودر ربع سوم وچهارم لغات جیم تا یاست - اگر حیات مستعار دست
دهد واعتدال مزاج باقی ماند قریب است که دست بحصهٔ دوّم زنیم - السعی منّی والاتمام من الله تعالی

خاکسار - عزیز جنگ - مؤلّف

اسامیس بقول ضمیمۂ برہان بروزن نوامیس بابونۂ صحرا راگویند صاحب محیط بربابونہ فرمایدکہ اسم فارسی است ومعرّب آن (بابونج) ودرمغرب (بابونق) وبعربی (زہرالملک) و(حبق البقر) وبیونانی (مامالیون) و(اسامیس) وبسریانی (قوبلا) وبمصری (کرکاش) وباندلسی (سقار) وبافرنقیہ (رجل الدجاج) وبفارسی (کرہانک) وبہندی (سونبھل) و(سوناموتی) و(مرہی) گویند بقول شیخ خشک دراوّل وگویند در دوّم وگویند گرم وخشک باعتدال منفتح وملیّن ومنقّی بدن ومقوّی ومحلّل بغیرجذب ومنافع بسیاردارد

اسب (اردو) بابونہ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکّر۔ ایک قسم کی بوٹی نباتات مین سے ہے جس کے پھولون کا پرورده روغن اکثر درد وغیرہ کے کام مین آتا ہے

اسب بقول ناصری بکسراوّل (۱) موی زہار وآن را رَم نیز گویند۔ صاحب برہان وہفت بہ بای فارسی در آخر گوید کہ موی دُبر را نیز گویند و (۲) بفتح اوّل معروف است کہ بعربی فرس خوانند و (۳) نام یکی ازمہرہای شطرنج۔ صاحب جامع نسبت معنی اوّل فرمایدکہ موی سفید ہم وذکر معنی دوّم وسوّم ہم کردہ صراحت کندکہ بہ بای فارسی است صاحب جہانگیری بہ تخصیص بای عربی برمعنی اوّل قانع یعنی موی زہار ودبر وصاحب مؤیّد بہ بای فارسی ذکر معنی دوّم وسوّم کردہ معنی اوّل را ترک کرد وصاحب رشیدی بہ بای فارسی برمعنی دوّم قناعت کردہ بہار ذکر این بہ بای عربی کردہ گویدکہ معروف ودرہندی کتابی (اسو) بہ واو است وصاحب انند اسب بہ بای عربی را بکسر الف بحوالۂ منتہی الارب لغت عرب گوید یعنی موی فرج وموی زہار ودبر وبہ بای فارسی ہمزبان بہار۔ صاحب سخندان

فارس فرماید کہ بزبان سنسکرت اسپ را اشو) گویند۔ صاحب ساطع گوید کہ (اشو) بین معجمہ و (اسو) بہ سین مہملہ ہر دو آمدہ۔ پس بخیال ما (اسو) اصل است و فارسیان بقاعدۂ خود واو را بہ بای موحدہ بدل کردہ اسب کردند چنانکہ (آو) و (آب) و (نوشتن) و (نبشتن) و پس ازان بای عربی بہ بای فارسی بدل شد چنانکہ (تپ) و (تب) و این ہم ممکن است کہ واو (اسو) را بہ بای فارسی بدل کردند۔ چنانکہ (وام) و (پام) و جاداد کہ از (اشو) (اسپ) ساختند۔ بہ تبدیل سین معجمہ بہ سین مہملہ۔ چنانکہ (شار) و (سار) و تبدیل واو بہ بای فارسی چنانکہ بالا مذکور شد نسبت معنی اول ما را با صاحب انند اتفاق است کہ (اسب) بکسر اول و سکون بای عربی بمعنی اول لغت عرب است کہ صاحب منتہی الارب این را بمعنی موی زانو و موی فرج و موی کون آوردہ و آنانکہ بدین معنی بابای فارسی گرفتہ اند نسبت آن خیال ما این است کہ فارسیان از عربی گرفتہ اند و بہ تبدیل بای عربی بہ بای فارسی مفرس ساختہ اند و معنی سوم استعارہ باشد برای مہرۂ شطرنج کہ آنرا ہم اسپ نام است۔ مخفی مباد کہ معاصرین عجم این را بمعنی دوم و سوم بہ بای عربی و فارسی ہر دو۔ استعمال کنند۔ صاحبان بہار عجم و انند صفات اسپ را بیان کردہ اند و برای آن ماہم یافتہ ایم و ہمہ را بذیل عرضہ دہیم (۱) آب گردش (۲) آتش بای (۳) آتشین پای (۴) آتش مزاج۔ (۵) آہختہ گوش (۶) آہن خای (۷) آہن عصب (۸) آہو پای (۹) آہو سیرین۔ (۱۰) آہو شکم (۱۱) ابرگردش (۱۲) باریک دم (۱۳) بحر نورد (۱۴) پلنگ ہیئت (۱۵) چشم چراغ (۱۶) چیدہ میان (۱۷) حلقہ شکن (۱۸) حیلت گر۔

(۱۹) خار اول (۲۰) خورشید فر (۲۱) خوش جلو (۲۲) خوش رفتار (۲۳) خوش عنان۔
(۲۴) خوش گام (۲۵) خوش لگام (۲۶) دراز گردن (۲۷) دراز گیسو (۲۸) زرمین
سم (۲۹) رہ انجام (۳۰) زمین سپر (۳۱) زمین کوب (۳۲) سندان جگر (۳۳) ضرغام
بر (۳۴) طوطی پر (۳۵) عقاب طلعت (۳۶) عنقا شکوہ (۳۷) غرغاو دم (۳۸)
فراخ کفل (۳۹) فربہ سرین (۴۰) قمر سم (۴۱) قوی قوائم (۴۲) کشتی گذار (۴۳) کوتاہ
سم (۴۴) کوہ پیکر (۴۵) کوہ توان (۴۶) کیوان منش (۴۷) گردشکم (۴۸) گوزن سرین
(۴۹) لاغر میان (۵۰) ہوا نہاد و از تشبیہات او (۵۱) تدرو (۵۲) زندہ پیل (۵۳)
شیر (۵۴) عزم (۵۵) کلاغ (۵۶) وال۔ سند ہر یکی در اشعار ذیل می آید و ما تمیز
نشان سلسلہ بر آن قائم کردہ ایم (حکیم سنائی ؎) از نعل او پرندہ زمین در گام او کوتہ
زمین ؛ دز ہنگ او آگہ زمین در طبع او حالی غضب ؛ باد بہاری خویش او نادر دحولان
گیش او ؛ صحرا و دریا پیش او چون مہرہ پیش بوالعجب ؛ آہو سرین ضرغام بر کیوان منش
خورشید فر ؛ خار اول و سندان جگر روئین سم و آہن عصب ؛ (ولہ ؎) بسہم شیر و بتن
زندہ پیل و چشم چراغ ؛ چو عزم بر سر کوہ و چو وال در دل یم ؛ قوی قوائم و فربہ سرین و چیدہ
میان ؛ دراز گیسو و آہنگہ گوش و گردشکم ؛ (ادحالدین انوری ؎) بلنگ ہیئت و غرغاو
دم گوزن سرین ؛ عقاب طلعت و عنقا شکوہ و طوطی پر ؛ قوی قوائم و باریک دم فراخ
کفل ؛ دراز گردن و کوتاہ سم میان لاغر ؛ بگاہ پویہ ہوا در دو پای او مدغم ؛ بوقت حملہ صبا
در دو دست او مضمر ؛ بوقت جلوہ گری چون تدرو خوش رفتار ؛ بگاہ حیلہ گری چون کلاغ

حیلت گر ؛ خروش مور شنیدی زروم در کابل ؛ خیال مور بدیدی زہند در شستر ؛ (عثمان بخاری ۵) آتش مزاج و کوہ توان و ہوا نہاد ؛ کشتی گذار و بحر نورد و زمین سپر ؛ (ملا طغرا ۵) چراگاہ این اسپ آہو شکم ؛ رمیدہ زہمشیر گی ارم ؛ (عبدالواسع جبلی ۵) آباد بران بارہ میمون ہمایون ؛ خوش گام چو کیموم و رہ انجام چو دلدل ؛ (ابو طالب کلیم ۵) ہمہ اعضاش از ہم سبقت اندیش ؛ کفل داغ است از پس ماندن خویش ؛ (نظامی ۵) خرامندہ چتلی فش دم سیاہ ؛ تگاور تراز باد در صبحگاہ ؛ چو وہم از ہمہ سوی مطلق خرام ؛ چو اندیشہ در تیز رفتن تمام ؛ (اردو) (۱) موی زہار۔ بقول آصفیہ (فارسی و عربی) اسم مذکر۔ زیر ناف کے بال۔ سرین کے بال (۲) اسپ۔ بقول امیر (فارسی) فرس۔ گھوڑا مذکر ملکیف ۵) دنیا کے مال و جاہ پہ غافل نہ کر دماغ ؛ کیون چڑھ کے اسپ و فیل پہ بنتا ہے خرد ماغ۔ (۳) اسپ بقول امیر شطرنج کے ایک مہرے کا نام جو ڈھائی گھر چلتا ہے (سودا ۵) مانند اسپ خانۂ شطرنج اپنے پاؤن ؛ جز دست غیر کے نہین چلتا ہے زینہار ؛

اسبا بفتح اوّل و سوّم بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفر نامۂ ناصر الدین شاہ قاچار جمع اسب است کہ گذشت۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ جز این نباشد کہ مخفف (اسبان یا اسہا) است بحذف نون آخر یا ہای ہوز فارسیان در روزمرّہ خود و بسیاری از الفاظ حرف آخر وسط را حذف کنند و این ایجاد معاصرین است کہ حذف زبان را در کتابت ہم داخل کردند و ما بر لفظ (اسب) صراحت کردہ ایم کہ بہ بای فارسی و عربی ہر دو آمدہ و از ماخذش ہم

ہمدرآہنجا ذکری کردہ ایم (اردو) گھوڑے (گھوڑا) کی جمع۔

اسباب بہار گوید کہ بالفتح جمع سبب و فارسیان بمعنی رخت و اثاثہ استعمال کنند و بالفظ برساختن و بستن و بہم افتادن و درہم چیدن و کشیدن مستعمل و باہم افتادن کنایہ از پریشان شدن باشد و صاحب انند نقلش برداشتہ صاحب بول چال ہم ذکر این بمعنی آلہ واوزار کردہ مؤلف عرض کند کہ لغت عربی است و جمع سبب و سبب بقول صاحب منتخب بفتحتین رسن و ہرچہ بدان بدیگری پیوستہ بود و پیوند و خویشی و در شعر یک حرف ساکن و یک حرف متحرک (انتہی) بخیال ما استعمال فارسیان باعتبار مصادر بیان کردہ بہار منحصر نیست و معنی مرکبات این در ملحقات می آید۔ ما استعمال این بدون ترکیب مصدر ہر کجا کہ دیدہ ایم (۱) بمعنی وجوہ و سامان یافتہ ایم و معاصرین عجم (۲) بمعنی آلہ واوزار ہم استعمال کنند۔ صاحب بول چال بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است و این مجاز معنی اوّل باشد (ظہوری ؏) سرفرازی در خور افتادگی ؛ کامران تر ہر کہ بی اسباب تر ؛ (ولہ ؏) ز ترتیب اسباب دل فارغم ؛ غم و عیش در یک دگر ریختیم ؛ (ولہ ؏) ازان اسباب ایمانی کہ برہم میشود ایمان ؛ فدای چشم کافر ما جرائی می توان کردن ؛ (انوری ؏) اوصاف بزرگیش چہ اصلی و چہ مالیست ؛ کانرا ہمہ اسباب فلک فرع و زکاتست ؛ (عرفی ؏) ایکہ گوئی باعث غم خوی غمگین روی باش ؛ غم زبی باکی ندارم ورنہ خود اسباب ہست ؛ ولہ ؏) اسباب عفو را چہ بما جلوہ میدہی ؛ ما تو بہ شمنیم و ستم بر نصوح تست (اردو) (۱) اسباب

بقول امیر سبب کی جمع وجوہ - ذریعے - اثاثہ - ضرورت کا سامان (گلزار نسیم ۵)
اسباب نہ جمع کر ضرر کے پہ رکھ پنبہ نہ داغ پر شرر کے پہ (ولہ ۵) اسباب کو کشتیوں پہ
کر بار پہ سونپا سب ناخدا کو گھر بار پہ (۲) کل - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث مشین
کام کرنے کا آلہ - جیسے کپڑا سینے کی کل - برف کی کل -

اسباب بخار | استعمال - باضافت - مرکب اضافی بمعنی لفظی سامان بخار است ومعاصرین عجم این را بمعنی آلہ استعمال کنند کہ بزور دخان حرکت کند - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) دخانی کل - صاحب آصفیہ نے لفظ (دخانی) کی ذیل میں (دخانی کل) کا ذکر فرمایا ہے - یہ وہ مشین یا آلہ ہے جو دھوئیں کے زور سے حرکت کرتا ہے -

اسباب برابر نہادن | استعمال بحث این برا اسباب نہادن می آید وسند این ہم در آنجا مذکور (اردو) دیکھو اسباب نہادن

اسباب بردن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی زائل کردن سامان وباقی نہ گذاشتن آن باشد (کلیم ہمدانی ۵) وربد نتوان بدنبال خریداران دوید پہ خوب شد اسباب ما را یک قلم سیلاب برد پہ (عرفی ۵) ای خواجہ کہ از تو مرگ - جان خواہد برد پہ اسباب زمانہ را زمان خواہد برد پہ (اردو) سامان اور اثاثہ لے لینا - قبضہ سے نکال لینا - ضائع کرنا چھین لینا -

اسباب برساختن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی مہیا کردن سامان است (نظامی ۵) بود ہر یکی را قدر مایہ پیش پہ کزان پیش

برسازد اسباب خویش ؛ (اردو) سامان مہیا کرنا - سامان درست کرنا -

اسباب بستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از بیخود جامی سند پیش کند (ے) ببستہ بیخود آفتاب عمر اسباب سفر ؛ میدود چون سایہ در پی بخت ناسازم ہنوز ؛ بخیال ما ازین سند اسباب سفر بستن یعنی سامان سفر مہیا و درست کردن و آمادہ سفر شدن پیدا می شود و از مجرد اسباب بستن ہم من وجہ آمادگی سفر ظاہر ولیکن این را سند باید (اردو) سامان سفر کرنا - تہیۂ سفر کرنا اسباب باندھنا بھی کہہ سکتے ہین جس سے روانگی کا ارادہ ظاہر ہوتا ہے - دکن مین ایسے مواقع پر باندہا بوندھی کرنا کہتے ہین -

اسباب جرثقال | استعمال یکسر بای موحدہ دوم ورای مہملہ در محاورۂ معاصرین منجم آلہ جر ثقیل را گویند کہ بواسطہ آن بارہای گران را بسہولت بردارند مخفی مباد کہ ثقال بقول صاحب محیط المحیط جمع ثقل است و معنی لفظی این (سامان کشیدن وزن ہا) وکنایہ باشد از آلۂ خاص - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است (اردو) وزنی اشیا اٹھانے کی کل جر ثقیل کی کل کہہ سکتے ہین -

اسباب چیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از باقر کاشی سند آوردہ (ے) ای معارض بیش ازین در ہم چین اسباب بحث ؛ دم مزن کان خاطر نازک ندارد تاب بحث ؛ مؤلف گوید کہ ازین سند اسباب چیزی در ہم چیدن) بمعنی جمع کردن سامان چیزی باشد و بمعنی حقیقی مجرد (اسباب چیدن) را بمعنی جمع کردن سامان استعمال توان کرد (اردو) سامان جمع کرنا - سامان فراہم کرنا - سامان مہیا کرنا -

(۱۵۴۶) **اسباب چیزی بہم افتادن** استعمال۔ بمعنی مہیا شدن و حاصل شدن سامان چیزی باشد چنانکہ انوری گوید (ے) و برلخ چو پیری و جوانی بہم افتاد ؛ اسباب فراغت بہم افتاد جہان را ؛ (اردو) سامان جمع ہونا۔ سامان مہیا ہونا۔

(۱۵۴۷) **اسباب چیزی درست شدن** استعمال بمعنی ساز و سامان چیزی بہرسیدن باشد۔ (عرفی ے) با وجود آنکہ عشق آورد صد داروی تلخ ؛ بہر درد ما نشد اسباب درمانی درست ؛ (اردو) ساز و سامان درست ہونا۔

اسباب چیزی درہم چیدن استعمال۔ بحث این بر اسباب چیدن گذشت و بند ہم ہمدرآنجا مذکور شد (اردو) کسی چیز کا سامان فراہم کرنا۔ جمع کرنا۔ مہیا کرنا۔

(۱۵۴۸) **اسباب چیزی فروچیدن** استعمال۔ مرادف اسباب چیزی درہم چیدن است کہ گذشت (ظہوری ے) فروچیدم بکام خویشتن اسباب ناکامی ؛ ببازو برگ خود را بر سر برگ مراد آرم ؛ (اردو) دیکھو اسباب چیزی درہم چیدن۔

اسباب حلوا ناتمام است (مقولہ) صاحب ناصری فرماید کہ کنایہ باشد از نقصان کار است ؛ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ معاصرین عجم تصدیق این می کنند۔ فارسیان چون در کاری سامان آن را ناکمل و ناقص بینند این مقولہ را استعمال کنند (اردو) سامان ناقص ہے دکن مین جب کسی کام کا اہتمام یا سامان ناقص نظر آتا ہے تو کہتے ہین "حلوا پہیکا ہے" "چاول کچے ہین"۔

اسباب خانہ استعمال۔ صاحب آنند فرماید کہ مرادفات این در اثاثہ گذشت مؤلف عرض کند کہ مقصودش جزین نباشد کہ این مرادف رخت خانہ و ترجمہ اثاث البیت است۔

مرکّب اضافی است (اردو) اثاث البیت (عربی) بقول امیر۔ مذکر۔ اسباب خانہ داری گرہستی کی چیزیں۔

اسباب خرازی | استعمال۔ بفتح خای معجمہ بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار فروشندۂ ہمہ قسم سامان راگویند۔ صاحب برہان بر لفظ (خرز) فرماید کہ اسباب خردہ فروشی را گفتہ اند از مہرہ و آئینہ و شانہ و امثال آن چہ (خرزی) خردہ فروش باشد (الخ) پس معاصرین عجم لفظ اسباب در اوّل خرزی زیادہ کردہ اند و بعد رای مہملہ الف ہم۔ و این قسم الف زائد نتیجۂ لب و لہجۂ تقائی است و در قاعدۂ فارسی ہم آمدہ و صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ چنانکہ (مہار و لہار) (اردو) خوردہ فروش۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ بساطی پرچونیا۔ پھیری پھر کر بیچنے والا۔ دکن میں منیار کہتے ہیں۔

اسباب دادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ (۱) بمعنی حقیقی سپردن اسباب و سامان است و (۲) بمعنی پیدا کردن اسباب (ثنائی شہدی ۵۱) ہرچہ اسباب طرب ہست بہ بیدردان دہ ۔ و انچہ در دست بجان من رنجور گذار ۔ (انوری ۵۲) تا خاک کف پای ترا نقش نہ بستند ۔ اسباب تب لرزہ ندادند ستم را ۔ (اردو) (۱) اسباب حوالہ کرنا۔ دینا (۲) اسباب پیدا کرنا۔

اسباب داغ و زدیدن | استعمال بمعنی پنہان کردن سامان داغ باشد کہ کنایہ از جمع و فراہم کردن است و عیبی نیست اگر بجای داغ لفظ (چیزی) استعمال کنیم مخفی مباد کہ (دزدیدن) بقول صاحب بحر بالضم بمعنی پنہان ساختن و ربودن ہم آمدہ (عربی ۵

منم کہ بہر دل اسباب داغ می دزدم ؛
نسیم گلشن دل در دماغ می دزدم (اردو)
داغ کے اسباب جمع کرنا۔

اسباب دروگری استعمال۔ بقول معاصرین
عجم آلۂ درودن کاہ یا غیر آن کہ آرہ و امثال
آن ہم داخل آنست۔ صاحب رہنما بحوالۂ
سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ
مخفی مباد کہ (دروگر) بقول صاحب برہان
مخفف (درودگر) بحذف دال مہملہ دوم بضم
اوّل و فتح کاف فارسی۔ استاد چوب تراش
باشد کہ بعربی نجّار گویند و بکسر اوّل و فتح ثانی
شخصی کہ غلّہ درو می کند و آن را بعربی حصّاد
خوانند (انتہی) پس باید کہ (۱) آلہ درودن
کاہ و امثال آنرا بکسر دال مہملہ خوانیم و (۲)
آلہ نجّاری را بضمّ دال و یای تحتانی آخر۔
مصدر ریست و حذف دال بقاعدۂ فارسی
درست است چنانکہ (بدتر) و (تبر) و (زروتی)
و (زوتر) (اردو) (۱) درانتی۔ بقول صاحب
آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ہنسیا۔ گھاس
کاٹنے کا قوس نما اوزار۔ (۲) نجّاری کا سامان۔ مذکّر

(۱۵۵۰)

اسباب درہم کردن استعمال بمعنی پریشان
کردن سامان است و اصل این (اسباب
چیزی درہم کردن) باشد ہمچو اسباب طرب
و اسباب شکیب وغیرہ (ظہوری ۵) کردہ ام
خوش درہم اسباب شکیب و طاقتی ؛ می کنم
بی تابی و خوش سر بسامان می کنم ؛ (اردو) اسباب
پریشان کرنا۔ بگاڑنا۔ سامان درہم برہم کرنا۔

(۱۵۵۱)

اسباب درہم کشیدن استعمال آراستہ
و درست کردن سامان باشد (ظہوری ۵)
چہ سرگرمی کہ اسباب دکانداری کشی درہم ؛ شرارے
در جگرکش آتش کالای دکّان شو ؛ (اردو)
اسباب و سامان درست کرنا۔ قرینہ سے رکھنا

(۱۵۵۲)

(الف) **اسباب دلبری** (الف) بمعنی سامان
(ب) **اسباب دنیا** دلبری۔ یعنی ناز

واندازو عشوہ و کرشمہ وغیرہ کہ خاصۂ معشوقان است (عرفی ؎) اسباب دلبری ہمہ جنبش بہ فتنہ داد ؛ در عہد حسن او کہ بسامان فتنہ است ؛ صاحب انند ذکر (ب) کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ (ب) بمعنی حقیقی یا ملک و مال دنیا است (حافظ شیراز ؎) جمشید خبر حکایت جام از جہان نبرد ؛ زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی ؛ پنہنی سیاد کہ از سند بالا استعمال ---------

(ج) **اسباب دنیوی** | پیدا است کہ بقاعدۂ فارسی - بریادت یای نسبت در آخر کنایہ باشد از شان و تزک و دولت کہ منسوب بہ سامان دنیاست (اردو) (الف) دلبری کا ساز و سامان - مذکر - یعنی عشوہ و کرشمہ - ناز و ادا وغیرہ (ب وج) دنیوی ساز و سامان (مذکر) یعنی دولت - احتشام - شان و تزک وغیرہ

اسباب دیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از شانی مشہدی سندی آوردہ (؎) بحسرت ہر دم آن خال و خط و زلف و ذقن مبنیم ؛ بچشم آرزو اسباب مرگ خویشتن مبنیم ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی حقیقی مشاہدہ کردن سامان چیزی است (اردو) ساز و سامان کا دیکھنا - مشاہدہ کرنا -

اسباب ساختن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از یحیی لاہجی سند آوردہ (؎) برای وصل او ہر دم اگر صد حیلہ انگیزم ؛ فلک یک یک برای دوریم اسباب می سازد ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی سامان کردن و تہیہ کردن و انتظام کردن باشد (اردو) سامان کرنا - بقول آصفیہ کسی چیز کی درستی کا انتظام کرنا - تیاری کرنا -

اسباب سفر بستن | استعمال - ہمان است کہ بر اسباب بستن بحث این گذشت و سندش ہمدر آنجا مذکور و سندی دیگر از کلام ظہوری ہم بدست آمدہ (؎) صبر می جوشد و

منم کہ بہر دل اسباب داغ می دزدم ؛
نسیم گلشن دل در دماغ می دزدم (اردو)
داغ کے اسباب جمع کرنا۔

اسباب دروگری استعمال۔ بقول معاصرین
عجم آلۂ درودن کاہ یا غیر آن کہ آرہ و امثال
آن ہم داخل آنست۔ صاحب رہنما بحوالۂ
سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ
مخفی مباد کہ (دروگر) بقول صاحب برہان
مخفف (درودگر) بحذف دال مہملہ دوم بضم
اوّل و فتح کاف فارسی۔ استاد چوب تراش
باشد کہ بعربی نجّار گویند و بکسر اوّل و فتح ثانی
شخصی کہ غلّہ درو می کند و آن را بعربی حصّاد
خوانند (انتہی) پس باید کہ (۱) آلہ درودن
کاہ و امثال آنرا بکسر دال مہملہ خوانیم و (۲)
آلہ نجّاری را بضمّ دال و یای تحتانی آخر۔
مصدر ریست و حذف دال بقاعدۂ فارسی
درست است چنانکہ (بدتر) و (تبر) و (زروتی
و (زوتر) (اردو) (۱) درانتی۔ بقول صاحب
آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ہنسیا۔ گھاس
کاٹنے کا قوس نما اوزار۔ (۲) نجّاری کا سامان۔ مذکّر

(۱۵۵۰)

اسباب درہم کردن استعمال بمعنی پریشان
کردن سامان است و اصل این (اسباب
چیزی درہم کردن) باشد ہمچو اسباب طرب
و اسباب تشکیب وغیرہ (ظہوری ۵) کردہ ام
خوش درہم اسباب تشکیب و طاقتی ؛ می کنم
بی تابی و خوش سر بسامان می کنم ؛ (اردو) اسباب
پریشان کرنا۔ بگاڑنا۔ سامان درہم برہم کرنا۔

(۱۵۵۱)

اسباب درہم کشیدن استعمال آراستہ
و درست کردن سامان باشد (ظہوری ۵)
چہ سرگرمی کہ اسباب دکانداری کشی درہم ؛ شرار
در جگرگش آتش کالای دکان شو ؛ (اردو)
اسباب و سامان درست کرنا۔ قرینہ سے رکھنا

(۱۵۵۲)

(الف) **اسباب دلبری** (الف) بمعنی سامان
(ب) **اسباب دنیا** دلبری یعنی ناز

واندازو عشوه و کرشمه وغیره که خاصهٔ معشوقان است (عرفی ـــ۵) اسباب دلبری همه جنبش به فتنه داد؛ در عهد حسن او که بسامان فتنه است؛ صاحب انند ذکر (ب) کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که (ب) بمعنی حقیقی سامان دنیاست (حافظ شیراز ـــ۵) جمشید جز حکایت جام از جهان نبرد؛ زنهار دل مبند بر اسباب دنیوی؛ یعنی که از سند بالا استعمال ـــــــــــ

(ج) اسباب دنیوی پیداست که بقاعدهٔ فارسی - بزیادت یای نسبت در آخر کنایه باشد از شان و تزک و دولت که منسوب به سامان دنیاست (اردو) (الف) دلبری کا ساز و سامان - مذکر - یعنی عشوه و کرشمه - ناز و ادا وغیره (ب و ج) دنیوی ساز و سامان (مذکر) یعنی دولت - احتشام - شان و تزک وغیره

اسباب دیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از شانی مشهدی سندی آورده (ـــ۵) بحسرت هر دم آن خال و خط و زلف و ذقن مینم؛ بچشم آرزو اسباب مرگ خویشتن مینم؛ مؤلف گوید که بمعنی حقیقی مشاهده کردن سامان چیزی است (اردو) ساز و سامان کا دیکھنا - مشاهده کرنا -

اسباب ساختن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از یحیی لاهیجی سند آورده (ـــ۵) برای وصل او هر دم اگر صد حیله انگیزم؛ فلک یک یک برای دو دم اسباب می سازد؛ مؤلف گوید که بمعنی سامان کردن و تهیه کردن و انتظام کردن باشد (اردو) سامان کرنا - بقول آصفیه کسی چیز کی درستی کا انتظام کرنا - تیاری کرنا -

اسباب سفر بستن استعمال - همان است که بر اسباب بستن بحث این گذشت و سندش همدر آنجا مذکور و سندی دیگر از کلام ظهوری هم بدست آمده (ـــ۵) صبر می جوشد و

اسباب سفر می بندد: پختگی کرد و داغ آرزو خام مراد: (اردو) سفر کی تیاری کرنا۔ سامان سفر کرنا۔

اسباب سوختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از شفائی اصفہانی سند آوردہ (ے) آزادگان غلام در خانۂ تواند: اسباب عقل سوختہ دیوانہ تواند: مؤلف گوید کہ اگرچہ معنی لفظی این سوختن سامان است ولیکن از سند پیش کردہ اش (اسباب عقل سوختن) کنایہ باشد از بیعقل شدن از قبیل دست از عقل شستن (اردو) ساز و سامان جلا دینا۔ بے عقل ہونا۔

اسباب طرب استعمال۔ بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاجار بمعنی سامان نغمہ و سرود باشد (اردو) سامان عیش و نشاط (مذکر) صاحب آصفیہ نے سامان عیش پر لکھا ہے کہ اسم مذکر۔ نشاط کے لوازمات۔ جیسے ناچ رنگ۔ وہسکی دولت وغیرہ۔

اسباب عقل سوختن (مصدر لازمی) بحث این بر (اسباب سوختن) کردہ ایم۔ (اردو) دیکھو اسباب سوختن۔

اسباب کردن چیزی را استعمال بمعنی سامان کردن و انتظام کردن برای آنچیز اظہور ے) لکن گوخواجہ این اسباب کبر و نخوت خود را نہ کہ در چشم گدایان حشمت قیصر نمی آید۔ (اردو) سامان کرنا۔ دیکھو اسباب ساختن

اسباب کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از دانش مشہدی سندی آوردہ (ے) توشۂ ما پارۂ دل بار بار خاطر است نہ ناتوان موری درین رہ میکشد اسباب ما: مؤلف گوید کہ بمعنی نقل اسباب و سامان کردن است (اردو) سامان اٹھانا ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا۔

(۱۵۵۳)

اسباب گذاشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت واز کلام ابوالفرج رونی سند آوردہ (ے) گہ رحیل کہ نگذاشتم ہمی اسباب ۔ز آب دیدہ ہمی گشت گرد من گرداب ۔ مؤلف گوید کہ بمعنی حقیقی فروگذاشتن سامان وباخود نگرفتن اسباب باشد (اردو) سامان - اسباب چھوڑ دینا

اسباب گنجیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت واز کلام شانی مشہدی سند آوردہ (ے) اسباب صنم پرستی ما ۔ در ہیچ کلیسیانہ گنجد ۔ مؤلف گوید کہ بر آخر این باید کہ (در چیزی) زیادہ کنیم وبمعنی حقیقی است یعنی وسعت وگنجایش اسباب وسامان داشتن چیزی ۔ ہمین معنی ازین مصدر بہ طریق لازم پیدا می شود (اردو) اسباب وسامان سمانا ۔

اسباب مفرغی استعمال - صاحب ارمغانا این را بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاجار بمعنی (از فلزات ساختہ شدہ) گوید ومقصودش جزین نباشد کہ در قالب ریختہ شدہ مخفی ہمانا کہ (فرغ) بالفتح بقول صاحب انند لغت عربی است بمعنی خنور وخنور بقولش لغت فارسی است بمعنی ظرف وکاسہ وکوزہ وسبو ومانند آن مطلقًا و (مفروغ) بقول غیاث بمعنی ریختہ شدہ پس عجبی نیست کہ معاصرین عجم بر آخر (مفروغ) یای تحتانی نسبت زیادہ کردہ صفت اسباب قرار دادہ باشند و (اسباب مفروغی) سامان در قالب ریختہ شدہ را گفتہ باشند وآوبکثرت استعمال حذف شد پس باید کہ رای مہملہ را مضموم خوانیم و حذف واو از وسط کلمہ مطابق قاعدۂ فارسی است چنانکہ (ہوشیار) و (ہشیار) (اردو) ڈھلا ہوا سامان - مذکر ۔

اسباب مکانیک استعمال - صاحب

رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار
نوشتہ گوید کہ آلہ را گویند کہ بوسیلۂ آن چیزی
صاحب بول چال صراحت کند کہ این مفرد
است کہ از (میگ نی ٹک) لغت انگلیسی
زبان ساختہ اند بمعنی آلات جاذبہ و کنایہ
از آلہ کہ ازان آب برکشند (اردو) پانی
کھینچنے کی کل - (انتہی) پمپ (انگریزی)

اسباب نمودن استعمال صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از میلی
ہروی سندی آوردہ (ے) تا خجل از
تنگدستی سازدم در بزم خویش نمیناید غیر
اسبابکہ می سوزد مرا۔ مؤلف گوید کہ
بمعنی حقیقی است یعنی نشان دادن و بنظر
آوردن سامان - (اردو) سامان دکھلانا

اسباب نوردماند استعمال صاحب
رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ
قاچار ذکر این کردہ چیزی است سطبر و

مدور و طویل در آلہا کہ آنرا در اردو بیلن
خوانند کہ از گردش و دورش - دیگر اجزای
آلہ کار کند و بعربی محور گویند و این مرکب است
از (اسباب) و (نورد) و (ماند) معاصرین
عجم مطلق آلہ را اسباب گفتہ اند کہ بجایش گذشت و نورد
مخفف نوردیدہ اسم مفعول (نوردیدن) و (ماند)
بمعنی مثل پس (نوردماند) چیزی است کہ
مشابہ باشد بہ چیز نوردیدہ شدہ ہمچو جانماز
یا بوریای نوردیدہ کنایہ از ہمان محور کہ ذکرش
بالا گذشت و آن فی الحقیقت مشابہ بوریای
نوردیدہ باشد پس بترکیب اضافی (نورد
ماند اسباب) محور آلہ باشد و قلب اضافت آن (اسباب
نوردماند) دیگر ہیچ (اردو) بیلن بقول آصفیہ
(ہندی) اسم مذکر۔ محور۔ ہماری راے مین آپنے اسکی
تعریف و نحواہ نہین کی ہے ہم کہتے ہین کہ وہ لوہے یا لکڑی
یا اور کسی دہات کا گول اور طولانی اوزار جو کل
کے درمیان ہوتا ہے جس کی مدد سے کل کے

اجزا گھومتے ہیں جیسے چھاپے کی کل کا بیلن

اسباب نہادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از کلام نظیری نیشاپوری سند آوردہ (ع) اسباب رزم و بزم برابر نہادۂ ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما ازین سند (اسباب برابر نہادن) پیدا می شود کہ بجای خودش نوشتہ ایم بمعنی مساوی داشتن سامان و مجرد اسباب نہادن بمعنی قائم کردن و داشتن سامان بمعنی حقیقی باشد (اردو) سامان مساوی کہنا۔ اسباب کہنا

اسبانبر بقول صاحب برہان وہفت وانند با بای بالف کشیدہ و نون زدہ و ضم بای دیگر و سکون رای قرشت نام شہریست کہ انوشیروان بنا کردہ و طاق کسری در آن بود۔ بابای فارسی ہم آمدہ۔ جامع این را (اسفانبر) و (اسفابر) نوشتہ بخیال ما این مرکب است از (اسپ) و (اَنبُر) اسپ بمعنی فرس گذشت و انبر بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی و ضم بای عربی آلتی باشد از آہن کہ زرگران و مس گران طلا و مس تفتہ را بدان گیرند و بعربی کلوب خوانند پس (اسپ انبر) قلب اضافت (انبر اسپ) باشد بمعنی آلہ کہ اسپ را می گیرد و شہری را بدین نام نامزد کردند کہ در کمال وسعت آبادی باشد و این انتہای مبالغہ در وسعت آن شہر است کہ اسپ بقبضہ اش چنان بود کہ طلا در انبر تا بہ مردم پیادہ چہ رسد یعنی اسپ با وجود گرم سیری نمی توانست کہ سیر آبادیش کند و نمی توانست کہ از معمورہ اش بیرون رود از کثرت استعمال ہم بر زبان و ہم در رسم الخط بای اول بالف دوم پیوستہ (اسبانبر) علم قرار یافت و در (اسفانبر) بای عربی بقاعدۂ تبدیل با فا بدل شد چنانکہ (زبان) و (زفان) و در (اسفابر) نون بکثرت استعمال حذف شد۔ صاحب

سروری ذکر این کردہ فرماید کہ در اصل اسفاربور و اسفانبر نیز گویند۔ مؤلف عرض کند کہ اندرین صورت اسفار لغت عرب باشد بقول منتخب بالکسر بمعنی روشن شدن و بقول صاحب منتہی الارب روشن شدن صبح و بور۔ بقول منتخب بالضم فاسد گشتہ پس۔ (اسفاربور) بمعنی فساد در روشنی صبح پیدا شدہ) باشد و نام شہری کہ بلندی عمارتش روشنی صبح را زائل کند و ظاہر نکند۔ اندرین صورت فابقاعدۂ تبدیل فرس بہ بای عربی بدل شد ہمچو (زفان) و (زبان) و رای مہملہ بہ نون چنانکہ (تار) و (تان) و واو بکثرت استعمال حذف شد چون (ہوشیار) و (ہشیار) پس (اسفاربور) (اسبانبر) شد و در (اسفانبر) صرف تبدیل رای مہملہ بانون و حذف واو واقع شد و در (اسفابر) کہ مخفف (اسفاربور) باشد حذف رای اوّل و واو ہر دو۔ واللہ اعلم بالصّواب (اردو) اسبانبر ایک شہر کا نام ہے جس کو نوشیروان نے آباد کیا تھا اور طاق کسری اسی شہر میں تھا۔ مذکّر۔

اسپاہ بقول برہان و ہفت بکسر اوّل و سکون ثانی و بای بالف کشیدہ و بہ ہای زدہ (۱) لشکر۔ انبوہ سپاہ باشد و (۲) سگ را نیز گویند کہ بہ تازی کلب خوانند و حالا بہ تخفیف (اسپہ) مشہور است و با بای فارسی نیز۔ خان آرزو در سراج بر (اسپاہ و اسپہ) گوید کہ لشکر و سگ و سپاہ و سپہ مخفف آن و ازین ماخوذ است (اسپاہان) کہ ہمیشہ موضع اقامت سپاہ ایران بود و در ان سگ نیز بسیار بود۔ پس بدو جہت منسوب باشد زیرا کہ الف و نون در اسپاہان برای نسبت است چنانکہ صاحب تاریخ اصفہانی گفتہ مؤلف گوید کہ نتیجۂ این ہمہ تحقیق آنست کہ اصل این (سپاہ) بود بہ بای فارسی بمعنی اوّل و معنی دوم

مجاز آن بوجہی کہ خان آرزو ذکرش کرد۔ بای فارسی با عربی بدل شد چنانکہ (تپ) و (تب) و (اسپ) و (اسب) و الف وصلی در اوّلش آورده (اسباہ) کردند و (اسپاہ) بہ بای فارسی ہم بہمین معنی می آید پس (سپاہ و سپہ) را مخفف (اسپاہ) نتوان گفت چنانکہ خان آرزو نوشتہ و صراحت (اسپاہان) بجایش کنیم (اردو) (۱) سپاہ۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ فوج۔ لشکر۔ (۲) کتا۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر کلب۔ سگ۔ ایک مشہور جانور کا نام جو راتوں کو بھونکتا اور آدمیوں کا کمال رفیق ہوتا ہے۔

اسبغول صاحب ناصری در آغاز کتاب بذیل آرایش سوّم فرماید کہ این نباتیست شبیہ بہ گوش اسپ چہ غول بمعنی گوش آمدہ و از ابپارسی اسپزہ نیز گویند و بعربی بذرقطونا و آنرا شعرا در شعر بہ (شپش) تشبیہ داده اند و آنرا (اسبغول جانور) خوانند و جانور بمعنی جان دار۔ صاحب سروری ذکر این کرده و وجہ تسمیہ مبنیّہ صاحب ناصری ہم آورده بر معنی بذرقطونا قائم۔ صاحب برہان این را بہ بای فارسی و بکسر اوّل و فتح ثالث آورده بذکر وجہ تسمیہ بالا فرماید کہ چون برگ آن بگوش اسپ شبیہ است بنابرین اسپ غول خوانند و گوید کہ بعضی بہ شپش تشبیہ کرده اند و بفتح اوّل ہم درست است خان آرزو در سراج بہ بای فارسی نوشتہ نسبت وجہ تسمیہ گوید کہ اصح آنست کہ خود شبیہ بگوش اسپ است نیز فرماید کہ برین تقدیر باید کہ بفتح اوّل خوانیم صاحب رشیدی فرماید کہ اسپغول۔ و اسپیوش و اسفیوش و سپیوش و سفیوش ہمہ مرادف یکدیگر است بمعنی گیاہ معروف

بشباہت گوش اسپ و غوّل گوش) باشد۔ مؤلف گوید کہ نسبت مرادفات این بجائے خودش بحث کنیم و در اینجا ہمین قدر مقال عرض است کہ تخم معروف است نہ گیاہ معروف صاحبان ہفت و (در ری و پہلوی) وشنس و امثند و جامع و مؤید ہم ذکر این بہ بای فارسی کردہ اند بخیال ما بای فارسی و عربی چیزی نیست۔ فارسیان با یکدیگر تبدیلش کنند چنانکہ بر (اسپ) ذکرش کردہ ایم و در وجہ تسمیۂ این کہ بالا مذکور شد اتفاق محققین فرس است و ما ہم اتفاق داریم و نسبت فتح الف ما را با خیال خان آرزو اتفاق است و وجہی نیست کہ آنرا مکسور گیریم و معاصرین عجم نیز بالفتح خوانند۔ صاحب محیط فرماید کہ اسم فارسی است و بفارسی قدیم (اسپیوس) و (اسفیوس) و (اسفیدش) می نامند و در اصفہان باسم (اسپرزہ) و در شیراز بنام (بنگو) و (شکم دریدہ) معروف و بعربی (بذر قطونا) و بروی یا یونانی یا سریانی (بشولیون) و بیونانی (قسلیون) و بسریانی (قاطو) و بترکی (قارنی بارق) و بہندی (اسپغول و ایسگول) و (کستیلا) گویند۔ نبات آن در زمین مزروعہ می روید بقول شیخ سرد و تر در دوم و گویند سرد در سوم و مائل برطوبت اند ک۔ گویند کہ کوفتہ آن در حرارت شدید تر و آن از تحلیل ظاہر خالی نیست ضماد آن منضج و مفجر اورام و منافع بسیار دارد (اردو) اسبغول۔ بقول امیر فارسی (مذکر) بزرقطونا۔ ایک قسم کا لعابدار تخم جو پیچش اور بعض اور امراض کے لئے مفید ہوتا ہے اس کا مزاج سرد و تر ہے۔ کٹا اور بھوسی نکالا ہوا اسم ہے۔ مسلم پھانکا جاتا ہے یا لعاب استعمال کرتے ہین (سودا ۵) صاحب پیچش کو تبلایا کٹول پہ واسطے ہیضے کے لکھا اسبغول ؛

اسبغول جانور (اصطلاح) صاحب ناصری در آرایش ستوم آغاز کتاب بر (اسبغول) وخان آرزو در سراج وصاحب رشیدی بر لفظ (اسپغول) ذکر این کرده اند- کنایه باشد از شپش که بقول برهان جانوریست معروف که در سر پیدا می شود محققین بالا گویند که جانور در اینجا بمعنی جاندار است و بدین وجه که شپش مشابه باشد به اسبغول- آن را اسبغول جاندار گفتند (بهرامی سرخسی) بهیچ گاه نیارم بنجانه کرد مقام ؛ چراکه خانه پر از اسبغول جانور است ؛ صاحب جهانگیری همین شعر را به سند (اسپخول) آورده و در مصرع ثانی (اسبغول بغین معجمه) را (اسپخول به خای معجمه) نقل کرده- اهل تحقیق بر لفظ (اسبغول و (اسپغول) بر او اعتراض کرده اند و خود صاحب جهانگیری بر (اسپخول) فرماید که آنچه (هندوشاه و (حافظ اوبهی) این شعر را بسند (اسبغول) بمعنی بذرقطونا آورده اند ظاهر ا بمعنی نرسیده اند (الخ) وصاحب ناصری بر لغت (اسبغول) جوابش داده مؤلف گوید که اعتراض جهانگیری بر (هندوشاه) و (حافظ اوبهی) بسیار درست است که در شعر بهرامی (اسبغول) بمعنی بذرقطونا نیست و آنرا بسند بذرقطونا آوردن درست نباشد بلکه شعر مذکور متعلق از (اسبغول جانور) است که کنایه از شپش باشد ولیکن ادّعای جهانگیری هم درست نباشد که درین شعر اسپخول را به خای معجمه نوشته بمعنی (گندگی مرغان) گرفته است- اهل تحقیق را درین معنی کلام است و ما بجای خودش بر لفظ (اسپخول) تصفیه آن کنیم چون این شعر را در نسخ متعدده دیدیم- در مصرع ثانیش (اسبغول به غین معجمه) یافتم نه به خای منقوطه ازینجاست که ما این را سند (اسبغول جانور) قرار دادیم (اردو) جون- بقول آصفیه

(ہندی) اسم مؤنث شپش - وہ کیڑے جو بالوں یا کپڑوں میں عفونت جسم یا میل کی سبب سے پڑ جاتی ہیں -

اسپور بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتح اوّل وضم ثالث لغت فارسی است بمعنی احمق - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این بہ بای عربی نکرد و ما صراحت این بر (اسپور) بہ بای فارسی کنیم کہ می آید (اردو) دیکھو - اسپور -

اسپونتن بقول برہان با تای قرشت بر وزن پہلو شکن بلغت ژند و پاژند بمعنی (۱) دیدن و مشاہدہ کردن و (۲) بمعنی دوانیدن - صاحب ناصری بحوالہ برہان بر معنی اوّل قانع - صاحبان ہفت و انند این را بہ بای فارسی آوردہ اند و صاحبان موارد و جہانگیری ہمین لغت را بہ تای فوقانی (استونتن) ہم بمعنی اوّل نوشتہ اند و صاحب موارد بہ بای فارسی ہم ذکر کردہ **مؤلف** گوید کہ (اسب و اسپ) بای عربی و فارسی ہر دو یکیست و (ون) بقول برہان بفتح اوّل بمعنی شبہ و نظیر و مانند آمدہ و (تن) علامت مصدر - پس (اسپ ون تن) بمعنی حقیقی مانندگی اسپ وجاد ارد کہ بمعنی دوانیدن گیرند بہ تصرف حرکات و بدین وجہ کہ (است - بہ تای فوقانی) مخفف استر است - (استونتن) بہ معنی (مانندگی استر) من وجہ باد دوانیدن تعلق دارد و بقول برہان (است) بہ تای فوقانی بمعنی اسپ ہم آمدہ - ولیکن برای معنی اوّل ہیچ بفہم مانی آید و تبدیل بای عربی و فارسی با تای فوقانی ہم خلاف قیاس است و چارہ نیست بجز انکہ برای معنی اوّل اسبون و اسپون و استون را بلغت ژند و پاژند بمعنی مشاہدہ - اسم جامد گیریم - حیف است کہ ذخیرہ موجودہ بہ تحقیق این کفایت نکرد (اردو) (۱) دیکھنا (۲) دوڑانا

اسبہ بقول صاحبان برہان وہفت و جامع وانند بکسر اوّل وسکون ثانی وفتح با ابجد وظہور ہای ہوز۔ مخفّف (اسباہ) است کہ گذشت و فرمایند کہ با بای فارسی ہم گفتہ اند **مؤلّف** عرض کند کہ ما ہمدرآنجا بحثی کامل کردہ ایم (اردو) دیکھو اسباہ۔

اسپیل بقول صاحب سروری بحوالۂ تحفہ بعد از سین بای موحّدہ بوزن (مندیل) دزد اسپ راگویند کہ بغیر از اسپ دزدیدن کار دیگر نکند۔ صاحبان برہان ورشیدی وہفت وجامع وناصری وانند ذکر این بہ بای فارسی کردہ اند وما بر لفظ (اسپ) صراحت کردہ ایم کہ بہ بای عربی وفارسی ہر دو آمدہ خان آرزو در سراج فرمایدکہ ظاہر اصل (اسپ بیر) بود مرکّب از (اسپ) و (بیر) بیر بمعنی یاد و حفظ وچون او غیر از اسپ چیزی نہ دزدد او را بدین۔ موسوم کردند کہ گویا یاد اسپ دارد وچیز دیگر بخاطر نمی گذرد و بعد ازان یک باب اجتماع دو با محذوف شدہ و را بہ لام تبدیل یافتہ (انتہی) **مؤلّف** گوید کہ اگرچہ بقاعدۂ فارسی تبدیل رای مہملہ بہ لام درست است چنانکہ (چنار) و (چنال) ولیکن خیال ما اینست کہ اصل این (یل اسپ) است۔ مرکّب اضافی از لفظ (اسپ) و (یل) اسپ بمعنی اوست ویل بقول برہان بمعنی شجاع وپہلوان و دلاور وآویختۂ چیزی۔ پس معنی لفظی (یل اسپ) پہلوان اسپ یا آویختۂ اسپ وموسوم کردند بہ کسی کہ بہ دزدی اسپ مخصوص است و شک نیست کہ اسپ را دزدیدن خیلی دلاوری وپہلوانی است پس قلب اضافت این (اسپیل) شد یا اینکہ اصل این (اسپ ایل) باشد۔ ایل بقول برہان بکسر اوّل بزبان ترکی بمعنی دوست ورام باشد پس لاسپ (ایل) اسم فاعل ترکیبی بمعنی دوست دارندۂ

اسپ و رام کنندۂ اسپ باشد کنایہ از آ
دزد - الف دوم از کثرت استعمال حذف
شد چنانکہ (ازاین) را بحذف الف دوم
(ازین) کردند و جا دارد کہ اصل این (اسپ
بر) گیریم بفتح بای عربی بمعنی برندۂ اسپ
اسم فاعل ترکیبی - کنایہ از اسپ دزد کہ
اسپ را می برد - رای مہملہ آخر بقاعدۂ
فارسی کہ بالا گذشت بہ لام بدل شد اسب بل
شد و از اجتماع دو با - یکی را حذف کردند
(اسبل) بماند و میان با و لام یای تحتانی
آوردند برای سہولت تلفظ چنانکہ (شبخون)
و (شبیخون) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - بنیاد این
عمارت بر قیاس است و بس (اردو) گھوڑا چور - مذکر - وہ شخص جو گھوڑے چرایا کرتا ہے

اسپ ہمان اسب است کہ بیای عربی
بجایش مذکور شد و کیفیت تبدیل بای عربی
بہ فارسی و صراحت ماخذ ہمہ آنجا کردہ ایم
(اردو) دیکھو (اسب)

(الف) اسپ آتش فعل (اصطلاح) بقول
صاحب ہفت قلزم اسپ تیز گام و تیز رو
را گویند - اگرچہ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد
ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند و فارسیان
آتش پای و آتش مزاج را بصفت اسپ
آورده اند چنانکہ بر لفظ (اسب) گذشت پس آتش
فعل ہم صفت اسپ تواند شد کہ تیزی و تندی
او متقاضی آنست فارسیان مجرد (آتش فعل)
ہم اسپ جلد و تند و تیز رو را گفته اند چنانکہ در
ممدوده گذشت - صاحب انند این را - -

(ب) اسپ آتش نعل بہ نون - نوشتہ
و صاحب مؤید ہم - و در ممدوده مجرد (آتش نعل)
ہم بمعنی اسپ تند رو گذشت پس عیبی نباشد
اگر آتش نعل را بالفظ اسپ بصفت او استعمال
کنند کہ در تیز روی - آتش از نعلش می جہد (اردو)
الف و ب تیز رو گھوڑا (مذکر)

اسپِ اصطرلاب | اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم چیزی است کہ بشکل حیوانی ساختہ بر اصطرلاب نصب کنند - خان آرزو در چراغ ذکر این کردہ و از اشرف سند آوردہ کہ بہ ہجو اسپ گفتہ است (ے) بگسلد از یکدگر دردم چو تار عنکبوت ؛ گر کنی چون اسپ اصطرلابش از آہن جدا ؛ صاحبان انند و بہار عجم اسطرلاب را بہ سین مہملہ نوشتہ اند و در سند اشرف ہم بہ سین تقلش کردہ اند ما تحقیق کا ملش بر (اصطرلاب کینم (ا ردو) اصطرلاب کا گھوڑا - مذکر - وہ حیوانی شکل جو اصطرلاب پر نصب کی جاتی ہے -

(الف) اسپ افگن | (اصطلاح) بقول صاحبان برہان و بحر و جامع و ہفت جہانگیری مردم دلاور و بہادر و دلیر و شجاع را گویند کہ تنہا و یکہ بر فوج غنیم اسپ انداز دیعنی بتازد صاحبان ناصری و سروری از فردوسی سند آوردہ اند (ے) بر آشفت آن پور اسفندیار ؛ جوانی بد اسپ افگن و نامدار ؛ و بہا را زو آلہ ہروی (ے) اسپ افگن میدان دلیری بدلیری ؛ در ہم شکن جوشن فولاد بفولاد ؛ **مؤلف** گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است از مصدر ----------

(ب) اسپ افگندن | کہ دو معنی دارد (۱) سوار بر اسپ خود را بمیدان افگندن و (۲) بہ زور بازو اسپ را بر زمین افگندن (میر خسرو ے) رد تو دران بقعہ بکن پیل بند ؛ اسپ بخواہم من ازین سو فگند ؛ سندی کہ بر الف گذشت معنی دوم (ب) را ہم بکار خورد - بہار ذکر (ب) کردہ از معنی سابق صاحبان برہان و ناصری (الف) را بہای عربی آوردہ اند و دیگر محققین آنرا بہ بای فارسی - ما بر لفظ اسپ بیان کردہ ایم کہ (اسب و اسپ بہای عربی و فارسی ہر دو

صحیح است و ہمدرآنجا ذکر ماخذش ہم کردہ ایم
انچہ محققین اول الذکر در معنی الف بہ تعریف
شجاع و دلیر (تنہا و یکہ بر فوج غنیم اسپ
انداختن) را نوشتہ اند بخیال ما درست نیست
بلکہ (الف) ہم مثل (ب) دو معنی دارد (۱)
بمعنی اسپ افگندہ در میدان وغیر ذلک
یعنی سوار بر اسپ خود را بمیدان افگنندہ
(۲) بزور بازو اسپ را بر زمین افگندہ
واز ہمین معنی کنایہ باشد از مرد شجاع و دلیر و
این کنایہ را من وجہٍ بامعنی اول ہم متعلق توان
کرد (اردو) (الف) (۱) گھوڑا ڈالنے والا
(۲) دلیر۔ شجیع (ب) (۱) گھوڑا ڈالنا بقول
صاحب آصفیہ کسی رخ پر گھوڑے کو دوڑانا
گھوڑا سرپٹ کرنا۔ کسی کے پیچھے گھوڑا لپکانا
گھوڑے سے تعاقب کرنا (۲) گھوڑے کو
گرا دینا۔

(الف) اسپاناخ | بقول صاحب رشیدی
مرادف (اسپناخ) و(اسپانج) و معرب آن
اسفاناخ بمعنی ترۂ معروف و صاحب برہان

(ب) اسپانج | فرماید کہ بابای فارسی بالف
کشیدہ و فتح نون و سکون جیم مرادف اسفناج
و آن سبزی است کہ در آش کنند۔ صاحب
ناصری ذکر ہر دو کردہ فرماید کہ ترہ ایست کہ
در آش کنند و ازان بورانی سازند (مولوی
معنوی (ب) ؎) اسپانج خوشیم خوان
تا ترش شود شیرین ٭ باہر دو شدم پختہ تا با تو
بہ پیوستم ٭ صاحب سروری بذکر (ب) فرماید
کہ با خای معجمہ اصح است اگرچہ با جیم شہرت
دارد۔ صاحب جامع ہم ذکر (ب) کردہ گوید
کہ اسفناج معروف است خان آرزو در سراج
بر ذکر (ب) قانع و گوید کہ بابای پارسی بالف
کشیدہ و فتح و نون و سکون جیم بمعنی اسفناخ کہ
سبزی معروف باشد صاحب انند بذکر الف
فرماید کہ اسفناخ معرب آنست و آنرا۔۔۔

(ج) اسپانخ نیز گویند و نسبت (ب) نوشته که مرادف (الف) است صاحب محیط بر (اسفاناخ) گوید که این را برومی (ارقیا) و بفرنگی (اسپس) و بفارسی (اسفناج) و (اسپناج) و (اسپانک) و بهندی (پالک) گویند بقلهٔ مشهور است - سرد تر در آخر اول و گویند معتدل در گرمی و سردی و تری و برای ابدان یابسه و صاحبان وسواس و صداع را غذای نیک و نافع و منافع بسیار دارد - صاحب سوار السبیل آورده که اسم یونانی این (اسپنا گیا) است مؤلف عرض کند که فارسیان از همین اسم یونانی (اسپانک) ساخته باشند بزیادت الف اصلی در اول و تبدیل کاف فارسی بعربی و حذف یا و الف آخر و تقدیم الف بر نون و این قسم تصرف خلاف قیاس در لغات السنهٔ غیر یافته می شود در تفریس - پس اصل این در فارسی (اسپانک بکاف عربی) باشد - حیف است که لغات فرس از زین ساکت اند و مجرد صاحب محیط ذکر (اسپانک - لغت فارسی) کرده) باری حال مبدل همین (اسپانک) (اسپانخ) است به تبدیل کاف عربی بخای معجمه بحسب قاعدهٔ فرس همچون (تلک) و (تلخ) و به تبدیل خای معجمه به جیم عربی (اسپانج) کردند که صاحب قوانین دستگیری ذکر این قسم تبدیل خای معجمه به جیم عربی کرده است و هم در آنجا فرموده که بهمین قاعده (اسفاناخ) را (اسفاناج) کردند و بای فارسی به فا هم بدل شود - چنانکه (پیل) و (فیل) و هم ازین قبیل است تبدیل بای فارسی به فا در (اسفاناخ) و (اسفاناج) و (اسفناخ) و (اسفناج) و زیادت الف سوم در (اسپانخ) هم بقاعدهٔ فارسی درست است چنانکه (میرد) و (میراد) و (مهار) و (ماهار)

پس متحقق شد کہ (اسپاناخ) وجمیع مرادفات آن کہ بالا مذکور شد مفرّس است و ماخوذ از لغت یونانی (اردو) الف - ب - ج دیکھو اخیروس -

(الف) اسپ انداختن (مصدر اصطلاحی)

(ب) اسپ اندازی (الف) مرادف ہر دو معنی اسپ افگندن باشد کہ گذشت و (ب) حاصل بالمصدر (الف) صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر (ب) کردہ است و صاحب بول چال ہم (اردو) (الف) دیکھو اسپ افگندن (ب) اسی کا حاصل بالمصدر۔ گھوڑا دلانا مصدر کے وزن پر آتا ہے -

(الف) اسپ انگیختن (اصطلاح) -

(ب) اسپ انگیز (ب) بقول برہان وہفت کہ بہ بای عربی آوردہ (انہمیز) را گویند و آن آہنی باشد سرتیز کہ بر پاشنۂ کفش و موزہ نصب کنند و (۲) اسپ انگیزاننده را نیز گویند کہ سوار باشد و (۳) امر باین معنی ہم ہست یعنی اسپ را برانگیز و بجہان - صاحب ناصری بہای عربی بر معنی اوّل قانع و ہمچنین خان آرزو در سراج بہ بای فارسی و صاحب بحر بہای فارسی معنی اوّل و دوّم را آوردہ و صاحب سروری بہ بای فارسی ذکر ہر سہ معنی (ب) کردہ مؤلّف عرض کند کہ بای عربی و فارسی ہر دو درین لغت یکی است کہ صراحت آن بر لفظ (اسب) کردہ ایم (الف) اصل است بمعنی برانگیختن و ہوشیار کردن اسپ با شارہ مہمیز یا مجرّد پاشنہ یا چیز دیگر و (ب) امر حاضر و اسم فاعل ترکیبی الف و معنی اوّلش کنایہ باشد بہ معنی فاعلی (اردو) (الف) اڑ کرنا - بقول امیر گھوڑے کو تیز کرنے کے لئے اڑی مارنا - گھوڑے کو ٹھکرانا بقول صاحب آصفیہ مہمیز کرنا بھی انہیں معنوں میں

مستعمل ہے (ب) (۱) مہمیز۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی (اسم مؤنث) وہ آہنی میخ جو سوار ون کی ایڑی پر لگی ہوتی ہے۔ (۲) ایڑ کرنے والا۔ مہمیز کرنے والا (الف) کا اسم فاعل (۳) ایڑ کر۔ مہمیز کر الف کا امر حاضر۔

اسپانیول بقول صاحب رہنما و صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار معنی اسپین است و اسپین بقول امیر لغت انگلیسی ملک ہسپانیہ و اندلس را گویند کہ در جنوب فرانس واقع است و بتحقیق ما استعمال این بکسر نون و ضم یای تحتانی و سکون واو و لام است و این مفرس باشد برخلاف قیاس (اردو) اسپین بقول امیر (انگریزی) ملک ہسپانیہ۔ اندلس۔ جو فرانس کے دکن مین واقع ہے۔ مذکر۔

اسپاہ بکسر اول ہمان (اسباہ) است کہ بہ بای عربی گذشت مابحث کامل ہمدنجا کردہ ایم۔ صاحبان رشیدی و پہلوی و سروری و شمس و مؤید ذکر این کردہ اند (اردو) دیکھو اسباہ۔

اسپاہان بقول صاحب رشیدی نام شہری کہ اصفہانش بصاد مہملہ نامند و این مرکب است از (اسپاہ) کہ بمعنی لشکر و سگ گذشت و الف و نون نسبت را در آخرش زیادہ کردہ اسپاہان نام شہری نہادند۔ و آن شہر ہمیشہ موضع اقامت سپاہ ایران بود و در آن سگ نیز بسیار می بود چنانچہ مؤلف تاریخ اصفہان (علی بن حمزہ) ذکر این کردہ (انتہی) خان آرزو ہم این را نوشتہ (اردو) اصفہان۔ بقول امیر ملک فارس کے وسط مین ایک بہت بڑا شہر ہے جو کسی وقت مین دار الخلافہ بھی تھا۔ یہان کی تلوار اور سرمہ مشہور ہے۔

اسپِ ایلخی | استعمال - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار - ذکر این کردہ فرمایدکہ بچۂ خانہ زاد اسپ را گویند - صاحب غیاث بر (ایلخ) نوشتہ کہ بکسر اوّل و یای تحتانی غیر ملفوظ و سکون لام و خای معجمہ بمعنی گلّہ اسپان لغت ترکی است و از بعض ترکان (ایلخی) بزیادت یای تحتانی در آخر ہم مسموع (انتہی) و صاحب لغات ترکی (ایلقی) بہ قاف را بمعنی گلّہ اسپان نوشتہ فرمایدکہ بغین معجمہ ہم آمدہ ما در لغات ترکی بہ خای معجمہ نیافتیم - بخیال ما فارسیان (ایلغی) را بہ تبدیل غین معجمہ بہ خای معجمہ (ایلخی) کردند چنانکہ (چرغ) و (چرخ) و جاجارد کہ (ایلقی) بہ قاف را ہم بہ تبدیل قاف بخای معجمہ (ایلخی) کردہ باشند چنانکہ (چقماق) و (چخماخ) باقی حال - معنی لفظی این (اسپ گلّۂ اسپان) است و کنایہ باشد از بچۂ اسپ خانہ زاد (اردو) خانہ زاد بچہ را مذکر

اسپِ باروت | اصطلاح - بقول بہار صورت اسپ می سازند کہ آتش بازان باتش در حرکت آرند - صاحب انند فرمایدکہ اسپ کاغذی است کہ باتش در حرکت آید (اردو) باروت کا گھوڑا - آتشبازی کا گھوڑا - مذکر -

اسپِ بجل | اصطلاح - بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و صاحب انند مثلہ و ہر دو از سعید اشرف سند آوردہ اند (ے) بیخود م در پی آن شوخ دغل ؛ تو سن عمر من است اسپ بجل ؛ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و در نسخۂ قدیم بہار عجم این را بہ حای حطّی قائم کردہ است و در مصرع دوم سند ہم بجای حطّی نوشتہ خان آرزو در سراج (بچل) بروزن کچل بہ جیم فارسی آوردہ فرمایدکہ شخصی کہ پیوستہ لباس را ضائع کند و چرکین سازد و صاحب برہان ہم این را نوشتہ - پس عجبی نیست کہ

فارسیان این را صفت اسپی قرار دادہ باشند کہ پیوستہ بہ بی اختیاری چرکین سازد و این مرضی است از امراض اسپان و بلحاظ معنی مصرع اوّل سند تشبیہی است برای بی خودی کہ تو سن عمر خود را (اسپ بچل) قرار دادہ یعنی اسپی کہ دائما چرکین بہ بے اختیاری کند (اردو) وہ گھوڑا جو ہمیشہ بے اختیار لید کرے یہ حالت ایک خاص مرض مین پیدا ہوتی ہے۔

اسپ بدویدن آخور یادمی کند (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان چون کسی را مشغول در محنتی بینند گویند "آغا امروز نان بسیری بخور کہ اسپ بدویدن آخور یادمی کند" مقصود اینست کہ محنت کشندہ غذا را زود ہضم کند و اشتہای غذا آغاز شود قبل از وقت (اردو) دکن مین کہتے ہین۔ محنت مین غذا کا لطف آتا ہے"

اسپ بزیرزین درآوردن استعمال بقول بہار کنایہ از تہیۂ سواری کردن (حکیم زلالی ؎) بزیرزین درآوردند بادی ؛ کہ صد میدان بآتش طرح دادی ؛ صاحب انند این را با (اسپ و زرین کشیدن) آوردہ مراد فش گوید۔ یعنی بالا مؤلف گوید کہ سند متعلق است از (باد بزیرزین کردن) و باد در اینجا استعارہ باشد از اسپ و این داخل است در تعمیم (اسپ بزیرزین درآوردن) (اردو) صاحب آصفیہ نے (زین دہرنا) (زین کسنا) پر لکھا ہے کہ گھوڑے پر کاٹھی رکھنا چارجامہ لگانا۔ ہماری رائے مین اس سے تہیۂ سواری کرنے کے معنی پیدا ہوتے ہین

اسپ پی کردن (مصدر اصطلاحی) یعنی پی اسپ بریدن باشد یعنی رگ پاشنہ بریدن برای منع دویدن و راہ رفتن و کنایہ باشد از معذور و بی کار کردن اسپ را (انوری ؎)

(۱۵۵۴)

از سہ فتح تو خصم تو پی کرد اسپ ؛ ہمچو مجی
کز حدوک چرخہ مادر شکست ؛ مخفی مبادکہ در
مصرع اول بعد لفظ اسپ کلمہ را محذوف
گیریم (اردو) گھوڑے کی کوچین کاٹنا۔ صاحب
آصفیہ نے (کوچین کاٹنا) پر لکھا ہے کہ (پی
کردن) کا ترجمہ ہے یعنی ایڑی کے اوپر سے
پاؤن کے پٹھے کاٹ ڈالنا۔

(الف) اسپ تاختن | استعمال صاحبان

(ب) اسپ تاز | برہان و بحر و سفت
و جامع و سراج ذکر (ب) کردہ فرمایند کہ بابای
فارسی و تای قرشت بروزن دست باز (۱)
معروف کہ اسپ دواندہ باشد و (۲) نام
روز ہجدہم است از ماہ ہای ملکی و (۳) زمین
ہموار را نیز گفتہ اند صاحب ناصری و انند
بذکر ہر سہ معنی بالانسبت معنی سوم صراحت کند
کہ زمین صاف و ہموار کہ قابل تاختن اسپ
باشد صاحب جہانگیری و شمس بمعنی دوم

قائع مؤلف عرض کند کہ (الف) اصل است
بمعنی دواندن اسپ و (ب) اسم فاعل و مفعول
ترکیبی یعنی اسپ تازندہ و معنی دوم مجازآن یعنی
روزی کہ در آن فارسیان اسپ تازند و بیرون
از خانہ روند و آن روز ہجدہم ہر ماہ ملکی است
و ہمچنین معنی سوم ہم مجاز باشد یعنی میدانی ہموار
کہ در آن اسپ تازند (اردو) (الف) گھوڑا
دوڑانا (ب) (۱) گھوڑا دوڑانے والا۔
(۲) ہر ماہ ملکی کی اٹھارویں تاریخ (۳) مسطح
اور ہموار میدان جس میں گھوڑے دوڑائیں مذکر

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خری بینیم

(مثل) این شعر خواجہ شیراز است کہ فارسیان
بطور مثل استعمالش کنند۔ صاحب مجبوب الامثال
ذکر این کردہ از معنی و محل استعمالش ساکت
مؤلف گوید کہ چون صاحب علم و فضل و
ماہر فن و کمال را از مساعدت بخت مبتلائے

مصیبت احتیاج بینند و علی الرغم آن بخیر دان
را بیاوری طالع و رخوشحالی فارسیان این
مثل رازنند (اردو) تازی مارکہاے ترکی
آش پاے" صاحب محبوب نے اسکو
لکھا ہے اور یہ فارسی مثل کا بعینہ ترجمہ ہے
صفات اور خوبیون کے اعتبار سے عربی
گھوڑا کل اقسام سے فائق ہے اور صفتون کے
ساتھہ اسمین یہ صفت بہی ہے کہ تھوڑے سے
دانے چارے پر ترو تازہ رہتا ہے اور محنت
اور وفاداری مین ممتاز۔ اس کے برخلاف
ترکی گھوڑا زیادہ بارکش اور مثل تازی کے
خوبیون سے موصوف نہین ہے اوسکی خوبصورتی
اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اسکو
عمدہ راتب ملے اگر ذرا بہی اسمین کمی ہو تو وہ
دبلا ہوکر بدڈول ہوجاتا ہے اس لئے باوجودیکہ
اس کا درجہ باعتبار صفات عربی سے کم ہے
اس کے دانے چارے کی فکر ہمیشہ رکھی جاتی

ہے اور عربی گھوڑے کو اوسکے صفات کے
بدولت دانا چارہ کم نصیب ہوتا ہے۔ اور
اُس سے خدمت زیادہ لی جاتی ہے۔

(۱۵۵۵)

(الف) اسپ چوب | استعمال (ب)

(ب) اسپ چوبین | بقول بہار وصاحب
بحر (۱) تابوت و (۲) نی کہ اطفال و بازیگران
بر آن سوار شوند صاحب جہانگیری در دستور
اول خاتمہ کتاب ذکر این بمعنی اول کردہ و
صاحبان رشیدی و شمس و ضمیمہ برہان ہم
برمعنی اول قانع (عرفی الف ۵) عرفی
بر اسپ چوب چو طفلانہ سوار ؛ رہ کی بری
بہ دست کہ میدان آتش است ؛ (محمد قلی
سلیم ب ۱) بکشتی می شدم ہر سو شتابان ؛
سوار اسپ چوبین ہمچو طفلان ؛ صاحب
جہانگیری سند معنی دوم از شاہ نعمت اللہ ولی
آوردہ (ب ۲ ۵) بندید روان بر اسپ
چوبین ؛ جوید طریق عز و تمکین ؛ جای دگر

فرو میارید ۔ در خاک نجف مرا سپارید ۔ و بہ تحقیق
ما (۳) بمعنی بت و تمثال اسپ کہ از چوب سازند
وکنایہ از شخص غیر موزون و احمق و نااہل
برای کاری (واعظ قزوینی ۵۳) شہیکہ
بستہ دو صد اسپ بر درش غافل ۔ کہ سر طویلہ
آنہاست اسپ چوبینش ۔ مخفی مباد کہ فارسیان
تابوت را کنایۃً اسپ چوبین گفتند بدین وجہ
کہ حامل موتی است و چوبی کہ طفلان بر و سوار
شوند یعنی آزادرمیان ہر دو پای کردہ سیر کنند
وادعای سواری اسپ نمایند ہم کنایہ باشد
از اسپ چوبین و در معنی سوم مقصود از اسپ
نقلی است کہ از چوب بصورت اسپ سازند
وبطور عام کنایہ از کسی کہ غیر محل اوست و احمق
کہ از حقائق و فرائض خود بیخبر باشد ۔ بخیال ما
این ہر سہ معنی برای الف ہم توان گرفت کہ
بمعنی نقطہ (الف) مرادف (ب) باشد ۔
(اردو) الف و ب (۱) تابوت ۔ بقول

آصفیہ (عربی) اسم مذکر ۔ مردہ کا صندوق
جسمین لاش رکھکر لیجاتے ہین جنازہ نعش
صاحب آصفیہ نے اس تابوت اور جنازہ
کو (کاٹھ کی گھوڑی) بھی کہا ہے (۲) وہ
لکڑی جس کو لڑکے دونون پاؤن کے
بیچ مین قائم کرکے اپنے آپکو گھوڑے پر
سوار خیال کرتے ہین یا لکڑی کا بنایا ہوا
گھوڑا جس پر لڑکون کو دل بہلانے کے لئے
سوار کرتے ہین ۔ صاحب آصفیہ نے (کاٹھ
کا گھوڑا) پر لاٹھی عصا ۔ لکڑی کا بنا ہوا
گھوڑا لکھا ہے (۳) کاٹھ کا اتو ۔ بقول آصفیہ
(ہندی) اسم مذکر محض بے وقوف اور دن
کی عقل پر چلنے والا ۔ کندۂ ناتراش ۔ دکن
مین ایسے شخص کو جو اپنے مفوضہ کام کا اہل
نہ ہو (کاٹ کا پتلا) کہتے ہین ۔

اسپ چوبین راہ نمی رود (مثل)
صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این

کردہ از معنی ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان
این مثل را بجائی زنند کہ شخصی نا اہل بہ کارے
مقرر شود کہ از فرائض و حقائق آن آگاہ نہ باشد
و فرق اصل و نقل ہم بوسیلۂ ہمین مثل ظاہر کنند کہ
اصل - اصل است و نقل - نقل (اردو) کاغذ
کی ناؤ مین کون پار اترا" صاحب آصفیہ نے
فرمایا ہے کہ یہ کہاوت ہے - ناپائدار سہارے
پر کیا بھروسہ - بیڑا مبا کھل کر رہتا ہی (انتہی)
ہمنے بعض اہل ہند کی زبان سے یہ بھی سنا ہے
کاغذ کی ناو پار نہین اتارتی" ہماری زبان
مین یہ اردو کہاوت اُس موقع پر بھی مستعمل
ہوسکتی ہے جب اصل اور نقل کا فرق
دکھلانا مقصود ہو - دکن مین کہتے ہین "
کاٹ کی ہنڈیا چولہے پر نہین چڑہتی" یہ اس
مقام پر مستعمل ہے جب کہ اصل کے مقابلہ
مین نقل کا نقص بیان کرنا مقصود ہو یعنی
اصل اصل ہے اور نقل نقل -

اسپ چوگانی (اصطلاح) بقول صاحب
بحر اسپی کہ در چوگان بازی تربیت یافتہ باشد
بہار و انند از صاحب سندی آوردہ اند و بحاف
فارسی نوشتہ (ے) قامت خم مرکب چوگانی
را ہ فناست ؎ عذر ہا بر طاق نہ چون اسپ
چوگانی رسید ؎ مخفی مباد کہ چوگان بقول صاحب
برہان بہ کاف فارسی بروزن جولان معروف
است کہ بعربی صولجان خوانند و ہر چوب سر کج
را گویند عموماً و خصوصاً چوبی باشد بلند و سر کج
کہ گوی فولادی ازان آویختہ باشند و آنرا
کوکبہ خوانند (الخ) ما تحقیق کاملش بجای
خودش کنیم - مخفی مباد کہ چوگان بازی درین
روزہا ہم جاری است و ما مشاہدۂ آن کردہ
ایم از بازی کنندگان ہر یکی بر پشت اسپی نشیند
و چوب سر کجی بدست دارد و گوی را کہ بر زمین
می باشد بواسطۂ آن چوب می زند و بر جای
مقررہ می رساند فریق مقابل آن سعی کند کہ گوی

بجایش نرسد بلکہ برجای فریق مقابل رسد
الحق این بازی است مخصوص بہ جان بازان
و اہل لشکر پس (اسپ چوگانی) بایای نسبت
در آخر ہمان اسپ است کہ برپشتش چوگان
بازی کنند (اردو) پولو کا یا پولو جس پر سوار
ہو کر پولو کھیلتے ہین - پولو - انگریزی زبان کا
لفظ ہے - اردو مین مستعمل - صاحب آصفیہ
نے چوگان کھیلنا کا ذکر کیا ہے -

اسپ چہارگامہ ران (اصطلاح) بقول
صاحب انند و مؤید ای اسپ چہارتگہ ران
و آن نوعی از رفتار اسپ است چون
می خواہند کہ اسپ را بدوانند اول گام یا رغا
برانند بعدہ چہارتگہ و بعدہ بدوانند و این رفتار
سوم را چہارگامہ و چہارتگہ بدان می خوانند
کہ درین رفتار اسپ ہر چہار پای یک بار
برمی دارد - صاحب منتخب این را (اسپ چہار
گامہ بران) نوشتہ و (بران) را از مصدر رانڈن

امر قرار دادہ با معنی اول الذکر متفق صاحب
شمس این را اسپ چہارگامہ روان) نوشتہ
یعنی اسپ چہار رنگ مؤلف گوید کہ صاحب
شمس کتابت اصطلاح را صحیح کردہ و در تعریف
سکندری خورد - دیگران بہ حذف واو تعریفاً
در غلط افتادہ اند (اسپ چہارگامہ روان)
اسپی باشد کہ در دویدنش ہر چہار گامش برخیزد
بکثرت استعمال اگر (روان) را بحذف واو
(ران) گیریم مخفف روان باشد و وجہی نیست
کہ ران را امر راندن قرار دادہ اصل مقصد را
فوت کنیم (اردو) دکن مین کہتے ہین چہارگ
دوڑنے والا گھوڑا - صاحب آصفیہ نے
سرپٹ اور بگ ٹٹ پر لکھا ہے نہایت
تیز رفتاری - دلکی - پس بگ ٹٹ دوڑنیوالا
سرپٹ دوڑنے والا گھوڑا کہہ سکتے ہین -

اسپ خراس استعمال - بقول بہار و
انند اسپی کہ خراس بزور آن بگردد و فرماید کہ گاہے

به گاو نیز همین عمل کنند مؤلف گوید که باخر چرا نباشد مخفی مباد که (خراس) آسیای بزرگ را گویند یعنی (آس) مخفف آسیاست که گذشت و خر بقول برهان هر چیز را گویند که در بدی و زشتی و ناهمواری و بزرگی و ناتراشیدگی نهایت رسیده باشد همچو خراس و خرپشته و خرمهره و امثال آن و صاحب برهان بر (خراس) فرماید که آسیای بزرگی که آنرا باچارواگردانند نه به آب پس (اسپ خراس) مرکب اضافی است بمعنی اسپی که خراس بگرداند (ملاشانی تکلو ۵) ابلق افلاک گردن بسته فرمان اوست ۵ بیوقوف از باعث تدبیر چون اسپ خراس ۵ (اردو) وہ گھوڑا جو بڑی چکی پھرانے کے لئے جوتا جاتا ہے۔

(الف) اسپ خریدم اشتر برآمد

شل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بجائی زنند که در سودای چیزی نفع کثیر بدست آید یا شئی مشتریه خوبتر برآید بدین وجه که شتر هم در قد و قامت و هم در جمیع صفات با عتبارات خاص بهتر از اسپ مسلّم است کنایتهً این مضمون را ازین مثل پیدا کردند و بعضی از معاصرین (اشتر) را (استر) گویند اند نصورت مرادف

(ب) اسپ خریدم و خر برآمد

باشد یعنی خلاف توقع نقصان عائد حال شد

(اردو) (الف) دکن مین کہتے ہین "سودا کیا ہے سودہی سودا ہے" گدھا سمجھکر لیا تو گھوڑا نکلا" اس کا استعمال اس موقع پر کرتے ہین جب کہ کوئی خریدی ہوئی شے بمقابلۂ قیمت زیادہ قیمتی اور عمدہ ثابت ہو

(ب) گھوڑا خریدا تو گدھا نکلا" یہ الف کا عکس ہے۔

اسپنجول بقول برہان وہفت و جامع وشمس وجہانگیری بکسر اوّل وسکون ثانی وبای فارسی مکسورہ وخای نقطہ دار مضموم بواو ولام زدہ بمعنی پنجال است کہ فضلہ وافگندگی مرغان باشد۔ صاحب جہانگیری سند این از کلام بہرامی آوردہ کہ بر (اسبغول جانور) گذشت و درہمان شعر بعوض اسبغول بغین معجمہ (اسپنجول) بہ خای معجمہ نقل کردہ صاحب ناصری با او اختلاف کردہ طالب سند دیگر است و بر لفظ (اسبغول) از اختلاف خود بحثی کردہ و فرمایدکہ اسپنجول بمعنی پنجال در نسخۂ دیگر بنظر نیامد **مؤلّف** گویدکہ ما خیال خود بر لفظ (اسپغول جانور) ظاہر کردہ ایم کہ سند پیش کردہ جہانگیری بکار (اسپنجول) نمی خورد ولیکن ہمچو صاحب ناصری در صحّت این لغت شبہی نداریم۔ زیراکہ اتّفاق محقّقین متذکرۂ بالا اعتبار را شاید وخصوصًا صاحب جامع کہ از اہل زبان است ذکر این کردہ آما چندانکہ جستیم از ماخذ این نشانی نیافتیم جز این کہ فارسیان۔ (اسپغول) را کہ گذشت حسب قاعدۂ خود بہ تبدیل غین معجمہ بہ خای معجمہ (اسپنجول) کردہ استعارۃً برای پنجال مرغان نام نہادہ باشند چنانکہ (چرغ) را (چرخ) کردند وبدین وجہ کہ (اسپغول) با آب لزوجت پیدا کند و یک دانہ اش با دانہای دیگر چسپیدہ من وجہٍ بافضلۂ طیور شباہتی پیدا کند۔ بعید نیست کہ این استعارہ را بہ تشبیہ ناقص قائم کردہ باشند و درین لفظ قدری مجانست لفظ پنجال ہم موجود است۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) بیٹ۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنّث۔ پنجال۔ پرند وتگاوہ

اسپ دارو غہ جو نمی خورد (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی واحسن ذکر این کردہ

از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید
که فارسیان این مثل را بجائی زنند که مقصود
از بیان بد یا نتی داروغۂ اسپان باشد گویند
که از داروغه کسی سوال کرد که آغا این اسپ را
چه قدر جو در راتبه می دهی گفت که هیچ که من
من جو نمی خورد و راتبه نمی پسندد - سائل گفت
چرا نباشد که سیر شکم است از مهمانی - مقصود ش
انیست که اسپان شاهی که بقبضه اختیار داروغه
باشند - اسپ داروغه را همواره مهمان
خود کنند ازینجاست که ضرورت راتبه ندارد
(اردو) دکن مین کہتے ہین - داروغۂ اصطبل
کا گھوڑا گھانس نہین کھاتا" اسکے دو معنی
ہین - ایک یہ کہ کسی نے داروغہ جی کو اپنے
گھوڑے کے لئے گھانس خرید کرتے ہوے
دیکھا ہی نہین - دوسرے معنی یہ ہین کہ
راتب اس کثرت سے اسکو نصیب ہے
کہ گھانس کی ضرورت ہی نہین پڑتی - اس

کہاوت ہے - داروغۂ اصطبل کی بد دیانتی
کا اظہار مقصود ہے - کہتے ہین کہ کسی نے داروغۂ
اصطبل سے پوچھا کہ داروغہ صاحب ماشاءاللہ
آپکے گھوڑے کی پیٹھ مین نالی پڑ گئی ہے آپ نے
فرمایا جی ہان اسلئے کہ وہ گھانس نہین کھاتا

(الف) اسپ در زیر زین کشیدن | استعمال
(ب) اسپ در زین کشیدن | (ب)
بقول بہار و اند کنایہ از تہیۂ سواری کردن
مؤلف گوید کہ مرادف (اسپ بزیر زین
در آوردن) کہ گذشت و عینی نیست اگر بجای اسپ
مرادف یا مماثل آن استعمال کنند (ملا عبداللہ ہاتفی
الف ۵) ازان پس خیبت کشان گزین ؛
تگاور کشیدند در زیر زین ؛ (خواجہ نظامی ب
۵) کہ روی چو از زنگیان کین کشید ؛ سکندر
کجا رخش در زین کشید ؛ (اردو) دیکھو اسپ
بزیر زین در آوردن -

(الف) اسپ دوانی | استعمال (ب)

(۱۵۶)

(ب) اسپ دوانیدن مصدر است بمعنی حقیقی و (الف) حاصل بالمصدر آن صاحبان بول چال و رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر (الف) کردہ بزبان اردو ترجمہ آن (گھوڑ دوڑ) نوشتہ اند یعنی تقریبی که در آن اسپہا بدوانند و سواری را انعام دہند کہ بر دیگران سبقت برد۔ صاحب رہنما (الف) المعنی میدان دوانیدن اسپ آوردہ بخیال ما اتساع اوست زیرا کہ از الفاظ (الف) معنی میدان پیدا نمی شود ما با صاحبان بول چال و رہنما اتفاق داریم (اردو) (الف) گھوڑ دوڑ (ب) گھوڑا دوڑانا۔

اسپ دور کابہ بدامادچہ بخشی صاحبان خزینۂ امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان اسپ دور کابہ آنرا گویند کہ خیلی تیز رو و تند و بدلگام باشد کہ سوار آن در ہر جانبش بسبیل احتیاط دور کاب دارد و خود غرضان این قسم متاع عیب دار را بدیگری بخشش کنند و خیال نمی کنند کہ نقصانی بمعطی نہ برسد۔ مردی بود خود غرض و اسپی داشت دور کابہ میخواست کہ ازین بلا۔ سبکبار شود و بنجات یابد۔ و بہ تقریب عروسی دختر خود اسپ را بداماد عطا کرد و خیال نکرد کہ نقصان جانش نقصان دختر خود است پس این مثل قرار یافت از ین حکایت و فارسیان چون خود غرضی را مرتکب امری می بینند کہ از ان اندیشۂ نقصان دیگری باشد این مثل را بجا می آورند (اردو) دکن مین اس شخص کی نسبت جو انتہا درجہ کا خود غرض ہو کہتے ہین کہ "بدبخت بگلا ہوا کھانا فقیرون کو کھلاتا ہے" یعنی اپنی تھوڑی سی نیک نامی کے لئے دوسرے کی جان کی پروا نہین کرتا۔

اسپر بقول برہان وجامع وہفت ورشیدی وانند با بای فارسی بر وزن مہتر سپر راگویند وبعربی جنۃ خوانند مؤلف گوید کہ الف وصلی در اوّل لفظ سپر زیادہ کردہ اند وبس (اردو) سپر۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ ڈھال۔ پہری۔

اسپ را بزیر زین در آوردن (مضارعی اصطلاحی)
اسپ را زین کردن
اسپ را زین کشیدن
ہر سہ مرادف یکدیگر۔ بقول صاحب بحر عجم تہیۂ سواری کردن مؤلف گوید کہ ہر سہ مرادف (اسپ بزیر زین در آوردن) کہ گذشت (اردو) دیکھو۔ اسپ بزیر زین در آوردن۔

اسپ را لجام انداختن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر رام کردن اسپ وتوسن واز خیرگی باز آوردنش۔ وارستہ وبہار از ابو نصر فراہی بدخشی سند آوردہ (۱) آہار و نفلک کردکہ مانع گردد تو سن سرکش ما را کہ لجام انداز د۔ مؤلف عرض کند کہ از سند پیش شدہ (توسن سرکش را لجام انداختن) پیداست وعیبی ندارد کہ این مصدر اصطلاحی مخصوص بلفظ اسپ نباشد بلکہ مرادفات اسپ ومماثل آن ہم درین داخل باشد ولیکن بخیال ما (۱) مجرّد (اسپ را لجام انداختن) بمعنی تہیۂ سفر کردن است وتا آنکہ با اسپ یا مماثل آن لفظ سرکش زیادہ نکنیم معنی بیان کردۂ محققین بالا درست نمی شود پس (۲) (اسپ سرکش را لجام انداختن) بمعنی رام کردن واز خیرگی باز آوردن اسپ باشد (اردو) (۱) گھوڑے کو لگام چڑھانا۔ (۲) گھوڑے کو سدھانا۔ شریر گھوڑے کو درست کرنا۔

اسپ راندن استعمال۔ بقول بہار

معروف مؤلف گوید کہ بمعنی بر پشت اسپ سوار نشدہ سیر کردن باشد و این را خصوصیت با اسپ نیست بلکہ بر مراد فات اسپ و مماثل آن شامل باشد چنانکہ سمند و توسن	راندن و خر راندن و شتر راندن (عرفی ۵) ہان سمند آہستہ ران ای گمرہ ناہوشمند ۔ منحرف می تازی و سستی و تاریک است راہ ۔ (اردو) گھوڑا چلانا ۔

اسپرائین بقول برہان و ہفت با بای فارسی بروزن و معنی (اسفرائین) باشد و آن شہریست مشہور در خراسان و چون رسم و عادت مردم آن جا چنان بود کہ پیوستہ با سپر می بودند ۔ لہذا باین نام موسوم شد ۔ صاحب انند ذکر این کردہ اشارہ کند کہ اسفر معرّب اسپر است ازین اشارہ متحقّق شد کہ (اسپرائین) اصل است و (اسفرائین) مبدّل آن کہ فارسیان بای فارسی را بفا بدل کنند چنانکہ (پیل) و (فیل) و (سپید) و (سفید) خان آرزو در سراج فرماید کہ (اسفرائین) معرّب (اسپرائین) باشد و آن مرکّب است از اسپر بمعنی سپر و آئین بمعنی رسم و از ہمین شہر است استاد بو اسحٰق اسفرائنی کہ امام اہل سنّت است (اردو) اسپرائین ۔ ایک شہر کا نام ہے جو خراسان مین واقع ہے ۔ مذکر ۔

اسپردن بقول صاحب نوادر ۔ با تمامی مشتقات لغتی است در سپردن بالکسر و صاحب موارد ہمزبانش و صاحب رشیدی (سپردن) و (اسپردن) ہر دو را بیک معنی نوشتہ مؤلف گوید کہ این قدر متحقّق است کہ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّل (سپردن) آوردہ (اسپردن) کردند پس (سپردن) اصل است و ماخذش بجای خودش

بیان کنیم (اردو) دیکھو سپردن۔

(الف) اسپ رز (اصطلاح) (الف) بقول برہان وجہانگیری ورشیدی بابائی
(ب) اسپرز فارسی وزای موزبروزن دسترس میدان وفضا وعرصہ را
گویند وبکسر ہم گفتہ اند۔ صاحب جامع فرماید کہ (اسپریز) و (اسپرس) و (اسپرس) و
(اسپرسب) و (اسپرسف) و (اسفرسپ) و (اسفرسف) ہمہ بکسر و فتح مرادف یکدیگر است
بمعنی میدان۔ صاحب ہفت بذکر (الف) نسبت (ب) فرماید کہ بضمّ اوّل وسکون سین
مہملہ وضمّ بای پارسی وسکون رای مہملہ وزای منقوطہ زدہ (۱) بمعنی (اسپرز) (۲) لغت
ترکی است بمعنی میان فرج۔ صاحب سروری نسبت بمعنی اوّل (ب) نوشتہ کہ بکسر ہمزہ
وضمّ بای فارسی پارہ گوشتی درکمال رخاوت کہ محلّ سود است وبعربی طحال گویند وبقول
خان آرزو در سراج (الف) بکسر اوّل وسکون دوّم وکسر رای مہملہ وزای معجمہ بمعنی
میدان است واو بر برہان اعتراض کند کہ چرا بفتح رای مہملہ نوشت چراکہ این مخفف
(اسپ ریز) است بیای مجہول مؤلّف عرض کند کہ اگر اصل این (اسپرس) گیریم فتح
رای مہملہ درست است ولیکن بچہ وجہ او الف را مکسور گرفت ما درین خصوص باو
اتّفاق نداریم واضح باد کہ (اسپ ریختن) بمعنی (اسپ افگندن) از نظر ما نگذشت بہرحال (اسپ
رس) یا (اسپ ریز) اصل این است یعنی جائی کہ در آن اسپ ریزند یعنی اسپ
افگنند و (اسپ رز) مبدّل مخفّف یا مخفّش۔ اسم مفعول ترکیبی۔ بمعنی جای اسپ رسیدہ وریختہ شدہ
کنایہ از میدان نسبت بہ مرادفات این بجای خودش بیان کنیم ونسبت (ب) عرض میشود

کہ بمعنی اوّل آصل آن (سپرز) است کہ بجای خودش می آید و آن بضمّ اوّل باشد۔ ہرگاہ الف وصلی در اوّلش آورده (اسپرز) کردند باید کہ بضمّ اوّل خوانیم پس صاحب سروری غور نفرمود کہ این را بکسر ہمزہ نوشت و نسبت معنی دوّم (ب) صاحبان کنز و لغات ترکی ساکت اند و صاحب مؤیّد بذیل لغات ترکی تصدیق آن می کند (اردو) (الف) میدان (مذکّر) دیکھو (اپریش) (ب) (ا) تلّی۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنّث۔ ایک اندرونی عضو کا نام جو سودا پیدا ہونے کا مقام ہے اور معدہ کی بائیں جانب واقع ہے۔ سپرز۔ طحال۔ ہماری رائے میں (تلّی) سودا جمع ہونیکا مقام ہے۔ (۲) فرج کا درمیانی حصّہ۔

اسپرزہ بقول صاحب محیط کہ بر لفظ اسبغول نوشتہ در اصفہان۔ اسبغول را گویند کہ بیان کاملش بر (اسبغول) گذشت بخیال ما این مرکّب است از (اسپ) و (رزہ) اسپ بمعنی خودش و رز بقول برہان بمعنی زہر ہلاہل و ہای نسبت بر او زیادہ کردہ (رزہ) کردند و (اسپ رزہ) بمعنی چیزی کہ منسوب بہ زہر اسپ است قلب اضافت (رزۂ اسپ) گویند کہ خوراندن مقدار قلیل آن اسپ را بکشد (اردو) دیکھو اسبغول

اسپرس بقول صاحب سروری مرادف اسپرس و ہر دو بکسر ہمزہ و رای مہملہ و سکون سین مہملہ و فتح بای فارسی بمعنی میدان باشد صاحبان جامع و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند مؤلّف گوید کہ این مبدّل (اسپرز) است کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود رای ہوّز را بہ سین مہملہ بدل کردند۔ چنانکہ (ایاز) و (ایاس) و (ہرمز) و (ہرمس) خان آرزو در سراج بر لفظ (اسپرز) اشارۂ این کردہ است پس باید کہ این را بہ فتح اوّل و کسرۂ

رای مهمله خوانیم که (رس) مبدّل (رز) و (رز) مخفّف (ریز) است چنانکه صراحتش بر (اسپ رز) گذشت و جاداردکه (رس) را امر گیریم از رسیدن و (اسپ رس) را اسم مفعول ترکیبی بمعنی (اسپ رسیده) و کنایه از میدان باشد و درین صورت باید که بفتح رای مهمله خوانیم (شمس فخری از جهانگیری ؎) ز هی بادشاهی که سطح فلک ؛ بود بندگان ترا اسپ رس ؛ (اردو) دیکھو (اسپ رز) کا (الف)

اسپرسب بقول برهان بسکون سین و بای ابجد مرادف (اسپ رس) که گذشت بمعنی میدان - صاحب جامع هم ذکر این کرده به بای دوّم عربی و صاحب هفت قلزم نوشته که بفتح اوّل و سکون سین و موحّده تحتانیه و فتح رای مهمله و سکون سین و بای پارسی زده باشد و صاحب سروری هر دو بارا فارسی گرفته - خان آرزو در سراج این را مرادف (اسفرسپ) آورده گوید که بکسر اوّل و سکون دوّم و فتح بای پارسی و سین دوّم مفتوح است بمعنی میدان مؤلّف عرض کند که حلیهٔ مسمّیهٔ صاحب هفت صحیح باشد که این مرکّب است از (اسپ) و (رسب) اسپ بمعنی خود است اعم از نکه بای عربی گیریم یا فارسی و در (رسب) بای عربی یا فارسی زائد است و جز این نیست که بر (اسپرس) که گذشت بای موحّده در آخر زیاده کرده اند خلاف قیاس - دیگر هیچ (اردو) دیکھو (اسب رز) کا الف -

اسپرسف بقول برهان با فا بروزن و معنی (اسپرسب) که میدان باشد صاحبان جامع و مؤیّد و جهانگیری و شمس هم ذکر این کرده اند - خان آرزو درست گوید که این مبدّل (اسپرسپ) باشد که گذشت مقصود جز این نباشد که بای فارسی یا عربی دوّم که به تحقیق ما

زائد بود بقاعدهٔ فارسی مبدل شده به فا چنانکه (زبان) و (زفان) و (پیل) و (فیل) (اردو) دیکھو (اسپ رز) کا الف۔

اسپ رش اصطلاح۔ بقول صاحب هفت بفتح اوّل وفتح رای مهمله وشین معجمه ساکن بمعنی میدان۔ دیگر کسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید که مبدّل (اسپ رس) یا (اسپ رس) باشد که گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود رای هوز وسین مهمله هر دو را به شین معجمه بدل کنند۔ چنانکه (زلوک) و (شلوک) و (کستی) و (کشتی) ما صراحت ماخذ این بر (اسپ رز) کرده ایم پس اصل این (اسپ ریز) باشد یا

(اسپ رس) (اردو) دیکھو اسپ رز کا الف

اسپرصف بقول صاحب سروری بکسر همزه وسکون سین وصاد مهملتین وفتح بای فارسی ورای مهمله میدان باشد و فرماید که بجای صاد سین مهمله هم بنظر رسیده و (اسفرسف) نیز۔ صاحب دری وپهلوی هم این را آورده **مؤلف** گوید که صاحب قواعد فارسی فرماید که سین مهمله به صاد مهمله بدل شود چنانکه (قفس) و (قفص) و (شست) و (شصت) پس جزاین نیست که این مبدّل (اسپرسف) باشد که گذشت مانسبت حلیه لفظ بر (اسپرس) بخشی کرده ایم و بخیال ما اینرا هم باید که بفتح اوّل وفتح رای مهمله خوانیم (اردو) دیکھو (اسپ رز) کا الف

اسپرغم بقول خان آرزو در سراج با اوّل مکسور وسکون دوّم ورای مهمله وبای عجمی هر دو مفتوح وسکون۔ غین۔ مرادف (سپرهم) بمعنی گلها و ریاحین فرماید که مشهور بسکون راست و بعضی بفتح اوّل نیز گفته اند و (اسپرغم) مرادف (سپرغم) است و (اسپرم) مخفف آن۔ صاحب رشیدی گوید که بواسطهٔ بوی خوش که تقویت قلب کند گویا سپر است از برای غم وهمین است وجه تسمیه۔ صاحب ناصری بفتح غین آورده فرماید که بمعنی سپر

و مانع غم است کنایه از ریحان و بغین ساکن زده هم آمده (مختاری ـه) از بدیع اسپرغمها
صحرا چو همچو دیبا همه منقش گشت (اثیر ـه) زره با رمح خون پالات کم باشد پر و زرین
سپر با تیر باران تو نازک تر ز اسپرغم ؛ صاحب هفت و برهان فرماید که بکسر اول معنی گلها
و ریاحین باشد مطلقاً و ریحانی را نیز گویند که آن را (شاه اسپرم) خوانند و بمعنی سبزه هم
آمده و بفتح اول و سکون غین هم گفته اند - صاحب سروری هم این را به کسر اول آورده
گوید که (شاسپرم) و (شاه اسپرغم) نیز گویند و فرماید که استعمال این بفتح را و سکون غین
هم بنظر آمده و بحواله صیدنه گوید که این اسم مطلق ریحان است و (شاه اسپرغم) نام یکی
از اقسام ریحان که برگ خورد دارد و بغایت خوشبو و آنرا (شاسپرم) هم گویند - صاحب
جهانگیری (اسپرغم) و (اسپرم) و (اسپرهم) هر سه را مرادف یکدیگر گفته و صاحب جامع
(اسپرغم) و (اسپرم) و (اسپرهم) و (اسفرم) هر چهار را بکسر اول به همین معنی مرادف
یکدیگر نوشته - صاحبان پهلوی دانند و مؤید هم ذکر این کرده اند - خان آرزو نسبت توجیه
با صاحب رشیدی اختلاف کند و گوید که غم و هم لفظ عربی است و ترکیب لفظ فارسی
الاصل را از فارسی و عربی گفتن بیجا - و بدین وجه که (اسپرغم) به فتح را و سکون غین نیز
آمده توجیه بالارکیک می نماید (الخ) مؤلف عرض کند که خان آرزو از تحقیق ماخذ الفاظ
مرکبهٔ السنهٔ ذوقی نبرده است و بابسیاری از لغات مرکبهٔ فارسی یافته ایم و بجای خود ش
ذکر کرده ایم که مرکب است از لغات فارسی و عربی و ترکی و سنسکرت و غیر ذلک و این
کلیه مبنیه اش ناقابل تسلیم است که ترکیب لفظ فارسی الاصل را جزء بالسنهٔ دیگر تعلقی نیست

صاحب رشیدی در تحقیق ماخذ این درست خیال کرده است که غم و هم هر دو لغت عربیه را با سپرم مرکب کرده (سپرغم) و (سپرهم) بترکیب اضافی نام نهاده اند برای گل و ریحان و همین هر دو لغت. اصل است که معنی نقطی این مانع غم باشد و کنایه از گل و ریحان - وگل من وجه تشبیه با (سپرهم) دارد و الف وصلی در اول آورده (اسپرغم) و (اسپرهم) کردند وجا دارد که (اسپرهم) را مبدل (اسپرغم) هم گیریم که بقاعدهٔ فارسی تبدیل غین معجمه با های هوز و بالعکس آن هم آمده همچو (ملهم) و (ملغم) بمعنی مرهم - آنانکه این را بالفتح اول نوشته اند غلط کرده اند و نسبت فتح رای مهمله و سکون غین معجمه عرض میشود که مختاری در کلام خود که بالا مذکور شد غین را ساکن آورده است نتیجهٔ بیخبری او از ماخذ باشد و بس و در کلام اثیر سکون رای مهمله و فتح غین درست است و فتح رای مهمله از سندی یافته نشد و مجرد ادعای بعض بیخبران ماخذ اعتبار را نشاید - آنانکه این را بمعنی جمع گرفته اند غوری نکرده اند - مخفی مباد که (اسپرم) مخفف (اسپرغم) است و (اسفرم) مبدل (اسپرم) باشد (شاه سپرغم) قسم خاص را نام است که تعریف کاملش بجای خودش کنیم و (شاه سفرغم) و (شاه سفرهم) مبدلش و (شاه اسپرغم) و (شاه اسپرهم) مزید علیهش بزیادت الف وصلی و (شاه اسپرم) مخففش هر یکی را بجای خودش عرض کنیم (اردو) پھول - بقول آصفیه (هندی) اسم مذکر - گل ورد - ریحان - عربی - مذکر - (دیکھو اپار)

اسپرگ بقول برهان وجامع وهفت باکاف فارسی بروزن بهترک (۱) گیاهی است زرد که بدان چیزها رنگ کنند و بعضی گویند برگ زرد چوبه باشد و (۲) درخت خرزهره را نیز گویند

صاحب سروری بذکر معنی اوّل گوید که این را (زریر) نیز گویند. وصاحب رشیدی بذکر معنی اوّل فرماید که (زریر) اسم عربی اوست صاحب مؤیّد نسبت معنی اوّل نوشته که رنگیست که رنگ ریزان جامهٔ سبز بدان رزند و بذکر معنی دوّم گوید که در بعضی از لغات طب اسم عربی این (اکلیل الملک وزریر) باشد. صاحب ناصری بر معنی اوّل قانع واز مظفّر کرمانی سندی آورده (ـــه) ناز و نعم پرورده را از من بگو کین راه را پایان شکی بباید چون بقیم رخسارهٔ چون اسپرک پایان آرزو در سراج تصدیق معنی اوّل و دوّم برهان کرده گوید که برگ زرد چوبه نباشد. صاحب سوار بسبیل این را بای عربی آورده گوید که در فارسی به بای فارسی است. یعنی معروف که ازان رنگ زرد و سبزی کنند مولّف عرض کند که صاحب برهان ذکر این بر (ارحیقنه) هم کرده است که گذشت و ما هم تحقیق کاملش همانجا کرده ایم. صاحب محیط این را (اسفرگ) هم نوشته وجز این نیست که مبدّل (اسپرگ) است و بر (اسپرگ) صراحت کرده که اسم فارسی زریر باشد (ما تحقیق کامل این برهان (ارحیقنه) کرده ایم) وبقول بعض (تن) و آنرا عروق نیز نامند و برتن) فرماید که بضمّ تا و تخفیف نون اسم هندی درختی است که در قامت و برگ و ثمر شبیه بدرخت نیب. امّا بزرگ آن اندکی بزرگ تر ازان و در هند کثیر الوجود و از گل خشک آن صبّاغان رنگ گیرند و زرد رنگ خوب می شود. سرد و خشک و قابض شکم و مبهج و رافع فساد خون و منافع کثیره دارد و بفارسی (میخ بید) نامندش. مخفی مباد که التباس اسما و عدم تحقیق ماخذ سبب این است که صاحبان تحقیق

در اسمای ادویہ مختلف البیان اند ما بر (ارجیقنہ) تحقیقی کردہ ایم نتیجۂ آن انیست کہ (اسپرگ) اسم (اکلیل الملک) و (زریر) است و درینجا بقول صاحب محیط واضح می شود کہ بقول بعض (تن) را ہم (اسپرگ) گفتہ اند و صراحت (تن) کہ بالا گذشت ازان می کشاید کہ اسپرگ درحقیقت (تن) است باتحاد رنگ زردش کہ ازو می برآید و اسم دیگر آن در فارسی (سرخ بید) و فارسیان بمعنی اوّل این را (اسپرگ) بدین وجہ گفتہ باشند کہ شاخہای او ہمچو رگہای اسپ سخت و کرخت باشد۔ نسبت معنی دوّم بیان کردۂ محققین اوّل الذکر اگرچہ تصدیق کامل نشد کہ درخت خربوزہ را نیز (اسپرگ) گویند ولیکن اگر باعتبار قول صاحب برہان تسلیمش کنیم جا دارد کہ بہ شباہت بیارہ ہای آن کہ ہمچو رسن دراز باشد فارسیان آنرا (رگ اسپ) نام کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) دیکھو۔ ارجیقنہ (۱) تن۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مذکر ایک درخت کا نام جس کی لکڑی سرخ اور رہانگنی کے مشابہ ہوتی ہے۔ اسکے پھول کو بھی تن کہتے ہین جس سے زرد رنگ رنگتے ہین۔ (۲) خربزہ کی بیل۔ (مؤنث)

اسپرگی بقول صاحب مؤید بکسر یکم و فتح دوّم رنگیست سبز کہ از (اسپرگ) زرند و آن گیاہیست۔ سندی پیش نشد و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ جز این نیست کہ بر (اسپرگ) یای نسبت زیادہ کردہ (اسپرگی) ساختند۔ اندرین صورت باید کہ بفتح اوّل و سکون دوّم و سوّم و فتح را مہملہ خوانیم کہ صراحت ماخذ (اسپرگ) بجایش کردہ ایم۔ کسرہ اوّل و فتح دوّم را وجہی نیست و ہم باید کہ بمعنی رنگ زرد گیریم و رنگ سبز

(اردو) سبز او رزرد رنگ جو (تن) سے نکالا جاتا ہے دیکھو (اسپرک) جسپرتن کا بیان ہے

(الف) اسپرلوس بقول برہان و جامع و ہفت و انند و شمس بالام و سین بے نقطہ و واو مجہول بروزن کشور سوز خانہ و سرای پادشاہان و سلاطین و حکام را گویند۔ صاحب ناصری سندی آوردہ کہ مال او باشد (ع) چہ نقصان دیدی از کعبہ تو بیدین کہ گردی گرد اسپرلوس شاہان ؛ خان آرزو در سراج این را ---

(ب) اسپرلوش باشین معجمہ نوشتہ معنی بالا برہان متفق صاحب برہان این را بجای خودش بہ ہمین معنی (سپرلوس) ہم نوشتہ بہ سین مہملہ اول و آخر و خان آرزو ہم در ردیف سین مہملہ ذکر این بہ سین مہملہ آخر کردہ و کسی از محققین بہ شین آخر ذکر این نکرد مخفی مباد کہ شک نیست کہ این مرکب است از لفظ (سپر) کہ بزیادت الف وصلی در اول این (اسپر) کردند و اسپر بمعنی سپر بجایش گذشت و لفظ آخر این (لوس) یا (لوش) است۔ لوس بہ سین مہملہ بقول محققین بمعنی کج دہان و لوش بہ شین معجمہ گل سیاہ و تیرہ و نیز بمعنی کج دہن۔ پس (اسپرلوس) و (اسپرلوش) بمعنی سپر کج روی کنایہ از سقف مکان کہ کج و نشیب دار باشد تا آب باران بآسانی بریزد یا (اسپرلوش) بہ معنی سپر و گل سیاہ کنایہ از مکان کہ دیوارش از گل سیاہ باشد و سقفش ہمچو سپر بالای آن و عجبی نیست کہ اصل این (اسپرپوش) بہ بای دوم فارسی بجای لام و در آخرش شین معجمہ باشد کنایہ از خانہ مسقف۔ عجبی نیست کہ فارسیان بای فارسی دوم را بقاعدہ خود بہ لام بدل کردہ باشند چنانکہ (سراندیپ) و (سراندیل) و جا دارد کہ شین معجمہ بہ سین مہملہ بدل شدہ (اسپرلوس)

شد چنانکہ (شار) و (سار) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بخیال ما (الف و ب) بمعنی مطلق خانہ باشد و محققین بالاکہ انرا بہ سلاطین و حکام مخصوص کردہ اند وجہی ندارد و سند پیش شدہ ہم موافق خیال ماست (اردو) پادشاہی محل سرا - حکام کا محل - مکان - ڈہلوان مکان - مذکر -

اسپرم | بقول برہان بکسر اوّل و فتح ثالث و رابع و سکون ثانی و میم بمعنی (اسپغم) کہ گذشت یعنی مطلق گلہا و ریاحین - صاحبان جامع و سروری و رشیدی و جہانگیری و انند دشمس ہم ذکر این کردہ اند و صاحب ناصری سندی آوردہ (زرآشت بہرام ۵) چنان پنداشتی آنمرد دلخواہ پنکہ اندر اسپرم رفتی ہمہ راہ پنمؤلف گوید کہ ما بر (اسپرغم) ذکر این کردہ ایم و ازما خذش ہم بجنبی و این مخفف (اسپرغم) یا (اسپرہم) باشد دیگر ہیچ و صراحت معنی ہم ہمدرانجا گذشت (اردو) دیکھو اسپرغم -

اسپرم آب | (اصطلاح) بقول برہان و بحر و جامع و رشیدی و جہانگیری و داروہای آب جوشانیدہ باشد کہ بدن بیماران را بدان شویند و بعربی نطول خوانند - صاحب ہفت صراحت حلیۂ این کند کہ بکسر اوّل و سکون سین مہملہ و فتح بای پارسی و رای قرشت و سکون میم و ہمزہ بالف کشیدہ و موحدۂ تحتانی زدہ باشد و معنیٔ با برہان متفق - صاحب سروری فرماید کہ خلطی چند باشد کہ در آب جوشانند و بدن بیمار را بدان شویند و آنرا (پنچگاو) نیز گویند - خان آرزو در سراج فرماید کہ (آب اسپرم) مرادف این است یعنی گلہا کہ عبارت از گلہای دوائی باشد کہ آنرا جوش داده بدن مریض را بدان

شوند مؤلف عرض کند کہ آب بمعنی خود است و اسپرم بمعنی گل و ریحان کہ گذشت و (آب اسپرم) ترکیب اضافی بمعنی آب گل و ریحان و مجازاً آبی را نام نہادہ اند کہ در و گل و ریحان دوائی را جوش دادہ باشند و (اسپرم آب) قلب اضافت آن (اردو) ادویہ کا جوش دیا ہوا پانی جس سے بیمار ون کا بدن دھوتے ہیں۔ مذکر۔

اسپرنگ بقول برہان بروزن و بمعنی اسفرنگ و آن شہریست بسمرقند و مولد سیف اسفرنگی صاحب ہفت صراحت کند کہ بفتح اوّل و سکون سین است و فتح بای پارسی و راے قرشت و سکون مابعد و صاحب انند اینرا بکسر اوّل گفتہ خان آرزو در سراج بر (اسفرنگ) فرماید کہ بکسر اوّل است مؤلف عرض کند کہ بقول برہان (سپرنگ) بکسر اوّل ہم بہ ہمین معنی آمدہ و صاحب برہان آنرا مخفف (اسپرنگ) گفتہ پس این اصل است و (اسفرنگ) مبدل و (سپرنگ) و (سفرنگ) کہ می آید مخفف این بخیال ما این مرکب است از (اسپ) و (رنگ) (اسپ) بمعنی خود است و رنگ بقول برہان بمعنی خداوند و صاحب پس (اسپ رنگ) قلب اضافت خداوند اسپ باشد و عجبی نیست کہ این شہر برای اسپان مشہور و اسپہای خوب و بسیار در آنجا باشند۔ پس قول صاحب ہفت در بارۂ فتح اوّلین اصح و کسر اوّل غلط العام باشد در استعمال (اردو) اسفرنگ سمرقند کے ایک شہر کا نام جو سیف اسفرنگی کا مولد تھا۔

اسپرود بقول صاحب ناصری بلغت (اسفرائین) بمعنی مرغ سیاہ و رنگ خوارہ کہ بعربی قطا خوانند۔ صاحب برہان ہمین معنی بر اسفرود بکسر اوّل و فتح فا

نوشتہ و بدون الف (سفرود) ہم بہمین معنی می آید بخیال (السفرود) اصل است و از ماخذ آن
ہمدرز انجا بحث کنیم درینجا ہمین قدر کافی است کہ فارسیان بقاعدۂ خود با ی فارسی را
بہ فا بدل کردند چنانکہ (فیل) و (پیل) والف وصلی در اول این آوردہ (اسپرود) کردند
(اردو) دیکھو۔سفرود۔عربی مین اس مرغ کو قطا کہتے ہین اور فارسی مین سنگ خوار
صاحب محیط المحیط نے قطا پر لکھا ہے کہ اوسکی آواز سے لفظ قطا پیدا ہوتا ہے اسلیئے
عربون نے اس کو قطا سے موسوم کیا ہے۔

اسپروز بقول برہان ورشیدی و[illegible] سروری وجامع ومہفت وسراج واننند
بکسر اول وضم ثالث ورابع وسکون تحتانی دو واو مجہول وزای ہوز۔نام کوہی است
بسیار بلند ورفیع وبفتح ثالث ہم گفتہ اند۔صاحب جہانگیری از فردوسی سند آوردہ (ابیات)
ہمی رفت آن شاہ لشکر فروز ۔ بزد کاہ برپیش کوہ اسپروز ۔ مؤلف گوید کہ بخیال ما این مرکب
اضافی است بمعنی اسپ آفتاب کہ بقول برہان روز بمعنی آفتاب آمدہ پس فارسیان (اسپ
آفتاب) کوہی را نام کردہ باشند کہ بسیار بلند بود یعنی آفتاب چون بنصف النہار بالای او
میرسد ہمچو سواری بنماید و این انتہای مبالغہ در بیان رفعت کوہ است و کسرۂ اول تغلبی
استعمال باشد پس (اسپروز) فک اضافت (اسپ روز) یا اینکہ اصل این (اسپروز)
باشد۔بوجہ اجتماع دو رای مہملہ یکی را حذف کردند (اسپروز) بکسر اول باقی ماند بمعنی
روز را سپر یعنی آنقدر بلند بود کہ آفتاب نظر نمی آید و ہمچو سپر حائل بود و ما وجہ تسمیۂ آخر
را اقوی خیال کنیم (اردو) اسپروز ایک پہاڑ کا نام جو فارس مین واقع اور نہایت بلند ہے

فردوسی نے شاہنامہ مین اس کا ذکر کیا ہے۔

اسپرہم بقول برہان با ہای ہوز بر وزن ومعنی اسپرغم است کہ مطلق گلہا وریاحین باشد صاحبان جامع ورشیدی وجہانگیری وآنند وہفت وشمس ہم ذکر این کردہ اند ومابرلفظ (اسپرغم) صراحت کامل کردہ ایم واز ماخذ این ہم بجستی (اردو) دیکھو اسپرغم۔

اسپری بقول برہان وجامع وہفت وآنند بروزن مہتری (۱) نیست ونابود شدہ ومعدوم گردیدہ و (۲) آخر شدہ وبنہایت رسیدہ وبمعنی تمام شدن وبآخر رسیدن ونیست گردانیدن و (۳) عبور کردن ہم آمدہ۔ صاحب دری وپہلوی از انوری سند آوردہ (۴) آنکہ قوم نوح را از تند باد لاتذر بر ورد دوم کرد از زمین آسیب قہرش اسپری ۔ صاحب بہروری فرمایدکہ در شرفنامہ بمعنی تمام شدن است واز شعر بالا استناد کند وفرمایدکہ ازین سند معنی معدوم ونیست مفہوم می شود نہ تمام شدن۔ صاحب جہانگیری باستناد کلام انوری کہ بالا مذکور شد بر معنی اول قانع۔ صاحب مؤید فرمایدکہ بمعنی تمام شدن و (۴) باسپر شدن۔ چنانچہ گویند با اسپری ای با سپر ہستی وبحوالۂ قنیہ گویدکہ (۵) تیری است نیزکہ او را سہ پر بود وخیال خود ظاہر کند کہ بمعنی آخر الف نمی آید۔ خان آرزو در سراج نوشتہ کہ بمعنی تمام شدہ وسپری مخفف آن وآنچہ برہان بمعنی نیست گردانیدن وعبور کردن نیز آوردہ اول مجاز است ودوم در کتب معتبرہ دیدہ نشد وبقول صاحب رشیدی (اسپری) و(اسپری) بمعنی ناچیز ومعدوم وبانجام رسیدہ مؤلف عرض کند کہ بخیال ما (اسپری) اصل است کہ بزیادت الف وصلی در آولش (اسپری) کردند و(اسپری) حاصل بالمصدر

(اسپردن) و اسلش (سپردن) و سپردن بقول صاحب نوادر بمعنی تفویض و تحویل نمودن و راہ نوشتن و طی کردن و گذشتن و عبور نمودن و بقول صاحب بحر بکسر اوّل و ضم ثانی چیزی را پیش کسی امانت نہادن و حوالہ کردن و دادن و پائمال شدن و پائمال کردن و بکسر اوّل و فتح ثانی و بضم ثانی نیز بمعنی طی کردن و نوردیدن و راہ رفتن و بفتح اوّل و ثانی ہم آمدہ و بضمتین بانتہا رسیدن و تمام کردن - و تحقیق کامل این مصدر بجائش کنیم - در اینجا ہمین قدر کافی است کہ ہر قدر معانی این مصدر کہ تحقق است حاصل بالمصدرش بر ہمہ آن شامل - نمیدانیم کہ صاحب برہان معنی مفعولی و مصدری ہر دو را چہ طور جمع کردہ - مقصود محققین بالا از معنی مصدری غیر از حاصل بالمصدر نباشد یعنی (۱) نیستی و (۲) اختتام یعنی بنہایت رسیدگی و (۳) عبور و غیر ذلک بلحاظ معانی (اسپردن) انچہ صاحب مؤید ذکر معنی چہارم کردہ است عجب است از تحقیقش - اگر اسپری را بای فاعلی گیریم کسی باشد کہ سپرد ارد و تمثیلش یعنی (با اسپری) بمعنی با سپر ہستی عجب تر از تحقیق کہ بکارش نمی خورد کہ در ان بای خطاب است و معنی پنجم مجازاً باشد از معنی مصدری طی کردن و گذشتن کہ تیر ہم می گذرد یا چیزی کہ سپر دارد و بیای نسبت در آخر مخفی مبادا کہ از سند حکیم انوری مصدر (اسپری کردن) پیدا می شود بمعنی - گذاشتن و روانہ کردن و رخصت کردن (اردو) (۱) نیستی - مؤنث (۲) اتمام - انجام - اختتام - مذکر (۳) عبور - مذکر (۴) سپر دار یعنی وہ شخص جو ڈھال باندھے ہوے ہو (۵) تیر کی ایک قسم جس مین تین پر لگے ہوے ہون مذکر

اسپ ریز | اصطلاح - بقول برہان | بروزن گرم خیز بمعنی اسپ رس است کہ میدان

وعرصه باشد و یکسه اول هم آمده - صاحبان جامع وسروری ورشیدی وجهانگیری وشمس ومهفت وناصری وانند هم ذکر این کرده اند - **مؤلف** عرض کند که ما بر (اسپ رز) صراحت کرده ایم که (اسپ ریز) اصل است - و (اسپ رز) مخففش - واز ماخذ این هم همدرنجا بحثی کرده ایم (حکیم جلالی از رشیدی ۵) ببر کرده یک سر سلیح ستیز ؛ نهاد ندر وجانب اسپ ریز ؛ بعضی برآنند که اصل این (اسپ رس) است که گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود سین مهمله را برای هوز بدل کرده (اسپ رز) کردند همچو (سمارو غ) و (زمارو غ) وبعد برای تحتانی زائد درمیان رای مهمله وزای معجمه آورده (اسپ ریز) کردند - چنانکه (شنجون) و (شبیخون) (اردو) دیکهو (اسپ رز کا الف)

اسپ ریس | اصطلاح - بقول صاحب برهان مرادف اسپ ریز که گذشت - صاحبان رشیدی وجهانگیری وشمس وناصری ومهفت وجامع وسروری ومؤید ذکر این کرده اند مؤلف عرض کند که این مبدل (اسپ ریز) باشد - فارسیان بقاعدهٔ خود زای هوز را به سین مهمله بدل کرده اند چنانکه (ایاز) و (ایاس) و (هرمز) و (هرمس) ما صراحت ماخذ این بر (اسپ رز) کرده ایم که اصل این (اسپ ریز) است وبس وجا دارد که بر (اسپ رس) که گذشت یای زائد بعد رای مهمله آورده (اسپ ریس) کرده باشند چنانکه (شنجون) و (شبیخون) (شمس فخری از سروری ۵) زهی پادشاهی که سطح فلکش بوو بندگان ترا اسپ ریس ؛ صاحب جهانگیری همین سند را برای (اسپ رس) آورده ودر مصرع ثانی هم (اسپ رس) نقل کرده (اردو) دیکهو اسپ رز کا الف -

اسپ ریش | اصطلاح - بقول صاحبان انند وشمس به کسر رای مهمله بمعنی میدان وصاحب

برہان بذیل (اسپ ریس) مذکر این کردہ مؤلف گوید کہ بخیال ما جز این نیست کہ مبدل (اسپ ریز) یا (اسپ ریس) باشد کہ فارسیان بقاعدۂ خود زاے ہوز و سین مہملہ ہر دو را بشین معجمہ بدل کنند چنانکہ (زلوک) و (شلوک) و (کستی) و (کشتی) ما صراحت ماخذ این بر (اسپ زر) کردہ ایم و اصل این (اسپ ریز) یا (اسپ رس) است (اردو) دیکھو اسپ رز کا الف۔

اسپ زین کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و اند کنایہ از تہیۂ سواری کردن (میر خسرو ؎) بر خسرو بیدل زین اسپ جفا را کردہ زین ۔ گر ریزدش چون بر زمین در زر نہا رکیست این ۔ مؤلف عرض کند کہ سند متعلق است از (اسپ را زین کردن) کہ گذشت و این مرادف آنست (اردو) دیکھو اسپ بر پر زین در آوردن

اسپشر بضم کم و سوم بقول صاحب شمس آن پارۂ گوشت کہ در معدۂ مردم سودہ است کہ اہل ہند آن را پلہی گویند۔ ما این لغت را در کتابی دیگر نیافتیم عجبی نیست کہ فارسیان (اسپرز) را بحذف رای مہملہ و تبدیل زای ہوز بہ زای فارسی بر خلاف قیاس و تصرف در اعراب (اسپشر) بمعنی طحال استعمال کردہ باشند و ما ہمین معنی را بر (اسپرز) بیان کردہ ایم۔ تعریف صاحب شمس معنی خیز نیست بلکہ پارۂ گوشتی باشد در شکم و رای معدہ کہ محل سودا است ہندیان این را تلی و پلہی گویند ما بدون وجود سند این لغت را تسلیم نکنیم کہ مجرد بیان صاحب شمس با این تعریف بی معنی اعتبار را نشاید (اردو) دیکھو (اسپرز)

اسپست بقول صاحب برہان و جامع و ہفت و اند و رشیدی بفتح اول و کسر ثالث و سکون ثانی و سین مفصل و تای قرشت (اسپست) را گویند و آن علفی است

کہ بترکی آنرا یونچہ خوانند وبعربی (فصفصہ) وتخم آنرا (بذر الرطبہ) خوانند۔ صاحب سروری
از بسحاق سند آوردہ (اسپست) نخوردی یک شکم اسپست ہرگز نہ چراگاہست بود صحرای
پرخارہ خان آرزو در سراج فرمایدکہ خوردن آن اسپان را فربہ کند و بر (اسپست) فرماید
کہ این مخفف (اسپست) باشد وہم چنین صاحب برہان نوشتہ۔ صاحب محیط بر (اسپست)
فرمایدکہ اسم (رطبہ) باشد و بر (رطبہ) نوشتہ کہ تازہ آنرا بعربی (فصفصہ) وبفارسی (اسپست)
وبلغت مصر (برشین) و (برشائن) وبترکی (یونچہ) بدان علف چہارپایان کنند وفربہ
می شوند۔ گرم وتر در آخر اول وگویند در دوم وبعضی گرم وخشک در دوم نوشتہ اند وآن
ملین ومبہی ونفاخ است ومنافع بسیار دارد بخیال ما شک نیست کہ این مرکب است از
(اسپ) و (است)۔ اسپ بمعنی خودش و است بقول صاحبان برہان وسراج بمعنی
میوہ پس (اسپ است) قلب اضافت (است اسپ) بمعنی میوہ اسپ باشد کہ اسپان
آنرا مثل میوہ خورند وفربہ شوند الف دوم بکثرت استعمال حذف شد ونا واقفین ماخذہای
فارسی را کسرہ دادند یا وجہی دیگر باشد کہ ذہن ما از ادراک آن قاصر است۔ بالجملہ
بعض اہل لغت کہ مخفف این (اسپست) را بکسر تین گفتہ اند خطا کردہ اند (اردو) گھاس
کی ایک قسم جس کے کھانے سے گھوڑے تیار اور فربہ ہوتے ہین۔

اسپش بقول غیاث بحوالہ لطائف بضم اول وضم ہای فارسی کرسیکہ در پوستین وند
گرم افتد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب سروری این را بہر دو شین معجمہ
آوردہ گوید کہ جانوریکہ در بدن آدم متکون شود وبحذف ہمزہ ہم آمدہ وصاحب برہان

بر (اشپش) فرماید کہ بکسر اوّل و ثانی جانوریست معروف - نیز فرماید کہ بضم اوّل و ثانی و بفتح اوّل و ضم ثانی ہم آمدہ و صاحبان تحقیق (اسپش) بہ سین مہملہ اوّل نیاوردہ اند مؤلف گوید کہ تحقیق کامل (اشپش) بجای خودش کنیم - بخیال ما (شپش) اصل است فارسیان بزیادت الف وصلی در اوّل آن را (اشپش) کردند و جادارد کہ بقاعدۂ فارسی شین معجمۂ اوّل بہ سین مہملہ بدل شدہ (اسپش) شد چنانکہ (اشار) و (سار) تا آنکہ استعمال این لبند ثابت نشود اعتبار را نشاید کہ محققین اہل زبان ازین ساکت اند باقی حال این جانوریست خورد ترکہ اکثر در موی پیدا شود بسبب چرکش و باز در لباس ہم متنقل گردد - (اردو) جون - مؤنث - دیکھو اسبغول جانور -

اسپ صباح الخیر استعمال - بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار - نام اسپ شاہ مؤلف گوید کہ حقیقت این است کہ (صباح الخیر) در زبان عرب ترجمہ صبح بخیر) است چنانکہ بشب (شب بخیر) گویند - فارسیان اضافت اسپ بسوی آن کردہ (اسپ صباح الخیر) اسپی را نام نہادند کہ شاہ بصبح تفرجاً بر او سوار شود (اردو) وہ گھوڑا جس پر بادشاہ صبح مین ہوا خوری کرے - مذکر -

اسپطارہ بقول صاحب شمس سخن باطل و چیزی باطل و افسانہ - صراحت فرماید کہ لغت فارسی است و نمی فرماید کہ حرکت اوّل چیست - دیگر محققین فرس ازین ساکت و سندی پیش نشد و در عربی ہم بہ بای عربی یافتہ نمی شود و در السنہ غیر ہم خبری ازین نیافتیم اعتبار را نشاید (اردو) بیہودہ باتین - افسانہ - بقول امیر (فارسی) مذکر - داستان

قصہ - کہانی -

اسپ عمر اصطلاح - بقول صاحب بحر بمعنی عمر کہ ہمچو اسپ است در روانی - صاحب ہفت مؤیدش و صاحب مؤید ہم مؤلف عرض کند کہ اضافت اسپ بسوی عمر تشبیہی باشد و خصوصیت با عمر نیست و نہ ضرورت داشت کہ اصطلاحاً این را ذکر کنیم جا دارد کہ اسپ را بسوی چیزہای دیگر ہم کہ تشبیہ با اسپ دارد اضافت کنیم و مراد از ان چیز گیریم چنانکہ (اسپ ہوا) کہ ہوا باشد و اسپ جوی کہ جوی باشد و اسپ فکرت کہ فکر باشد و امثال آن ما ذکر تشبیہات اسپ بر لفظ (اسپ) کردہ ایم (انوری ۵) چو مدحت تو برانگیزد اسپ فکرت من ز جوی قدرت ادراک عقل بجہاند (اردو) عمر کا گھوڑا - جس سے عمر مراد ہے عمر کو گھوڑے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے -

اسپغ بقول صاحب شمس بمعنی اسپی کہ سفید پنجہ یا دمش سفید باشد صراحت فرمایکہ لغت فارسی است و محققین فارسی ازین ساکت و صاحبان لغت ترکی ہم این را نہ نوشتہ اند و سندی ہم پیش نہ شد و ماخذ این ہم بفہم ما نمی آید - طالب سند ہاشیم (اردو) وہ گھوڑا جس کے سم سفید ہوں یا وہ گھوڑا جسکی دم سفید ہو - مذکر -

اسپغول ہمان است کہ بہ بای عربی ذکرش گذشت ما بر (اسب) بیان کردہ ایم کہ بہ بای عربی و فارسی ہر دو آمدہ و صراحت ماخذ این بر (اسپغول) کردہ ایم (اردو) دیکھو (اسپغول)

اسپک بقول صاحب انند و غیاث بالفتح و بای فارسی مفتوح خیمۂ کلان را گویند مؤلف گوید کہ چف است کہ سندی پیش نشد - دیگر محققین فرس ازین ساکت اند -

و معاصرین عجم ہم۔ اگر استعمال این بسند ثابت شود تو انیم عرض کرد کہ فارسیان کاف تعظیم بر آخر لفظ (اسپ) زیادہ کردہ۔ استعارۃً خیمۂ کلان را گفتہ اند کہ قیامش بالتعلق رسن ہا تشبیہی دارد با اسپ۔ صاحب قوانین دستگیری ذکر کاف تعظیم کردہ گوید کہ در (مالک) و (بایک) کاف تعظیم است (اردو) بڑا خیمہ۔ بڑا ڈیرا۔ مذکر۔

(الف) **اسپ کاغذی** | اصطلاح

(ب) **اسپ کاغذین** | صاحب انتخاب ذکر الف کردہ و بہار (ب) را۔ ہر دو بزیادت یای نسبت و یا و نون نسبت کنایہ باشد از اسپ باروت ہر دو محققین از سند ساکت ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند و پیکر اسپ کہ درین روزہا ہم با کاغذ درست کردہ میشود مخصوص است با آتش بازی مرادف

اسپ باروت کہ گذشت (اردو) دیکھو اسپ باروت۔

اسپ کمان پای | (اصطلاح) بقول بہار اسپی کہ پای او کج باشد (میر خسرو ؎) ز اہل روش کج قدمان را مگیر ۔ اسپ کمان پای نبود چو تیر (اردو) وہ گھوڑا جس کے پاؤں سیدھے نہوں بلکہ مثل کمان کے خمیدہ ہوں۔ مذکر۔

اسپکنوی | بکسر اول بروزن خدمت جوی بقول صاحب جامع نام کنیزک نژاد داماد افراسیاب کہ بسیار جمیلہ بود چون نژاد گریخت آن کنیزک بدست بیژن افتاد مرادف (اسپنوی) کہ می آید دیگر کسی ذکر این نکرد (اردو) نژاد۔ داماد افراسیاب کی کنیزک کا نام جو بہت حسین تھی۔

اسپنج | بقول برہان بفتح اول و ضم لام و سکون ثانی و نون و جیم و ہائی است کہ آنرا بصفاہان (شنگ) و در خراسان (ریش بزخال دار) و بعربی (لحیتہ التیس) خوانند طبیعت

آن سرد و خشک است - خون بینی و جمیع اعضا را بہ بندد و ریشہای کہنہ را نافع باشد و قرحہ امعا را سود دارد (از ناب الخیل ہمان ست - صاحب جہانگیری ہم ذکر این کردہ گوید کہ نام گیاہی است - دوائی - صاحبان انند و شمس صراحت کردہ اند کہ این لغت فارسی است - صاحب محیط ذکر این نکرد امّا بر (الحیۃ التیس) فرماید کہ این را بیونانی (قسطوس الحار) نامند و عرب و اہل شام و شرق و دیار بکر آنرا (ذناب الخیل) و عامۂ اہل اندلس (سقوناس) و بفارسی (اسلنج) و باصفہانی (شنک و الاشنک) و این نباتیست مجتمد و بر روی زمین مفروش و از زمین بلند نمی شود مردم بقلۂ آنرا می خورند و فرماید کہ صاحب الفاظ الادویہ بعد عدم تحقیق ہندی آن (سرس) نوشتہ سرد در آخر دوم و خشک در سوم - بغایت قابض و قاطع نزف الدم و ادہال صفراوی و دموی و حیض و بیخ آن قوی تر در قبض و بقول رازی خوردن بیخ آن دافع سموم و منافع بسیار دارد - **مؤلف** گوید کہ عجبی نیست کہ بعض صاحبان لغت (اسلنج) را کہ می آید بزیادت بای فارسی بغلطی کتابت (اسپلنج) نوشتہ باشند کہ در مفردات ادویہ (اسپلنج) یافتہ نمی شود و باشد کہ عربان بوجہی کہ این را (الحیۃ التیس) گفتند فارسیان (اسپلنج) بمعنی لب اسپ نام نہادہ باشند کہ (لنج) بالضم بقول صاحبان تحقیق بمعنی لب است و جاء ارد کہ (اسلنج) کہ می آید مخفف این باشد (**ارو**) ایک دوائی گہانس کا نام جس کو عربون نے (الحیۃ التیس) نام رکہا ہے - صاحب الفاظ الادویہ نے اس کا اردو نام (سرس) کہا ہے اور صاحب آصفیہ نے بہی (سرس) کا ذکر کیا ہے لیکن صاحب محیط نے اسکی تردید کی ہے -

اسپِ مقوّائی	استعمال - بقول صاحب رہنما - بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار

اسپی کہ از کاغذ یا مقوّی سازند مرکّب اضافی ا
دیگر پیچ **مؤلّف** گوید کہ مقصود از پیکر اسپ
باشد مخصوص بہ کاغذ و مقوّا (اردو) مقوی
یا کاغذ سے بنایا ہوا گھوڑا - مذکّر -

اسپ مگسی اصطلاح - بقول صاحب بحر
دبہار و انند اسپی کہ داغہای سیاہ شکل مگس دارد
و در ہندوستان ہم بہمین نام مشہور (محمد قلی سلیم
ے) پیداست برارباب فراست کہ ندارد
افشاندن دم فائدہ اسپ مگسی را خان آرزو
ہم در چراغ ذکر این کردہ **مؤلّف** گوید کہ با
یای نسبت یعنی اسپ منسوب بہ مگس باشد و
بتحقیق ما تخصیص سیاہی با مگس نیست زیرا کہ داغہائے
سرخ شکل مگس ہم دیدہ ایم و بر اسپ سیاہ
یا سرخ رنگ مگس ہائے سپید ہم بنظر آمدہ (اردو)
صاحب آصفیہ نے (مگسی) پر لکھا ہے کہ وہ گھوڑا
جس کے تمام جسم کے بال سفید اور سارے بدن پر
سرخی کا چھینٹا - دم اور ایال ہمرنگ ہو - آپ
فرماتے ہین کہ گھوڑا جیسا جس قدر سن و سال بڑہتا
جاتا ہے اسی قدر صاف رنگ ہوتا جاتا ہے
مثلاً اول کاسنی پھر گلدار بعد ازان یکرنگ سفید
اور جب ملے پنج ہوتا ہے تو تمام جسم پر چھوٹے
چھوٹے داغ یعنی مکھی کے قد کے برابر چتیان
چتیان ہوجاتی ہین جسکی وجہ سے مگسی نام پڑگیا
(الخ) **مؤلّف** کہتا ہے کہ صاحب آصفیہ
نے سرخ چھینٹون کی تخصیص کی ہے ہم کو اس سے
اختلاف ہے - ہم نے سیاہ رنگ کے چھینٹے بہی
دیکھے ہین - اسی طرح سیاہ یا سرخ جسم پر سفید
مگس بہی ہوتے ہین -

اسپ ملائم نمودن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب انند بمعنی رام کردن اسپ و
توسن - حیف است کہ سندی پیش نہ شد و دیگر
کسی از محققین فرس ذکر این نکرد طالب سند
باشیم (اردو) دیکھو اسپ را لجام انداختن

(الف) اسپناج (الف) بقول صاحب

(ب) اسپناخ هفت مرادف اسپاناخ و (ب) بقول برهان و رشیدی و هفت و انند و سراج و شمس مرادفش و (ج) هم بقول برهان و سراج مرادف آن **مؤلف** عرض کند که ما بر (اسپاناخ) صراحت معنی و نیز از ماخذ این بحثی کرده ایم که اصل این (اسپانک) است و صراحت طبیعت و خاصیت این بر (اخیروس) و (اخینوس) گذشت و همدر آنجا اشاره (الف) موجود - بالجمله این هر سه بتبدیل (اسپانک) است فارسیان بقاعدهٔ خود کاف عربی را با خای معجمه بدل کردند همچو (شاماکچه) و (شاماخچه) معنی سینه بند زنان و الفی را که قبل نون بود بعد نون آورده (اسپناخ) کردند و این قسم تقدیم و تاخیر جائز داشته اند و در الف خای معجمه (ب) را بقاعدهٔ خود با جیم بدل کرده (اسپناج) کردند - صاحب قانون دستگیری ذکر این قسم تبدیل کرده است و همین قسم عمل در (اسفاناج) و (اسفاناخ) هم شد که مرادف این گذشت و نسبت (ج) عرض می شود که نون دوم درین زائد است که در لغات فرس و قواعد فارسی یافته می شود چنانکه در لگذارش (لگذارش) (اردو) پالک (دیکھو اخیروس و اخینوس)

اسپنج بقول صاحب جامع بضم ثالث بروزن شطرنج گیاهی است دوائی که بعربی آنرا (اذناب الخیل) و (الحیة التیس) گویند - صاحب هفت هم این را به همین پنج حروف نوشته فرماید که بفتح اوّل و سکون سین مهمله و بای پارسی و ضم لام و نون و جیم زده گیاهی دوائی که آن را در خراسان (ریش بزخالدار) گویند از صراحت حلیهٔ حروف معلوم می شود که مقصودش از (اسپلنج) است نه (اسپنج) و ما بر (اسپلنج) تعریف کاملش کرده ایم که گذشت و همدر آنجا بحوالهٔ قول صاحب محیط ذکر کرده ایم که (اسپلنج) را بحذف بای فارسی (اسلنج) هم نام است پس

عجبی نیست که صاحب جامع همان (اسلنج) را بوجه ناواقفیت از ماخذ (اسپنج) نوشت غلطی کتابت را دخلی نیست که سلسلهٔ ردیف الفاظش تائید بای فارسی می کند و موقع لام نیست و بدین وجه که محقق زباندان بای فارسی را مضموم گرفته است تو انیم قیاس کرد که (اسپنج) مخفف (اسپ پنچه) باشد - مرکب از اسپ و پنچه - اسپ بمعنی خود است و پنچه بقول برهان بضم اوّل وجیم فارسی بروزن غنچه موی باشد که از سر زلف ببرند و آنرا پیچ وخم داده بر پیشانی گذارند (انتهی) و این قسم موی از ایال اسپ بر پیشانیش هم درست میکنند اندرین صورت (اسپ پنچه) بمعنی موی پیشانی اسپ و استعاره از گیاهی که نامش (اذناب الخیل) و بالحقیقه (قیس) به تشبیه گیاه مذکور باشد - جیم فارسی را بجیم عربی بدل کردن موافق قاعدهٔ فرس است چنانکه (کاچ) و (کاج) و های هوّز آخره حذف هم میشود همچو (گیاه) و (گیا) پس ازین تبدیل و حذف (اسپ پنچه) (اسپنج) شد و بسبب اجتماع دو بای فارسی یکی حذف شده (اسپنج) بماند و الله اعلم بحقیقة الحال ما بر اعتبار صاحب جامع که محقق زباندان است این قدر جگر کاوی کرده ایم و حقیقت این گیاه بر (اسپنج) گذشت (اردو) دیکھو اسپنج

اسپند با کلمهٔ فتح بای پارسی بقول برهان و ناصری و هفت و جامع معروف است که دانه باشد که بجهة چشم زخم در آتش بریزند خان آرزو در سراج فرماید که همان سپند سوختنی بلکه سپند مخفف این است صاحب محیط بر (حرمل) نوشته که اسم عربی است و گویند سریانی و آنرا بیونانی (رمولی) و (اسطراطوس) و بسریانی (زرع) و (سیاسا) و (یاسیا) و بعربی حاقه (اسفند) و بفارسی (شیرسا) و (سپند سوختنی) و بهندی (اسبند) و (دودولو) نامند و آن دو قسم

باشد یکی آنکه برگ آن شبیه به برگ بید و ازان کوچک تر و گل آن سفید مانند گل یاسمین و بوی آن تند و غلاف دانه آن دراز و این را خرمل ابیض و خرمل عربی نیز نامند و دوم آنکه برگ آن مستدیر و نبات آن بقدر یک ذراع و غلاف و انهای آن مدوّر و مثلّث اضلاع و مخطّط بسه خط - باندک سرخی و تخم آن سیاه بقدر خردل و بوی آن گران و از مطلق خرمل مراد همین قسم است و همین است مشهور بفارسی (اسپند سوختنی) گرم در سوّم و خشک در دوّم و گویند گرم خشک در دوّم و آن مقطع اخلاط غلیظ و لزوجه و ملتف و مدر شیر و بول و حیض و منافع بسیار دارد - صاحب مخزن خرمل را لغت سریانی نوشته فرماید که ترجمه فارسی آن (اسپند) است **مؤلف** عرض کند که در زبان بهاشا این را (اسپندیت) نام است صاحب خزانة اللغات بر لفظ اسپند ذکر این کرده و بخیال ما این مرکب است از (سپن) و (دیت) هر دو لغت زبان سنسکرت (سپن) بقول صاحب ساطع بمعنی خواب و واقعه و (دیت) بقولش بمعنی شیطان و دیو - پس معنی لفظی (سپندیت) خواب شیطان و واقعهٔ شیطان باشد پس عجبی نیست که اهل بهاشا کنایتهً دانهٔ معروف را بدین نام موسوم کردند که در اعتقاد شان سوختن این دانها بلیات را دفع کند و شیطان را بغلت نشاند و الف زائد در اولش زیاده کرده (اسپندیت) کرده باشند و فارسیان از همین لفظ (اسپند) را اخذ کرده باشند اندرین صورت قول خان آرزو درست باشد که (سپند) مخفّف (اسپند) است یا اینکه (سپند) اسم جامد فارسی زبان باشد که بزیادت الف وصلی (اسپند) شد و اهل بهاشا از فارسی گرفته (اسپندیت) کرده باشند ولیکن قیاس اولین اقوی است مخفی مبادکه در همه ممالک هند کار

سوختن اسپند از دہنہای خاگیرند و بعض معاصرین عجم ہم تصدیق کنند کہ ہمین است رسم و آئین عجم و عجب است کہ کسی از محققین عجم بر لفظ (اسپند) یا (سپند) ذکر تخم خانکرد بلکہ ورا تخم خنا (حرمل) را (اسپند) نوشتہ و محققین عرب (اسفند) و (سفند) را کہ معرّب (اسپند) و (سپند) است خردل بیض گفتہ اند پس بخیال ما جز این نباشد کہ (حرمل) نایاب است و تخم خاکہ مشابہ آنست جانشینش قرار یافت و بدین وجہ کہ تخم خنا بکثرت گیری آید و بر سر آتش گاہ سوختن مثل (اسپند) آواز ہم می دہد۔ زنانیان تخم خنارا (اسپند) نام نہادہ استعمالش کردند صاحب شکیپیر بر اسپند نویسد کہ این خردل نیست بدین وجہ کہ این را با تخم خردل مخلوط کردہ می سوزند قیاس کردند کہ خردل است و صاحب خزانۃ اللغات بر لفظ اسپند فرماید کہ ترجمۂ انگلیسی این (سیڈ آف دی ہنّا) است و این خبر می دہد از ین کہ در انگلیسی زبان اسم این (تخم خنا) است کہ سیڈ بلغت انگلیسی بمعنی تخم است و (ہنّا) (خنا) را گویند معلوم می شود کہ لغت عربی (خنّا) را (ہنّا) کردہ اند (اردو) اسپند بقول امیر (فارسی) مذکّر۔ حرمل (عربی) ایک قسم کا تخم جس کا مزاج گرم و خشک ہے دفع نظر بد کے لئے جلایا جاتا ہے۔ زچہ خانے مین اسکی دھونی دینے کا معمول ہے۔ درد قولنج۔ مرگی گٹھیا اور تمام سرد یکے درد اور امراض باردہ کے لئے نافع ہے (ظفر ۵) نکلتے چشم سے مین اشک خون یا لال انگارے ؛ بجائے دانہ اسپند مجمر سے نکلتے ہین ؛

اسپندار بقول برہان و جامع (۱) بمعنی شمع باشد کہ معشوق پروانہ است و (۲) نام پسر گشتاسب ہم و (۳) بودن نیّر اعظم در برج حوت۔ صاحب ناصری فرماید کہ نام اسفندیار

روئین تن پسر گشتاسب وبحوالۂ برہان ورشیدی ذکر معنی اوّل ہم کردہ غلط آرزو در سراج بر (سپندار) فرماید کہ بکسر اوّل وفتح دوم بمعنی شمع ومخفّف (اسپندارند) بہمہ معانیش وبقول برہان (سپندار) مخفّف (اسپندار) صاحب شمس بر معنی دوم قانع وصاحب برہان بر (اسفندیار) گوید کہ بمعنی (اسپندیار) است نام پسر گشتاسب وبمعنی قدرت حق ولطف یزدان ہم ورتب ماہ اسفندار ورتب برتر اسفندار کہ پنجم ہر ماہ شمسی باشد و (اسفند) بقولش نام ماہ دوازدہم از سال شمسی پس بخیال ما معنی اول اصل است کہ شمع را گفتہ اند ومعنی ترکیبی آن تاب دارندہ باشد کہ از (اسپندار) یک دال را حذف کردہ (اسپندار) کردند وبقاعدۂ فارسی بحالت اجتماع دو حرف یک جنس یکی از ان حذف میشود ہمچو (سپیدیو) و (سپید دیو) ومعنی دوم مجاز آن کہ پسر گشتاسب را استعارۃً (اسپندار) نام نہادند کہ او ہم مثل شمع آب وتاب داشت ونسبت معنی سوم عرض میشود کہ زبانۂ بودن نیر اعظم در برج حوت را ہم اسپندار گفتند کہ آنزمان بخیال فارسیان آب وتاب خاص دارد مخفی مباد کہ اگر (اسپندیار) را اصل گیریم و (اسپندار) را مخفف آن - ہم جا دارد ودرین صورت معنی ترکیبی این چیزی کہ تاب آتش یا آفتاب او را دوست دارد وخدای تعالی یار او باشد کہ فارسیان آتش پرست آتش وآفتاب را پرستش می کنند پس بدین معنی ترکیبی ہم شمع را (اسپندار) گفتن عیبی ندارد - تبدیل بای فارسی بہ فا موافق قواعد فارسی است چنانکہ (پیل) و (فیل) و (سپید) و (سفید) ازینجاست کہ (اسپندار) مرادف (اسفندار) ہم آمدہ ونسبت (سپندار) و (سفندار) عرض میشود کہ بحذف الف اوّل مخفّف آن باشد (اردو) (۱) شمع - بقول صاحب آصفیہ - اسم مونث

موم کی بتّی - چربی کی بتّی (۲) اسفندیار بقول امیر گشتاسپ کا بیٹا جو خاندان کیانیان مین پانچوان بادشاہ گزرا ہے - یہ روئین تن اور بڑا بہادر تہا (مذکر) (۳) اسفندار - ایک فارسی مہینہ کا نام جس مین آفتاب برج حوت مین رہتا ہے - وکن مین یہ چوتہا مہینہ ہے یعنی آغاز سال ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اسفندار بالاتفاق ۳۰ دن کا مہینہ ہے (مذکر)

اسپندارمذ (اصطلاح) بقول برہان و ہفت بفتح میم وسکون ذال نقطہ دار بروزن و معنی (اسفندارمذ) است کہ (۱) نام ماہ دوازدہم باشد از سال شمسی و (۲) نام روز پنجم بود از نام شمسی و فارسیان این روز را درین ماہ مبارک شمرند و عید کنند و جشن سازند بنا بر قاعدہ کلیہ کہ پیش ایشان متداول است کہ چون نام ماہ یا نام روز موافق باشد آن روز را عید کنند و بگیست درین روز جامہ پوشیدن و درخت نشاندن و (۳) نام فرشتہ ایست کہ موکلست بر روزہای و بیشہا و تدابیر امور و مصالحی کہ در ماہ و روز اسفندارمذ واقع می شود بدو تعلق دارد و (۴) زمین را نیز گویند کہ بعربی ارض خوانند صاحب سراج و ناصری و جامع و آنند ہم ذکر این کردہ اند - صاحب سروری بر معنی اول و دوم قانع و از تاریخ و صاف سند معنی اول آورد و (۵) در اسفندارمذ ماہ اوفتد جمرۂ ثانیہ و ما للبرد مثل الجمرۃ الخمرۃ (استاد عطائی ۵۲) روز اسپندارمذ بر تخت شد پہ تخت را نواز قدومش بخت شد صاحب مؤید بر معنی اول اکتفا کردہ فرماید کہ مدت ماندن آفتاب در برج حوت کہ ہندش پہاگن گویند و بعض چیت - **مؤلف** عرض کند کہ ما تحقیق اسپندار بجای خودش کردہ ایم و مذ بقول برہان بضم اول وسکون ثانی یعنی ضاحب و خداوند آمدہ و مرکب می آید ہمچو اسفندارمذ صاحب انند این را با لفتح و بالضم ہر دو نوشتہ

صراحت کند که لغت فارسی است بمعنی خداوند وصاحب (الخ) پس (اسپندارمذ) مرکب است ازہمین دو لفظ بمعنی صاحب روشنی و خداوند تاب و آتش پس ہر چہار معنی بالا درین لفظ کنایہ باشد (اردو) (۱) شمسی مہینوں سے بارہوین مہینہ کا نام اسفندار ہے۔ دیکھو (اسپندار) کے تیسرے معنی (۲) ہر ماہ شمسی کی پانچوین تاریخ کا نام اسپندارمذ ہے (۳) ایک فرشتہ کو فارسیوں نے اسپندارمذ کہا ہے جو دختران اور زمینگلون کا موکل سمجھا جاتا ہے (۴) زمین۔ مونث۔

اسپندان بقول صاحب برہان و ہفت وجامع بکسر اوّل بروزن بیندان تخمیت بسیار ریزہ و آنرا خردل گویند خان آرزو در سراج فرماید کہ سپندان مخفف این است و مرکّب است از اسپند و الف ونون نسبت کہ افادۂ تشبیہ کند مؤلف عرض کند کہ ہمان اسپند را کہ تحقیق کاملش بجایش کردہ ایم آنرا گویند و بخیال ما وراے خردل چیزی دیگر است کہ صراحتش بر اسپند گذشت و الف ونون در آخرش زائد از قبیل مزید علیہ ہمچو (آباد) و (آبادان) و (شاد) و (شادان) کہ ہیچ عمل در معنی نکند (اردو) دیکھو اسپند۔

اسپنداورند اصطلاح۔ بقول صاحب شمس بالفتح (۱) فریب و خداع و بحوالۂ مؤیّد (۲) فرّوزیب و بحوالۂ بعضی از فرہنگ ہا (۳) بمعنی سیاہی است و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و در مؤیّد الفضلا ہم این را نیافتیم۔ صاحب مؤیّد مجرّد (اورند) را بمعنی فریب و دغا آوردہ است بحوالۂ ادات کہ بجای خود ذکر کنیم بخیال ما تسامح صاحب شمس بیش نیست کہ (اورند) را با اسپند مرکّب کردہ بر معنی (اورند) قناعت کرد و بلحاظ ترکیب (اسپنداورند) قلب اضافت (اورندِ اسپند) باشد اگر اسپند را مخفّف

اسپند ار گیریم معنی نفطی این فریب و خداع اسپندار اضافت ہمہ معانی اوزند بسوی او (اردو) اسفند کا مکر۔

اسپند یار اصطلاح۔ بقول برہان و سہت و جامع و آنند و جہانگیری بروزن و معنی اسفندیار

است (کہ می آید) پسر گشتاسپ باشد و آنرا رویئن تن گویند **مؤلف** عرض کند کہ ما بر اسپندار) صراحت ماخذ این کردہ ایم (اردو) دیکھو اسپندار کے دوسرے معنی۔

اسپ تقارچی شدہ است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند **مؤلف** گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ ذکر کسی مقصود باشد کہ در ہر یک امر دخیل و پیشرو آن باشد کہ مداخلتش خوش نہ نماید (اردو) دکن مین جب کسی شخص کو ہر ایک امر مین دخیل اور ہر ایک امر کا محرک پاتے ہین تو کہاوت کی طرز پر کہتے ہین کہ "نشان کا ہاتھی ہے" جو ہر ایک جلوس کے آگے رہتا ہے اور اس کا استعمال موقع ذم پر ہوتا ہے۔

اسپ لمہ (اصطلاح) بفتح نون بدون اضافت اسپ۔ صاحب ضمیمہ برہان این را ببای عربی آوردہ عیبی ندارد کہ صراحت آن بر لفظ (اسپ) کردہ ایم۔ بقولش برگستوان را گویند و آن پوششی است کہ در جنگ بر اسپ پوشانند۔ صاحب مؤید ذکر این بحوالہ قنیہ کردہ فرماید کہ بتازیش عقاق خوانند صاحب شمس نوشتہ کہ برگستوان است کہ بہندی آنرا پاکہر نامند (انتہی) **مؤلف** عرض کند کہ مقصود از لباسی است آہنی مانند زرہ یا نمدی کہ برای حفاظت وقت جنگ بر اسپ کنند بخیال ما این مرکبست از اسپ و نمد۔ اسپ بمعنی حقیقی اوست و نمد ہم بمعنی حقیقی پس (اسپ نمد) قلب اضافت نمد اسپ باشد فارسیان بقاعدۂ خود دال مہملہ را

به های هوّز بدل کردند همچو تبرزد - و تبرزه - و این
تلفظ روزمره زبان است که اکثر الفاظ (دال آخر)
را در تلفظ همچنین خوانند که های هوّز در آخر
پیدا میشود و مراد از پوششی باشد که باغراض
جنگ از نمد درست کنند و انچه لباس آهنی را
هم همین نام شد مجاز است (اردو) پاکھر
بقول آصفیه - اسم مونث - ایک قسم کی آہنی پوشاک زره
کے مانند جو اکثر جنگ کے موقع پر گھوڑے
ہاتھی وغیره کو پہناتے ہین - برگستوان -

اسپنوی (اصطلاح) بقول برهان و هفت
و سروری و جامع و جهانگیری بکسر اوّل و فتح
ثالث و ضمّ نون و سکون واو و یای مطلی - نام
کنیزک نژاد که ذکرش بر (اسپکنوی) گذشت و
این مخفّفش باشد و بس - خان آرزو در سراج بدین
این فرماید که بزیادت کاف نیز گفته اند و تحقیق
آنست که این لفظ ترکی است که همین قسم اکثر
نام های مردم طرف افراسیاب ترکیست و بسبب
آنکه در شاهنامه داخل شده ارباب فرهنگ
را گمان انست که فارسی است و آن خطاست
چرا که نام های مردم هر ولایت بزبان آن
ولایت باشد (انتهی) (فردوسی ۵) یکی
ماه روئی بنام اسپنوی بسمن پیکر و دلبر و شکبوئی
مؤلّف گوید که فارسیان اسپ را از همه چیزها
فائق می دانستند و بتعریف هر چیزی که مبالغه
در بیان صفاتش مقصود می بود لفظ اسپ را
استعمال می کردند و در اسمای اکثر شاهان سلف
هم لفظ اسپ داخل بود همچو (لهراسپ) و
(گشتاسپ) وغیره پس عجبی نیست که درین نام
(اسپک - نوی) با کاف تصغیر و کسر آن و
فتح نون و کسر واو و سکون تحتانی آخره که مقصد
بمعنی حقیقی خودش باشد یعنی اسپ خورد جدّت
دارنده و استعارةً زنی حسین را نام نهاده باشند
و تبدیل و تصرّف در حرکات نتیجهٔ کثرت استعمال
باشد و بس و الله اعلم بالصواب (اردو)

دیکھو - اسپکنوی -

اسپور بقول صاحب ہفت بضم اوّل و سکون سین مہملہ وضمّ بای پارسی بواو مجہول رسیدہ و سکون رای مہملہ (۱) بمعنی نہایت نادان وکُند طبع وخالی ذہن آمدہ و (۲) درخت پدہ را نامند - صاحب شمس بر معنی اوّل قانع - صاحب ضمیمہ برہان این را بہ بای عربی بمعنی کج سلیقہ وکم ذہن وبسیار غضب آوردہ - اگرچہ صاحب ہفت نسبت معنی دوم ذکر درخت (پدہ بہ بای فارسی) کردہ ولیکن بقول صاحب محیط نام این درخت بہ بای عربی (بدہ) است فرماید کہ اسم فارسی (غرب) باشد و برغرب نویسد کہ بفتح غین معجمہ ورای مہملہ وسکون بای موحّدہ بہ یونانی (اطاطاس) و بعربی (اسفیدار) وبفارسی (بدہ) و(درخت نارون) وبشیرازی (وزک) و باصفہانی (وشک) وبہ بربری (درخت برو) گویند این ہمانست

کہ تعریف کامل این بر لفظ (ارطی) گذشت - بالجملہ بخیال ما اصل این مرکّب انزاس) باشد کہ بمعنی عقل لغت ترکی است بہ تفخیم ضمّہ - تعریفش بجای خودش بیان کردہ ایم و(پور) بقول صاحبان برہان وسراج بضم اوّل بروزن حور کسی کہ خود را نادان وانماید صاحب منتخب گوید کہ (پور) بہای عربی لغت عرب است بالضم بمعنی ہلاک شدہ وفاسد گشتہ کہ در وچیزی نباشد و (اس) بقول صاحب منتخب در عربی زبان بہر سہ حرکت وتشدید بمعنی بنیاد و اصل ہر چیز (الخ) کہ مجازاً عقل را توان گفت پس جادارد کہ اصل این لغت مرکّب از ہمین ہر دو لغت عربی آخر الذکر باشد - فارسیان برای فاسد العقل ونہایت نادان نام کردہ باشند یا اینکہ ترکیب این باہر دو لغت اوّل الذکر است بصورت اوّل بہای فارسی وبصورت ثانی بابای عربی - ماذکر این بابای عربی ہم بجای

خودش کردہ ایم - بعض معاصرین ترک گویند کہ (قرتیان بور) در زبان (قرغیز) کہ ترکی خالص است بمعنی پیر فرتوت است یعنی (قرتیان) بمعنی پیر شدہ و (بور) بمعنی فرتوت پس این بمعنی عقل فرتوت می توان گرفت مگر حالا در ترکی این لفظ مرکب متروک است اندرین صورت اصل این بای عربی باشد کہ گذشت و تبدیل بای عربی بہ فارسی تصرف فارسیان است ہمچو (تب وتپ) انچہ فارسیان درخت بدہ را اسپور گفتہ اند وجہ تسمیہ جز این بہ فہم ما نمی آید کہ بہ وجہ خاص این را مجازاً پسر درخت آہس قرار داده باشند کہ (آس محدودہ) را مقصورہ گرفتن چیزی نیست - نتیجہ لب ولہجۂ مقامی است و (پور) در فارسی زبان بمعنی پسر آمدہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تحقیق ما مبنی بر قیاس است وبس (اردو) (۱) بے عقل نادان (۲) دیکھو ارطی

اسپ وزن وشمشیر وفادار کہ دیر

(مثل) صاحبان خزینہ واحسن وامثال فارسی ذکر این کردہ اند فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصودشان بہ بیان واقعۂ مذمومی باشد کہ متعلق از اسپ یا زن یا شمشیر بود حاصل اینست کہ اسپ باسوار خود وزن با شوہر خود وشمشیر با قابض خودش محبت اصلی ندارد مثلاً اسپ زید چون زیر ران بکر در آید مانع نشود وبجملہ کہ بکر بر زید کند - ہم برین قیاس زن مطلقہ یا بیوہ چون بجبالۂ نکاح دیگری رود با او خوشحال باشد وشوہر اول را فراموش کند وہم چنین شمشیر خالد کہ بقبضۂ عمرو (دشمن خالد) است در کشتن قابض سابق دریغ نکند (اردو) اہل ہند کی زبان پر یہی فارسی کہاوت ہے اگرچہ صاحبان امثال اردو نے اسکو ترک کیا ہے جہاں کہیں عورت کی بیوفائی کا بیان ہوتا ہے وہاں اس مثل کا استعمال کرتے ہیں -

(الف) اسپ و فرزین می نهد | (اصطلاح) (ج) بقول صاحبان برهان و بحر و هفت
(ب) اسپ و فرزین نهاد | (۱) یعنی اسپ و فرزین بطرح دادن و بازی
(ج) اسپ و فرزین نهادن | را بردن و (۲) کنایه از غالب شدن و (۳) زیادتی
کردن بهار بر یک معنی قانع و گوید که کنایه از مات کردن است (شیخ شیراز ه) گدائیکه
بر شیر زرین نهد ؛ ابوزید را اسپ و فرزین نهد ؛ (میر مغری ه) اختران با بخت او
شطرنج رفعت باختند ؛ بخت او هر هفت را اسپ و رخ و فرزین نهاد ؛ بهار گوید که غلب
که در سند آخر معنی چیدن مهرهای مذکور بود (انتهی) صاحب رشیدی در معنی دوم با برهان
متفق و ضمناً ذکر معنی اوّل هم کند که حقیقی است و صاحب جهانگیری بسند شیخ شیراز که گذشت
بر معنی دوم قانع مخفی مباد که نهادن بقول صاحب بحر عجم بمعنی دور کردن و وضع کردن آمده و
بقول صاحب موارد بمعنی زدن و انداختن و گرفتن هم بعض از معاصرین در معنی هر دو شعر نهادن
را بمعنی طرح و ترک کردن می گیرند یعنی ممدوح اسپ و فرزین را از بساط خود برداشته و طرح
داده غلبه حاصل کرد اندرین صورت معنی حقیقی (ج) معنی دوم را پیدا نمی کند زیرا که از طرح
و ترک کردن اسپ و فرزین خود لازم نمی آید که غلبه شود ممکن است که بازی برابر شود یا
مغلوب - خان آرزو در سراج فرماید که کنایه است از نهایت غلبه و بقول ناصری بدون
واو عطف کنایه از غلبه کردن صاحب سروری ذکر (ب) کرده گوید که بطرح اسپ و فرزین
بازی را بردن - صاحبان خزینه و امثال فارسی ذکر الف کرده از معنی ساکت **مؤلّف** گوید که (ج)
اصل است و الف و ب) مشتق از آن و معنی اوّل حقیقی است یعنی بافگندن اسپ و فرزین

کہ بہترین مہرہای شطرنج است قوت حاصل کردن و مقابل را مغلوب کردن پس معنی دوم کنایہ باشد و معنی سوم ہیچ کہ متعلق بمعنی دوم است۔ طرز بیان محققین اول الذکر تحقیق پسند ان را بخط می اندازد (زیادتی کردن) چیزی دیگر نیست و مقصود شان با معنی دوم یکیست اگرچہ در بادی النظر معنی (زیادتی کردن) ورای (غالب شدن) است ولیکن مقصود شان غیر از معنی دوم نباشد کہ در عرض مطلب احتیاط لفظی را بکار نبرده اند کہ (ج) بمعنی ظلم و زیادتی کردن مستعمل نیست فارسیان (الف) را بطور مثل ہم استعمال می کنند یعنی چون کسی را بہ بینند کہ اصرار بر قول خود می کند و بدلائل می خواہد کہ آنرا ثابت کند یا کسی را بکار خود سراپا ساعی یابند بطور مثل گویند کہ (اسپ و فرزین می نہد) یعنی می خواہد کہ اسپ و فرزین مدمقابل را افگنده غلبہ خود حاصل کند۔ انچہ بہار بند کر کلام میر معزی معنی چیدن مہرہا پیدا کرده است درست نباشد (اسپ و رخ و فرزین نہاد) یعنی اسپ و رخ و فرزین مدمقابل بفگند و مقابل را مغلوب کرد متعلق است بمعنی دوم (ج) دیگر ہیچ و انچہ صاحب ناصری واو عطف را حذف کرده است نتیجہ کثرت استعمال باشد کہ فارسیان در روزمرہ خود این قسم تصرف کنند (اردو) (۱) اسپ اور فرزین کو مار لینا۔ (۲) غالب آنا مغلوب کرنا۔

اسپ و گاری استعمال۔ معاصرین فرماید کہ اسپ و کالسکہ را گویند صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کرده۔ گاڑی بارای ہندی لغت سنسکرت است کذا فی الساطع کہ ترجمہ ارابہ و کالسکہ باشد معاصرین عجم آنرا داخل روزمرہ خود کرده اند بہ تبدیل رائے ہندی بارای مہملہ دیگر ہیچ۔ (اردو) گھوڑا گاڑی۔ مؤنث

اسپونتن صاحبان موارد و اند و هفت ذکر این کرده اند و خان آرزو با لفظ (اسپاه) اشاره این هم کرده مخفف اسپاه است بحذف الف فارسیان این قسم تخفیف جائز داشته اند همچون (ماه و مه) و (شاه و شه) ماصراحت کامل هر دو معنی این و حقیقت ماخذ بر لغت (اسپاه ببای عربی) کرده ایم و تبدیل بای عربی بفارسی در فرس آمده چنانکه (تب و تپ) (اردو) دیکھو اسپونتن

اسپه صاحبان رشیدی و ناصری و شمس

اسپهان بقول صاحب برهان بر وزن و معنی اصفهان است و آن شهری باشد دار السلطنته در ملک عراق و آن شهر را در قدیم دار الیهود می گفتند ی - گویند دجال از آنجا خروج کند و ابتدای قحط عالم از انجا شود و هر که چهل روز در آن شهر باشد بخیل و ممسک شود و جمع سپاه نیز هست و جمع سگ هم گفته اند که بتازی کلاب خوانند (الخ) صاحب هفت صراحت حلیه لفظ کند و فرماید که بکسر اول و سکون سین مهمله و بای فارسی و های مذوره بالف کشیده و سکون نون است - مرادف اصفهان و بجای بای فارسی - موحده تحتانی هم بنظر آمده صاحب ناصری نوشته که همان اصفهان که شهریست مشهور و سپاه ملوک عجم در آن شهر جمع بوده و از آنجا باطراف مامور می شدند چنانکه سپاه عرب در کوفه و بر برهان اعتراض فرماید که اسپاه و اسپاهان را یعنی سگ چرا نوشت و بحوالهٔ معجم البلدان گوید که الاسپهان مشتق من الجند (الخ) مخفی مباد که فارسیان این را بزیادت الف بعد بای فارسی (اسپاهان) هم گفته اند چنانکه خاقانی گفته (ع) مهبط مهدی نگر فضای سپاهان ؛ و سین مهمله را بصاد

ذکر این کرده اند (اسپاه) اشاره

بدل کرده صفاهان هم گفته اند به تحقیق ما اصل این (سپاهان) است مرکب از سپاه و الف ونون نسبت
خان آرزو هم در سراج بر لفظ اسپاه بحوالهٔ تاریخ اصفهانی اشارهٔ بسوی این کرده صراحت
کامل نفرموده است پس (سپاهان) یعنی منسوب به سپاه شهری را نام شد که جای انبوهی لشکر
و سپاه بود فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اول این آورده (اسپاهان) کردند و بحذف
الف دوم که در (سپاه و سپه) می شود (اپهان) هم گفتند و به تبدیل سین مهمله با صاد مهمله
و بای فارسی با فا (اصفهان و صفاهان و اصفاهان) شد - صاحب قوانین دستگیری گوید که
صاد در فارسی نیاید مگر تعریباً و تبدیل بای فارسی با فا در فارسی آمده چنانکه (پیل و فیل) و (سپید
و سفید) پس جا دارد که اهل عرب (اسپهان و سپاهان و اسپاهان) را تعریباً (اصفهان و صفاهان
و اصفاهان) کرده باشند و فارسیان استعمال معرب هم در فارسی کردند - غیر ازین چیزی دیگر
بفهم ما نمی آید و انچه صاحب معجم البلدان این را مشتق از چند نوشته مقصود ش هم همین باشد و
انچه صاحب برهان (اسپهان) را جمع سپاه و سگان با الف ونون جمع نوشته من وجه جا دارد
که (اسپاه) و (اسپاه) بمعنی لشکر و سگ بجای خود گذشت ولیکن فارسیان استعمال این بدو معنی
نکرده اند و جز این نیست که از خیالش تائیدی در ما خذی شود ولیکن الف ونون را علامت
جمع گرفتن و شهری را نام کردن بهتر از ان نیست که الف ونون نسبت را بقول خان آرزو
بر لفظ (سپه) یا (سپاه) زیاده کنیم - چیزی که منسوب به سپاه است کنایتهً شهری را نام نهادن
شد که انبوه سپاه در ان باشد برخلاف آن جمع سپاه را اسم شهری کردن غیر از استعاره نباشد
و در وجه تسمیه کنایه بهتر است از استعاره (اردو) اصفهان - بقول امیر ملک فارس کے وقت

ایک بہت بڑا شہر ہے جو کسی وقت مین دار الخلافہ بھی تھا۔ یہان کا سرمہ اور تلوار مشہور ہے۔

(الف) اسپہبد | بقول صاحب بجر بالکسر و بای فارسی مفتوح و سکون بای موحدہ۔ (۱) سپہ سالار چہ بَد بالفتح بمعنی صاحب و دارندہ است۔ صاحب رشیدی بذکر معنی اول فرماید کہ (۲) لقب شاہان طبرستان ہم صاحب سروری گوید کہ بفتح ہمزہ اسمیست مخصوص ملوک طبرستان ہمچو قیصر و خاقان کہ مخصوص ملوک روم و ترک است و (۳) نام ولایتی کہ بطبرستان است کذا فی معجم البلدان امّا در کلام اکابر بمعنی مطلق سپہ سالار آمدہ چنانچہ حکیم فردوسی گوید (بیت) کہ از بیم اسپہد نامور ۔ چگونہ کشائیم پیش تو در ۔ (بیت) باستاد در پیش نیزہ بدست ۔ تو گوئی مگر طوس اسپہبد است ۔ صاحب ناصری بذکر معنی اوّل و دوّم گوید کہ سپہبد (۴) نام نوائی ہم منسوب بہ یکی از سپہبدان ماژندران کہ خورشید نام داشت و شہر اسپہبدان از بناہای دارمہر و پسر اسپہبدان نبیرۂ فرخان بزرگ و (۵) بمعنی نفس کل آمدہ و آنرا (نور اسفہبد) و (اسپہبد خورہ) نیز گویند۔ صاحبان تحقیق (اسپہبد خورہ) را بمعنی نفس ناطقہ نوشتہ اند کہ بجایش می آید۔ صاحب جامع و ہفت بر معنی اوّل و دوم قانع۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل و دوم فرماید کہ انچہ بکسر اول نواحئ است از طبرستان ----------

(ب) اسپہبدان | نام دارد منسوب بیکی از اسپہبدان کہ ملوک آن ملک اند۔ الف و نون برای نسبت است **مؤلف** عرض کند کہ الف مرکب است از (سپہ مخفف سپاہ) و (بَد) بمعنی صاحب صاحب برہان ذکر این بضم اوّل کردہ تحقیقش بجای خودش کنیم بالجملہ اصل الف (سپہبد) است بمعنی صاحب سپاہ کنایہ از معنی اوّل و معنی دوم مجاز آن و حامل معنی سوم بہ تحقیق ما و اتفاق

اہل لغت (ب) باشند نہ (الف) و ذکر معنی چہارم و پنجم الف بجز صاحب ناصری دیگر کسی از محققین فرس نکردہ کہ نوائے خاص و نفس کل را سر لشکر نواہا و نفوس قرار داد۔ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّل این آوردہ (اسپہبد) کردند و در (اسپہبدان) ہم الف وصلی ہم برین قیاس است آنانکہ (الف) را بکسر اوّل نوشتہ اند موافق قیاس باشد و کسانی کہ برای معنی دوم بفتح اوّل گرفتہ اند خلاف قیاس است (اردو) (الف) (۱) سپہ سالار۔ مذکر (۲) اسپہبد۔ ملوک طبرستان کا لقب جیسے قیصر و خاقان شاہان روم و چین کے لئے ہے (۳) اسپہبد۔ طبرستان کی ایک ولایت کا نام (۴) اسپہبد ایک خاص اگنی کا نام مونث (۵) نفس ناطقہ بقول آصفیہ مذکر۔ بولنے والی روح۔ ہماری راے مین اسکو نفس عاقلہ کہنا چاہئے (ب) اسپہبدان دیکھو اسپہبد کے معنی نمبر (۳)۔

اسپہبد خورہ (اصطلاح) بقول برہان بفتح خاے نقطہ دار و رای بی نقطہ و واو معدولہ ساکن۔ اشراقیان فارس نفس ناطقہ را گویند کہ آن قوت متکلمہ انسانی است۔ صاحبان جامع و ہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو در سراج بر صاحب برہان اعتراض کند کہ این قوت متکلمہ انسانی نیست بلکہ قوت عاقلہ انسانی است و نفس ناطقہ غیر قوت متکلمہ باشد مؤلف عرض کند کہ (خورہ) بقول برہان بفتح اول و ثالث و ثانی معدولہ نور است از جانب خدای تعالی کہ بر خلائق فائض میشود کہ بوسیلہ آن قادر شوند بریاست و حرفت ہا و صنعت ہا (الخ) پس معنی لفظی این بہ فکت اضافت شاہ نور است یعنی بہتر از ہمہ انوار کہ نفس ناطقہ را بر دیگر نفوس جیحی ظاہر کند و جز این نیست کہ این کنایہ باشد (اردو) نفس ناطقہ۔ مذکر۔ دیکھو اسپہبد کے پانچوین معنی۔

اسپ یام (اصطلاح۔ بقول صاحب بحر

حتّی اسپی کہ برای ڈاک چوکی در منازل گذارند۔ وارستہ وبہار ہم ذکر این کردہ گوید کہ علّامی فہّامی درطلب فرمودن عرش آشیانی مرزا کوکہ را گوید (فقرہ) از گجرات باسپ یام طلب فرمودند تا از پیش قدمان رونق افزای معاملۂ وداع گردد۔ صاحب برہان بر لفظ یام نوشتہ کہ بروزن لام اسپی را گویند کہ در ہر منزلی گذارند تا قاصدی کہ بسرعت رود بران سوار شود تا منزل دیگر پس این مرکّب اضافی است صاحب سروری بر لفظ یام سندی ازاین بیت آوردہ (ے) منکہ چون عیسی نیایم

بی خبری رفتن براہ ؛ ہر زمانم دیگری گیرد چو اسپ یام الاغ ؛ مؤلّف عرض کند کہ یام لغت ترکی است کہ ترجمہ آن در ارد و ڈاک چوکی است یعنی مقامی کہ در راہ برای تبدیل سواری قاصدان از اسپان و اشال آن درست کنند پس یام بمعنی اسپ خاص است چنانکہ محقّقین بالا نوشتہ اند حیف است کہ لغات ترکی ازین لفظ ساکت اند۔ از معاصرین تحقیق کردہ ایم و یا مچی کسی را گویند کہ اہتمام آنخانہ بدست او باشد (اردو) ڈاک کا گھوڑا۔ مذکر۔ بقول آصفیہ ڈاک لیجانے والا گھوڑا۔

اسپیجاب بقول برہان وجامع وہفت وسراج با تحتانی مجہول وجیم فارسی بروزن استیعاب نام شہریست از ولایت ماوراء النہر کہ آنرا بترکی شبران بروزن کبران گویند۔ صاحب ناصری گوید کہ اسپنجاب بہ نون چہارم وجیم عربی مبدّل آنست صاحب برہان این را در ردّ سین مہملہ بحذف الف اول (سپنجاب) بانون وجیم عربی نوشتہ گوید کہ بحذف حرف دوم (سنجاب) ہم بنظر آمدہ (سید سراج الدین سکیری (ے) چشم ملکت را بروی روم قسطنطین نہاد ؛ چشم جاہت را بسوی چاچ و اسپیجاب روی ؛ (ولہ ے) مسند جودش فلک در روی قسطنطین نہاد ؛ مقصد شکرش جہان در چاچ و اسپیجاب یافت ؛ مؤلّف گوید کہ بخیال ما (سپنجاب) بدون الف اوّل

با بای فارسی و نون و جیم عربی - اصل است مرکب از (سینج) و (آب) سینج بقول برہان بروزن شکنج بمعنی مہمان و بمعنی عاریت و آرام گاہ عاریتی - فارسیان در اسمای شہرہا جائیکہ جوی کلان واقع باشد در آخر آن لفظ آب زیادہ کنند یا آن معمورہ را بنام رودخانۂ مذکور موسوم نمایند پس درین شہر رودخانۂ واقع باشد کہ آبش دائما در رونباشد و گاہ گاہ ہمچو سیل می آید و می گذرد ہمچو مہمان کہ قیام مستقل در خانۂ میزبان ندارد بہ ہمین تشبیہ آن رودخانہ را بدین نام موسوم کردہ باشند و معمورہ موسوم شد بنام رودخانہ و انچہ بحذف بای فارسی است مخفف آن و اللہ اعلم - پس الف وصلی در اول این آوردہ (اسپنجاب) کردند و بتبدیل نون بہ یای تحتانی برخلاف قیاس تحریف است یا غلطی کتابت اہل لغت بعدم علم وجہ تسمیہ و جیم فارسی بہ جیم عربی بدل شود چنانکہ (کاچ و کاج) پس (سپنجاب) نام اصلی را (اسپیجاب) کردن پیش محققین نقل بر دار ہیچ دشوار نیست - صاحب جامع این را (اسفیجاب) بہ فای سوم ہم نوشتہ عیبی ندارد کہ تبدیل بای فارسی بہ فا آمدہ چنانکہ (پیل و فیل) و (سپید و سفید)

(اردو) اسپیجاب یا اسپنجاب یا اسفیجاب ایک شہر کا نام ہے جو ماوراء النہر میں واقع ہے

اسپید بقول برہان و جامع (۱) بمعنی سفید است کہ نقیض سیاہ باشد و (۲) بمعنی بی نقش و بی لون ہم آمدہ - صاحب رشیدی بر معنی اول قانع - صاحب ہفت بذکر ہر دو معنی گوید کہ بکسر اول است و بالضم ہم بنظر آمدہ خان آرزو در سراج فرماید کہ سپید مخفف این است و معنی دوم مجاز معنی اول مؤلف عرض کند کہ (سپید) بہای فارسی بکسر اول اصل است و سفید مبدل آن کہ بقاعدۂ فارسی تبدیل بای عربی با فا آمدہ ہمچون (گوسپند و گوسفند) الف اول

وصلی است و بی لون را سپید گفتن بمعنی حقیقی است البتہ بی نقش را سپید نام کردن مجاز باشد
دیگر ہیچ - آنانکہ این را بالضم اوّل گرفتہ اند برخلاف قیاس رفتہ اند مخفی مباد کہ (سپید)
در استعمال فرس بمعنی سادہ مستعمل است چنانچہ (اسپید با) بمعنی شوربای سادہ کہ می آید (اردو
(۱) سفید بقول آصفیہ (فارسی) سیاہ کی نقیض - ابیض (اسیر ۵) زاہد ہو خاک بادہ برستون
مین رو سفیدہ ہے مثل ابر اوسکے بدن مین لہو سفید ؛ (۲) سادہ - بقول آصفیہ بی نقش و نگار
اسپیدار بقول صاحب ضمیمہ برہان نوعی از درخت بید باشد و آزا میوہ نبود صاحب
ہفت فرماید کہ یکسر اوّل درختی است کہ بارش نبود مثل بیدہ و صاحب انند گوید کہ این را
سپیدار و اسفیدار نیز گویند - صاحب مؤید ہم بحوالہ قنیہ نوشتہ صاحب محیط بر (اسفیدار) گوید کہ درخت
غرب را گویند و ما تعریف کامل این بر (ارطی) کردہ ایم کہ گذشت - نسبت وجہ تسمیہ عرض میشود
کہ (سپی) بقول برہان و سراج بروزن صفی مخفف سپید باشد و (دار) بقولش بمعنی مطلق درخت
پس (سپیدار) بمعنی درخت سپید است - فارسیان سپید - بی نقش و سادہ را گفتہ اند کہ گذشت
و این مجاز است و عجبی نیست کہ درخت بی بار و ہر چیز سادہ را ہم سپید گفتہ باشند از اینجاست کہ
(سپیدار) بمعنی درخت بی بار مستعمل شد و الف وصلی در اوّلش زیادہ کردہ اسپیدار کردند خان
آرزو در سراج بر (سپیدار) نوشتہ کہ آنچہ در برہان (نوعی از بید) نوشتہ غلط است و این
نوع علیحدہ باشد - نسبت وجہ تسمیہ فرماید کہ مخفف (سپید دار) است چون دو حرف از
یک جنس جمع شد یکی از ان حذف کردہ اند و گویند کہ میان این درخت و درخت خرما مخالفت
است کہ یکجا سبز نشود (انتہی) بندہ عرض می کنم کہ چون (سپی) مخفف (سپید) متحقق شد و

وخودخان آرزو ہم درسراج ذکرش کردہ پس ہیچ ضرورت ندارد کہ اصل این (سپیدوار) گرفتہ قاعدۂ حذف جاری کنیم وانچہ محققین بالا (سپی) را بروزن (صفی) نوشتہ اند قابل غور است زیراکہ اصل (سپی) (سفید) است وآن بکسر اوّل آمدہ پس مخففش بفتح اول چرا۔ (اردو) دیکھو اطی۔

اسپید با بقول صاحب ضمیمۂ برہان آشنی را گویند کہ در آن ترشی نباشد۔ صاحب برہان در (سپید با) فرماید کہ آش ماست را نام است چہ با بمعنی آش آمدہ۔ صاحب محیط بر (سپید با) نوشتہ کہ اسم شوربای سادہ **مؤلف** گوید کہ چنین نیست کہ فارسیان ہر چیز سادہ را سپید گفتہ اند کہ صراحت آن بجایش گذشت پس (سپیدیا) بتقدیم صفت (بای سپید) بمعنی شوربای سادہ و الف وصلی در اول این زیادہ کردہ (اسپیدبا) کردند خان آرزو در سراج بر (سپید با) فرماید کہ از کتب طبیہ معلوم می شود کہ (سپید با) کہ معربش (اسفیدباج) است طعام دیگر است ورای (آش ماست) بخیال ما ہر چہ صاحب محیط نوشتہ درست وموافق قیاس وماخذ است۔ حاصل این ست کہ باید کہ این را بالکسر خوانیم کہ (سپید) بکسر اوّل است (اردو) سادہ شوربا۔ منہ۔

اسپیدرود بقول برہان وجامع وسراج نام رودخانہ ایست از آذربایجان کہ بگیلان و دیلمان گذرد۔ صاحب ہفت فرماید کہ بکسر اوّل وضم راے ترشت باشد وبضم اوّل ہم بدین آمدہ صاحب ناصری گوید کہ ہمان سپید رود است کہ می آید **مؤلف** عرض کند کہ بخیال ما در اینجا سپید بمعنی مجازی سادہ باشد واین رود خانہ ظلاطم نداشتہ باشد وآبش صاف وشفاف و در روانی سادگی دارد آنانکہ این را بضم اول خواندہ اند برخلاف قیاس رفتہ اند کہ سپید بکسر

اوّل است - فارسیان در اوّل این الف وصلی زیادہ کردہ (اسپید) کردند پس الف را بکسور گرفتن موافق قیاس باشد (اردو) اسپید رود - ایک ندی کا نام ہے جو آذربایجان سے جاری ہوئی ہے اور گیلان اور دیلمان پر سے گزرتی ہے - مؤنث -

اسپید کار (اصطلاح) بقول صاحب برہان شخصی را گویند کہ ظروف مس را سفید کند و او را قلعی گر ہم نام است - ہم او بر (اسپید کار) فرماید کہ کنایہ از مرد مرد نیکوکار و صالح و نیکو مدار و جوان مرد باشد - صاحبان ناصری و بحر و جامع ہم ذکر معنی اوّل کردہ اند و صاحب ہفت صراحت فرماید کہ بکسر اول است و چرا نباشد کہ سپید بکسر اوّل آمدہ و الف وصلی در اوّل این را ہم باید کہ بکسور گیریم - بدین وجہ کہ قلعی گر ظروف را بوسیلہ سرب سپید کند و در فارسیان (اسپید کار) نام کردند - محققین را در معنی (اسپید کار) بدون الف وصلی) اختلاف است و ما تصفیہ آن ہم در آنجا کنیم (اردو) قلعی گر - بقول آصفیہ تانبے کے برتنوں پر رانگ کا ملمع کرنے والا -

اسپیدہ بقول صاحب سراج و رشیدی (۱) سپیدی چشم و (۲) سپیدی صبح و (۳) سفید آب کہ زنان بر و مالند و (۴) قلعی و سرب سوختہ کہ اسفیداج معرّب آنست صاحب سروری بر معنی دوّم و سوم قانع و برای معنی سوم سندی از امیر خسرو آوردہ (۵) صبح ہر اسیدہ کہ در حقہ بنجیت ؛ حقہ نگون بود سپیدہ بر نجیت ؛ صاحب برہان بر (سپیدہ) ذکر معنی دوّم و سوم کردہ مؤلف گوید کہ الف اوّل - وصلی است و ہای ہوز آخرہ برای نسبت - باید کہ این را بکسر اوّل خوانیم کہ لفظ سپید بکسر است (اردو) (۱) آنکھ کی سپیدی مؤنث (۲) صبح کی سپیدی - یعنی روشنی - مؤنث صاحب آصفیہ نے مجرد (سفیدی) کی معنی بھی روشنی

صبح لکھا ہے (۳) سفیدہ - بقول آصفیہ - مذکر ایک قسم کا پوڈر جو بارہ سنگے کے سینگ کو پھونک کر بناتے ہیں اور اسے چہرے میں ملا کر عورتیں منھ پر ملتی ہیں مگر یہ دستور ایران کا ہے (۴) قلعی - (دیکھو ارزیز) مؤنث -

اسپیل بقول برہان و ناصری و جامع و رشیدی اسپ و زرد - ما تعریف کامل این بر (اسپیل بیائے موحدہ) نوشتہ ایم و ذکر ماخذ ہم کردہ ایم - تبدیل بای عربی با بائے فارسی موافق قاعدۂ فارسیان است کہ ذکرش بر لفظ اسپ گذشت (اردو) دیکھو اسپیل -

اسپیوش بقول صاحب برہان باشین قرشت بر وزن و معنی اسبغول است کہ بزرقطونا

باشد - صاحب محیط این را بر لفظ اسبغول بسین مہملہ آخرہ (اسپیوس) نوشتہ و صاحبان ناصری و جامع و رشیدی و ہفت و سراج با برہان متفق اند بہ شین معجمہ آخرہ - بخیال ما - اصل این (اسپ گوش) بود مرکب از (اسپ) و (گوش) بمعنی گوش اسپ - استعارہ بہ شباہت آن با گوش اسپ - فارسیان بقاعدۂ خود - کاف فارسی را بہ عین معجمہ و شین معجمہ را بہ لام بدل کردہ اسپغول کردند کہ بجایش گذشت صاحب قواعد دستگیری ذکر این قسم تبدیل کردہ و درین لغت صرف تبدیل کاف فارسی با بای تحتانیست برخلاف قیاس کہ مشالش تا بحال از نظر ما نگذشت با ای حال باید کہ این را بفتح الف و ضم تحتانی خوانیم (اردو) دیکھو اسپغول -

است بقول صاحبان تحقیق بفتح اول و سکون ثانی و تای قرشت لغت فارسیست ہشت معنی دارد (۱) بقول صاحبان برہان و جامع و جہانگیری و ناصری و سراج بالفتح مخفف استر کہ دواب مشہورست صاحب جہانگیری از عجدی سند آوردہ (۵) آن خسیس حرامزادہ چہ است نہ ہمچو خر عرعری کند پوست نہ صاحب سروری فرمایدکہ درین معنی محل تامل است **مؤلف** گویدکہ حیف

است که وجه تامل ظاهر نکرد و بخیال ما ماخذ این متحقق شد و سند بالا برای تسلیم این معنی کافی است

(اردو) خچر - بقول آصفیہ - اسم مذکر - ہندی - استر - وہ دوغلا جانور جو خر نر اور اسپ مادہ سے پیدا ہو

(۲) است - بقول برہان و جہانگیری و سراج بالفتح استخوان آدمی و سائر حیوانات و تخم و دانۂ میوہ ہا - صاحب ناصری بر استخوان آدمی و حیوانات قانع - صاحب جہانگیری فرماید که بدین معنی (استہ) ہم خوانند - خان آرزو در سراج صراحت فرماید که اگرچہ استہ بزیادت ہای ہوز در آخر مشہور است ولیکن (ہست) در ہندی استخوان را گویند و این دلیل بر آنکه (است) بدون زیادت ہای ہوز در آخر بمعنی استخوان است چرا که الف به ہا بدل شده و توافق لسانین مصحح است مؤلف گوید که مقصود خان آرزو جز این نباشد که فارسیان این را از ہندی گرفته اند و بقاعدۂ خود ہای ہوز را بالف بدل کرده استعمال کرده اند چنانکه (ہمیان و امیان) و نسبت ہای زائده در آخر عرض می شود که فارسیان در آخر بعض کلمات ہای ہوز زیاده کنند چنانکه (خونخوار و خونخواره) و (ستمگار و ستمگاره) پس جا دارد که بر آخر (است) ہم ہای ہوز زیاده کرده (استه) گردند - مخفی مباد که بقول صاحب ساطع (اتہی) در سنسکرت بفتح اول بمعنی استخوان است پس عجبی نیست که فارسیان بحذف یای آخره (استه) بدین معنی استعمال کرده اند و این بر خلاف خان آرزو دلیل صحت (استه) باشد (اردو) ہڈی - بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - استخوان گٹھلی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - پھل کا بیج - خسۂ ثمر - عجام - تخم - حب جیسے "بیر گٹھلی سب ہضم"

(۳) است - بقول برہان و ناصری و جہانگیری بالفتح تفسیر کتاب ژند و پاژند را گویند و آنرا

(استا) نیز خوانند و باین معنی بالضم هم آمده و اصح همین است - صاحب جهانگیری از حکیم فردوسی سند آورده (ے) که دین مسیحی ندارد درست ؎ همی گبرگی ورزد و ژندواست ؎ خان آرزو در سراج فرماید که این ماخوذ است از معنی ششم که است بمعنی (ستایش) می آید - پس اعراب هر دو یکی باشد - صاحب سروری از شهنامه سندی آورده (ے) شهنشاه ایران سروتن به شست ؎ بمعبد خرامید بازند واُست ؎ مؤلف گوید که جاوار این را بالفتح هم خوانیم که ماخذ این بر معنی ششم تقاضای آن می کند (اردو) دیکھو استا -

(۴) است - بقول صاحب برهان وجامع وجهانگیری وسروری ورشیدی وناصری وسراج باول مضموم سرین وکفل مردم واسپ را گویند و در عربی بالکسر بمعنی حلقه دبر است که سوراخ گون باشد وبعضی بمعنی اوّل الذکر هم عربی دانند - صاحب جهانگیری از کلام شمس فخری سند آورده (ے) چرخ در مهر شیخ ابو اسحٰق ؎ چون میان را بسته چابک وچست ؎ از پی افتخار حشمت خویش ؎ شیر را داغ او بود بر اُست ؎ خان آرزو در سراج فرماید که بالکسر بمعنی دبر - عربی است و بالضم بمعنی کفل - فارسی - مؤلف گوید که بقول صاحب منتخب که محقق زبان عرب است بالکسر بمعنی مقعد و حلقهٔ دبر است پس فارسیان این را مجازاً بمعنی کفل استعمال کرده باشند و متحقق نمی شود که بالضم فارسی است - باید که بمعنی کفل هم مکسور باشد و استعمال بالضم تصرّف فارسیان است به بیخبری از ماخذ - دیگر هیچ - (اردو) چوتڑ - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - سرین - کفل - کولہ - (انسانون کے لئے) پُٹھا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - جانور کا چوتڑ - علی الخصوص گھوڑے کا چوتڑ -

(۵) است۔ بقول برہان و ناصری و جامع و سراج بالضم بمعنی افگندن و انداختن صاحب ناصری گوید کہ بالکسر ہم بدین معنی دیدہ شد و صاحب جہانگیری باتفاق برہان صراحت مزید کند کہ (باستی) بمعنی (بیفگندی) است چنانکہ شفردہ گفتہ (ے) بر نطع زمین طرح شہی چو نتوباستی ؎ بعیست زتوکش فلک سرزدہ نہاد ؎ مؤلف گوید کہ ہمان امر استادن است کہ صاحبان لغت ذکر این جداگانہ کردہ اند و می آید۔ و (باستی) صیغۂ مضارع حاضر بزیادت بای موحدہ و بدینوجہ کہ (استادن) بمعنی برپاکردن ہم آمدہ (کذا فی بحر عجم) فارسیان (طرح استادن) را بمعنی قائم کردن طرح و طرح افگندن گرفتہ اند و ہمین معنی است در کلام شفردہ کہ بالا مذکور شد و این کم غوری شارحین محققین است کہ این را بمعنی مصدری بیان کردہ اند کہ اصلا معنی مصدری ندارد و بقول صاحب نوادر (است) بالکسر حاصل بالمصدر استادن ہم آمدہ مگر در سند بالا بدین معنی نیست۔ انچہ صاحب جہانگیری (باستی) را بمعنی (بیفگندی) نوشتہ قابل غور است و اندرین صورت لازم می آید کہ (استن) را مصدر گیریم بمعنی نہادن و افگندن و (است) ماضی مطلق آن و (استی) صیغۂ واحد حاضر ماضی مطلق و مصدر (استن) از نظر انگشت و محققین فرس ہم ازین ساکت اند پس خیال ما ہمانست کہ بالا مذکور شد (اردو) ڈال۔ قائم کر۔ ڈالنا۔ اور قائم کرنا کا امر جیسے کسی مکان کی بنا ڈالنا۔ طرح قائم کرنا۔

(۶) است۔ بقول برہان و جامع و جہانگیری و سراج بکسر اول بمعنی ستایش است و خان آرزو در سراج صراحت کند کہ از ہمین معنی۔ معنی ستوم ماخوذ است کہ گذشت۔ صاحب جہانگیری از حکیم سنائی سنجستہ (ے) گفتی نبرد خواجہ کہ آن غزنوی غراست ؎ تا زان سبب مرا ہیری

نزد خواجه آب ؛ چون تو در دروغ گفتی و او از طریق است ؛ هم لفظ غزنوی مصحف تراجواب ما گوئیم که این حاصل بالمصدر است از (استودن) که بقول صاحب نوادر بالضم بمعنی ستایش کردن است صاحب موارد نوشته که (ستایش) و (است) هر دو حاصل بالمصدر (استودن) است و ما (ستایش) را حاصل بالمصدر (ستودن) خیال کنیم بالجمله متحقق شد که بمعنی ستایش اسم جامد نیست بخیال ما این را بالکسر و بالضم هر دو توان گرفت زیرا که (ستودن) بکسر و بضم اول هر دو آمده (کذا فی بحر عجم) پس بزیادت الف وصلی (استودن) هم بهر دو حرکت آید و (است) حاصل بالمصدر آنست بهر دو حرکت مذکوره مخفی مباد که بقول صاحب ساطع (استت) بفتح اول و ضم سوم بزبان سنسکرت بمعنی مدح و منقبت و ثناست پس عجبی نیست که فارسیان بحذف تای آخره این را از لغت سنسکرت گرفته باشند اندرین صورت باید که بالفتح خوانیم باقی حال (استت) تعلقی دارد باین لغت و مصدر (استودن) هر دو (اردو) ستایش - بقول صاحب آصفیه (فارسی) اردو مین مستعمل (اسم مؤنث) تعریف - توصیف - سراہنا -

(۷) است - بقول برهان و سراج و جهانگیری و ناصری بالکسر امر باستادن و صاحب سروری گوید که بمعنی توقف و استادن - چنانکه مولوی معنوی فرماید (ع) برشتر است رخت ما این دل تنگ سخت ما ؛ است کمن چو قافله روی بدین طرف کند ؛ صاحب جامع براستادن قانع مؤلف گوید که آنانکه این را بمعنی استادن نوشته اند مقصودشان غیر از حاصل بالمصدر نباشد که صاحب موارد بر استادن صراحت کرده است که (است) هم امر و هم حاصل بالمصدرش و بقولش (استادن) بمعنی توقف کردن هم آمده که صراحت کاملش بجای خودش کنیم ان شاء الله معنی

اوّل الذکر از سروری است (سراج الدین ۔ اجی ۵) بطاعت شب و روز بر پای است ؛ بدرگاہ پیک دعا می فرست ؛ بخیال ما این ہم من وجہ بالغت سنسکرت تعلق دارد کہ (ستہا) بقول صاحب سخندان در سنسکرت بہ معنی (می استد) آمدہ و بقول صاحب ساطع (ست) بالفتح بمعنی زور و قوت و خوبی و راستی آمدہ پس مصدر (ستادن) ماخوذ است از لغت سنسکرت و بزیادت الف وصلی (استادن) مرادفش و (است) امرش و معنی قیام کردن اصلی است و توقف کردن مجازی آن ۔ (اردو) کھڑا ہو ۔ کھڑا ہونا کا امر ۔ اُٹھ ۔ اُٹھنا کا امر ۔ استادہ ہو ۔ استادہ ہونا کا امر ۔ توقف ۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکّر ۔ دیر ۔ وقفہ ۔ تاخیر ۔

(۸) است ۔ بقول خان آرزو و سراج ۔ بفتح و تای فرشت کلمۂ رابط است کہ در جملہ اسمیہ آید و (ہست بہ ہا) مبدّل آن و در استعمالات (ہست) برمسند و مسند الیہ مقدّم نیز آید بخلاف (است) صاحب سخندان نوشتہ کہ در زبان سنسکرت (استی) بہ ہمین معنی آمدہ **مؤلف** گوید کہ عجبی نیست کہ فارسیان بحذف تحتانی این را استعمال کردہ باشند (انوری ۵) گہ بہ بیغہ کافور زیان کردو گہ ریزہ بینی کہ چہ سود است مراین مایہ زیان را ؛ (اردو) ہے ۔ بقول آصفیہ (ہندی) کلمۂ ایجاب ۔ ہست یا است کا ترجمہ جیسے آیا ہے ۔ گیا ہے ۔

استا بقول برہان و رشیدی و (دری و پہلوی) و جامع و ناصری و ہفت و انند و سراج بفتح اوّل و سکون ثانی و ثالث بالف کشیدہ (ا) تفسیر کتاب زند و بالضم ہم آمدہ **مؤلف** گوید کہ ذکرش بر (ابستا) گذشت ۔ صاحب جہانگیری این را بالضم گفتہ و از فردوسی سند آوردہ (۵) اگر نیستی اندر استا و زند ؛ فرستادہ را زینہار ار گزند ؛ صاحب سروری بحوالۂ تحفہ از شمس فخری استناد

کرده (ے) کند بیان معانی شه مطاوی او پ بدان مثال که الفاظ زند را استا پ و فرماید که اصح آنست که زردشت کتابی تصنیف کرد ابستا نام و آن را (استا) نیز گویند و تفسیرش زند و تفسیری که بر زند نوشته شد نامش پازند است (انتهی) از کلام شمس فخری که بالا مذکور شد تصدیق معنی اوّل می شود اینچه صاحب سروری بر عکس آن نوشته برخلاف سند اوست - ما اشارهٔ این بر (ابستا) کرده ایم و صراحت ماخذش هم در آنجا که گذشت پس جا دارد که استا را مخفف آن گیریم اندرین صورت بفتح اوّل باشد یا بر آخر (است) که بهمین معنی آمده بقاعدهٔ فارسیان الف زیاده کنیم و درین حالت بالفتح و بالضم هر دو باشد یا این را مخفف (استاد) دانیم که بر معنی سوم می آید که شرح و تفسیر هم کار استاد میکند و خواننده را تعلیم مطالب متن کند پس باید که این را بالضم اوّل خوانیم (اردو) دیکھو ابستا

(۲) استا - بقول برهان و جهانگیری و جامع و ناصری و هفت و سراج بالفتح نام قلعه ایست از ولایت رستم دار که بحصانت تمام اشتهار داشت - صاحب سروری گوید که نام ولایتست از بستمدار - مؤلف گوید که اتّفاق محقّقین بر معنی اوّل الذکر است و عجبی نیست که آنانکه (استا) را من زندانند تیمناً و تبرکاً نام قلعه نهاده باشند که جامع همه قوّت ها و خلاصهٔ مقبوضات شاهی است یا مخفف (استهان) باشد بحذف های هوّز و نون که در روزمرّهٔ فرس اکثر این قسم حذف شنیده می شود - صاحب ساطع گوید که (استهان) بالفتح در سنسکرت بمعنی جای و مکان است پس قلعه هم جای و مقام پادشاهان باشد و همین وجه تسمیه برای معنی آخر الذکر هم درست می شود (اردو) ایک قلعه کا نام (استا) ہے جو ولایت رستم دار مین واقع تہا - مذکر -

(۳) استا - بقول برهان و رشیدی و جامع و هفت و سراج بالضم مخفف استاد که آموزاننده باشد

صاحب جہانگیری و سروری فرماید کہ مرخم استاد است چنانکہ مولانا امیدی فرمودہ (ے) ہر کہ بیتی سہ چار موزون گفت ۔ گستر اذ بساط بابائی ۔ کہ طفیلی خوان طفلانش ۔ کی مسلم بود باستائی (مولوی معنوی ے) چون مراد عشق استا کردہ ۔ خود مرا شاگرد گیر استا گیر ۔ صراحت ماخذ استاد بجایش کنیم کہ می آید ۔ درین جا ہمین قدر کافی است کہ مخفف اوست ۔ صاحب کنز کہ محقق لغت ترکی است فرماید کہ (استا) بکسر اوّل در زبان ترکی (استاذ) را گویند (اردو) استاد بقول امیر (فارسی) سکھانے والا معلم (آتش ے) کیا استاد کو شاگرد اوس طفل پری رونے پٹڑیاں روز بسم اللہ علم عشق ملا کو ۔ بقول صاحب آصفیہ (مذکر) (استانی) بقول امیر اس کا مؤنث ۔ (۴) استا ۔ بقول برہان و رشیدی و ناصری و سراج بکسر اوّل بمعنی ستانیدہ و بدون ترکیب مستعمل نشود ۔ چون (خود استا) و (خود استا) و بقول صاحب جہانگیری و سروری و ہفت و انند و جامع ستایش کنندہ صاحب شمس بمعنی ستایش ہم نوشتہ **مؤلف** گوید کہ فارسیان بر آخر ہر لفظ الف زیادہ کنند خصوصاً در نظم پس بمعنی ستایش مزید علیہ (است) باشد و بمعنی ستایش کنندہ ہم بر آخر (است) الفی است کہ بقاعدۂ فارسی بر آخر امر آمدہ افادۂ معنی فاعلی کند چنانکہ (دان و دانا) (بین و بینا) ازہمین قبیل (است و استا) (اردو) دیکھو است کے چھٹے معنی ۔ سراہنے والا ۔ تعریف کرنے والا ۔

(۵) استا بقول برہان و جہانگیری و جامع و سروری و ہفت و انند و سراج نام قریہ ایست از قرای سمرقند و منسوب بدانجا را استائی خوانند صاحب رشیدی گوید کہ در انساب (استان) بنون آوردہ **مؤلف** گوید کہ بخیال ما ماخذ این ہمان (استہان) لغت سنسکرت است کہ بمعنی دوم گذشت و یگانہ صحیح ۔ آنچہ صاحب انساب این را بنون آخر (استان) نوشتہ است از انہم تصدیق ماخذ بیان کردہ ما

میشود کہ (استہان) را فارسیان بحذف ہای ہوز (استان) کردہ باشند بعض اہل لغت منسوب بہ (استا) را (استانی) بنون نوشتہ اند چنانکہ در نسخہ از نسخ برہان دیدہ ایم عجبی نیست کہ صاحب انساب ازہمین استعمال دانستہ باشد کہ اصل این استان است بالجملہ اتفاق اہل لغت بر (استا) بدون نون است وبس (اردو) سمرقند کے ایک قریہ کا نام فارسیون نے (استا) رکھا ہے۔ مذکر۔

(۶) استا۔ بقول رشیدی وناصری وانند بخوالۂ سامانی بالضم بمعنی اصل وقانون آمدہ حیف است کہ از کلام استادان فرس سندی بدست نیامد بخیال ما عجبی نیست کہ این ماخوذ از (ست) بالفتح باشد کہ بقول ساطع در سنسکرت بمعنی روح وخلاصہ چیزی آمدہ فارسیان بزیادت الف وصلی در اول والف زائد در آخر موافق قاعدۂ خود (استا) کردہ مجازاً بمعنی اصل استعمال کردہ باشند کہ روح ہم اصل ذوی الارواح است غیر ازین چیزی دیگر بفہم ما نمی آید واللہ اعلم (اردو) اصل بقول امیر (عربی) مؤنث۔ فرع کی ضد۔ بنیاد۔ جڑ۔ ماخذ۔ مادہ۔

استاتو استعمال۔ بقول صاحب بول چال مفرس اسٹیچو (لغت انگلیسی) است کہ بمعنی بت سنگی باشد معاصرین عجم تای ہندی را بتای عربی ویای تحتانی را بالف وجیم فارسی را بہ تای قرشت بدل کردہ اند تبدیل اول موافق قیاس است کہ چارہ نبود وتبدیل ثانی ہم چنانکہ (ارمغان ویرمغان) تبدیل سوم برخلاف متقدمین وایجاد معاصرین است۔ ناصر الدین شاہ قاچار استعمال این در در سفرنامۂ خود کردہ (اردو) بت۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ مورتی۔ مورت۔ وہ صورت جو پتھر اور پیتل وغیرہ کی بناوین۔

استاش بقول صاحب شمس بالفتح وثای مثلثہ در آخر چنانکہ در بعضی فرہنگ است اغلب آنست

که تصحیف (استان) است بنون آخر بمعنی پیش و. مؤلف گوید که دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد وبقاعدهٔ فارسی تبدیل نون با ثای مثلثه بنظر ما نیامد بخیال ما تصحیف کاتبین باشد دیگر هیچ - این همان استان است که می آید (ارد و) ونگهو استان -

استاخ بقول برهان بضم اوّل (۱) بروزن ومعنی گستاخ است که بی ادب وبلجوج باشد وبکسر اوّل (۲) شاخی که تازه از درخت روئیده باشد - صاحب رشیدی بذکر معنی اوّل گوید که باواو (اوستاخ) هم آمده وصاحب جهانگیری از سیف اسفرنگی برای معنی اوّل سند آورده - (ے) تیر از کشاد چشم تو استاخ می رود ؎ شاید که در حریم دل خصم محرم است ؎ (حکیم سنائی ے) باکسی علم دین نگفت استاخ ؎ زانکه دل تنگ بود وعلم فراخ ؎ وصاحبان اند ومؤید وشمس وناصری وجامع هم بمعنی اوّل قانع - صاحب سروری بذکر معنی اوّل فرماید که اوستاخ وبستاخ به بای موحده اوّل هم گویند (ے) بدین زبان بکش استاخی مرا وبدان ؎ مر اسخای تو کرد است بیش ازین استاخ ؎ خان آرزو در سراج بذکر هر دو معنی فرماید که مخفف (اوستاخ به واو مجهول) است مؤلف عرض کند که صاحب برهان بر (ستاخ) ذکر معنی دوم کرده ومعنی اوّل را ترک فرموده بخیال ما (استاخ) بمعنی اوّل اصل است ولغت فارسی وگستاخ مبدّل آن که بقاعدهٔ فارسی الف با کاف فارسی بدل شود چنانکه (ارگنج وگرگنج) که نام شهری است وماخذ بستاخ بجایش ذکر کنیم - وانچه بعض محققین این را باواو (اوستاخ) نوشته اند غیر ازین نباشد که بلب لهجهٔ مقامی ضمهٔ الف را ظاهر کردند وبعد وضعهٔ آن در کتابت واو زیاده کردند واین قاعده در زبان ترک عام است ولیکن در فارسی کم کم بنظر می آید همچو (استاد واوستاد) ونسبت معنی دوم خیال ما این است

کہ فارسیان مجازاً شاخ تازہ را نام نہادند مخفی مباد کہ صاحب برہان بر (ستاخ) نوشتہ کہ بعضی شاخی را گویند کہ در شاخ دیگر بہ پیچد (الخ) پس این ہم نوعی از گستاخی باشد وجا دارد کہ فارسیان (ستاغ) را کہ بقول برہان بمعنی شاخ گاو و گوسفند است (ستاخ) کردہ باشند بہ تبدیل غین معجمہ باخای شخذ ہمچو (چرغ و چرخ) و پس ازان بزیادت الف وصلی شاخ درخت را استعارۃً نام نہادہ باشند واللہ اعلم (اردو) (۱) گستاخ - بقول آصفیہ (فارسی) شوخ - بے ادب (۲) درخت مین نکلی ہوئی تازہ شاخ - (مؤنث)

استاد بقول برہان بضم اوّل وسکون دال (۱) آموزگار و آموزاننده و (۳) داننده صنعتی از امور کلیہ وجزئیہ و این را (ستاد) ہم گویند بقول مؤید آنکہ در کاری ماہر باشد گویند فلان کار را ستاد است یعنی داناست بہار ند کر معنی اوّل فرماید کہ (استاذ - بذال معجمہ) معرّب و (اوستاہ) و (استادانہ) مزید علیہ و (استا) مخفف این - صاحبان انند و غیاث گویند کہ (استاد) ہم مخفف (استاود) باشد مرکب از (استا) کہ بمعنی کتابت است و (ود) بفتح واو و دال مہملہ بمعنی دانا د ترکیب مقلوب است از عالم گلاب - صاحب ہفت بذکر ہر دو معنی بالا فرماید کہ (۳) بالکسر بمعنی استادن است مؤلف گوید کہ مقصودش جز این نیست کہ حاصل بالمصدر (استادن) باشد وچرا نگوئیم کہ (۴) ماضی مطلق ہم باشد از مصدر راستادن - خان آرزو در سراج بر معنی اوّل و دوم قانع - صاحب شمس بحوالۂ سنجری آوردہ کہ (۵) بالفتح روز بست و ششم از ماہ شمسی است بخیال ما ماخذ بیان کردۂ صاحبان غیاث و انند درست است کہ (استا) تفسیر ژند باشد کہ گذشت مجازاً بمعنی مطلق کتاب ہم توان گرفت مگر ضرورت

ندارد کہ معنی حقیقی ہم بکار می خورد و (وَد) بقول برہان بمعنی دانشمند آمدہ کہ مرادف دانا ست پس این قلب اضافت (دانای استا) باشد یعنی عالم استاد مجازاً مطلق عالم و تعلیم دہندہ و آموزاننده و معنی دوم ہم مجاز است و نسبت معنی سوم عرض میشود کہ محققین مصادر این را حاصل بالمصدر (استادن) نہ نوشتہ اند میفرمایند کہ حاصل بالمصدرش (استادگی) است و غیر از صاحب ہفت دیگر کسی ذکر (استاد) بالکسر نہ کرد و بقواعدی کہ برای حاصل بالمصدر مدون است کہ ذکرش برلفت (آموی) کردہ ایم (استاد) را حاصل بالمصدر تو انیم گرفت و معاصرین عجم ہم بر زبان دارند و معنی پنجم را غیر از صاحب شمس کسی نہ نوشت حیف است کہ سندی پیش نہ شد و اگر تسلیمش کنیم وجہ تسمیۂ این جزا این نباشد کہ فارسیان بست و ششم ماہ شمسی را متبرک دانند و بعقیدۂ شان در ہمین یک روز تقسیم کار و بار بفرشتگان ہر یک ماہ می شود پس از معنی اول این را مجازاً گرفتہ باشند واللہ اعلم (صائب ۵) رنگی کہ از خزان خجالت شکستہ شد بہ چہرہ کاریلی استاد می کند (انوری ۵) رایت استاد کار آن دیوان کہ دہد آفتاب را مرسوم سند معنی سوم بر (استادکردن) می آید (اردو) (۱) استاد۔ بقول امیر (فارسی) سکھانے والا معلم دیکھو استاد (۲) استاد۔ بقول امیر آزمودہ کار۔ کامل ہر فن (قلق ۵) وہ قراول بلا کے وہ صیاد فن صید و شکار ہیں استاد (۳) اِستاد۔ بقول امیر۔ (مؤنث) فارسی۔ استادن کا حاصل بالمصدر فرمایا ہے کہ خیمون اور نگیرون کے ساتھہ اس کا استعمال زیادہ ہے (فقیرۂ امیر) داروغہ صاحب سے پوچھ لیجئے کہ خیمون کی استاد کہاں ہو" (۴) کھڑا ہوا۔ کھڑا ہونا کا ماضی مطلق۔ کھڑا ہونا۔ بقول آصفیہ اٹھنا۔ استادہ ہونا۔ (۵) فارسیون نے ما

شمسی کی چھبیس ۲۶ تاریخ کو (استاد) کہا ہے۔

استادانہ استعمال۔ بقول بہار مزید علیہ استاد دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد (مخلص کاشی ۵) جا برای بادہ از شیشہ پرزور نیست ؎ ساخت ہر کس شیشہ بہر بادہ استادانہ است ؎ اگر در مصرع ثانی بعوض لفظ (است) لفظ (دوست) ہی بود این سند برای معنی بیان کردہ بہار مخصوص می شد۔ الف ونون وہای ہوز در آخر لفظ افادۂ معنی مثل وطرز ہم کند ہمچون دوستانہ وبعضی برنیند کہ الف ونون جمع باشد وہای لیاقت بر وزیادہ کردہ اند ہمچو (شاہانہ وزرگانہ) ودر لفظ (جاودانہ) ہای نسبت بر (جاودان) زیادہ شدہ وجاودان مخفف جاویدان و جاویدان مزید علیہ جاوید است۔ پس درین شعر این معنی ہم صادق می آید کہ ہر کہ شیشہ را از برای بادہ وضع کرد کار او (استادانہ) باشد یعنی مثل استادان ومقصود اینست کہ او استاد است (استادانہ) در حقیقت بمعنی استاد نباشد زیرا کہ فارسیان برای مزید علیہ الف ونون زیادہ کنند نہ (الف ونون وہا) ولیکن حاصل معنای او بمعنی استاد باشد ازینجاست کہ فارسیان (مستانہ وار) بمعنی مثل مست استعمال کردہ اند۔ (اردو) استادانہ۔ اردو میں مستعمل ہے۔ جیسے اونکا یہ فعل استادانہ اور دوستانہ ہے۔

استاد برآمدن استعمال۔ بمعنی استاد ثابت شدن است چنانکہ ظہوری گوید (۵) با خویشتن آوردہ ام این مہر ومحبت ؎ شاگردی خود کردہ ام استاد برآیم ؎ (اردو) استاد ثابت ہونا۔

استاد در سبق وطعام در طبق مثل بجز صاحب احسن دیگر کسی از محققین امثال ذکر این نکرد ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان

(۱۵۵۷)

از مدت استاد باشد که برمعاوضهٔ خدمت خود حریص است و تلامذه خدمتش هم می کنند یعنی چون استاد شاگرد خود را سبق میدهد طعام از برای او در طبق مهیا می باشد و با پاس این در سبق شاگرد بدل و جان مصروف می باشد و بعضی برانند که چنین باشد بلکه ازین مثل تعریف استاد میشود که پروای طعام نمی کند و مشغول به تعلیم شاگرد است اما کثرت رای بر معنی اول است (اردو) استاد نہ پڑہائے جب تک کھانا نہ کہائے" اس کا استعمال دکن مین ہے۔ جس سے استاد کی خود غرضی کا اظہار ہوتا ہے اور قریب قریب یہ مثل فارسی مثل کا ترجمہ ہے۔

استادِ سرای ہفت رخشان اصطلاح بقول صاحبان بحر و ہفت و شمس و مؤید و فرہنگ انندراج کنایہ از ستارهٔ مشتری است صاحب انندراج را (استاد سرای ہفت رخشان) نوشته مؤلف گوید که اند ہفت رخشان) سبعهٔ سیارہ مراد است و این مرکب اضافی است بدین وجه که مشتری را قاضی فلک گفته اند (استاد سرای ہفت رخشان) کنایه باشد از و (اردو) مشتری بقول آصفیہ (عربی) مذکر۔ دیکھو ار مکا نمبر ۳

استاد کردن استعمال یعنی ماہر کردن بدرجهٔ اعلیٰ است چنانکه ظہوری گوید (ے) سنان غمزه اش در زخم بندی کرده استادم چه علاج زخم پیکان اینکه پیکانی بر و بندم چه (اردو) استاد بنا دینا۔ یعنی اعلی درجہ کا ماہر کر دینا۔

اِستادگار استعمال۔ بقول صاحب انند بالکسر معنی دربان و خادم است فرماید که از فرہنگ سکندر نامه این معنی بنظر آمد۔ مؤلف گوید که این متعلق است بمعنی سوم (استاد) گار بقول برہان لفظی است که افادهٔ معنی فاعلی کند وقتی که بلفظی دیگر داخل شود همچو آموزگار و بمعنی خداوند هم بنظر آمده (الخ) پس استادگار بمعنی کسی باشد که صاحب استادگی است و کنایه از

دربان وخادم است کہ ہمیشہ استادہ باشد درادائے
فریضۂ خدمت خود (اردو) دربان بقول
آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ حاجب۔ ڈیوڑھی بان
ملازم دروازہ۔ پہرے دار۔ دیکھو آمالیق۔ خادم
بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ نوکر۔ چاکر۔
خدمتگار۔

استادگشتن استعمال۔ بمعنی معلّم شدن۔
چنانکہ ظہوری گوید (ــہ) مرغ دلہامی پرانّی
ونگہ برمیدہی ؛ گشتۂ استاد خود مشق شکاری میکنی ؛
(اردو) استاد ہونا۔

استادگی بقول بہار (۱) بالکسر ثبات وقیام
و (۲) توقّف واہمال و (۳) بجدگرفتن درکارے
ومواظبت نمودن۔ خان آرزو در چراغ ذکر
ہرسہ معنی کردہ (صائب ــہ) میتواند گشت
ما را قطرۂ سیراب کرد ؛ این قدر استادگی ای ابر
دریا دل چرا ؛ (صائب ــہ) آب در استادگی
از سرو یابد فیض بیش ؛ چشم حیران قدر دان جلوۂ

(1459)

متانہ را ؛ (ولہ ــہ) با قامت خم از عمر
استادگی مجوئید ؛ پا در رکاب باشد تیری کہ
در کمان است ؛ (شفیع اثر ع۳) استادگی
بگشتن او وقف لازم است ؛ مؤلّف گوید
کہ استادگی حاصل بالمصدر استادن است۔
حیف است کہ صاحبان نوادر وموارد را نیز
فروگذاشتہ اند صاحب بجز ذکر این بذیل مصدر
(استادن) کردہ است وصراحت نمی کند
کہ حاصل بالمصدر باشد ولیکن ہمین ہر
معنی را ذکر می کند معنی اوّل و دوّم حقیقی
است ومعنی سوم مجاز آن (اردو) (۱)
قیام۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) مذکر
کھڑا رہنا۔ استادگی (۲) توقف۔ بقول صاحب
آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ دیر۔ وقفہ۔ ڈھیل
(۳) اصرار۔ بقول امیر۔ عربی۔ (مذکر) ہٹ
(قلق ــہ) جب پری نے کیا بہت اصرار
یہ بھی سمجھا کہ عذر ہے بیکار ؛

(۱۵۹۰)

استادگی داشتن استعمال - بمعنی قیام وثبات داشتن متعلق بمعنی اوّل استادگی است چنانکہ صائب گوید (۵۱) ندارد اینقدر استادگی تعمیر احوالم ؛ مرا زیر و زبر یک جلوۂ مستانہ می سازد ؛ (اردو) قائم رہنا بقول آصفیہ کھڑا رہنا - ٹکا رہنا - برقرار رہنا -

استادگی رفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی اہمال رفتن وتوقف واقع شدن است ومتعلق بمعنی دوم استادگی - سند آصفی از نشر علوی مئواست (فقرہ) باہمہ روانی طبع در ین فقرہ استادگی رفت " (اردو) توقف واقع ہونا

استادگی کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ متعلق باشد بہر سہ معانی استادگی یعنی (۱) قیام کردن و (۲) توقف نمودن و (۳) اصرار کردن شفیع (۵۱) لطف کن تا بندہ در خدمت کند استادگی ؛ دست چوبی می کند ثابت قدم تصویر را ؛ (غنی کشمیری ۵۲) گر کند استادگی ابر بہاری با غبان ؛ آبروی می پرستان را بزیر تاک ریز ؛ (صائب ۵۲) استادگی چگونہ کند در نثار جان ؛ صائب کہ مرگ و زندگیش ازبرای تست ؛ (محسن تاثیر ۵۳) خوش بسجد استادگی در منع جانان می کند ؛ پاسبان بخت جان تاثیر منع پردہ است ؛ (اردو) (۱) کھڑا رہنا - قائم رہنا (۲) توقف کرنا (۳) اصرار کرنا - ہٹ کرنا -

استادن بقول صاحب بحر بالکسر (۱) ضد نشستن یعنی راست کردن قامت و برپاشدن و (۲) برپاکردن و (۳) بازداشتن ومنع کردن از رفتن (استد) مضارع این - کامل التصریف و فرماید کہ الف مکسورہ در پنج صیغۂ غیر سالم از مصادر مکسور الالف بآوردن بای زائدہ وتوان نفی بیای حطی مبدل شود صاحب نوادر بر معنی اوّل قانع وگوید کہ بدون الف استادن بہم آمدہ

و (است) امرش - صاحب موارد فرماید که (ایستادن) بزیادت تحتانی دوم هم گفته اند و حاصل بالمصدر این بروزن امراست که گذشت نیز فرماید که (۴) یعنی توقف کردن هم مؤلف گوید که (استاد) هم حاصل بالمصدر این باشد بروزن ماضی که ذکرش گذشت و (استاده) اسم مفعول که می آید - صاحب انند هم ذکر این مصدر کرده بر معنی اول قانع - محققین فرس (استای) را هم امر این گفته اند و در برین بحثی داریم و صراحت کامل نیست (استای) می آید بخیال ما این ماخوذ است از سنسکرت که بقول سائط (ستا) بمعنی زور و قوت آمده و از همین است (ستهاپت) بقولش بمعنی قائم و (ستهان) بمعنی مقام و مکان پس فارسیان بزیادت علامت مصدر بر آخر (ستا) ستادن کرده بمعنی راست کردن قامت و قائم شدن گرفته باشند و اصل همین باشد و (ایستادن) بزیادت الف وصلی مزید علیهش و معنی دوم و سوم مجاز آن (صائب ۵) چون آب کز استادن

بسیار شود سبز ز از مهلت ایام شود تیره روانها

(ا رد و) (۱) اٹھنا - کھڑا رہنا (۲) کھڑا کرنا (۳) روکنا (۴) توقف کرنا - ٹھہرنا -

استاده | بالکسر - بقول انند (۱) چوبی که خیمه و مانند آن بر آن نصب کنند فرماید که این لفظ هندیست (خان آرزو ۵) آسمان باشد شکوه اوز عاجز نالیم ز خیمه اش بر پای از استاده آه من است ؛ (وحید ۵) ریسمان تا بیدن شاهان پی چاکر خطاست ز خیمه دولت بپا از زور این استاده است ؛ بهار بذکر معنی بالا هر دو سند را ذکر کرده مقرر سندی بودن است بخیال ما از سند ثانی پیداست که استاده (۲) بمعنی چاکر و خدمتگار هم هست که دائم استاده باشد و این مجاز معنی حقیقی است بعضی از معاصرین گویند که در کلام وحید هم استاده بمعنی اول باشد ما می گوییم که در مصرع اول - ذکر چاکر و ریسمان و در مصرع ثانی ضمیر (این) بطرف چاکر سند ادعای ماست و

ولفظ (زور) ہم دلالت بر معنی دوم کند کہ خیمہ۔ استادہ نہ شود تا آنکہ چاکران زور خود بر ریسمانہای خیمہ صرف نہ کنند۔ فاعل۔ (۳) اسم مفعول است از مصدر استادن۔ وارستہ ہم ہمزبان بہار و صراحت کند کہ در فارسی بودن این تردد است زیرا کہ نہ در کتب متداولہ لغت بدین معنی دیدہ شد و نہ در شعر استادی۔ خان آرزو لفظ ہندی بستہ باشد و فرماید کہ بہار کہ از معتقدان خان آرزوست باوجود فارسی بودن آن بدین معنی آوردہ و بہمین شعر خان آرزو متمسک گشتہ ای کاش بشعرای ایران کہ زبان دانی فارسی حق الیقانست تمسک می جست تا تردد از میان برمی خاست (انتہی) مؤلف گوید کہ بیچارہ بہار صراحت کردہ است کہ این لغت ہندی است ولیکن صاحب بحر عجم کہ استاد ما است بدیل مصدر (استادن) ذکر این کردہ جواب وارستہ میدہد و فرماید کہ بہار و رای خان آرزو شعر وحید ہم نوشتہ شاید بنظر وارستہ نرسیدہ باشد (انتہی)

بندہ (شاگردش) عرض می کنم کہ ما شعر وحید را متعلق از معنی اول ندانیم چنانکہ بالا عرض کردہ ایم ولیکن چوب خیمہ را معاصرین عجم ہم (استادہ) گویند و این معنی مجاز از معنی حقیقی خلاف قیاس ہم نیست اگر بقول وارستہ از نظم استادان عجم سندی بدست نیاید قصور تلاش ما بیش نیست (صائب ۵۳) مقبول نیست طاعت ہر کس شکستہ نیست ؛ استادہ را ثواب نماز نشستہ نیست ؛

(اردو) (۱) استاد۔ بقول امیر (مؤنث) خیمہ اور شامیانے کی چوب (بنجو د ۵) یہ چاندی کی استادون مین ہے چمک ؛ خجل جن سے ہے کہکشان فلک ؛ صاحب آصفیہ نے اس لفظ کو ترک کیا ہے اور انہین معنون مین (چوب) کا استعمال کیا ہے (۲) نوکر۔ چاکر۔ ملازم۔ خدمت گار (مذکر) (۳) کھڑا ہوا۔ کھڑا ہونا کا اسم مفعول۔

استادہ رفتن | استعمال۔ بکسر اول بعد انتظار

رفتن معاصرین عجم استعمال این می کنند۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است چنانکہ "ایستادہ رفتیم" یعنی انتظار کردہ رفتیم (اردو) راہ دیکھکر جانا۔ انتظار کرکے جانا۔

استادِ ہفت آسمان (اصطلاح) بقول صاحب بحر و ضمیمۂ برہان بالضم و اضافت استاد ہمان کوکب مشتری است کہ بر (استاد سرای ہفت رختان) گذشت۔ بدین وجہ کہ مشتری را قاضی فلک گویند کنایۃً بدین نام موسوم کردند (اردو) مشتری (دیکھو ارمز) مؤنث

استادہ گردیدن استعمال۔ بالکسر بمعنی

استادہ گشتن قائم و ساکن شدن است چنانکہ صائب گوید (ے) نکردہ اشک در چشمیکہ حیران تو می گردد ؛ کہ آب استادہ از سرو خرامان تو می گردد ؛ (اردو) کھڑا ہونا۔

استادی استعمال۔ بالضم۔ یای مصدری بر لفظ استاد زیادہ کردہ اند کہ بمعنی معلمی باشد و کمال مہارت در ہنر و مجازاً بمعنی چالاکی فارسیان این را با مصادر مفردہ آوردہ مصدر مرکب کردہ اند کہ در لطفات می آید (ظہوری ے) شد ز استادی غم آہ مرا ؛ نفس سوختہ جانان مزد و رہ ؛ (ولہ ے) بشاگردی قبول کرد دانای ہنر پرور ؛ ز استادی غرور یک نشان در ہر فنی دارم ؛ (ولہ ے) استادی شوق بین کہ چون است ؛ از موج بر آب دیدہ ام پل ؛ (اردو) استادی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی (مؤنث) بمعنی کمال ہنر۔ استاد ہونا۔ لفظ استاد پر یائے مصدری۔

استادی بکار بردن (مصدر اصطلاحی) بالضم کنایہ باشد از چالاکی کردن و از ہوشیاری کار گرفتن چنانکہ ظہوری گوید (ے) اگرچہ می برد استادی بکار ولی ؛ بنجدست آمدہ در اختلاط تغییری ؛ (اردو) استادی کرنا۔ چالاکی کرنا۔

(۱۵۶۱)

(۱۵۶۲)

(۱۵۶۳)

استاربار بقول برہان و انند و شمس و جہانگیری و جامع بکسر اوّل نام شہریست در طبرستان مشہور باستر آباد (منوچہری ؎) تا طرب و مطرب است مشرق با مغرب است ؛ تا امین و مثیرب است آمل و استاربار ؛ بنشین خورشید وار می خور جمشید وار ؛ فرّخ و امید وار چون پسر کیقباد ؛ خان آرزو در سراج گوید کہ استر آباد قلب آنست - صاحب سروری از فخر الدین گرگانی ہم سندی آورده (؎) چو برخیزد ز خواب بامدادی ؛ ز من خواہد حریر استاربادی ؛ صاحب ناصری فرماید کہ شہریست بکرکان منسوب بکرکین و در بعضی تواریخ آمده کہ استر آباد را نوشیروان ساختہ چون (ہزار بد) و الی استخر در خرج آن دخالت کرده وزری فرستاده نوشیروان آن شہر را (استخر اباد) نام نہاد و بتدریج خا محذوف و (باستر اباد) معروف شد و (استار) نام موضعی است در راہ گیلان بار دیل - **مؤلف** عرض کند کہ وجہ تسمیہ بیان کردہ صاحب ناصری قرین قیاس است پس اصل این (استر آباد) ولب ولہجۂ مقامی آنرا بزیادت الف بعد تا ے قرشت (استار اباد) کرد و بحذف الف ثالث (استار باد) شد سوقیان عجم در روزمرّہ اکثر الفاظ حرکت فتحہ را طوالت می دہند و بینجہان ماخذ بعوض فتح - الف را داخل کتابت کرده باشند پس (استار باد) را قلب (استر اباد) توان گرفت نہ بالعکس آن چنانکہ ادّعای خان آرزو است عجب است کہ صاحب ہفت این را (استار بارہ) بکسر اوّل وسکون سین مہملہ و مثناۃ فوقانی بالف کشیده و رای مہملۂ ساکن و موحدۂ تحتانی بالف کشیده و فتح رای قرشت و ہای مدوّرہ ہم آورده - (اردو) استار باد - استر آباد - طبرستان کے مشہور شہر کا نام ہے (مذکّر)

استاره بقول برہان و مؤیّد و سراج و ہفت و شمس و جہانگیری و جامع بکسر اوّل (ا) معروف

کہ ستارہ و کوکب باشد۔ صاحب ناصری از مولوی معنوی سند آوردہ (ے) دوش من پیغام داوم سوی تو استارہ را بگفتش خدمت رسان از من تو آن مہ پارہ را ۔ صاحب رشیدی گوید کہ ہمان (ستارہ) است وبس کہ می آید۔ بخیال ما فارسیان الف وصلی در اوّل (ستارہ) آوردہ استارہ کردند دیگر ہیچ و ماخذ (ستارہ) بجایش مذکور شود (اردو) ستارہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) (اسم مذکر) کوکب دیکھو ازن زرین۔

(۲) استارہ۔ بقول برہان و مؤید و سروری و سراج و ہفت و شمس و جہانگیری بالکسر شامیانہ و سائبان را ہم گویند۔ صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی سائبان و چادر و خیمہ و شامیانہ باشد۔ **مؤلف** گوید کہ بہار بر لفظ (ستارہ) کہ بدون الف وصلی است این را بالفتح آوردہ گوید کہ بروزن شرارہ نوعی از چادر باشد کہ آنرا شامیانہ خوانند و خیمہ نیز کہ از پارچۂ بسیار نازک دوزند بجہت منع مگس و پشّہ و آنرا درین زمان پشہ دان گویند و بمعنی چادر شامیانہ بکسر ہم آمدہ **مؤلف** عرض کند شامیانہ و سائبان ہم بالای سر بلندی باشد پس عجبی نیست کہ فارسیان از معنی اوّل این را مجازاً گرفتہ باشند و آنچہ صاحب ناصری بمعنی خیمہ گرفتہ مقصودش ہمان باشد کہ برہان بر لفظ (ستارہ) صراحت آن کردہ و ازہمین صراحت می کشاید کہ (استارہ) را بالفتح ہم توان خواند (اردو) شامیانہ۔ بقول آصفیہ۔ اسم مذکر۔ کپڑے کا سائبان۔ آسمان گیر۔ مچھردان۔ دکن مین اس پردۂ سائبان کو کہتے ہین جو جالی یا باریک کپڑے سے بنایا جاتا ہے۔ اور پلنگ یا فرشی بچھونے پر لٹکایا جاتا ہے تاکہ مچھرون سے بچین۔ صاحب آصفیہ نے اسکو ترک کیا ہے بعض اہل زبان سے ہم نے مچھردان سنا ہے لیکن اکثر محاورۂ اردو مین مسہری کا پردہ کہتے ہین۔

(۳) استارہ بقول برہان و مؤید و سراج و ہفت و شمس و جہانگیری بالکسر معنی مسطر فولادی و چوب جدول کشان ہست بخیال ما فارسیان این را از معنی چہارم مجاز اً گرفتہ باشند کہ صورت مسطر فولادی مشابہ تار باشد و جادارد کہ فارسیان (ستار) را بزیادت ہای نسبت در آخر و الف وصلی در اول (استارہ) کردہ مجازاً برای مسطر فولادی نام نہادہ باشند ما می گوئیم کہ مسطری را ہم (استارہ) توان گفت کہ از رشتہ درست کنند کہ او ہم تار ہا دارد و چوب جدول مجاز آن باشد کہ بوسیلۂ ان ہم نشان مسطر درست میشود۔ (اردو) رول۔ بقول آصفیہ جدول کش۔ لکیر کھینچنے کا گول ڈنڈا۔ (مذکر) ۔ مسطر۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ وہ کاغذ کی وصلی جس پر سطریں کھینچنے کے لئے ڈورے سے سی لیتے ہیں (مصحفی ۵) زخم اس تیغ کے ہیں میرے تن لاغر پہ جیسے پرکار سے خط کھینچے کوئی مسطر پہ ؎

(۴) استارہ۔ بقول برہان و مؤید و دری و پہلوی) و ناصری و سراج و ہفت و شمس بالکسر طنبور سہ تار را گویند صاحب سروری فرماید کہ استارہ طنبوری کہ سہ تار داشتہ باشد و صاحب جامع فرماید کہ مرادف ستارہ باشد و بس مؤلف گوید کہ صاحب برہان (ستار) بدون الف و ہای ہوز و (ستارہ) بدون الف اول ہم بہمین معنی نوشتہ پس عجبی نیست کہ اصل این (ستارہ) باشد یعنی طنبوری کہ منسوب و مرکب از سہ تار است۔ فارسیان الف وصلی در اول این آوردہ۔ (استارہ) کردند و (ستار) مخفف آن بحذف الف اول و ہای ہوز آخرہ (اردو) ستار بقول آصفیہ (اسم مذکر) ایک طنبورہ کی قسم کے باجے کا نام جس میں حضرت امیر خسرو دہلوی نے بہت کچھ ایجاد کیا۔ اول اول اس باجے میں صرف تین ہی تار ہوا کرتے تھے (رند ۵) چھیڑو پردہ اپنے عاشق

سے ؛ اس پری کا ستار کرتا ہے ؛

(۵) استارہ بقول برہان وسروری وجامع ومنتخب وشمس جہانگیری بالکسر نام بلوکیست از مضافات لاہیجان ونام قلعۂ از ملک دکن۔ صاحب مؤید بر معنی آخر الذکر قانع وصاحب ناصری بر معنی اوّل الذکر۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل نسبت معنی آخر فرماید کہ نام قلعۂ دکن (ستارہ) است بدون الف وفارسی نیست کہ گویند در اصل (ستارہ) بود (انتہی) مؤلف گوید کہ مقصود برہان جزین نباشد کہ فارسیان (ستارہ) را بمعنی آخر الذکر بزیادت الف وصلی (استارہ) ہم استعمال کردہ باشند عیبی ندارد وعجب است کہ صاحب برہان این ہر دو معنی را بر (ستارہ) نہ نوشت ووجہ آن جز این نباشد کہ استعمال فارسیان بہمین دو معنی بالف وصلی باشد انچہ فارسیان بلوک خود را بدین نام موسوم کردند جز این نیست کہ آبادیش بر بلندی بود مجاز از معنی اوّل یا بخط مستقیم باشد مجاز معنی سوّم وانچہ اہل ہند قلعۂ را بنام (ستارہ) موسوم کردند عجبی نیست کہ ماخذ آن استر باشد کہ بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی سلاح وحربہ آمدہ وقلعہ ہم مقام حربہ وسلاح وحربہ باشد یا ماخذ این (ستار) باشد کہ بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی فرصت وقابوست کہ قلعہ ہم جای فرصت وقابو باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) استارہ۔ مضافات لاہیجان سے ایک شہر کا نام (مذکر) اور ستارہ دکن کے ایک قلعہ کا نام ہے۔ مذکر

(الف) استاسنہ | (استعمال) صاحب بول چال ذکر (الف وب) ہر دو کردہ وصاحب

(ب) استاسیون | رہنما بر (ب) قانع این مفرّس است از (اسٹیشن) کہ در انگلیسی زبان جای قیام را گویند۔ ہمچو ریلوی اسٹیشن کہ برای فرود آمدن وسوار شدن مسافران ودیگر ضروریات

مقامی۔ ازقبیل نقل وحرکت سامان وغیرذلک درراہ سلک الحدید کالسکہ دخانی درست کنند کہ آن کالسکہ پنج یا دہ دقیقہ یا کم وبیش انسان در انجا قیام کند وباز راہ خود گیرد ناصر الدین شاہ قاچار در سفرنامۂ خود ذکر این کردہ وبعض معاصرین عجم در روزمرۂ خود این را (استیشن) ہم خوانند (اردو) اسٹیشن۔ بقول امیر (انگریزی) مذکر قیام کی جگہ جیسے ریلوے اسٹیشن یعنی وہ مکان جہاں ریل مسافروں کو سوار کرنے اور اتارنے کے لئے ٹھہرتی ہے۔

استافیل بقول برہان وہفت وغیاث وانند بروزن اسرافیل بلغت رومی انگور را گویند وبعربی عنب خوانند۔ صاحب محیط بر انگور فرماید کہ بروزن رنجور اسم فارسی است وبعربی (عنب) وبترکی (اوزم) وبہندی (داکھہ) گویند وآن ثمر مشہور درخت تاک ورز است کہ آنرا یونانی (انبالس) گویند ورنگ آن سفید وسرخ وسیاہ آنرا العربی (احداق البقر) گویند۔ بستی وجبلی وبستانی می باشد وہر یک ازان تابستانی وزمستانی واقسام آن بسیار وبحوالۂ شیخ می فرماید کہ انگور سفید بہتر از سیاہ است گرم وتر در آخر اول وگویند بسیار شیرین آن گرم وتر تا دوم۔ بہترین میوہ ہا در غذائیت وتولید خون صالح مصفی خون۔ دافع مواد سوداوی واحتراقی وجالی ومنضج وسریع الانحدار ومصلح وموافق حال ومنافع بسیار دارد (اردو) انگور۔ ذکر۔ دیکھو ازم کے دوسرے معنی۔

استاک بقول صاحب جامع بروزن مسواک۔ شاخی کہ تازہ از تاک روید۔ صاحب ہفت این را بکاف فارسی آورد وفرماید کہ شاخی تازہ کہ از درخت تاک وسنبل وغیرہ می روید وباشد خان آرزو در سراج بہ تعمیم معنی متفق باصاحب ہفت مؤلف عرض کند کہ بخیال ما این

مبدّل (استاخ) است کہ با خای معجمہ در آخر بہمین معنی گذشت فارسیان بقاعدۂ خود خای معجمہ را بکاف فارسی بدل کنند چنانکہ (تلخ) و (تلک) و (خمان) و (کمان) پس کاف عربی را بقول ہفت کاف فارسی گرفتن درست نباشد و تعمیم در معنی سلمہٗ محققین فرس است کہ بر معنی اوّل (استاخ) گذشت و تخصیص صاحب جامع جزین خیال نباشد کہ (تاک) کہ درخت انگور را گویند داخل این لغت است پس (اس) را بمعنی اصل ہر چیز گیریم چنانکہ گذشت و شاخ ہم من وجہ بمثابۂ اصل ہر درخت باشد کہ درخت بدون شاخ ثمر نمی دہد و مجرّد تنہ بکار ش نمی خورد و جا دارد کہ اصل این بمعنی خاص (ست تاک) باشد کہ (ست) بالفتح بقول ساطع در سنسکرت بمعنی زور و قوت آمدہ و بالضم بمعنی پرس شاخ تازۂ ہر درخت علامت زور و قوت آنست و شاخ درخت را پسر درخت ہم توان گفت کہ زادۂ درخت است۔ دو تای فوقانی جمع شدیکی را حذف کردند و الف وصلی در اوّل آوردہ۔ (استاک) کردہ باشند باقی حال اگر این را بمعنی خاص گیریم اندرین صورت معنی عام مجاز باشد۔ (اردو) دیکھو استاخ کی دوسری معنی۔

استام بقول برہان و جامع و انند بضمّ اوّل بروزن دشنام (۱) ساخت زین و یراق اسپ را گویند کہ از طلا و نقرہ باشد و (۲) بمعنی معتمد و اعتمادی ہم آمدہ۔ صاحب رشیدی بر معنی اوّل قائل گوید کہ (استام) و (اوستام) ہم آمدہ صاحب سروری بذکر معنی اوّل از ناصر خسرو سند آوردہ (ع) بفرش و اسپ و استام و خزینہ ۔ چہ افرازی چنین از فخر سینہ ۔ نہ از زر ساختم استام و تنگت ۔ نہ وز ابریشم فسار و پالہنگت ۔ صاحب جہانگیری بذکر ہر دو معانی فرماید کہ بمعنی دوم۔ (اوستام) ہم آمدہ صاحب شمس گوید کہ اصل این (استوام) بود بحذف واو (استام) شد بمعنی

سازمرکب چون لگام وجزآن که ازز رونقره سازند وذکر معنی دوم هم کند بحوالهٔ جهانگیری مؤلف عرض کند که غلطی کتابت یا تسامح مؤلف شمس اللغات است که (اوستام) را (استوام) نوشته خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل فرماید که (ستام) مخفف (استام) و (استام) مخفف (اوستام) باشد صاحب برهان (ستام) را بدون الف اوّل بمعنی اوّل ذکر کرده و (اوستام) باواو بهر دو معنی نوشته - صاحب (دری وپهلوی) فرماید که (استام واوستام) هر دو و رای معنی اوّل (۳) بمعنی لگام هم آمده (ناصرخسرو ۵۳) چون برآهختی زتن شرم ای پسر ۔ یافتی دیبا و اسپ و اوستام ۔ مؤلف گوید که درین شعر (استام) بمعنی اوّل زیاده ترچسپان است - البته در شعر دوم سند سروری (استام) بمعنی لجام مخصوص باشد - بالجمله بخیال ما میرسد که معنی سوم اصل باشد یعنی (ستام) مبدّل (لجام) که معرب لگام است) فارسیان بقاعدهٔ خود لام را باسین وجیم عربی را به تای فوقانی بدل کردند چنانکه (لچ وسچ) و (تاراج وتارات) پس فارسیان الف وصلی در اوّل (ستام) آورده (استام) کردند ومجازاً بمعنی ساز وسامان اسپ گرفتند - اگرچه لجام در زبان عرب بکسر اوّل است ولیکن اصلش (لگام) بقول برهان بضم اوّل آمده ازینجاست که فارسیان (ستام واستام) را هم بضم اوّل گرفته اند بعض محققین (لگام) را بفتح اوّل هم نوشته اند اندرین صورت باید که (ستام واستام) را هم بالفتح خوانیم واصح آنست که (ستام واستام) بالکسر باشد که این مفترس است از معرب ومعرب بالکسر گذشت خلاصه اینست که فارسیان در روزمرّهٔ خود حرکات واعراب حروف را بر اصلیت قائم ندارند ولب ولهجهٔ شان تصرفی میکنند دیگر هیچ - مخفی مباد که در (اوستام) واو زائد است مطابق قاعدهٔ فارسی

کہ (استاد) را (اوستاد) ولافتادن) را (اوفتادن) کردند وبعضی بر آنند کہ اصل این (اوستام) بواو دوم است (اوست) بقول صاحب کنز کہ محقق ترکی است بمعنی بالا و فوق باشد فارسیان بزیادت الف زائد در آخرش میم تخصیص را زائد کردند (اوستام) شد بمعنی چیزی مخصوص برای فوق وکنایۃً ساز وسامان اسپ را نام کردند کہ بالای اسپ قائم می شود اندرین صورت (استام وستام) مخفف (اوستام) باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال انچہ صاحبان تحقیق معنی اول را از طلا و نقرہ مخصوص کردہ اند قابل غور است بعض ازاینہا بر لفظ (ستام) نوشتہ اند کہ معنیش مطلق ساز وسامان ولجام اسپ است وسرافسار مخملی بزر و نقرہ ہم آمدہ (الخ) پس تخصیص طلا و نقرہ در معنی اول نباشد ومجازاً برای ساز ویراق قیمتی ہم استعمال شدہ نسبت معنی دوم عرض می شود کہ حیف است کہ سندی پیش نشد وحالا در روزمرۂ معاصرین عجم متروک (اردو) گھوڑے کا ساز وسامان جو سونے اور چاندی سے بنایا گیا ہو۔ مذکر (۲) معتمد۔ بقول صاحب آصفیہ اعتماد کیا گیا۔ قابل اعتبار (۳) لگام۔ بقول آصفیہ فارسی اسم مؤنث۔ باگ۔ لغام۔ وہ لوہے کی بنی ہوئی چیز جس میں تسمہ باندھکر گھوڑے کے منہ میں اسے قابو میں رکھنے کے واسطے لگا دیتے ہیں۔

(الف) استان (الف) بقول برہان بفتح اول بروزن مستان (۱) جای خواب وآرامگاہ

(ب) استانہ باشد۔ صاحب جامع ذکر ہر دو کردہ کہ مرادف یکدیگر است وآستہ وہار نسبت الف گوید کہ (۲) بہ پشت بازافتادہ (نثر طاہر) ستیزہ جویان بر آستان اصلان می خوابیدند۔ خان آرزو در سراج نسبت ہر دو لغت بذکر معنی اول نوشتہ کہ بہندی (استھان)

گویند چون اشتراک این دو زبان است این قدر تفاوت مضائقہ ندارد پس ہر دو یکی باشد۔ چنانکہ (اشتر) کہ بتای ہندی در ہندی آمدہ و بفوقانی در فارسی شہرت دارد۔ صاحب جہانگیری بذکر ہر دو بر معنی اوّل قانع و برای (ب) از مولوی معنوی سند دہد (ے) گوئی از تو بہ بسازم خانۂ پر ور زمستان باشدم استانۂ صاحب اند (الف) را بہر دو معنی و (ب) را بمعنی اوّل مخصوص کند۔ صاحب برہان بر لفظ (ستان) بدون الف اوّل معنی دوم را ذکر کرد و در اینجا گذاشت مؤلف عرض کند کہ استہان در سنسکرت بقول صاحب ساطع بمعنی جای و مکان است فارسیان در (الف) ہای ہوّز این را حذف کردند و در (ب) ہای تسبیت در آخرش زیادہ کردہ بمعنی اوّل گرفتند۔ نسبت معنی دوم عرض می شود کہ (الف) مرکب باشد با (است) بالکسر کہ بمعنی توقف کن) گذشت و الف و نون کہ بر صیغۂ امر آمدہ افادۂ معنی فاعل کند چنانکہ (جویان و گویان) پس معنی لفظی (استان) توقف کنان باشد و معنی دوم مجاز آن و ہای ہوّز در آخر (ب) زائد است و بس ہمچون (خونخوار و خونخوارہ) پس باید کہ این ہر دو را بمعنی دوم بالکسر خوانیم (اردو) (الف) و (ب) (۱) آرامگاہ۔ بقول امیر (مؤنث) سونیکا مقام (قلق ے) سوچی تدبیر راہ مین اسکی نہ گئی آرام گاہ مین اسکی ۔ (۲) چت لیٹا ہوا۔ پیٹھ کے بل پڑا ہوا۔

(الف) استانید | (الف) بقول برہان بفتح اوّل بروزن چسپانید بمعنی باز داشت و منع رفتن کرد۔ صاحب رشیدی از مولوی معنوی سند آوردہ۔

(ب) استانیدن

(ے) مرکب استانید و پس آوازدادۂ آن پیام و آن تحیت باز دادۂ و بقول صاحب ناصری بمعنی بگیرید و بمعنی باز داشتن نیز۔ صاحب سروری ہم بمعنی اوّل الذکر ذکر این کردہ مؤلف

عرض کند که (الف) ماضی مطلق است از مصدر (ب) به یای معروف وصیغهٔ جمع حاضر مضارع یای مجهول از همان مصدر - بجمیع معانی (ب) و (ب) بقول صاحب بحر بالفتح (۱) بمعنی استادن که گذشت و (۲) باز داشتن و منع کردن از رفتن و (استاید) مضارعش مؤلف گوید که مضارع این (استاند) به نون پنجم باشد نه (استاید) به یای تحتانی صاحب موارد مؤید خیال است - صاحب جامع برمعنی دوم قانع - خان آرزو در سراج فرماید که (۳) بمعنی گرفتن وستانیدن مخفف این و (۴) اشاره کردن و بذکر معنی دوم فرماید که متعدی استادن است (الخ) وبقول نوادر استاده کردن که برمعنی دوم گذشت و نیز لغتی است از ستدن بمعنی گرفتن - وصاحب موارد برمعنی دوم قانع مؤلف گوید که برمعنی اول که براستادن گذشت صراحت کرده ایم که لازم ومتعدی هر دو آمده پس (استانیدن) هم بمعنی اول هر دو باشد آنچه خان آرزو این را متعدی استادن گفته ازین ظاهر می شود که (استانیدن) لازم نباشد وچنین نیست و در معنی چهارم هم کسی از محققین فرس با او نیست حیف است که سندی از نظر ما هم نگذشت ونسبت معنی سوم بیان کرده اش عرض می شود که جز این نباشد که الف وصلی در آخر (ستانیدن) زیاده کرده اند بخیال ما فارسیان این مصدر را ساخته اند از (ستا) لغت سنسکرت که بقول صاحب ساطع بالفتح اول بمعنی زور وقوت است و (ست) بدون الف هم بدین معنی آمده و در همهٔ معانی متذکرهٔ بالا زور وقوت را دخل است که استاده شدن وکردن و باز داشتن از رفتن وگرفتن و اشاره کردن همه از زور وقوت تعلق دارد - فارسیان اول از (ستا) بزیادت علامت مصدر (ستادن) کردند و باز بزیادت الف وصلی در اولش (استادن) شد وبقاعدهٔ فارسیان متعدیش (استانیدن)

اما آنچہ فارسیان استانیدن را بمعنی لازم و استادن را بمعنی متعدی ہم گرفتہ اند تصرف در استعمال است
وبس (اردو) (۱) دیکھو استادن (۲) روکنا۔ جانے نہ دینا (۳) لینا (۴) اشارہ کرنا۔

استای بقول برہان و اسندونوادر وناصری وہفت بکسر اول وسکون یای حطی (۱) امر بہ استادن است بمعنی استادہ شو ما اشارہ این بہ استادن کردہ ایم کہ امر استادن نباشد۔ بلکہ موافق قیاس امر مصدر (استایدن) بہر دو تحتانی است ولیکن محققین فرس (استایدن) را بمعنی ستانیدن و استادن وستودن ذکر نکردہ اند و بجایش (استانیدن) بنون پنجم و تحتانی ششم آوردہ مرادف ستانیدن و استادن گفتہ اند چنانکہ گذشت ولیکن صاحب بحر عجم و دیگر محققین (ستایدن) را بدون الف وصلی و با ہر دو یای تحتانی مرادف ستودن گفتہ اند پس وہمی نیست کہ (استایدن) بزیادت الف وصلی مرادف (استودن) نباشد و (استای) امر آن بمعنی ستایش کن۔ مخفی مباد کہ فارسیان (ستودن) را بمعنی مدح و ثنا کردن بزیادت الف وصلی (استودن) ہم آوردہ اند کہ می آید۔ و امر (ستودن) را استای گفتہ اند پس ہم برین قیاس امر (استودن) استای ہم باشد ولیکن تحقیق آن بر (استودن) کنیم محققین فرس از حقیقت ماخذ و قواعد فارسی کار نگرفتہ اند از ینجاست کہ (استای) را امر (استادن) نوشتہ اند۔ ما بر (استادن) صراحت کردہ ایم کہ امرش (است) بکسر اول نہ (استای) پس نتیجہ این ہمہ جگر کاوی ہا آنست کہ (۲) (استای) امر استایدن بہر دو تحتانی باشد بمعنی ستای یعنی مدح و ثنا کن رضی الدین نیشاپوری در کلام خود (استای) بمعنی قائم شو آوردہ (۵) اسپ چہ طاقت تو دارد زین برگ نہ پشت تخت چہ در خور تو باشد بر چرخ استای صاحب موارد بہ استناد ہمین شعر (استای) را امر استادن آوردہ و عجبی نیست کہ دیگر محققین

ہم بہمین استناد معنی اوّل را نوشتہ اند مؤلف گوید کہ اندرین صورت در (استای) باید کہ الف و یای آخر را زائد گیریم کہ فارسیان الف را ہم زائد گیرند و یای تحتانی را ہم یعنی (است) را کہ امر استادن است بزیادت الف و وصلی (استا) کردند و (استا) را بزیادت تحتانی (استای) دیگر ہیچ (اردو) کھڑا رہ - دیکھو استادن - (۲) سراہ - مدح و ثناکر (سراہنا) کا امر -

استایدن بالکسر بہر دو یای تحتانی پنجم و ششم مرادف (ستاییدن) است کہ می آید یعنی مدح و ثنا کردن محققین فرس این مصدر را فروگذاشتہ اند و بر (ستاییدن) قناعت کردہ اند و ما بر (استای) بحث کردہ ایم کہ امر ہمین (استاییدن) است پس وجہی نیست کہ ذکر این مصدر نکنیم - حاصل اینست کہ (استاییدن) بزیادت الف وصلی است بر (ستاییدن) - صاحب بحر عجم بر مصدر (استانیدن - بہ نون پنجم) مضارعش را (استاید - بیای تحتانی پنجم) نوشتہ است و نیز گوید کہ تبدیل نون بیای حطی در صیغہ ہای غیر سالم این مصدر سماعی است مؤلف گوید کہ تسامح اوست کہ نہ چنین باشد بلکہ مضارع (استانیدن) استاند بہ نون پنجم است چنانکہ مضارع (ستانیدن) ستاند باشد و این چیزی نیست جز این کہ فارسیان (ستانیدن) را بزیادت الف وصلی (استانیدن) کردند و (ستاند) را (استاند) بالجملہ یای تحتانی را در آن دخلی نیست بلکہ (استاید) بہ یای تحتانی پنجم مضارع (استاییدن) است کہ ما وجودش را قائم کردہ ایم فتامل (اردو) سراہنا - مدح و ثنا کرنا -

استبر بقول برہان و رشیدی و جامع با یای ابجد بروزن اسطر یعنی سطبر و گندہ و غلیظ باشد صاحب برہان بر (ستبر) ہم ہمین معنی نوشتہ گوید کہ (سطبر) با طای حطی معرب اینست صاحب

ناصری فرماید کہ استبرق معرّب این باشد کہ تماش غلیظ و گندہ را گویند۔ صاحب سروری صراحت کند کہ بکسر ہمزہ و سکون سین مہملہ و فتح تای فوقانی است چنانکہ دقیقی آوردہ (ے) و بازوش استبرق و پشتش قوی ؛ فروزان از و فرّہ خسروی ؛ صاحب ہفت گوید کہ بضم اوّل و سکون سین مہملہ و ضمّ ثناۃ فوقانی و فتح موحّدہ تحتانی با رای مہملہ زدہ۔ باشد مؤلّف گوید کہ از کلام دقیقی کہ بالا مذکور شد فتح موحّدہ ثابت نمی شود کہ مخلّ وزن شعر است خان آرزو در سراج بصراحت نوشتہ بکسر اوّل و فوقانی مفتوح و یای موحّدہ ساکن و فرماید کہ اگرچہ امام سیوطی از جوالیقی و ابو حاتم در مہذّب روایت کردہ کہ (استبرق) معرّب امنیست ولیکن ظاہرا (استبرق) معرّب (استبرہ) بزیادت ہای مخفی است و (استبر) و (استبرہ) یکی است و این از جملہ لغات غیر عربی است کہ در کلام مجید واقع شدہ مؤلّف عرض کند کہ بخیال ما (استبرق) معرّب (استبرک) است چنانکہ بحث این بر (استبرک) می آید و در (استبر) و (استبرہ) فرق عام و خاص است کہ ذکر این ہم بر (استبرک و استبرہ) مذکور شود۔ صاحبان انند و غیاث بر (سطبر) تصدیق قول برہان کنند کہ عربی است و معرّب (ستبر) فارسی (الخ) مخفی مباد کہ فردوسی کہ اکثر پابند لغت فرس است در شہنامہ (ستبر) را بہمین معنی آوردہ (ے) چو چندی بر آمد برین سالیان ؛ ببد سرو بالا ستبرش میان ؛ پس خیال ما این است کہ ستبر۔ بکسر اوّل اسم جامد فارسی زبان است و صاحبان تحقیق ہم تصدیق این کردہ اند فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّل این آوردہ (استبر) کردند و حلیۂ بیان کردۂ صاحب سروری باستناد کلام دقیقی معتبر است (ا ر د و) گندہ۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ موٹا۔ سطبر۔ غلیظ۔

استبرک بقول صاحب ضمیمہ برہان دیبای گندہ وسطبر باشد دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد امّا صاحب سوار بسبیل بر (استبرق) بصراحت معنی بالا گوید کہ فارسیان این را (استبرک) گویند **مؤلّف** عرض کند کہ آنچہ بعض اہل تحقیق بضمن (استبر) نوشتہ اند کہ (استبرق) معرّب (استبرہ) باشد قابل غور است بخیال ما (استبر) اصل است بمعنی مطلق گندہ وسطبر کہ گذشت فارسیان بزیادت کاف عربی یا ہای ہوز نسبت آن را (استبرک) یا (استبرہ) کردہ برای دیبای گندہ وسطبر مخصوص کردند واہل عرب بہ تبدیل کاف عربی بہ قاف معرّب آن (استبرق) قرار دادند چنانکہ (منجنیک) و(منجنیق) صاحب محیط المحیط (استبرق) را ذکر کردہ فرماید کہ دیبای غلیظ است وصراحت کند کہ معرّب (استروہ) فارسی باشد ما می گوئیم کہ تسامح اوست از بیانش این قدر متحقق شد کہ (استبرق) بمعنی دیبای غلیظ است نہ محض سطبر وگندہ۔ پس قیاس ما متحقق شد کہ (استبرق) معرّب (استبرک) است نہ (استبر) زیرا کہ (استبر) بمعنی دیبای غلیظ نیامدہ (اردو) استبرق۔ بقول امیر (مذکّر) استبرہ کا معرّب ایک رنگین ریشمی کپڑے کا نام جو نہایت چمکیلا اطلس کے مثل ہوتا ہے۔ (میر ۹) خدمت روضۂ پرنور کرے کیا رضوان ؎ فرش استبرق وسندس تو ہوا مستعمل ؎

استبرہ مرادف (استبر) کہ گذشت صاحبان بتحقیق این را بطور مستقل نہ نوشتہ اند ولیکن ذکرش بضمن تعریف استبر گذشت وگویند کہ (استبرق) معرّب این است اگر ہمچنین باشد فارسیان ہای نسبت بر آخر (استبر) زیادہ کردہ اند وعربان ہای ہوز را بہ قاف بدل کردہ معرّب کردند ولیکن خیال ما برخلاف این است کہ صراحت کاملش بر (استبرک) کردہ ایم وما الاستبرہ امرادف (استبرک) خیال کنیم نہ مرادف (استبر) و

به تحقیق ما (استبرق) معرب (استبرک) است نه (استبره) (اردو) دیکھو استبره و استبرک۔

(الف) استبعاد بالکسر و کسر فوقانی خت عربی است۔ بقول صاحب منتخب دور شدن و دوری جستن و دور شمردن۔ فارسیان این را با مصدر نمودن استعمال کرده اند و بمعنی بعید و دشوار شمردن گرفته اند۔ صاحب ارمغان ذکر این کرده از عالی شیرازی سند آورده (نثر) چه وقتی که می گفت ما را میر آتش می کنند هم استبعاد می نمودیم" پس استعمال مصدر مرکب---

(ب) استبعاد نمودن با مصدر (نمودن) بمعنی دور از قیاس یا امید خیال کردن گرفته اند پس این را با مصادر کردن و ساختن هم استعمال توان کرد که مرادف (نمودن) است (اردو) بعید سمجھنا۔ مشکل خیال کرنا۔ ناممکن خیال کرنا۔ دور از عقل جاننا۔

استپوی بقول صاحب شمس بالکسر و با بای فارسی نام کنیزک افراسیاب که بغایت جمیله بود۔ اما چون افراسیاب گریخت بتیزن او را دستگیر کرد۔ دیگر کسی از اهل تحقیق ذکر این نکرد۔ مانسبت وجه تسمیهٔ این خیال می کنیم که مرکب است از (است) که بمعنی ستایش گذشت و (پوی) بقول برهان بمعنی رفتار پس (استپوی) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی قابل ستایش رفتار دارنده یعنی خوش رفتار مخفی مباد که همین لفظ به بای فارسی سوم و نون چهارم بجای ش گذشت بخیال ما از روی ماخذ (استپوی) بفوقانی سوم و بای فارسی چهارم صحیح باشد اما اکثر محققین فرس بر (اسپنوی) اتفاق کرده اند که گذشت و الله اعلم بحقیقة الحال (اردو) استپوی۔ افراسیاب کی ایک کنیزک کا نام تھا جو نہایت حسین تھی

استتباع لغت عربی است بکسر اول و تای فوقانی سوم و سکون فوقانی چهارم و عین مهمله در آخر بقول صاحب منتخب بمعنی پیروی کردن خواستن و بقول صاحب حدائق البلاغه صنعتیست

کہ ممدوح را نحوی ستایند کہ از یک مدح او مدح دیگر حاصل آید۔ صاحب مجمع الصنائع ہم ذکر این کردہ (انوری ؎) ای زیزدان تا ابد ملک سلیمان یافتہ ؛ ہر چہ چشتہ خرد نظیر از فضل یزدان یافتہ ؛ مخفی مباد کہ در مصرع ثانی بضمن مدح ممدوح از استثنا نظیر مدح دیگر عدیم المثالی او می برآید و از یک مدح مدح دیگر حاصل می شود۔ صاحب حدائق بضمن تعریف صنعت (ادماج) فرق (ادماج) و (استتباع) را ظاہر می کند و بتعریف (ادماج) گوید کہ در کلام سوق مدعا متضمن مدعای دیگر باشد یعنی از یک کلام دو معنی حاصل آید و تصریح بمعنی دوم نکردہ باشند پس فرق در (استتباع) و (ادماج) آنست کہ آن مختص بمدح است و این اعم از ان صاحب مجمع الصنائع مثالش میدہد (؎) بس کہ سر بر دارم و نالم بہ بالین تا سحر ؛ در شب ہجر تو گویا از اجل دارم حذر ؛ فرماید کہ مقصود از اظہار بیخوابی است در شب ہجر و مستلزم معنی دیگر است و آن اظہار قرب ہلاکتست از ناتوانی و الم۔ صاحب اند مثالی از کلام حکیم شفائی برای (ادماج) آوردہ کہ واضح تر از اول الذکر است (؎) اشعار شان کہ ہست چو پیمان شان نحیف ؛ در محکمی است ہمسر بنداز ارشان ؛ ظاہر است کہ در این شعر بضمن تمثیل نحافت اشعار نقص پیمان ہم ظاہر شد و ہمین است (ادماج) واضح باد کہ (ادماج) بالکسر ہم لغت عرب است بمعنی در پیچیدن چیزی بجامہ و در پردہ داشتن۔ اہل بلاغت از ہمین معنی حقیقی کنایتہ معنی اصطلاحی را قائم کردہ اند کہ مدعا و معنی دیگر بضمن مدعای اول در پردہ می باشد ما (ادماج) را بجای خودش ذکر نکردہ ایم ازین کہ بیانش بضمن (استتباع) باظہار فرق ہر دو مستحسن بنظر آمدہ وحیف است کہ اشارۂ این بجای خودش فروگذاشتیم تا تحقیق پسندان را کہ طالب تعریف (ادماج) باشند رہنمای تعریف (استتباع) شود مضی ماضی فارسیان از برای این قسم صنائع بزبان خود

اسمی خاص ندارند و از اسمای عربی کار گیرند از نجاست که ماذکر این کردہ ایم (اردو) اوماج۔عربی زبان کا لفظ ہے فن بلاغت مین ایک صنعت کا نام جو ایک مدعا کے بیان سے ضمناً دوسرا مدعا ظاہر ہو۔ یا بقول صاحب معیار البلاغت ایسا کلام ہو کہ اوس سے دو معنی حاصل ہون جیسے (امانت ؎) سنی کسی نے نہین غم کی داستان میری ؎ وہ کم سخن ہون کہ گویا نہین زبان میری آپ فرماتے ہین کہ لفظ (گویا) خواہ بمعنی گوینده لین خواہ مخفف گویا جو کلمۂ تشبیہ ہے مؤلف عرض کرتا ہے کہ ہماری راے مین یہ مثال (صنعت ایہام کی ہے اس لئے کہ ایک لفظ سے دو معنی پیدا ہوتے ہین اور صاحب حدائق البلاغہ نے ذیل تعریف (اوماج) یہ صراحت کی ہے کہ اگر ایک لفظ سے دو یا کئی معنی حاصل ہون تو وہ ایہام ہے اور مجموع کلام سے دو معنی حاصل ہون تو وہ (اوماج) ہے پس ہماری راے مین (اوماج) کی مثال یہ بہتر ہے (؎) مثل ابرو ہے گرہ دل مین ترے ؎ تیری صورت سے ہے پیدا حال دل ؎ (استتباع) عربی بقول معیار البلاغت ایک صنعت کا نام ہے جسکو مدح موجّہ بھی کہتے ہین۔ یعنی کسی کی مدح اس طرح کرین کہ ایک مدح سے دوسری مدح حاصل ہو (؎) لب تراشیرین ہے مانند سخن ؎ اور کمر معدوم ہے مثل دہن ؎ اس شعر مین شیرینی لب اور معدومی کمر کی مدح مقصود ہے اور ضمناً شیرینی سخن اور معدومی دہن کی تعریف بھی حاصل ہوئی۔

(الف) استحضار | لغت عرب است بقول صاحب انند و منتہی الارب بالکسر و ضاد معجمہ بمعنی یاد داشتن و حضور کسی خواستن و دوانیدن و بخود باز آمدن۔ فارسیان بامصدر داشتن استعمال کردہ اند یعنی ----------

(ب) استحضار داشتن استعمال عرفی شیرازی گناہ نامۂ خویش نہ چہ عم کہ کاتب اعمال دارد استحضار بمعنی یاد داشتن آوردہ (ے) بآب مہر تو شستم (اردو) یاد رکھنا۔

استحکام لغت عرب است۔ بقول صاحب منتخب استوار شدن فارسیان این را بامصادر خود مرکب کردہ مصادر مرکبہ ساختہ اند چنانکہ در لمعات آید و مجرد (استحکام) در فارسی زبان بمعنی حاصل بالمصدر یعنی (استواری) مستعمل (اردو) استحکام۔ بقول امیر (مذکر) مضبوطی۔ پختگی (منظر ے) گری از خود عمارت قصر تن کی نہ ذرا اسمین نہ استحکام دیکھا ؛

استحکام پذیرفتن استعمال بمعنی استوار شدن و قائم شدن است۔ صاحب آصفی بدیل استحضار از عالی شیرازی سند آوردہ (نثر) رگ و ریشۂ آن در ارض بلیات استحکام پذیرفت" (اردو) جڑ پکڑنا۔ بقول صاحب ہ صفیہ جمنا مضبوط ہونا۔

استحکام دادن مکان استعمال باضافت نون اول بمعنی قائم و بنا کردن مکان است چنانکہ عزین اصفہانی نوشتہ و صاحب آصفی بدیل لفظ استحضار نقل عبارتش کردہ (نثر) در ہر دو فرسنگ و کمتر از جوانب مکانی استحکام داد" (اردو) مکان بنانا۔ عمارت قائم کرنا۔

استحکام گرفتن استعمال۔ بمعنی استوار شدن است چنانکہ صاحب آصفی بدیل لفظ (استحکام) از ابو الفضل سندش آوردہ (نثر) بتجدید از فرستادن مکتوب محبت اسلوب ضوابط وداد و قواعد اتحاد استحکام گرفت" (اردو) مضبوط ہونا۔ مستحکم ہونا

استحکام یافتن استعمال بمعنی مستحکم و استوار شدن است صاحب آصفی بدیل لفظ استحکام ذکر این کردہ از عزین اصفہانی سند آوردہ (نثر) عہد محبت و وفاق در میان استحکام تمام یافتہ بود" (اردو) مستحکم ہونا۔

(۱۵۹۵)

استخارہ لغت عربست بالکسر بقول بہار بمعنی بہتری خواستن از خدا و فارسیان بمعنی مطلق فال استعمال کنند (کہ در لطائف می آید) صاحب انند فرماید کہ در اصطلاح عربی بمعنی آگاہی جستن از غیب در کار ہا و استخارہ در مذہب اہل سنت و جماعت بچند دستور است مختصر آنکہ دعای قنوط یا دیگر ادعیہ خوانده بخسپند انچہ شدنی باشد مناسبات آن بخواب مشاہدہ کنند و اکثر شیعیان بعد از خواندن ادعیہ چشم بستہ تخمیناً مقام ثلث و انہای تسبیح را بدو انگشت میگیرند و از انجا تا امام دو دو دانہ طرح می کنند اگر در آخر یک دانہ ماند علامت خیر است و اگر دو ماند علامت شر **مؤلف** گوید کہ استخارہ از آیات قرآن ہم کنند چنانکہ دو رکعت نماز گذارند و قرآن بدست گرفتہ از مدعا سوال کنند و قرآن را از میان بگشایند و از معنی آیت اولین جواب گیرند اعم از نیکہ واضح باشد یا بر سبیل کنایہ و اشارہ چون جواب تسکین بخش حاصل نہ شود از معنی سطر ہفتم یا یازدہم کار گیرند فارسیان ہمین عمل را استخارہ کردن مصحف گویند کہ می آید۔ باری حال فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر گرفتہ با مصادر زبان فرس بمعنی مصدری استعمالش کنند (اردو) استخارہ (عربی) مذکر۔ طلب خیر کرنا۔ کوئی بات کرنے یا نکرنے مین ایک طریق خاص سے اشارۂ غیبی چاہنا (سجر ۹) آئی جب وعدے کی شب اے بحر جا کر باغ مین دانۂ انگور پر کیا استخارہ ہو گیا

استخارۂ ذات الرقاع استعمال۔ صاحب بحر عجم ذکر این کردہ استخارہ ہمان است کہ گذشت و ذوات الرقاع) بقولش نوعیست از استخارہ کہ برای استخارہ ارتکاب امری بر رقعۂ (افعل) و بر رقعۂ (لاتفعل) نوشتہ و آن رقعہا پیچیدہ زیر گوشۂ مصلا گذارند و بعد ادای نماز چشم پوشیدہ

یکی را از آن دو رقعہ بردارند و امر و نہی ہر چہ آید بر آن کار کنند۔ و ارسته و بہار ہم ذکر این کرده و از محسن تاثیر سند آورده (ے) من و لباس تجرد کہ خرقہ پوشی من ؛ با استخارۂ ذات الرقاع خوب آمد ؛ (اردو) استخارۂ ذات الرقاع ایک قسم ہے استخارے کی یعنی کاغذ کے دو پرچون پر (کر) اور (نکر) کے الفاظ لکھکر اونکو جدا جدا لپیٹ دیتے ہین اور پھر اون دونون کو مخلوط کرکے جانماز کے نیچے رکھہ دیتے ہین اور بعد ادائے نماز آنکھ بند کرکے ایک پرچہ زیر جانماز سے لیکر دیکھتے ہین اگر اسمین (امر) ہے تو مقصود کا جواب اثبات مین ہوگا اگر (نہی) کا پرچہ نکلا تو نفی مین۔

استخارہ کردن استعمال۔ صاحب آصفی بذیل لفظ استخارہ ذکر کرده و سندی از تاثیر اصفہانی آورده مؤلف گوید کہ بہ معنی فال جستن و نسبت مرکوز خاطر خود استشارہ کردن یا از نتیجہ مقصود خود خبر خواستن است (ے) بروی غیر تو گر قصد یک نظارہ کنم ؛ ہمان مصحف روی تو استخارہ کنم ؛ مخفی مباد کہ درین جا استخارۂ مصحف مراد است کہ ذکرش بر لفظ استخارہ گذشت و سند مطلق استخارہ کردن از کلام خواجہ شیراز بہم رسیده (ے) بعزم توبہ سحر گفتم استخارہ کنم ؛ بہار توبہ شکن میرسد چہ چارہ کنم ؛ (اردو) استخارہ کرنا۔ بقول امیر استخارہ دیکھنا۔ (اسیر ے) جنون نے تب بتایا ہی مجھے رستہ بیابان کا ؛ کیا ہے استخارہ لے کے جب کٹھا گریبان کا ؛

استخارہ نمودن استعمال۔ صاحب آصفی بذیل لفظ استخارہ ذکر کرده و از تاثیر اصفہانی سند آورده مراد ف ہمان استخارہ کردن است کہ گذشت (ے) ہزار شکر کہ ہنگام رفتن از در تو ؛ چو استخارہ نمودم بانشگ راہ نداد ؛ مخفی مباد کہ درین شعر استخارہ تسبیح مراد است (اردو) دیکھو استخارہ کردن۔

استخدام لغت عرب است بکسر اول وفوقانی سوم وبسکون خای معجمہ وفتح دال مہملہ بقول صاحب منتخب خدمت خواستن از کسی وباصطلاح ارباب معانی وبیان آوردن کلمہ ایست بیک معنی وخواستن معنی دیگر بضمیری کہ باو راجع کنند خواہ آن معنی دیگر حقیقی باشد خواہ مجازی واین را از قسم محسّنات بلاغت دانند (انتہی) صاحب حدائق تمثیلش از کلام خود پیش کند: (ے) تا بزم خویش ما را دادہ است آن سرو بار: از نہال قامتش آن را شدیم امیدوار: فرماید کہ لفظ بار در مصرع اوّل بمعنی حضور است واز ضمیر (آن) کہ در مصرع ثانی راجع باوست ثمر مراد است (اردو) استخدام - صاحب معیار البلاغت فرماتے ہین کہ ایک لفظ ذو معنیین ذکر کرین اور ارادہ ایک معنی کا ہو اور دوسری جگہ معنی دوم ارادہ کرین جیسے (ے) مر کے حاصل کیا فرقت ہی مین لو نام وصال: جان دی ہمنے مٹایا خلش ہجران کو: مصرع اوّل مین وصال سے مرگ مراد ہے اور باعتبار لفظ ہجران کے مصرع دوم مین وصل بمعنی ملاقات سمجھا جاتا ہے **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ صاحب معیار کی تعریف اور تمثیل دونون ہمارے دل کو نہین بہاتین استخدام وہ صنعت ہے کہ ایک لفظ کو جو دو معنی رکھتا ہو ایک معنی مین استعمال کرین اور کسی ضمیر کے ذریعہ سے دوسرے معنی کی جانب اشارہ کرین جیسے ہم نے شعر فارسی کا ترجمہ کیا ہے (ے) ہم نے پایا سرو قد جب سے تری محفل مین بار: نخل قامت سے ترے ہم اوس کے ہین امیدوار: مصرع اول مین (بار) بمعنی دخل مستعمل ہے اور بار کے دوسرے معنی ثمر ہین - اور مصرع ثانی مین ضمیر غائب نے معنی دوم کی جانب اشارہ کیا ہے

استخر بقول برہان ورشیدی وسراج باخای نقطہ دار بروزن استبر (ا) آبگیر وتالاب

راگویند و (۲) نام قلعه ایست در ملک فارس وچون در آن قلعه تالاب بسیار بزرگی هست آنرا بدین نام خوانند و معرّب آن اسطخر است - صاحب ناصری نسبت معنی دوم فرماید که نام شهری وقلعه ایست بفارس مشهور که تخت جمشید در آن بود و بعد از جمشید (هما ی) بنت بهمن عمارت آنرا افزوده و اسکندر یونانی خراب نموده چون در آن قلعه تالاب و آبگیر بزرگی بود و استخر و ستخر تالاب راگویند بدین اسم موسوم شد (حکیم زجاجی ۵) معاش در اول باستخر بود که گردن کشان را بدان فخر بود ۵ صاحب جهانگیری هم بسند همین شعر این را نام شهری گفته - صاحب جامع فرماید که مرادف (ستخر) و (ستخر) بکسر اول و فتح خای معجمه بقول صاحب برهان مخفف (استخر) بخیال اینکه مرکب است از (است) و (خر) که (است) مخفف استهان باشد و استهان در سنسکرت بمعنی مقام (کذا فی الساطع) و خر بقول برهان هر چیز بزرگ پس معنی حقیقی (استخر) مقام بزرگ و کنایه از شهر یا قلعه یا تالاب که هر سه مقام بزرگ است - تالاب را در وجه تسمیهٔ این اصل گردانیدن وجهی ندارد پس (استخر) اصل است و ستخر که می آید مخفف آن - انچه خای معجمه در استعمال ساکن شد و تای ساکن را مفتوح کردند تصرّف اهل زبانست که از دو لغت یک لغت مرکب قرار دادند

(اردو) (۱) تالاب - بقول آصفیه (مذکر) آبگیر - پانی کا بڑا چشمہ (۲) استخر ملک فارس کے ایک قلعہ اور ایک شہر کا نام جس مین ایک بڑا تالاب ہے - مذکر -

(الف) **استخراج** لغت عربی است بالکسر بقول صاحب منتخب از خود چیزی بیرون آوردن و بیرون آوردن خواستن - صاحب آصفی این را بمعنی برآوردن گفته - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال نمایند و با مصادر خود مرکب کرده بمعنی مصدری گیرند همچون ------

(ب) **استخراج نمودن** کہ بمعنی استخراج کردن است - صاحب آصفی ذیل الف - ب را ذکر کردہ و از نصیر ہمدانی سند آوردہ (نثر) از روی تقویم سینہ ہا استخراج احکام نجیت دلہا توانند فرمود" (اردو) (الف) استخراج بقول آصفیہ عربی - مذکر - نکالنا - برآمد نکالنا

(ب) استخراج کرنا - کہہ سکتے ہیں -

استخراج کردن استعمال - مرادف استخراج فرمودن است کہ گذشت صاحب یوسف سراج استعمال این کردہ (نثر) از کتب نقہ فتوہا باستخراج کردہ نشان دادند" (اردو) دیکھو استخراج فرمودن -

(۱۵۲۷)

استخفاف بکسر اول لغت عربست بقول صاحب منتخب بمعنی سبک شمردن و خوار داشتن و سبک گردانیدن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر و مصدر استعمال کنند (ظہوری ؎) باستخفاف پیر سبحہ خوانان بودہ ام عمری بپای عزت من زلف بت زناری باید - استعمال این بامصادر فرس بمعنی مصدری می آید (اردو) ذلیل کرنا - بے عزت کرنا - ذلیل سمجھنا - سبکی جاننا

(۱۵۲۸)

استخفاف خواستن استعمال - ذلت خواستن و ذلت قبول کردن (انوری ؎) زبار صولت او خاک خواہد استخفاف از تف ہیبت او آب گیرد استقاف (اردو) ذلت قبول کرنا - ذلیل ہونا

ذلت و خواری پیدا کردن و ذلت و خواری آوردن است چنانکہ انوری گوید (؎) بر مسلمانان آن نوع کند استخفاف کہ مسلمان نہ کند صد یک از ان با کافرہ (اردو) ذلیل کرنا - رسوا کرنا -

(۱۵۲۹)

استخفاف کردن استعمال - بمعنی سامان

استخوان بقول برہان و رشیدی و سروری و جامع و شمس و ہفت (۱) معروف است و آن عام است بر حیوانات و نباتات برخلاف (استہ) کہ مخصوص نباتات است کہ در عربی عظم خوانند

بہار بذکر معنی اوّل گوید کہ پنبہ زار - شیر - صبح - قلم - از تشبیہات اوست (ناصر علی ۵۱)
آلہی ذرہ وردی بجان ریزہ ۔ شرر در پنبہ زار استخوان ریزہ (ملا سالک یزدی ۵۲) عجب مدار
کہ طوطی شود ببرنگ ہما ۔ شکر زور تو در شیر استخوان دارم (مسیح کاشی ۵۳) در شب خود
کاش امید سحری داشتم ۔ غیر صبح استخوان صبح دگری داشتم (حید رزدہنی کاشی ۵۴)
بعد از وفات ما قلم استخوان ما ۔ سرنبشتہ نامہ ایست بنام مہربان ما (نعمت خان عالی ۵۵)
خود پرتوی نگن کہ درین بیکسی شود ۔ شمع مزار ما قلم استخوان ما (ملا علی رضا تجلی ۵۶)
در قطرہ قطرہ خونم پیکان آبدار است ۔ چون استخوان کہ پنہان در دانۂ انار است (صائب
۵۷) تمام راحت و لطف اہل دل صائب ۔ کہ میوہ ہای بہشت استخوان نمیدارد (سعدی
۵۸) چو خرما بشیرینی اندودہ پوست ۔ چو بازش کنی استخوانی در دوست ۔ بہار گوید کہ بحذف
ہمزہ (استخوان) مخفف این است - صاحب رشیدی فرماید کہ استعمال استخوان بیشتر در حیوانات
و (استہ) در میوہ ہا مستعمل مؤلف عرض کند کہ استعمال استخوان برای حیوانات و نباتات
ہر دو بکثرت آمدہ خان آرزو در سراج فرماید کہ آنچہ صاحب برہان (استہ) را مخصوص بانبا
کردہ قابل غور است کہ خود او (پستہ) یعنی استخوان فیل آوردہ کہ می آید - صاحب ہفت
بصراحت حلیہ لفظ نوشتہ کہ بضم اوّل و سکون سین مہملہ و ضمہ تای فرشت و فتح خای منقوطہ
و واو معدولہ و الف و نون زدہ باشد - صاحب محیط فرماید کہ بعربی عظم و بہندی (ہڈی
وہاڑ) و بیونانی (سمولونوس) و بروی (سپتون) و بترکی (سموس) گویند - بہترین آن استخوان
انسان - سرد در دوم و خشک در اوّل سوم - سوختہ آن خشک در آخر سوم - قابض و

حابس و مجفف و محلل و منافع بسیار دارد۔ محققین فرس اتفاق دارند کہ این لغت فارسی است و صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است ہم این را فارسی نوشتہ امّا امیر خسرو استعمال این در زبان ترکی کند (ے) فلک کجرو لیکیدین شکوہ لار قیلسام تانگ ایرماس کیم ؎ ہما غہ استخوان تاشلاب چینغہ طعمہ قندایتی ؎ (ترجمہ) اگر از کجروی فلک شکوہ ہا کنم عجبی نیست کہ طعمۂ ہما استخوانش کرد و مگس را قند داد" بعضی از ترکیان استامبول این را لغت ترکی دانند و زبانداناں چغتائی بر آنند کہ این لغت فارسی و مستعمل در ترکی است شکسپیر در تالیف خود کہ بانگلیسی زبان نوشتہ این را لغت فارسی گفتہ (اردو) استخوان۔ بقول امیر (فارسی) مذکر۔ ہڈی۔ (سحر ے) ہمانے بعد فنا کہ ہائین ہڈیاں میری ؎ سگ حضور کو کوئی نہ استخوان پہنچا (۲) استخوان۔ بقول برہان و جامع و ہفت کنایہ از مردم اصیل و بزرگ۔ بہار گوید کہ بمعنی اصل است۔ چنانکہ گویند فلان استخوان بزرگ دارد یعنی اصیل و نجیب است صاحب شمس ہم با بہار متفق خان آرزو در سراج گوید کہ بمعنی اصل و نسل و مجاز معنی اوّل است چنانکہ گویند کہ سلجوق از استخوان افراسیاب است یعنی از نسل افراسیاب و فرماید کہ آنچہ در برہان بمعنی اصیل و بزرگ نوشتہ خطاست۔ صاحب ناصری در خاتمہ کتاب بذیل کنایات و استعارات از شیخ سعدی سند آوردہ (ے) چند استخوان کہ ہاون دوران روزگار ؎ خردش چنان بکوفت کہ خاکش غبار شد ؎ امیر خسرو در مذمت چنگیز گفتہ (ے) اصل زسگ دان و زگرگ استخوان ؎ گربہ بخنی شدہ بورے نان ؎ بخیال ما این استعارہ باشد نہ کنایہ چنانکہ محققین بالا نوشتہ اند و (بزرگ استخوان) از ہمین است یعنی عالی خاندان کہ بجایش می آید (اردو) اصل۔ بقول امیر مؤنث۔ نسب۔ ذات۔

نطفہ جیسے (فقرہ) جسکی اصل مین فرق ہوگا اسی سے ایسے کام ہونگے۔ (جانصاحب ۵) کلو بہٹیاری کی خاطر جو مجھے چھوڑ دیا؛ اصل پر کہچگئے وہ قوم کے پہٹیارے ہین ؛

(۳) استخوان۔ بقول برہان و جامع و شمس و ہفت و سراج۔ سلاحی باشد از اسلحۂ جنگ۔ صاحب ناصری بذیل (استخوان خوار) سند این از نظامی آوردہ صاحب رشیدی و سروری گوید و صاحب ناصری بذیل (استخوان خوار) اشارۂ بدین معنی کند کہ دلاوران۔ ارۂ پشت نہنگ را بطور سلاحی استعمال می کردند و فارسیان این سلاح را استخوان نام کردند (نظامی ۵) در آمد چو پیل استخوانی بدست ؛ کز و پیل را استخوان می شکست ؛ (اردو) استخوان۔ فارسی زبان مین ایک ہتیار کا نام ہے جو مگر مچھ کی پشت کی ہڈی سے بنایا جاتا ہے۔ (مذکر)

(۴) استخوان۔ بقول برہان و جامع و ہفت نام جانوریست غیر معلوم مؤلف گوید کہ ترک این بر ذکرش تفوق داشت عجبی نیست کہ فارسیان ہمارا مجازاً بدین نام موسوم کردہ باشند کہ استخوان خود می خورد (اردو) استخوان۔ فارسی زبان مین ایک جانور کا نام ہے جس سے محققین فرس خود ناواقف ہین (مذکر)

(۵) استخوان۔ بقول برہان و جامع استۂ خرما را نیز گویند مؤلف گوید کہ ذکر این بر معنی اول گذشت و این معنی پیدا نمیشود مگر باضافت و تخصیص با خرما ہم ندارد و از اہل زبان نشنیدیم کہ مجرد (استخوان) استۂ خرما را گفتہ باشند حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) کھجور کی گٹھلی مؤنث۔ اردو مین (ہڈی) بقول آصفیہ گابھر کے اندر کی سخت چیز کو کہتے ہین۔

(۶) استخوان۔ بہ تحقیق ما استعارہ باشد از لفظ کہ مقابل معنی است و این مجاز باشد کہ معنی را منعرف قرار داد (۱۵۰)

چنانکہ مولوی معنوی فرماید (ے) ما ز قران مغز بر داشتیم ؛ استخوان پیش سگان انباشتیم ؛ (اردو) لفظ بقول آصفیہ بامعنی کلمہ جو آدمی کے منہ سے نکلے ۔ (مذکر)

استخوان افشاندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و ضمیمہ برہان و اسند (۱) ریختہ شدن استخوان و (۲) تخم خرما در زمین کاشتن ۔ صاحب مؤید (بر استخوان افشاندہ) ہمین دو معنی را بحوالہ قنیہ نوشتہ مؤلف گوید کہ افشاندن بقول بحر بمعنی ریختن و پاشیدن و شمار کردن و افگندن و پراگندہ کردن آمدہ پس معنی اول حقیقی است و معنی دوم مجاز و متعلق بامعنی پنجم لفظ استخوان حیف است کہ دریغا ہم سند معنی دوم پیش نشد بہ تحقیق ما (۳) بمعنی افگندن و انداختن استخوان ہم آمدہ ۔ چنانکہ خاقانی شروانی گوید (ے) خاصگان ہیم از نخل کہن خرمای تر خوردہ اند و بر جہودان استخوان افشاندہ اند ؛ (اردو) ہڈیاں پاش پاش ہونا (۲) کھجور کی کاشت کرنا ۔ (۳) ہڈیاں پھینکدینا ۔

استخوان انداختن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از صائب سند آوردہ بخیال ما معروف معنی سوم استخوان افشاندن است کہ گذشت (ے) جہان استخوانیست بی مغز صائب ؛ بہ پیش سگ انداز این استخوان را نہ (اردو) دیکھو استخوان افشاندن کے تیسرے معنی ۔

استخوان اندر گلو داشتن (مصدر اصطلاحی) بند شدن گلو باشد چنانکہ صائب گوید (ے) چنان ناسازگاری عام شد در روزگار ما ؛ کہ طفل از شیر مادر استخوان اندر گلو دارد ؛ بخیال ما این معروف (آب در حلق شکستن) باشد کہ گذشت ۔ و عادت است کہ مادامیکہ طفل شیر خوار است قوت فروی حلق کردن شیر و امثال آن کم دارد و اکثر شیر در راہ تنفس داخل شدہ گلویش را بند کند پس ازین عادت نظری صائب مضمونی لطیف از ناسازگاری پیدا کردہ است (اردو) گلا بند ہونا ۔

(۱۲۹۱)

استخوان بالیدن استعمال - بہار ذکر این کردہ بر معروف قانع و صاحب آصفی و انند ہم ہمزبانش مؤلف گوید کہ بالیدن بقول صاحب بحر بمعنی نمو کردن و بزرگ شدن است پس این بمعنی حقیقی است (اردو) ہڈی پیدا ہونا - بالیدہ ہونا -

استخوان بجای دندان بستن استعمال بقول بہار دندان از استخوان درست کردہ بتار سیم یا آہن بستن و زمانیکہ دندان بنا بر مرضی سست و متحرک باشد مؤلف گوید کہ چون دندان فرو ریزد یا سست و متحرک شود آنرا از دہن جدا کردہ بجایش دندان مصنوعی از استخوان درست کردہ قائم کنند خواہ آنرا یا بطریق دیگر و صناعان معاصر بعوض دندان مصنوعی از دندان فروریختہ ہم کار گیرند اگر درست باشد و نقصانی در و پیدا نشدہ باشد (تاثیر ۵) خوبی نرفت کانرا بد جانشین نگردد ؛ چون استخوان کہ بندند مردم بجای دندان ؛ (اردو) دانتون کا چوکا لگانا

استخوان بحلق فرو بردن استعمال بقول بہار و انند و آصفی معروف و سندی پیش نشد - بخیال ما (۱) بمعنی حقیقی و (۲) بمعنی (مبتلای آفت شدن بدست خود) توان گرفت و این کنایہ باشد کہ استخوان بحلق رفتہ گاہی حلق را بند کند و تکلیفی پیدا شود معاصرین عجم با خیال ما اتفاق دارند (سعدی شیرازی ۵) توان بحلق فرو بردن استخوان درشت ؛ ولی شکم بدرد چون بگیرد اندر ناف ؛ (اردو) (۱) ہڈی نگلنا - (۲) اپنے ہاتھون مبتلای مصیبت ہونا - بلا مین گرفتار ہونا

استخوان برافشاندہ استعمال - بقول شمس بمعنی ریختہ و بحوالہ ادات گوید کہ تخم خربزہ و زمین کاشتہ دیگر کسی از محققین ذکر این نکردہ و ضرورت ہم نداشت کہ مصدر (استخوان افشاندن) بہ معنی گذشت و این مشتق است از ہمان و کلمۂ (بر) درین زائد است - الحاصل این ماضی مطلق است بزیادت ہای ہوز در آخر از مصدر (استخوان بر افشاندن) و باضافت استخوان

اسم مفعولش بہر سہ معنی (استخوان افشاندن) (اردو) دیکھو استخوان افشاندن یہ اسی مصدر کا ماضی مطلق یا اسم مفعول ہے۔

استخوانِ بزرگ (اصطلاح) بقول برہان و بحر و ناصری و شمس و ہفت کنایہ از شخصی است کہ او را نجابت و اصالت و نجابت و نسب عالی بودہ باشد **مؤلف** گوید کہ بدین معنی باید کہ بہ تقدیم صفت (بزرگ استخوان) خوانیم کہ اسم فاعل ترکیبی باشد و باضافت۔ مرکب توصیفی است بمعنی نسب عالی و بقول رشیدی مرادف عالی نسب۔ حیف است کہ صاحب رشیدی ہم قسم کردہ صاحب سروری از خسرو سند آوردہ (ہ) خود شد اندرتہ کوہ گران ۔ اگرچہ کہ بودند بزرگ استخوان صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور اول و بضمن لفظ استخوان ذکر این کردہ معنیٔ و تسامحاً ہمزبان برہان است عجب است از خان آرزو کہ بذیل استعارات با برہان اتفاق دارد و ہمزبانی محققین بالا این را یعنی شخص اصیل و نجیب کنایہ می نگارد و ما می گوئیم کہ کنایہ ہم نباشد بلکہ استخوان بزرگ باضافت و بفک اضافت استعارہ ایست بمعنی نسب عالی و آفرین بر صاحب مؤیدہ کہ مؤید معنی ماست و بمقابلۂ محققین کثیر التعداد حق سر است للہ العجب در تحقیق لغات چہ بی تہاشی بکار بردہ اند و قاعدۂ فارسی را لاشی شمردہ اند طرفہ انیست کہ سند شان ہم تائید شان نمی کند اردو خاندانِ بزرگ۔ مذکر۔

استخوان بند استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ عصابہ کہ بر استخوان شکستہ بندند دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد اما معاصرین عجم بزبان دارند و موافق قیاس است اسم فاعل ترکیبی۔ یعنی چیزی کہ بوسیلۂ آن استخوان شکستہ را بحالت اصلی قائم کنند (اردو) وہ لکڑی یا تختہ خاص جس کے ذریعہ سے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو حالت اصلی پر جما کر باندھتے ہیں۔

(الف) **استخوان بندی** (اصطلاح) بقول بحر ربط و انتظام و ترتیب درست باشد و ۔۔۔۔

(ب) **استخوان بندی چیزی** بقول بہار کنایہ از درست کردن انگارہ و بستن و ترکیب الفاظ و عبارات و بند و بست اعضا و امثال آن باشد مؤلف گوید کہ ۔۔۔۔

فرس ذکر این نکرد (اردو) باپ دادا کے نام پر فخر کرنا۔

استخوان چیزی بستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر (۱) درست کردن انگارہ و بستن ترکیب الفاظ و عبارت و (۲) بند و بست اعضاء و امثال آن ما صراحت کاملش بر استخوان بندی کردہ ایم و درین جا ہمین قدر کافی است کہ معنی اوّل متعلق باین است و معنی دوم با (استخوان کسی بستن) متعلق کہ می آید۔ بہار گوید کہ مرادف (استخوان بندی چیزی) است **مؤلّف** عرض کند کہ این مصدر اصطلاحی است و (استخوان بندی) حاصل بالمصدرش پس چگونہ میتوان شد کہ این مرادف آن باشد (خواجہ آصفی ۵) ز استخوان من کہ از سنگ جنون صد جا شکست ؛ استخوان قصۂ فرہاد و مجنون بستہ اند ؛ (اردو) کسی کام کا انتظام درست کرنا کسی چیز کو مرتب کرنا۔ الفاظ و عبارت کی ترکیب درست کرنا۔

(الف) استخوان خائیدن | استعمال (الف)

(ب) استخوان خوار | (ج) بقول

(ج) استخوان خوردن | بہار و آصفی

ہر کدام معروف و صاحب اند نسبت (ب) نوشتہ کہ (۱) پرندہ ایست کہ ہما نام دارد و آن را (استخوان ربا) و (استخوان رند) و (استخوان رنگ) نیز گویند و (۲) بمعنی سگ ہم آمدہ **مؤلّف** گوید کہ (الف و ج) بمعنی حقیقی است و (ب) ہم فاعل ترکیبی از (ج) بمعنی استخوان خورندہ۔ گویند کہ ہما۔ استخوان خود می خورد بہمین سبب او را استخوان خوار نام کردند و سگ ہم استخوان خوار است (سعدی شیرازی ۵) ہمای بر ہمہ مرغان ازان شرف دارد ؛ کہ استخوان خورد و طاری نیازارد ؛ (اردو) (الف) ہڈی چبانا (ب) ہما۔ بقول آصفیہ (فارسی) مذکر۔ ایک مشہور پرند کا نام جو ہڈیاں کھاتا اور کسی کو نہیں ستاتا ہے اس جانور کی نسبت ایشیائی لوگوں کا خیال ہے کہ جس کے سر پر یہ جانور

پہر جاے وہ بادشاہ ہو جاے - یعنی دولت و
سلطنت پاے بعض لوگ اسکو عنقا خیال کرتے
ہین (ظفر ۵) کہاتا ہے زاغ گوشت فقط
استخوان ہما؟ کیا منصفی ہے زاغ کہان اور ہما
کہان (ج) ہڈی کہانا -

(الف) **استخوان دار** (اصطلاح) بقول
بحر و بہار و وارستہ و اند محکم و قائم و آراستہ
و بہار از ناظم ہروی سند آوردہ (۵) رباعیت
است سبب گفتگوی محکم را؟ کسی کہ خشک بود در فرش
استخوان دار است ؛ صاحب آصفی باستناد
ہمین شعر مصدر - - - - - - - - - - - -

(ب) **استخوان داشتن** را نوشتہ از معنی
ساکت است و مقصود ش از سکوت جزین
نباشد کہ او (ب) را (ا) بمعنی حقیقی پندارد و
سندی کہ از کلام صائب می آرد از ان ہم معنی
حقیقی پیدا است (۵) تمام راحت و لطف
اند اہل دل صائب ؛ کہ میوہ ہای بہشت استخوان

نمیدارد ؛ و بلحاظ معنی الف (۲) بمعنی استحکام
داشتن و مستحکم بودن است - اما بخیال ما از سندی
کہ بر الف گذشت می کناید کہ استعمال - -

(ج) **استخوان داشتن حرف** بمعنی درست
بودن زبان و معقول بودن گفتگو و محکم بودن
تقریر و مستحکم بودن قول است - اگر این را باستناد
ہمین شعر ناظم ہروی عام کنیم باید کہ (استخوان
داشتن چیزی) قائم کنیم - بمعنی محکم بودن آنچیز
ولیکن این را سندی باید و ما از معاصرین عجم
مجرد (استخوان دار) بمعنی محکم و قائم نشنیدہ ایم -

(**اردو**) (الف) محکم - بقول آصفیہ (عربی)
مضبوط - پایدار - مستحکم - (ب ا) گوشت مین
ہڈی ہونا - میوہ مین بیج یا گٹھلی ہونا (۲) مستحکم
ہونا - استحکام رکہنا - پایدار ہونا - (ج) گفتگو
درست ہونا - معقول ہونا - تقریر درست ہونا
بات بہروسہ کے قابل ہونا - پایدار ہونا یعنی
جو کہین اوس سے نہ ٹلین -

استخوان در پوست نگنجیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر غایت فرح حاصل کردن است **مؤلف** گوید کہ این کنایہ باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد اگرچہ سندی پیش نشد ولیکن موافق قیاس است معاصرین عجم ہم این را درست خیال کنند (اردو) جامے مین پھولا نہ سمانا۔ بقول آصفیہ نہایت خوش ہونا۔ فرط خوشی سے آپے مین نہ رہنا۔ پھولا آنگ نہ سمانا۔

استخوان درد استعمال۔ بہار این را بہ رای مہملہ ذکر کرد و صاحب انند برای ہنوز و ہرد و از تعریف لفظ ساکت و باتفاق می فرمایند کہ قلب اضافت است و سند ہرد و از کلام محمد قلی سلیم (ے) ز تاثیر ہوای نفس ہر گز نہ ہمارم کشد از استخوان درد عجب است کہ بہار در مصرع ثانی این (درد) را بہ رای مہملہ گرفتہ و صاحب انند برای ہنوز (دزد) نوشتہ و از سند بالا مصدر (درد کشیدن) پیدا است کہ بجای خود ش مذکور شود۔ اگر ادعای ہر دو را بلا لحاظ سند بحال خود گذاریم (۱) استخوان درد) قلب اضافت (درد استخوان) و (۲) استخوان دزد) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی کسی کہ دزدی استخوان کند وبس۔ باقی حال این در خور آن نبود کہ بیانش کنیم۔ تسامح دو محققین ما را مجبور کرد کہ بہ تفصیلش پردازیم (اردو) (۱) ہڈی کا درد۔ مذکر (۲) ہڈیون کا چور۔ یعنی ہڈیان چرانے والا

استخوان در زخم گذاشتن (مصدر اصطلاحی) صاحب ناصری در خاتمۂ کتاب بذیل استعارات و کنایات گوید کہ کنایہ از تمام نا کردن کار و مہمل و ناقص گذاشتن و این مثلی است مشہور کہ تقاضای را استخوان بزخمی بود و جراح او را بطمع گوشت دادن معطل میداشت چون استخوان بدر آورد گوشت دادن موقوف شد چنانکہ صاحب ناصری گفتہ (ے) تا نگردد قطع لحم شام و چاشت

استخوان در زخم می باید گذاشت ؛ (انتہی) مؤلف
گوید کہ حکایتی کہ بالا مذکور شد از ان واضح میشود کہ
این مصدر تمثیلی است کنایہ از دانستہ توقف کردن
در کار نہ کار را اہل و ناقص گذاشتن جراح بطمع
گوشت استخوان از زخم قصاب نہ بر آورد و عمداً در
لیت ولعل انداخت ما این را مصدر تمثیلی نام
کردیم از نیکہ کنایہ این پیدا می شود از حکایتی خواص
و ہر مشتقی کہ ازین مصدر مستعمل شود تمثیلی را ماند چنانکہ
در مصرع ثانی سند است - دیگر کسی از محققین درس
ذکر این نکرد و این بر زبان معاصرین عجم است
(اردو) کسی کام مین عمداً ڈھیل کرنا - صاحب
آصفیہ نے (ڈھیل کرنا) بمعنی دیر کرنا - وقت گذارنا
لکھا ہے - اور ڈھیل دینا بھی کہ سکتے ہین -

استخوان در کام شکستن (مصدر اصطلاحی)

بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت - صاحب آصفی
گوید کہ مرادف (استخوان زیر گلو داشتن) است
و از تعریف مصدر آخر الذکر ساکت و صاحب آنند
بر معروف قانع و ہر سہ محققین از کلام صائب
سند آرند (۱) گلکم کہ نی بناخن شکر ستان شکست ؛
در کام طوطیان ز شکر استخوان شکست ؛ مؤلف
گوید کہ کنایہ باشد از بند شدن گلو و آواز نہ برآمدن
مخفی مباد کہ شکستن درین جا بمعنی لازم است
(اردو) گلا بند ہونا - زبان بند ہونا - آواز نہ نکل
سکنا

(الف) استخوان در گلو (الف) بقول
(ب) استخوان در گلو گرفتن صاحب شمس
کنایہ از مزاحمت و تشویش و (ب) مصدر اصطلاحی
بقول صاحب بحر و آنند و برہان و رشیدی و جہانگیری
و ناصری و ہفت و شمس (۱) رنج و محنت
کشیدن و بقول خان آرزو در سراج کنایہ از
رنج و محنت - بہار گوید کہ (۲) بند شدن استخوان
در گلو ست مؤلف عرض کند کہ معنی دوم (ب)
حقیقی است و معنی اول کنایہ باشد از ان و (الف)
اسم فاعل ترکیبی است از مصدر (ب) بمعنی استخوان
در گلو دارندہ یعنی مشوش و مبتلاے رنج و محنت

واستعمال آن بمعنی بیان کردۂ صاحب شمس از نظر ما نگذشت اگرچہ خلاف قیاس نیست حیف است که سندی پیش نشد (اردو) الف - رنج و محنت رنج و محنت مین گرفتار (ب) (۱) رنج و محنت مین گرفتار ہونا - (۲) ہڈی گلے مین اٹکنا -

استخوان در ناف گرفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند (۱) بمعنی بند شدن استخوان در ناف است (شیخ شیراز ؎) توان بخلق فرو بردن استخوان درشت ؛ ولی شکم بدر و چون بگیرد اندر ناف ؛ صاحب آصفی این را (۲) بمعنی اول (استخوان در گلو گرفتن) ہم آوردہ سندی پیش نشد دیگر محققین فرس از معنی دوم ساکت اند (اردو) (۱) ناف مین ہڈی اٹک جانا (۲) رنج و محنت مین گرفتار ہونا -

(الف) استخوان ربا (اصطلاح) بقول جامع و ہفت و شمس و جہانگیری و برہان بضم رای قرشت و بای ابجد بالف کشیدہ (۱) پرندہ ایست که نورانی جا باشد صاحب بحر ہم ذکر این کردہ و بہار بذکر معنی اول گوید که (۲) سگ را ہم گویند و بدلیل این

(ب) استخوان ربودن را آوردہ بر معروف قانع - و صاحب آصفی ہمزبانش مؤلف گوید که (ب) مصدریست مرکب بمعنی حقیقی خودش و (الف) اسم فاعل ترکیبی آن و معنی اول و دومش کنایہ باشد از نیکه ہما و سگ ہر دو استخوان می برند و می خورد کسانیکه ہمای را و را ی کرگس خیال کنند و میگویند که غذای او استخوان و و باز وی خودش باشد نزد شان البته معنی اول الف قابل غور باشد (اردو) (الف) (۱) ہما - مذکر - دیکھو استخوان خوار (۲) کتا - مذکر - دیکھو اسباہ کا نمبر ۲ (ب) ہڈیان اٹھا لیجانا -

(الف) استخوان رند اصطلاح - بقول برہان و بہار و بحر و ہفت و جہانگیری و جامع و سروری بفتح رای قرشت و سکون نون و دال ابجد بمعنی استخوان

رباست که همای باشد و مرادف این است۔۔۔

(ب) **استخوان رنگ** | باکاف فارسی بروزن

الف خان آرزو در سراج فرماید که الف (۱) همای و نزد بعضی (۲) بمعنی سگ هم و بحوالهٔ مهذب آورده که (۱) ترجمهٔ زمه و آن غیر همای است چنانکه در رشیدی است پس معلوم شد که استخوان رند جانوریست که استخوان خوار و معنی ترکیبی آن چیزی که استخوان را می رند یعنی می تراشد مؤلف گوید که رندیدن بقول صاحب بحر بمعنی تراشیدن آمده پس بقول صاحب سراج (الف) اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی تراشندهٔ استخوان و نسبت (ب) فرماید که دال بکاف بدل شود چنانکه (او رنگ) و (اودند و لفظ رنگ) برای نسبت باشد مؤلف گوید که مقصودش جزین نباشد که (ب) اصل است بمعنی منسوب باستخوان و کنایه از هر دو معنی بالا و الف مبدّل آن و بخیال ما جا دارد که (الف) را اصل گیریم و (ب) را مبدّلش و بقول صاحب ناصری (الف) بمعنی گرگس و بذیل آن ذکر (ب) هم کرده و معنی دوم را برای (الف و ب) هر دو آورده عثمان ناصری و سروری برای الف از کلام شیخ عطار سند آرند و بخیال ما قابل نظر است (ے) فغانی از حرص مستی استخوان رندیه همه سگ سیرتان موش پیوندیه صاحب رشیدی این را مال سعدی گوید (اردو) (الف) (۱) همای - مذکر - (ب) (۱) همای - مذکر - (۲) کتا - مذکر - دیکھو استخوان ربا۔

استخوان رنجیدن | استعمال - بقول بهار معروف و صاحب آصفی و اندهم از معنی این ساکت مقصودشان جز این نباشد که بمعنی حقیقی است و پس مخفی مباد که رنجیدن بقول صاحب بحر بمعنی افگندن و انداختن و پریشان کردن و شدن لازم و متعدی هر دو آمده (عرفی ے) کسی که نعمت مقصود بر در ش دیدم یه که استخوان همایش زاغ می ریزد یه (اردو) ہڈیاں جھڑجانا - گرنا ہڈیاں پہینکنا -

استخوان زیر گلو داشتن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و صاحب اند و آصفی ہمزبانش و ہر سہ از ہمان شعر صائب سند گیرند کہ بر (استخوان اندر گلو داشتن) گذشت و در مصرع ثانی بجای لفظ (اندر) فقط (زیر) آوردہ و ما در دیوان صائب اوّل الذکر را یافتیم تعریف این ہمہ در آنجا بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو استخوان اندر گلو داشتن۔

استخوانِ سفید اصطلاح۔ بقول صاحب انند مراد از روز است و فرماید کہ از فرہنگ کنز نامہ یافتہ ایم۔ حیف است کہ نقل شعر نکرد و دیگر کسی از محققین فرس این را نہ نوشت بہ خیال ما چنین نباشد کہ آفتاب را باستخوان سفید استعارہ کردہ و از روز مراد گرفتہ باشند (اردو) روز۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ دن۔ نہار۔

استخوانِ سنگین (اصطلاح) بقول صاحب بحر عجم با ضافت بمعنی نجیب و شریف آمدہ۔ بہار از اسمعیل ایما سند آوردہ (ے) خواہم از برای دل دلبری بہ تمکینی و بہر این ہما باید استخوان سنگینی صاحب انند فرماید کہ ہمان استخوان بزرگ است کہ گذشت۔ و آرستہ ہم بسند ہمین شعر ایما ذکر این کردہ صاحب سروری در خاتمۂ کتاب بذیل کنایات و استعارات این را مرادف (استخوان بزرگ) گفتہ مؤلف گوید کہ محققین بالا درین اصطلاح ہم ہمچو (استخوان بزرگ) تسامح کردہ اند و بہ قواعد فارسی غور نکردہ اگر این را با ضافت خوانیم بمعنی خاندان شریف است و نسب عالی و بترک اضافت ہم بہمین معنی و اگر صفت را مقدم کنیم (سنگین استخوان) بمعنی شریف و نجیب است کہ اسم فاعل ترکیبی باشد۔ مخفی مباد کہ در شعر اسمعیل ایما استخوان سنگین بمعنی حقیقی استخوان کلفت و بزرگ باشد و اگر از ہما۔ استعارۂ عاشق کنیم استخوان سنگین بمعنی خاندان عالی۔ فافہم (اردو) دیکھو

استخوان بزرگ۔

(الف) **استخوان سوختہ راسگ نبو سد**

(ب) **استخوان سوختہ نبو ید**

امثال۔ صاحبان امثال فارسی وخزینہ ذکر الف کردہ اند و صاحب احسن ذکر (ب) و ہر سہ از تعریف این ہر دو ساکت۔ **مؤلف** گوید کہ فارسیان در مدت چیزی کہ از کار رفتہ باشد این ہر دو مثل راز نند (اردو) دکن مین کہتے ہین کہ "جلی ہڈی کو کتا بھی نہین چھوتا" یہ قریب قریب الف کا ترجمہ ہے اس کا استعمال ناکارہ اشیا کے بیان مین کیا جاتا ہے۔

استخوان سودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و مقصود ش معنی حقیقی باشد کہ (سودن) بقول بحر بمعنی سائیدن و ریزہ کردن آمدہ (علی سرہندی ؎) دل بخوان چرخ مہمان کش نہ بندی نہ نہار ۔ نہ زنمکدان کو اکب استخوانہا سودہ است ۔ (اردو) ہڈیان پیسنا گھسنا۔ ریزہ ریزہ کرنا۔

استخوان شدن استعمال بمعنی حقیقی است یعنی صورت استخوان پیدا کردن و معاصرین عجم این را بمعنی (پوست و استخوان شدن) ہم گیرند یعنی سخت ناتوان شدن چنانکہ گوشت تحلیل شدہ محض استخوان باقی ماند (عرفی ؎) شدم شناسائے گل ہیچ بلبل نخاست ۔ شدم استخوان ہیچ زاغم نخورد ۔ (اردو) ہڈیان نکل آنا۔ پوست و استخوان باقی رہجانا۔ یعنی انتہا درجہ مین ضعیف اور ناتوان ہونا۔

استخوان شکستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی (۱) کمال محنت و ہرج کشیدن و (۲) استخوان خوردن نیز۔ بہار برای معنی اول سند ہا آوردہ (میر نجات ؎) استخوانہا کہ شکستیم بدرگاہ تو ما ۔ نہ گرسنگ خویش نخوانی چہ گوئیم تراست (زاہد علیخان سخار باعی (۱) در کوی تو عمرہا نشستیم عبث ۔ دل جز تو بدیگری نہ بستیم عبث ۔

(۱۵۷۲)

در پیش تو اعتبار سگ بیش از ماست ؛ با این ہمہ
استخوان شکستیم عبث ؛ و برای معنی دوم سند ثانی
تکلو پیش کردہ (ے) بذوق مہر تو پروردہ مغز ہستی
من ؛ خوش آن ہما کہ پس از مرگم استخوان شکند ؛
خان آرزو در چراغ ہر معنی اوّل قلمزنی مؤلف عرض
کند کہ در سند ثانی تکلو (استخوان شکستن) بمعنی حقیقی
است کہ ہما برای خوردنش اوّل آزاری شکند و معنی
اوّل کنایہ باشد زیرا کہ کسی کہ محنت و ہرج بسیار کشد
آنرا مبالغۃً گویند کہ استخوان خود شکستہ است (اردو) (۱)
ہڈی ہڈی جور ہونا ۔ بقول آصفیہ نہایت تھکنا
تھک کر چور ہونا ۔ دکن میں کہتے ہیں ۔ ہڈیاں توڑ
کر محنت کرنا ۔ یعنی خوب محنت کرنا (۲) ہڈی پسلی

استخوان طوطیا شدن استعمال ۔ گداختن

استخوان و این کنایہ باشد چنانکہ صائب گوید (ے)
استخوانت طوطیا گردید در خواب گران ؛ ترنشد زا
ندامت دیدہ ات یکبار حیف ؛ (اردو) ہڈیاں
گل جانا ۔ آٹا ہونا ۔

(۳۰۷۵)

(الف) **استخوان فروختن** (مصدر اصطلاحی)

(ب) **استخوان فروشی** صاحب آصفی ذکر

(الف) کردہ از معنی ساکت و صاحب بحر نسبت
(ب) فرماید کہ ستایش آبا و اجداد کردن باشد
بہار گوید کہ چنانکہ گویند "فلان از استخوان بزرگ
است اگر استخوان فروشی کند جا دارد" صاحب
اند ہمزبانش مؤلف عرض کند کہ نہ چنین
باشد بلکہ فارسیان کسی را استخوان فروش گویند کہ
کہ باظہار خوبی ہای بزرگان ذلت خود را خواہد
کہ دفع کند مثلاً "کسی بجرمی گرفتار آید یا گداگری
بر آید و برای اینکہ مخاطب بر و رحم کند از خوبیہای
بزرگان خود ذکر کند گویندش کہ استخوان فروش
است یعنی نام بزرگان را می فروشد و ذلیل می کند"
ما از معاصرین بحجم تحقیق این کردہ ایم مخفی مباد کہ
(الف) مصدر است ہمین معنی و (ب) حاصل
بالمصدر (اردو) (الف) استخوان فروشی کرنا ۔
(ب) استخوان فروشی ۔ صاحب آصفیہ نے ۔

(استخوان فروشی) یعنی باپ دادا کی تعریف لکھا ہے لیکن اہل زبان سے ہم نے تحقیق کی ہے کہ زبان اردو مین (استخوان فروشی) سے آبا و اجداد کے نام کو ذلیل کرنا مراد ہے - دکن مین اسی کو جد فروشی کہتے ہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی الزام مین گرفتار ہو یا گداگری کرتا ہو اور صرف اس لئے کہ لوگون کو اسپر رحم آئے اپنے باپ دادا کی خوبیون کا ذکر کرے تو ایسا شخص استخوان فروش کہلائیگا - جس کو دکن مین جد فروش کہتے ہین -

استخوان کاری (اصطلاح) بقول بہار عجم مانند یعنی خاتم بندی (مولانا کاتبی ؎) استخوانہا من ای آہ بگردون بردی ؛ استخوان کاری صندوق فلک چند کنی ؛ مخفی مبادکہ خاتم بندی بقول بہار بر استخوان فیل و شتر و جز آن گلہا و تصویر ہا کندہ کردن است و ہمین است خاتم بستن - و صاحب بحر خاتم بستن فرماید کہ بر چوب وغیرہ از عاج و استخوان وصدف ریزہ کاری کردن مؤلف گوید کہ (خاتم بندی) عام است و (استخوان کاری) خاص و از سند مولانا کاتبی ہم تعمیم پیدا نیست پس کار یکہ از استخوان بر صندوق یا چوب وغیرہ برای زیبائش و آرایش آن کنند (استخوان بندی) است وجا دارد کہ این را مجازاً خاتم بندی گیریم مگر سندی باید (اردو) خاتم بندی یا خاتم کاری - بقول صاحب آصفیہ - مؤنث - ہاتھی دانت - اونٹ کی ہڈی یا لکڑی وغیرہ کی گلکاری جو اکثر امیرون کی چھت وغیرہ مین ہوتی ہے - جڑاؤ کا کام کوفت کا کام - (الخ) مؤلف عرض کرتا ہے کہ امیرون کی چھت سے امرا کے محلسرا کی چھت مراد ہے - ہماری رائے مین ہاتھی دانت یا ہڈی کی جڑاؤ اس کا خالص ترجمہ ہے - خواہ وہ چھت مین ہو یا صندوق پر یا اور کسی چیز پر -

استخوان کردن مغز استعمال - یعنی مغز را استخوان کردن چنانکہ ظہوری گوید (؎) راحت قسم بحنت سختی کشان خورد ؛ صلبم نصیب باد کہ

(۱۱ ۔ ل)

مغز استخوان کنم ؛ (اردو) ازہمین سند (استخوان را مغز کردن) ہم پیدا میشود (اردو) مغز کو ہڈی قرار دینا۔

استخوان کسی بستن استعمال - این ہانست کہ کسی را این بذیل (استخوان بندی) کردہ ایم (اردو) دیکھو استخوان بندی۔

استخوان کشیدن استعمال - بقول بہار بمعنی استخوان رسانیدن دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ و سند بہار از حکیم اسدی است (ے) چو نوح آمد و یافت امید رنگ ؛ کشید استخوانش بذر ہوخت کنگ ؛ مؤلف گوید کہ این بمعنی حقیقی است کہ کشیدن در اینجا بمعنی باخود بردن است بجائی (اردو) ہڈیاں پہنچانا - لے جانا۔

استخوان گرفتن میوہ (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر رسیدن آن بحد پختگی چنانکہ ظاہر و حید گوید (ے) اگر خواہی زعمر خود حلاوت تن بسختی دہ ؛ ثمر را وقت شیرینی چو آید استخوان گیرد ؛ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد - معاصرین عجم بر زبان دارند (اردو) میوے کا پختہ ہونا میوے مین تخم یا گٹھلی پیدا ہونا۔

استخوان مغز شدن (مصدر اصطلاحی) نرم شدن و گداختہ شدن استخوان باشد چنانکہ ظہوری گوید (ے) شب نگاہم مہمان نعمت دیدار بود ؛ استخوانم مغز شد خوش راحتی در کار بود ؛ (اردو) ہڈیاں گلجانا۔

استخوان مکیدن استعمال - بقول بہار و انند معروف - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و سندی پیش نشد - مقصود چنین نباشد کہ بمعنی حقیقی است یعنی مکیدن - بقول صاحب بحر بمعنی چیزی را بدہان از چیزی در کشیدن - (اردو) ہڈی چوسنا۔

استخوانہای ریز ریزہ استعمال - بمعنی ریزہ ہائے استخوان و استخوان ریزہ ریزہ شدہ (ظہوری) ے در جنون است سنگ بارانی ؛ استخوانہای ریز ریز

(۵۷۶)

مراٹھ (اردو) ہڈیوں کے ریزے۔ ٹکڑے (مذکر)

استدراک بہار گوید کہ در لغت بمعنی تدارک است یعنی دریافتن خبر رفتہ و ازین بیت سید محمد عرفی بمعنی عذر یا عذر تقصیر مستفادی شود (ے) رفتم آہستہ پیش و نمودم پوزش راد رمقام استدراک ۔ مؤلف گوید کہ لغت عربی است بقول صاحب منتخب بالکسر طلب دریافت چیزی کردن پس معانی بیان کردۂ بہار زائد از ضرورت است و در کلام عرفی ہم معنی حقیقی درست میشود اندرین صورت ہیچ ضرورت ندارد کہ تصرف فارسیان در معنی خیال کنیم (اردو) استدراک۔ بمعنی استفسار اردو مین کہا جا سکتا ہے۔ لیکن امیر اور صاحب آصفیہ نے اسکو ترک کیا ہی۔ (اور صاحب آصفیہ نے (استفسار) پر لکھا ہے کہ (عربی) اسم مذکر۔ بمعنی دریافت کرنا۔ پوچھنا۔

استر بقول برہان و اندو ہفت بروزن کفتر (۱) از دواب مشہور است و (۲) مرادف (آستر) و بطانۂ جامہ کہ (در محمود دہ گذشت) صاحب ناصری گوید کہ چارپائیست معروف۔ میانۂ خر و اسپ و بقول بہار چارو ای معروف کہ تبازی بغلش گویند و (ستر) بحذف ہمزہ و (است) بحذف را مخفف آن۔ خان آرزو در سراج بمعنی اول قانع (خاقانی ے) باقفل زر است فرج استر ۔ یا مہرۂ لعل گردن خر ۔ اسد اللہ خان غالب دہلوی در قاطع برہان بر صاحب برہان اعتراض کردہ گوید کہ بمعنی اوّل (استر) بضم اوّل و سوم باشد بروزن پُرُر و فرماید کہ سُتُر بضم اول و دوم مخفف آن و ستور مزید علیہش۔ صاحب قاطع القاطع جوابش داد و ما باجوابش اتفاق داریم کہ اتفاق محققین فرس و معاصرین عجم با برہان است و سند خاقانی ہم مؤیدش۔ بخیال ما این بمعنی اوّل ماخوذ است از (استہر) کہ بفتح اوّل در سنسکرت بمعنی ناقائم و بی ثبات

آمده (کذا فی الساطع) و فارسیان بحذف های هوز (استر) دو ابی معروف را نام کردند که نسل او قائم نیست یعنی بعد ازانکه از مادهٔ اسپ و نر خر (استر) زاید نسلش منقطع می شود و عجبی نیست که فارسیان این را از (اشوتره) اخذ کرده باشند که بقول صاحب خزانهٔ اللغات و رسنسکرت بمعنی استر است - بقاعدهٔ فارسی شین مثلثه بسین مهمله بدل شود همچون (شار) و (سار) و واو حذف شود چنانکه (هوشیار) و (هشیار) و های هوز آخره را هم میفگنند چنانکه در (گیاه) و (گیا) و بمعنی دوم لغت ترکی است که فارسیان استعمالش کرده اند و صاحب کنز که محقق ترکی زبان است ذکر این کرده فارسیان بلب و لهجهٔ مقامی این را بمدوده (آستر) هم گویند - صاحب مؤید بر آستر نوشته و ما ذکرش بجای خودش کرده ایم که بقول ادات اصل این مقصوره باشد و ممدوده برای ضرورت شعر (اردو) (۱) (دیکھو استر) کا پہلا نمبر (۲) دیکھو آستر کے پہلے معنی۔

استرآباد استعمال - این همانست که ذکرش بر (استرآباد) گذشت (اردو) دیکھو استر آباد۔

استرار بقول برهان و جهانگیری و سراج و جامع و هفت و انند بکسر اول و فتح ثالث بروزن بیدار نام غلّه است که او را مرجمک خوانند و بعربی عدس گویند صاحب محیط فرماید که این را در یمن (ملبس) و بفارسی (مرجومک) و (نوسرخ) و (بهندی (مسور) گویند غلّه است از ماکولات مشهور و مدوّره و بقول جالینوس معتدل در گرمی و خشکی یا اندک مائل بحرارت و یبوست و گویند در حرارت و برودت مائل باعتدال و در دوم خشک و بعضی سرد و خشک در دوم دانسته اند و تحقیق آنست که پوست آن گرم در اوّل و مغز آن سرد در اوّل و لهذا آب مطبوخ پوست آن ملیّن و جالی و جرم مقشّر آن قابض و نفخ آن زیاد و منافع بسیار دارد - صاحب انند صراحت کرده است

کہ این لغت فارسی زبان است و صاحب مؤید ہم این را بدیل لغات فارسی آوردہ جزاین نیست کہ اسم جامد فارسی زبان باشد حیف است کہ از وجہ تسمیۂ این خبری نیافتم۔ (اردو) مسور۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ عدس۔ ایک قسم کا غلہ جس کی دال پکائی جاتی ہے۔

استرالیا استعمال۔ معاصرین عجم (اسٹریلیا) را گویند و مفرس کردہ اند بہ تبدیل یای تحتانی با الف و تای ہندی با تای عربی۔ ناصرالدین شاہ قاجار ذکر این در سفرنامۂ خود کردہ و صاحب رہنمای سہولت این را آوردہ۔ نام جزیرہ ایست در مشرق اقلیم ایشیا۔ (اردو) اسٹریلیا۔ ایک جزیرہ کا نام ہے جو اقلیم ایشیا کی مشرق میں واقع ہے۔ مذکر۔

استراوا استعمال۔ بقول صاحب سروری نام شہری کہ استراباد و استارباد نیز گویند مؤلف گوید کہ مخفف و مبدل استراباد است کہ دال مہملہ آخر حذف شد و بای موحدۂ عربی بقاعدۂ فارسیان با واو بدل شد ہمچون (زودتر) و (زوتر) و (بدتر) و (بتر) و (آب) و (آو) ماذکرماخذ این بر (استارباد) کردہ ایم (قاسم انوار ۵) صوفیان صاف دل را خاک راہ ؎ داشت اندر استراوا تخت گاہ ؎ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) دیکھو استرآباد۔

استرخا بقول برہان و ہفت بکسر اول و ثالث و خای نقطہ دار لغتی است یونانی بمعنی زرنیخ سرخ و آن نوعی از زرنیخ باشد کہ ارباب عمل داخل اکسیر کنند و زرنیخ احمر ہمان است اگر با عصارۂ برگ درخت بزرالبنج بر شیب نعل کہ موی آزاکندہ باشند طلا کنند دیگر بر نیاید و بفتح و ضم اول نیز گفتہ اند و بجای حرف ثالث بای ابجد ہم نظر آمدہ و با سقاط ثالث نیز با این معنی نوشتہ اند

که (اسرخا) باشد و (۲) بزبان عرب بمعنی سست شدن و فروگذاشته شدن کذا فی المنتخب - صاحب انند ذکر هر دو معنی کرده - صاحب محیط بر استرخا گوید که زرنیخ سرخ است و بر (زرنیخ) فرماید که قسم سرخ (زرنیخ) را بیونانی (استرخار) گویند به رای مهمله در آخر و بهندی (نسل) و آن جسمی است معدنی که متولد میشود در معدن خود - ما صراحت این را بر (ارسانیقون) کرده ایم بخیال ما غلطی کتابت بیش نباشد که صاحب محیط در آخر این رای مهمله زیاده کرده است و خود او بر (استرخا) بدون رای مهمله آخر نوشته و صاحبان هفت و اند هم در آخر لفظ رای مهمله را نه نوشته اند - (اردو) دیکهو (ارسانیقون) جس پر هرتال سرخ کا بیان ہے (لال هرتال)

استرد استعمال - بقول صاحب شمس بفتحتین چارپای معروف - و دیگر کسی از محققین فرق کرده اند که همان (استر) باشد که گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود دال مهمله را در آخر این زیاده کردند همچون (پیرهن) و (پیرهند) (اردو) دیکهو استر -

استردن بقول صاحب جهانگیری و برهان و بحر و سروری و موارد و اند و شمس با اول مضموم و ثانی زده و تای فوقانی مضموم بمعنی ستردن بود یعنی (۱) تراشیدن و (۲) محو کردن و پاک ساختن (مولوی معنوی ص۵) از جا نبرد چیزی آن را که تو جا دادی ؛ غم نسترد آن دل را کو را ز غم استردی صاحب نوادر فرماید که بمعنی تراشیدن و پیراستن موی بدن و معنی آخر مجاز است - صاحب موارد (استرش) و (استره) را حاصل بالمصدر این نوشته صاحب جامع بمحو کردن و تراشیدن قانع - صاحب مؤید و هفت بذکر معانی بالا گوید که (۳) در فرهنگی بمعنی ساخته شدن هم آمده - خان آرزو در سراج بذکر معنی اول فرماید که (ستردن) مخفف این باشد **مؤلف** گوید که بزبان سنسکرت

(استر) بروزن دستر سلاح وحربہ را گویند کذا فی السامی وہمین باشد ماخذ (استرہ) کہ بمعنی آلۂ موستردن می آید فارسیان ہای نسبت در آخرش زیادہ کردند وفتح اول را باضمہ بدل کردند کہ نتیجۂ استعمال ولب ولہجۂ روزمرۂ فارسیان است پس ہمین (استر) را بزیادت علامت مصدر (دن) در آخر مصدری ساختند وشک نیست کہ معنی حقیقی این مصدر تراشیدن است ومحو وپاک کردن مجاز آن ومعنی سوم ہم مجاز باشد و (استردہ) کہ بمعنی مخلوق می آید از ہمین معنی سوم است کہ پیشینیان بت را از چوب وسنگ می تراشیدند ودرست می کردند وصورت می دادند و (استردہ) کہ اسم مفعول ہمین مصدر است از ہمین طرز عمل بمعنی مخلوق قرار یافتہ باشد یعنی ساختہ شدہ۔ اینچہ صاحب موارد (استرہ) را حاصل بالمصدر قرار می دہد محل غور است کہ بہ معنی (استرش) از نظر ما نگذشت (اردو) (۱) مونڈھنا۔ (۲) مٹانا۔ پاک وصاف کرنا (۳) بننا۔ مخلوق ہونا۔

استردہ اصطلاح۔ بقول صاحب شمس بمعنی مخلوق۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نہ کردہ نہ سندی پیش شد **مؤلف** عرض کند کہ اسم مفعول است از مصدر (استردن) کہ گذشت بمعنی ستوہش یعنی ساختہ شدہ وجادارد کہ مجازاً بمعنی مخلوق گیرند ذکر ماخذ این بر مصدر مذکور کردہ ایم۔ معاصرین عجم این را ترک کردہ اند (اردو) مخلوق بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث۔ خلق خلقت دنیا

استر را گفتند پدرت کیست گفت مادرم اسپ است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت۔ **مؤلف** گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود از مذمت نسب کسی باشد یعنی شخصی را از نسبش سوال کنند واو بشرم لاعلمی کہ از اصل حال نبود ذکر سلسلۂ مادر آغاز کند گویند کہ این پدر سوختہ مصداق آنست کہ "استر را گفتند پدرت

کیست گفت مادرم اسپ است" (اردو) دکن مین کہتے ہین "ماں پلے ہین" یعنی ماں کا بیٹا ہے باپ سے واقف نہین ہے یعنی نسب صحیح نہین ہے۔ صاحب آصفیہ نے (پلا) پر فرمایا ہے کہ (ہندی) اسم مذکر۔ کتے کا بچہ۔ حقارتاً بچے کے معنون مین مستعمل ہے۔ جیسے "چھٹی نہ چلا حرام کا پلا" تلنگی زبان مین (پلا) لڑکی کو کہتے ہین۔ صوبۂ مدراس کے ضلع ملیبار مین ایک خاص قوم ہے جس کو (ماں پلے) سے موسوم کرتے ہین جن مین رواجاً ایک عورت متعدد مردون سے تعلق رکھتی ہے۔ اس قوم مین نسب معتبر نہین ہے۔

استرش بقول جہانگیری و برہان و جامع و سراج و ہفت و اند با اول مضموم بثانی زدہ و تای فوقانی مضموم آہنی راگویند کہ زمین رابدان شیار کنند و آنرا سپار و آہن جفت نیز خوانند ما آہن جفت را بجایش ذکر کردہ ایم کہ در محدودہ گذشت۔ بخیال ما این حاصل بالمصدر (استرون باشد) کہ اشارۂ آن بحوالۂ موارد ہم در آنجا کردہ ایم و مجازاً آہنی را نام کردہ اند کہ زمین را صاف و پاک کند و ذکر خند این ہم بر مصدر گذشت۔ (اردو) دیکھو آہن جفت۔

استرلاب بقول صاحب ناصری بضم اول لغتی است یونانی بمعنی ترازوی آفتاب گویند پسر ادریس او را وضع کرد۔ صاحب برہان ہمین لغت را بصاد مہملہ دوم و طای حطی سوم نوشتہ فرماید کہ آلۂ معروف است از برنج و تال ساختہ کہ منجمان بدان ارتفاع آفتاب را معلوم کنند و فرماید کہ این لغت یونانی است چہ (اصطر) ترازو۔ و (لاب) نام آفتاب است و بعضی گویند کہ نام پسر ادریس کہ واضع این بود۔ صاحب غیاث گوید کہ بصورت قرص باشد و اندرون آن چند اوراق از برنج و بر آن دوائر کثیر و خطوط بسیار منقوش و بر سطح اعلای آن عضادہ می باشد کہ

آزمای گردانند و آن را عضادۂ اصطرلاب گویند پس بقواعد علم اصطرلاب کہ علمی است برای دریافت احکام - ارتفاع آفتاب و سیارگان و بلندی ہر چیز معلوم کنند و این لفظ را بہ سین مہملہ ہم می نویسند و واضع آن بقول اصح ارسطو و بلیناس است کہ از جام کیخسرو استخراج نمودہ و بعضی گویند واضع این (ابرخس) حکیم یونانی است و بقول بعض در اصل سین مہملہ بود - چہ (اسطر) جمع (سطر) و لاب بمعنی آفتاب - پس اسطرلاب بمعنی سطرہای آفتاب باشد - بعد ازان سین را بجہت مناسبت طای حطی بصاد بدل کردند چنانکہ در صراط کہ در اصل (سراط) بہ سین مہملہ بود - صاحب اندراج این را بہ سین مہملہ و تای فوقانی نوشتہ گوید کہ عربی است (اردو) اصطرلاب - بقول امیر - یونانی - مذکر - پیتل کا وہ قرص نما آلہ جس کے ذریعہ سے آفتاب اور ستارون کی بلندی دریافت کرکے انکے احکام استخراج کرتے ہین اس آلہ کے اندر والے ورقون پر خطوط اور دائرے بنے ہوتے ہین بعضون کا قول ہے کہ موجد اس کے ارسطو اور بلینوس ہین کہ جام کیخسرو دیکھکر بنایا تھا اور بعض ابرخس حکیم کا ایجاد بتاتے ہین -

استربیدن بقول جہانگیری بہ بای موحدہ ششم کنایہ از دلیری و جانبازی و بر حاشیہ کتاب بطور نسخہ نوشتہ کہ بہ تقدیم تحتانی بر بای موحدہ ہم آمدہ - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - صاحبان برہان و بحر مصدر (لبیدن) را بمعنی سخنان لاف و گزاف زدن و ہرزہ کردن آوردہ اند و صاحبان تحقیق (لبیدن) را بہ دو تحتانی دوم و سوم بمعنی خایدن و جاویدن نوشتہ پس بخیال ما اگر وجود این مصدر مرکب را تسلیم کنیم - ترکیب (استر) کہ بمعنی چاروای گذشت با مصدر ما بعد الذکر من وجہ کنایہ از دلیری و جان بازی کردن پیدا می کند یعنی ہر آنکہ استر را می چاود و یو صفت

باشد و جانبازو دلیر- ترکیب آن با مصدر اوّل الذکر مناسبتی با دلیری و جانبازی ندارد و تقدیم تحتانی بر موحدہ جز ین نیست که غلطی کتابت باشد یا تصرّف فارسیان از قبیل غلط العوام حیف است که سندی پیش نشد و محقّقی دیگر مؤیّد جهانگیری نیست و حالا بر زبان معاصرین عجم هم متروک (اردو) جانبازی کرنا- بقول آصفیه جان پر کھیلنا - دلیری کرنا - جرأت کرنا -

استرنگ بقول برهان بفتح اوّل و ثالث و رابع و سکون ثانی و نون و کاف فارسی مردم گیاه باشد و آن گیاهیست مانند مردم و نگونسار بود و ریشه آن بجای موی سر باشد - نر و ماده هم در آیند و تنها در گردن یکدیگر کرده و پایها در هم محکم نموده - گویند هر کس آن گیاه را بکند هلاک می شود پس بدین سبب اگر کسی خواهد او را بکند اوّل حوالی و اطراف آنرا خالی می کند و سگی گرسنه را ریسمانی بر کمر می بندد و سر دیگر ریسمان بر ریشهٔ آن و قدری گوشت در پیش آن سگ - دور می اندازد - تا بقوّت آن سگ گیاه از بیخ کنده می شود و سگ بعد از چند روز می میرد و آنرا (سگ کن) هم گویند و بتازی (یبروح الضم) و بکسر اوّل هم گفته اند - صاحب محیط بر (استرنج) ذکر این کرده گوید که (یبروح) است و بر (یبروح الضم) فرماید که (یبروح) در اصل اسم ضم است و در اصطلاح اطبا قرار یافته برای بیخ لفاح برّی و آنرا (شاه بیرج) معرب (شاه بیرک - فارسی) و نیز بفارسی (مردم گیاه) و (بیخ سگ شکن) و بیونانی (بطیطس) و بهندی (لکهنی) و (پترچتی) نامند و بترکی (کن) بهترین آن فربه و سنگین و طبع آن سرد و خشک در دوم و بقول بعضی سرد در اوّل سوم و خشک در آخر منافع بسیار دارد که در محیط مرقوم - ما ذکر این بر (آسترنگ) در مدوده کرده ایم - صاحب (دری پهلوی) از حکیم عسجدی سند آورده (ه) هنر چون دریای خون شد چین چو دریا بار او پر زین قبل رود

بچین بر شبہ مردم استرنگ ؛ صاحبان ہفت و جامع و جہانگیری و رشیدی و سروری ہم ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو در سراج صراحت کند کہ (سترنگ) بحذف الف مخفف آن بخیال ما اصل این (ست رنگ) است مرکب از لغات سنسکرت بمعنی مثل انسان کہ (ست) بضم اوّل بمعنی پسر است (کذا فی الساطع) و رنگ بقولش معروف کہ رنگاوٹ و رنگوائی ہردو در سنسکرت ازہمین است۔ پس شبہی نماند کہ فارسیان این ہر دو لغت سنسکرت را بقاعدۂ خود اسم فاعل ترکیبی قرار دادند ہمچون (آسمان رنگ) یعنی چیزی کہ رنگ آسمان دارد و مثل آسمان است و (ست رنگ) را کنایۃً بمعنی (مردم گیاہ) استعمال کردند کہ ہیئتش مثل کودکی است الف در اول استرنگ) وصلی باشد و مدہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی دیگر ہیچ (اردو) دیکھو آسترنگ۔

استرون بقول برہان و جامع و سراج و ناصری و ہفت و شمس بفتح اوّل و واو بروزن چشمک زن زنی را گویند کہ ہرگز نزاید و او را بعربی عقیمہ خوانند و معنی ترکیبی آن استر مانند است چہ ون بمعنی مانند ہم آمدہ۔ صاحب سروری سندی از خسرو آوردہ (ع) گشتہ از زادن مخالف تو ؛ مادر روزگار را سترون ؛ (مولوی معنوی ع) نکاحی میکند با دل بہر دم صورت عنین ؛ نزاید گرچہ جمع آیند صد عنین و سترون ؛ **مؤلف** گوید کہ استر مادہ بچہ نمیدہد۔ بہمین وجہ زن عقیمہ را سترون گفتند (اردو) بانجھ۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) وہ عورت جس کو حمل نہ رہے عقیمہ۔ عاقرہ۔

استرونتن بقول برہان و انند و جہانگیری و ہفت و موارد بر وزن اندرونِ تن بلغت زند و پاژند بمعنی بستن باشد کہ در مقابل کشودن است۔ صاحب ہفت در بیان حلیہ لفظ

صراحت کند کہ نون اوّل را مکسور خوانند بخیال ما شک نیست کہ ماخذ این ہمان (استرون) است کہ بمعنی عقیمہ گذشت کہ نسلش منقطع باشد فارسیان (تن) علامت مصدر را در آخرش زیادہ کردہ مصدری وضع کردند و بمعنی بستن استعمال کردند۔ حلیۂ بیان کردۂ محققین بالا قابل غور است کہ واو را ساکن و نون اول را مکسور گرفتند حیف است کہ سندی پیش نشد کہ تصفیۂ این می کرد حالا از روزمرہ معاصرین متروک است (اردو) بندکرنا باندھنا۔

استرہ بقول صاحب موارد کہ بر مصدر (استردن) نوشتہ حاصل بالمصدر و ما ہمدر آنجا ذکرش کردہ ایم و با او اختلاف داریم۔ بقول برہان بضم اوّل و ثالث (۱) آلتی است کہ بدان سترد شند و بعربی موسی گویند مؤلف گوید کہ مقصودش جزین نباشد کہ (استرہ) آلہ موترا شی است۔ بہار و اند وہفت وجامع و مؤید و نوادر را با برہان اتفاق است۔ صاحب ناصری گوید کہ بضم اوّل و سکون دوم وسوم و فتح رای مہملہ باشد و (موی ستر) ہم گویند ما ماخذ این بر مصدر (استرون) بیان کردہ ایم کہ گذشت۔ صاحب انند برای این سندی آوردہ نہ نوشتہ کہ مال کیست (ے) استرۂ گرچہ دم تیز یافت ؛ موستر دمونتواند شگافت ؛ و بہ تحقیق ما (۲) بمعنی استر است کہ مقابل ابرہ بر معنی دوم لفظ استر گذشت و ماخذش ہمدر آنجا مذکور شد ہای ہوز درین غیر ازین نیست کہ بقاعدۂ فارسی زائد باشد ہمچون (خونخوار) و (خونخوارہ) (ظہوری ے) ماہ استرہ است ابرۂ خورشید بنازم ؛ مشاطۂ او خواہد اگر آئینہ دانی ؛ (اردو) (۱) استرہ۔ بقول امیر فارسی۔ مذکر۔ بال مونڈنیکا آلہ (رشک ے) نہو نموے خط سبز یک سر بہی ؛ خدا کرے نہ چھوٹے استرہ تمہارے گال ؛ (۲) استر۔ دیکھو استر کے دوسرے معنی۔

استرہ لیسیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب

(۱۹۵۱)

بحر و سراج و بہار و ناصری و جامع و رشیدی و ہفت و اسد دلیری و جانبازی کردن مؤلف گوید کہ استرہ مثل تیغی است در تیزی و برندگی پس ہر کہ تیغ یا استرہ بہ لیسد و خوف زخم زبان نکند کنایہ باشد از دلیری و جانبازی ا و (اردو) استرہ چاٹنا اسکا لفظی ترجمہ ہے - مگر محاورہ اردو مین دلیری کرنے کے معنون مین مستعمل نہین ہے پس اس کا صحیح ترجمہ - دلیری کرنا - جانبازی کرنا -

استسقا بقول بہار نام مرضیست معروف و بالفظ گرفتن یعنی مبتلا شدن بمرض مذکور بود - صاحب آصفی ہمزہ بانش مؤلف گوید کہ لغت عربست بقول صاحب منتخب بکسر اول و فوقانی سوم بمعنی آب خواستن و نام مرضی مشہور - ما عرض کنیم کہ بیمار این مرض آب بکثرت خورد و سیر نمی شود و در مقام خاص شکم و ہم در اکثر حصص جسمش آب جمع شود از ینجاست کہ این مرض را استسقا نام کردند و مریض آنرا مستسقی نامند - فارسیان این را با مصادر فرس مرکب کردہ استعمال کردہ اند کہ در لطائف می آید (انوری ۵) و ریگیتی نظری کرد بر و تنگ گیرد کہ جہان دجلہ شد و ما ہمہ را استسقاست ؛ (اردو) استسقا - بقول امیر - مذکر - بارد - مادے کا مرض جس مین پیٹ بڑہتا جاتا ہے اور تمام جسم ڈہیلا اور سست ہو کر پھول جاتا ہے - پانی سے کسی طرح سیری نہین ہوتی ہندی مین اسکو (جلندر) کہتے ہین یہ تین قسم کا ہوتا ہے (۱) لحمی (۲) زقی (۳) طبلی - اونٹنی کا دودھ اس مرض کے لئے بہت ہی نافع ہے (ناصری ۵) شربت دیدار سے ہوتی نہین آسودگی ؛ پوچھتے ہین مجھ سے وہ کیا تجھکو استسقا ہوا ؛

استسقا گرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و بہار بر لفظ (استسقا) نوشتہ کہ بمعنی مبتلا شدن در مرض استسقاست (انوری ۵) زباد صولت او خاک خواہد استغفار ؛ زلف ہیبت او آب گیرد

استسقا: (اردو) استسقا ہونا۔ استسقا مین مبتلا ہونا۔

(الف) **استشمام** بقول صاحب آصفی بمعنی بوئیدن است وفارسیان این را بامصدر نمودن استعمال کردہ اند بمعنی بوئیدن و بقول صاحب منتخب لغت عرب است بکسر اوّل وسوم بروزن استفعال بمعنی طلب بوکردن وبوی یافتن ازچیزی پس ----------

(ب) **استشمام نمودن** استعمال در فارسی زبان بمعنی بوگرفتن وبوی یافتن باشد۔ صاحب آصفی از نصیر ہمدانی سندی آوردہ (شعر) از بوی پیرہن ونکہت جیب این شاہد استشمام نمودم" (اردو) (الف وب) سونگھنا۔

(الف) **استصواب** بقول بہار بمعنی صواب خاستن است وبقول صاحب منتخب کہ محقق زبان عرب است بمعنی صواب شمردن **مؤلف** گوید کہ فارسیان این را بمعنی صوابدید استعمال کردہ اند چنانکہ انوری گوید (ے) نقش مقدوری نیارد پست کردن؛ خیز با استصواب رای ہوشیارت؛ ونیز استعمال این بامصدر (جویدن) آمدہ یعنی ----------

(ب) **استصواب جویدن از کسی** بمعنی صوابدید کسی خواستن یعنی امداد خواستن از صوابدید کسی بہ کاری (میرخسرو ے) بہر قدر اصبح از پی جہانگیری؛ زرای روشن عالیت جوید استصواب (اردو) استصواب۔ بقول امیر رائے لینا جیسے (فقرۂ امیر) اس معاملہ مین تمنے انسے بھی کچھ استصواب کیا یا نہین" فرمایا ہے کہ اسی جگہ استصواب رائے بھی بولتے ہین۔ جیسے "جسٹ صاحب نے مجسٹریٹ کے پاس استصواب رائے کے لئے مثل بھیجی ہے" ہماری رائے مین (الف) کا ترجمہ اردو مین بھی (صوابدید) ہے۔ بقول آصفیہ (مؤنث) صلاح مصلحت رائے (ب)

استصواب کرنا - اسکی مثال فقرۂ میر مین گذر چکی ہے -

استطلس بقول صاحب برہان وہفت بکسر اوّل وفتح ثالث وضم لام وسکون ثانی وطا وسین بی نقطہ لغت یونانی نوعی از مومیائی باشد وآن مانند (زفت) وبوی قیر از ان می آید در شکستگی وکوفتگی اعضا عمل مومیائی می کند وآنرا مومیائی کوہی می گویند وبعربی (کفر الیہود) خوانند - صاحب مخزن گوید کہ کفر الیہود معرّب کفر الیہود است وکفر الیہود بقول صاحب محیط کہ بر قفر الیہود نوشتہ بسریانی (یہودایا) وبرومی (قرسطون) وبیونانی (برفیونیا) و(ابونامون) و(اسطلس) گویند در تریاق فاروق مستعمل - اقوی آن گرم وخشک در سوّم وقائم مقام زفت وقیر وعنبر - قریب بمومیائی - طلای آن بر اعصاب واعضای مسترخیہ وضعیفہ ودخان آن رافع زکام ونزلہ ومنافع بسیار دارد (اردو) استطلس - یونانی زبان مین ایک پہاڑی مومیائی کا نام ہے جس کو بقول برہان عربی زبان مین قفر الیہود کہتے ہین - مؤنث -

استظہار بر وزن استفعال - بقول آصفی بمعنی یاری خواستن - صاحب منتخب کہ محقق لغت عربی زبان است ذکر این کردہ فرماید کہ بمعنی یاد گرفتن واز بر خواندن وپشت پناہ شدن وقوی پشت شدن ویاری خواستن آمدہ وبقول منتہی الارب ظاہر خواندن ہم - **مؤلف** گوید کہ فارسیان این را در کلام خود استعمال کردہ اند وبامصادر زبان فرس ہم چنانکہ در لغات می آید (انوری ؎) کشتن را چو چرخ استعلاء ہمتش را چو بحر استظہار ؛ وظاہر است کہ (استظہار) ودین شعر بمعنی قوی پشتی است (ولہ ؎) گل از وطیرہ شد وگفت کہ ای بی معنی ؛ دم خوبی زنی آخر بکدام استظہار ؛ استعمال این در اینجا بمعنی نمود واظہار ونمایش است وظہوری بمعنی پشت پناہی آوردہ (ؔ) بارہمت ہمرہ

پشت طمع را خورد کردہ می زنم بر چرخ استغنا باستظہار عشق ؛ پس ازین ہر سہ اسناد معلوم شد کہ استعمال مجرد این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی (۱) قوی پشتی و (۲) نمود و نمایش و (۳) پشت پناہی می آید۔ مخفی مباد کہ معنی دوم متعلق نمی شود از ہیچیک مصدر رمینہ صاحب منتخب کہ بالا مذکور شد اگر در سند معنی دوم (استظہار) بمعنی یاد گیریم حاصل بالمصدر معنی اول صاحب منتخب باشد اندرین صورت بخیال ما از معنی شعر لطافت پیدا نمیشود مگر بمعنی بیان کردۂ صاحب منتہی الارب تعلقی دارد و تائید معنی بیان کردۂ ما از سند (استظہار یافتن) ہم میشود کہ در لغات می آید (اردو) (۱) قوی پشتی بمعنی زور آوری اردو مین کہہ سکتے ہین صاحب آصفیہ نے (شہ زوری) پر زور آوری اور پہلوانی کا ذکر کیا ہے (مؤنث) (۲) نمود۔ بقول آصفیہ اسم مؤنث۔ دکھاوا۔ اظہار۔ نمایش (ظفر ؎) ہے عجب حسن سے خط رخ جانان کی نمود ؛ دیکھو کس صورت زیبا سے ہے قرآن کی نمود ؛ (۳) حمایت۔ مددگاری۔ صاحب آصفیہ نے پشت پناہ کا ذکر کیا ہے بمعنی حمایتی۔ اور حمایت پر فرمایا ہے۔ پشتی طرفداری۔ صاحب آصفیہ نے لفظ یاد پر لکھا ہے اسم مؤنث۔ بمعنی حافظہ یادداشت۔

استظہار آوردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از آذری استقرائی سند آوردہ کہ دران استعمالش بمعنی پشت پناہی آوردن و قوی پشت شدن و حمایت داشتن کردہ (؎) پس از دعای فراوان کہ کردمش گفتم ؛ کہ ای بذات تو آوردہ آدم استظہار ؛ (اردو) پشت پناہ پیدا کرنا۔ قوی پشت ہونا۔ کسی کی حمایت مین آنا۔

استظہار یافتن | استعمال۔ بمعنی نمود یافتن و منکشف و ظاہر شدن است چنانکہ انوری گوید

(ے) ملکی ہمچو خرد عاقل و ہشیار و رو؛ نیک مستظہر از معنی دوم لفظ (استظہار) که گذشت؛ (اردو) زویافتہ حال استظہار؛ مخفی مباد که این متعلق است نمودمین آنا۔ ظاہر ہونا۔

استعارہ صاحب انند گوید که بکسر اول و ثالث و رای مہملہ لغت عربی است بمعنی خواستن چیزی بعاریت و فرماید که صاحب تاج المصادر و کنز در ضوابط عظیم نوشته که استعارہ در اصطلاح شعرا مجاز را مانند و آنرا اضافت مجازی و اضافیه بالاستعارہ خوانند چنانکه سرموش و قدم فکر که موش و فکر را شخص فرض کرده برای او سر و قدم مقرر نموده و در رسالۂ عبد الواسع نیز همین است و صاحب مجمع الصنائع نوشته که استعارہ عبارت از آنست که لفظی را که معنی حقیقی داشته باشد از معنی حقیقی آن نقل کرده بر چیزی دیگر بسبیل عاریت استعمال نمایند از جهت مشابهت که میان هر دو ست چنانکه لفظ نرگس و آهو بجای چشم آوردن و سنبل بجای زلف و سرو بجای قد گفتن۔ و مثال دیگر از حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها خواب و بیداری برای لفظ فتنه استعارہ واقع شده و بعضی از محققین این فن چنین تصریح کرده اند که استعارہ قسمی از مجاز است و مجاز آنرا گویند که لفظی را در غیر معنی اصلی و حقیقی او بیک گونه علاقه و مناسبتی استعمال کنند اگر فیما بین علاقه امریست سوای تشبیه مثل سببیت یا لزوم یا غیر ذلک آنرا مجاز مرسل خوانند و اگر علاقه تشبیه است آنرا استعارہ گویند و حاصل استعارہ آنست که مشبه را عین مشبه به ادعا کنند اگر مشبه را متروک و مشبه به را مذکور سازند آن را (استعارہ بالتصریح) نامند چنانکه در زبن بیت اسدی

(ے) مهش مشک ساو شکرمی فروش؛ دو نرگس کمانکش دو گل در سع پوش؛ و اگر مشبه به را متروک کنند و مشبه را مذکور سازند آن را (استعارہ بالکنایه) خوانند و استعارہ مکنی نیز۔ بدانکه گاهی

استعارهٔ محسوس برای شی محسوس باشد بوجه حس او یا بوجه عقل او وگاهی استعارهٔ شی معقول برای شی معقول وگاهی استعارهٔ محسوس برای شی معقول وگاهی استعاره معقول برای شی محسوس باشد بالجمله تقسیم باعتبار لفظ مستعار بر دو قسم است - اصلیه و تبعیه - استعارهٔ اصلیه آنست که لفظ مستعار اسم جنس باشد مثل استعارهٔ اسد برای مرد شجاع و استعارهٔ گل برای رخسار و نخی را به حاتم و شجاع را رابرستم و استعارهٔ تبعیه آنست که لفظ مستعار فعل یا شبه فعل باشد باین حیثیت که مآلش راجع بمعنی مصدری آن باشد چنانکه درین بیت (ـه) دهن ملکت بخندد خوش ؛ تا سر تیغ تو نگرید زار ؛ چکیدن خون تیغ را بگریستن استعاره کرده و تقسیم استعاره باعتبار تجرید و ترشیح بسه نوع است نوع اول استعارهٔ مطلقه و آن چنان است که چیزی از ملائمات وصفت مستعار له و مستعار منه در ان مذکور نباشد چنانچه درین بیت عبدالواسع جبلی (ـه) شنگوفه بر سر شاخ است همچو عارض جانان ؛ بنفشه بر لب جوی است چون جزارهٔ دلبر ؛ زلف را بعقرب جزاره استعاره نموده و مناسبات مستعار له و مستعار منه هیچکدام مذکور نساخت - نوع دوم استعاره مجرده و آن چنان است که صفات و ملائمات مستعار له را ذکر کنند فقط چنانچه درین بیت فردوسی (ـه) بناخن زره بافت از مشک ناب ؛ در آویخت از گوشهٔ آفتاب ؛ زلف را به زره استعاره نموده و لفظ ناخن و مشک ناب آویختن از ملائمات مستعار له است یعنی زلف و درین بیت خاقانی (ـه) از شورش آه من همه شب ؛ بادام تو دوش ناغنوده ؛ چشم را به بادام استعاره نموده و لفظ غنوده را که از ملائمات چشم است مذکور ساخته نوع سوم استعاره مرشحه و آن چنانست که ملائمات وصفات مستعار منه را مذکور سازند فقط چنانکه درین بیت انوری (ـه) دخنیه گر نه غم خروج است باغ را ؛ چون آبگیرها همه پر تیغ و جوشن است ؛ موج

ابگیر را به تیغ وجوشن استعاره نموده ولفظ غرم وخروج ملائم تیغ وجوشن است که مستعار منه واقع شده وگاهی تجرید وترشیح هردو دریک استعاره جمع می سازند چنانچه درین بیت خاقانی (ے)

برشگافد صبا مشیمهٔ شب ؛ طفل خونی بخاور اندازد ؛ آفتاب را بطفل استعاره کرده وصبا وشب وخاور ملائم مستعار له ومشیمه وخونی وشگافتن ملائم مستعار منه واقع شده وترشیح در استعاره بلیغ تر از تجرید واطلاق است امّا استعاره بالکنایه عبارت است از ذکر مشبّه وارادهٔ مشبه به بانصب قرینه وقرینه دریجا استعارهٔ تخییلیه خواهد بود وطریقش چنانست که با مشبّه مذکور چیزی چند از لوازم مشبّه به محذوف ذکر نمایند پس ذکر مشبه وحذف مشبه به عبارت از استعاره بالکنایه است واثبات لوازم مشبّه به محذوف برای مشبّه مذکور عبارت است از استعارهٔ تخییلیه واین برسه قسم می آید برای آنکه لوازمی که اختصاص بمشبه به دارد وآنرا برای مشبه اثبات مینماید از سه حال بیرون نیست (۱) یا قوام مشبّه به باوست (۲) یا تکمیل مشبّه به موقوف برآنست (۳) یا دخلی در قوام وتکمیل ندارد ومثال اوّل "زبان حال من بشکایت گویاتر است" دریجا حال را شخص متکلم تشبیه داده اند واین استعاره بالکنایه واثبات زبان که قوام متکلم باوست استعارهٔ تخییلیه وهم چنین در شعر ثنائی است (ے) علما جمله هرزه می لافند ؛ دین برپای هرکسی بافند ؛ درین جا دین را به دیبا وحریر تشبیه داده اند واین استعاره بالکنایه است ولفظ پای وبافتن که از لوازم مقومهٔ دیبا وحریر است ومثال قسم دوم چنانکه گوئی "پنجهٔ مرگ درفلان کس فرو رفت" دریجا مرگ را بشیر تشبیه داده اند ومشبه به را که شیر است ذکر کرده این استعاره بالکنایه است وناخن که اختصاص بشیر دارد وموجب تکمیل اوست برای مرگ که مشبّه است اثبات نموده این استعاره تخییلیه باشد ومثال قسم سوم چنانکه گوئی

زمام حکم در دست فلان است" درینجا تشبیہ حکم بناقہ از استعارہ بالکنایہ و اثبات زمام کہ از لوازم غیر مقومہ مشبہ بہ است برای مشبہ استعارہ نمودہ و این استعارہ تخییلیہ است (انتہی) مؤلف عرض کند کہ فرق استعارہ بالکنایہ ہمین قدر است کہ در استعارہ تعلق تشبیہی شرط است باستعمال لفظی ورای معنی حقیقیش چنانکہ روی یار را آفتاب گفتند درین جا آفتاب را ورای معنی حقیقی برای روی یار استعمال کردند بتشبیہ آب و تاب روی یار کہ مثل آفتاب است و در کنایہ ترکیب شرط است و تشبیہ لازم نیست باشد یا نباشد چنانکہ (آفتاب مطلع اقبال) ممدوح را نام کردند و درین اضافت آفتاب است بسوی مطلع اقبال یعنی اقبال ممدوح را مطلعی فرض کردند و ممدوح را آفتابش و درینجا آفتاب بمعنی حقیقی اوست و لازم نیست کہ شاہ مثل آفتاب آب و تاب دارد۔ داشتہ باشد یا نداشتہ باشد کنایہ درست شد زیرا کہ در کنایہ تشبیہ شرط نیست ہمچنین آفتاب را (شاہ چارمی سریر) گفتند کہ کنایہ باشد یعنی (پادشاہ فلک چہارم) آفتاب است کہ مقامش فلک چہارم باشد و شاہ درینجا بمعنی حقیقی اوست و آفتاب را با سلطنت رانی (شاہ) ہیچ تشبیہ نیست و ہمدرین مثال لفظ (سریر) کہ معنی حقیقی اوتخت است استعارہ ایست با فلک کہ تخت با فلک تشبیہ دارد در سطح و بلندی (اردو) استعارہ بقول امیر۔ مذکر۔ عربی۔ کسی چیز کا رعایتاً مانگنا۔ علم بیان کی اصطلاح مین ایک چیز کے لئے دوسری چیز کے مانگ لینے کو کہتے ہین اور وہ مجاز کی ایک قسم ہے جسمین مجازی اور حقیقی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے گویا حقیقی معنی کا لباس عاریتاً مانگ کر مجازی معنون کو پہناتے ہین۔ کسی لفظ کے اون معنی مین استعمال کرنے کو جن کے واسطے وہ لفظ بنایا نگیا ہو مجاز کہتے ہین اور اُن معنی کو مجازی اور جن معنی کے لئے لفظ وضع کیا گیا ہو ان معنی مین

اس کا استعمال حقیقت کہلاتا ہے اور یہ معنی حقیقی جو مجازی کی ضد ہین - جیسے شیر کہ جب یہ لفظ وزندہ معروف کے لئے استعمال کیا جائیگا تو اُسے حقیقت کہین گے اور ان معنی کو حقیقی - اور جب مرد شجاع کے واسطے استعمال کرین گے تو اُسے مجاز کہین گے اور ان معنی کو مجازی اور اس استعمال کے لئے مجازی اور حقیقی معنی مین کسی علاقہ کا ہونا ضرور ہے اگر وہ علاقہ تشبیہ ہے تو اسے استعارہ کہین گے جیسا مثال گزشتہ سے ثابت ہے - تشبیہ کے لئے مشبہ (جسکو تشبیہ دین) اور مشبہ بہ (جس سے تشبیہ دین) اور وجہ شبہ (وہ امر جو سبب تشبیہ ہو) ضرور ہین - مشبہ کو (مستعار لہ) اور مشبہ بہ کو (مستعار منہ) اور وجہ شبہ کو (وجہ جامع) بھی کہتے ہین استعارہ مین مشبہ بعینہ مشبہ بہ قرار دیا جاتا ہے - اسی واسطے دونون مین صرف ایک کا ذکر کرتے ہین جب مشبہ بہ کا ذکر کرین تو اسے استعارہ بالتصریح کہین گے جیسے شیر کہین اور مرد بہادر مراد لین چاند کہین اور معشوق مراد لین نرگس کہین اور آنکھ مراد لین اور جب مشبہ مذکور اور مشبہ بہ متروک ہو تو (استعارہ بالکنایہ) کہین گے اور ترک مشبہ بہ آخر کسی قرینے ہی سے سمجھا جائیگا - اس قرینے کو (استعارۂ تخییلیہ) کہین گے جیسے (ع) دل کے ہم زخم کو مژگان سے رفو کرتے ہین ؛ اس مصرع مین مژگان کو سوئی سے استعارہ کیا ہے جو مشبہ اور مذکور ہے اور سوئی جو مشبہ بہ ہے وہ متروک ہے اور رفو کرنا جو قرینہ ہے اس سے سمجھی جاتی ہے پس مژگان (استعارہ بالکنایہ) اور رفو کرنا (استعارہ تخییلیہ) ہوا اور جب استعارہ تخییلیہ استعارۂ بالکنایہ کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس اضافت کو (اضافت استعارہ) کہتے ہین جیسے (پاے فکر) کہ اس مین فکر کو شخص سے استعارہ کیا ہے جو مشبہ بہ اور متروک ہے اور لفظ پا قرینہ ہے جو فکر کی طرف مضاف ہے اور مشبہ اور مذکور ہے اسی طرح اس مصرع مین (ع) آج ہم موت کے پنجے سے بمشکل چھوٹے ؛ موت (استعارہ بالکنایہ) ہے درندے سے اور لفظ پنجہ قرینہ ہے

جو موت کی طرف مضاف ہے۔

استعانت بکسر اوّل وسوم وفتح نون لغت عرب است۔ بقول بہار و آصفی و منتخب یاری خواستن۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کردہ اند و با مصادر زبان فرس ترکیب فرس آوردہ کہ در ملحقات می آید (اردو) استعانت۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ معاونت۔ مدد (رند ۵) سرفروشی کا جو ہے معرکہ عشق میں قصد۔ استعانت بھی طلب کر شہدا سے پہلے ؛

استعانت بردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سعدی شیرازی سندی آوردہ **مؤلف** گوید کہ بمعنی یاری خواستن است (۵) ہر آنکہ استعانت بدرویش برد ؛ اگر بر فریدون زد از پیش برد ؛ (اردو) استعانت طلب کرنا۔ یکی سند کلام رند سے لفظ استعانت پر گزری ہے۔

استعانت جستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلام صائب سندش آوردہ **مؤلف** گوید کہ مرادف (استعانت بردن) است

کہ گذشت (۵) زدلہای ضعیفان استعانت جو اگر یابی ؛ کہ شیر برق خگال از نیستان می شود پیدا ؛ (اردو) دیکھو استعانت بردن۔

استعانت نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از ابو الفضل سندی آوردہ **مؤلف** گوید کہ مرادف (استعانت بردن) باشد ؛ شعر یاد گار سلطان شاہ را فرستادہ و استعانت نمود (اردو) دیکھو استعانت بردن۔ مدد چاہنا یہی کہ سکتے ہیں۔

استعداد بکسر اوّل وسوم بروزن استفعال لغت عربست و بقول صاحب منتخب ساختہ و آمادہ شدن از برای کاری فارسیان این را بمعنی قابلیت استعمال کردہ اند (انوری ۵) بلبلت را نیست استعداد نطق ؛ ورنہ دائم باشدی در ورد و ورد ؛ استعمال این ترکیب فارسی با مصادر فرس را ہم (۲۷۵)

بنظر آمدہ کہ در لطائف عرض می شود (اردو) استعداد - بقول امیر - عربی - مؤنث - آمادگی فطرتی صلاحیت - قابلیت - علمی مادہ (ذوق ؎) فیض کو عالم بالا کے ہے شرط استعداد پہ قطرہ کیچا ہے طباشیر ہے کیچا گوہر پہ

استعداد خواستن استعمال - بمعنی خواہش استعداد کردن است چنانکہ عرفی گوید (؎) تو محتاجی و من محتاجم ای خلوت نشین لیکن پہ تو استعداد میخواہی و من ارشاد می خواہم پہ (اردو) استعداد چاہنا

استعداد دادن استعمال - بمعنی لائق کردن و قابلیت عطا کردن است چنانکہ ظہوری گوید (؎) ریاضت ہای عشقم دادہ استعداد وصل آما پہ نہ نورم رہ نہ برمیا بخت دون نیندازد پہ (اردو) استعداد عطا کرنا۔

استعفا بکسر اول و سوم لغت عرب است و بقول صاحب انند (۱) خطا از کسی معاف کنانیدن و مجازاً بمعنی ادب (۲) عہدہ خدمت را گذاشتن و فرمایند کہ انچہ گویند کہ "فلان از کار خود استعفا داد" غلط است صحیح چنین باشد کہ "از کار خود استعفا کرد" لیکن اگر آن کا غذ را مجازاً استعفا گویند کہ در آن کلمات استعفا مرقوم باشد۔ داون ہم درست باشد صاحب منتہی الارب این را بمعنی معاف کردن تکلیف خواستن نوشتہ۔ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار بمعنی معزولی آوردہ فارسیان با مصادر خود مرکب کردہ اند کہ در لطائف آید و مجرد استعفا بمعنی عذر خواہی مستعمل۔ معاصرین عجم بمعنی دوم ہم استعمال کنند (اردو) استعفا - بقول امیر - عربی - مذکر (۱) عفو چاہنا۔ معافی مانگنا (۲) نوکری ترک کرنے کی درخواست کرنا۔ (فقرہ امیر) ہمنے تو کئی بار استعفا دیا مگر حاکم منظور ہی نہیں کرتا۔

استعفا نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از محسن مشہدی سند آوردہ کہ بمعنی معافی جستن و مجازاً بمعنی احتراز کردن و ترک کردن است (نثر) اگر نامرادی کہ از عمل شنیع اغلام تائب شدہ باشد

از تکلیف برخود کشیدن استغفا نماید" (اردو)	معافی چاہنا - ترک کرنا - احتراز کرنا -

(الف) **استعمال** بکسر اول وسوم لغت عرب است بقول صاحب منتخب و آصفی بمعنی طلب کردن کار مؤلف گوید کہ فارسیان بمعنی بکار آوردن و با مصدر (کردن) استعمال کنند یعنی ...

(ب) **استعمال کردن** بمعنی بکار آوردن آمدہ چنانکہ خسرو دہلوی گوید" ب را بطریق جمل استعمال باید کرد" (اردو) (الف) استعمال عربی - بقول امیر - مذکر - (ب) استعمال کرنا - کسی جگہ بولا جاتا ہے جیسے" صدہا محاورے ایسے ہین کہ استعمال مین نہین ہین" "یہ کپڑا اس قابل نہین کہ روزمرہ استعمال مین لایا جائے" "جسنے چاردن دوا کا استعمال کیا بہلا جنگا ہوگیا"

استغفار بکسر اول وسوم لغت عربست بقول آصفی وبہار و منتخب آمرزش خواستن فارسیان ہم این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی عذرخواہی و توبہ استعمال کنند وہم با مصادر دگر بمعنی مصدری (ظہوری ؎) درخوی مخجلت بنیداز یدبازی خوردگان ؛ خواست عذر و توبہائے جملہ استغفار ما ؛ (عرفی ؎) مالب آلودہ بہر توبہ بکشائیم لیک ؛ بانگ عصیان میزند ناقوس استغفار ما ؛ (اردو) استغفار - بقول امیر - عربی - مؤنث - طلب مغفرت - توبہ (ذوق ؎) توبہ توبہ کہو استغفار ہے ؛ وقت توبہ میری استغفار ہے ؛

استغفار برخاستن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و از صائب سند این آوردہ کہ بمعنی زائل شدن توبہ و عذرخواہی است (؎)	زدین ناقصم از سبحہ استغفار برخیزد ؛ زرنگ کفر من موبرتن زنار برخیزد ؛ (اردو) استغفار یا توبہ باقی نہ رہنا -

استغفار توانستن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خزین اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی حقیقی در اختیار بودن توبہ و عذر خواہی است (ے) زحجلت سر بہ پیش افگندہ و نہ عجز و نہ عذری کہ استغفار تواند کرد ؛ (اردو) گناہ من اگر عذر است استغفار نتوانم ؛ (اردو) استغفار کرسکنا - توبہ کرسکنا -

استغفار چیدن در کام و زبان استعمال صاحب آصفی ذکر (استغفار چیدن) کردہ و از ظہوری سندی آوردہ کہ بمعنی توبہ و عذر خواہی بر زبان آوردن است (ے) لب پر خندۂ شادی دگر بر توبہ ام خند ؛ چہ در کام و زبان بیہودہ استغفاری چنیم ؛ (اردو) استغفار کرنا - بقول امیر توبہ کرنا (آتش ے) زاہدون کے پنجگانہ سے فضیلت ہے اسے ؛ نشے کے عالم مین جو کرتے ہین استغفار ست ؛

استغفار خواستن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از انوری سندی آوردہ کہ در آن استعمال این بمعنی توبہ کردن است (ے) زبان صولت او خاک خواہد استغفار ؛ زلف ہیئت او آب گیرد استسقا ؛ (اردو) توبہ کرنا - استغفار چاہنا بھی کہ سکتے ہین -

استغفار داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بنائی ہروی سند آوردہ کہ استعمال این در آن بمعنی انکار داشتن است و این مجاز باشد (ے) دیدی آن میخوارۂ عارف کہ روز باز خواست ؛ ہر کسی از جرم او از توبہ استغفار داشت ؛ (ظہوری ے) شیخ کرد از توبہ استغفار استغفار داشت ؛ آری آری شیشۂ مستی سر شار داشت ؛ (اردو) انکار کرنا -

استغفار شنیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خزین اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی باور کردن عذر خواہی و توبہ باشد (ے) مشنو استغفار من کز اہل ایمان نیستم ؛ خرقہ از مصحف اگر سازم مسلمان نیستم ؛ مخفی نماند

کہ شنیدن مجازاً بمعنی باور کردن در استعمال معاصرین عجم است حیف است کہ صاحبان تحقیق این معنی را بر مصدر شنیدن ترک کردہ اند (اردو) توبہ کو باور کرنا۔

استغفار کردن استعمال۔ صاحب آصفی کہ این کردہ و از سعدی شیرازی سند آوردہ کہ (۱) بمعنی توبہ کردن است (ے) عاصیان از گناہ توبہ کنند ؛ عارفان از عبادت استغفار ؛ و (۲) بمعنی حقیقی طلب مغفرت کردن کہ سندش از کلام ظہوری بر (استغفار داشتن) گذشت

(اردو) (۱) توبہ کرنا۔ (۲) مغفرت چاہنا۔

استغفر اللہ استعمال۔ بفتح اوّل و سوم۔ فارسیان استعمال این را بمعنی پناہ بخدا کردہ اند و محل تنفّر۔ چنانکہ در محاورۂ عرب العیاذ باللہ و معاذ اللہ خواجہ حافظ فرماید (ے) من رند عاشق انگاہ توبہ ؛ استغفر اللہ استغفر اللہ ؛ و معاصرین عجم ہم ہمین استعمال دارند (نثر خان لنگران) نمیشود نمیشود استغفر اللہ" (اردو) استغفر اللہ۔ بقول امیر۔ توبہ نفرت اور انکار کی جگہ کہتے ہیں (میر ے) پیر مغاں سے بے اعتقادی ؛ استغفر اللہ استغفر اللہ ؛

استغنا بکسر اوّل و سوم۔ لغت عرب است۔ بقول بہار و آصفی و منتخب بی نیاز شدن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی بی نیازی استعمال کنند و بقاعدۂ خود با مصادر فرس ہم مرکب سازند کہ در لمحقات می آید (ظہوری ے) بی نیازیم بخواہش و اداشت ؛ لابہ ام کمتر از استغنا نیست ؛ (انوری ے) کثرت این سبب استغناست ؛ کثرت آن مد و طوفان است ؛ (اردو) استغنا۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ بے پروائی۔ بے نیازی۔ عام اس سے کہ خلقی ہو یا کسبی۔ (فقرہ امیر) کمال کو استغنا لازم ہے"

استغنا بالیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از شوکت بخاری سند این آوردہ

کہ بمعنی زیادہ شدن بی پروائی و بی نیازی است (ے) خاک شد گردون زبس بالید استغنای ما ؛ زاسمان بگذشت دستی کز جہان برداشتیم ؛ (اردو) استغنا زیادہ ہونا۔

استغنا بودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از شفائی اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی بی پروائی و بی نیازی بودن است (ے) بلکہ مغرور بود بی پرواؤ ازدو عالمش بود استغناؤ در نسخۂ دیگر مصرع ثانی را چنین دیدہ ایم (ع) ازدو عالم بودش استغناؤ (اردو) استغنا ہونا امیر نے بذیل لفظ استغنا کلام ناسخ سے استناد فرمایا ہے (ے) شکل اونکی دیکھہ کر ہوتی ہے استغنا مجھے ؛ یہ بخیل اس عہد کے ناسخ کم از حاتم نہیں

استغنا داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از آصفی شیرازی سند آوردہ کہ بمعنی بی نیازی و بی پروائی داشتن یعنی بی نیاز و بی پروا بودن است (ے) سرگران روز ازانم کہ زبزم تو جدا ؛ بادۂ حسن تو شب مستی و استغنا داشت ؛ (اردو) بی پروا ہونا۔ بی پروائی کرنا

استغنا دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خزین اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی کسی را بی نیاز مشاہدہ کردن است و باید کہ این را (استغنا کسی دیدن) قائم کنیم و حقیقت این است کہ این درخور آن نیست کہ در لغات استغنا جا دہیم (ے) چہ استغناست کز چشم سیہ مست تو می بینم ؛ بچونم تشنہ گردان تیغ مژگان ستمگر را ؛ (اردو) کسی کو بے نیاز اور بے پروا اور مستغنی دیکھنا۔

استغنا زدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از افضل اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی بے پروائی و بی نیازی کردن و بی نیاز و مستغنی شدن است (ے) کشیدم دوش افضل ساغری از دست بدمستی ؛ کہ استغنا ازان بر حوض کوثر می توانم زد ؛ (ظہوری ے) در وصالت آنکہ استغنا زدی بر کائنات ؛ صبر در ہجران گدائی می کند در ماندگیست ؛ (ولہ

(۱۵۸۲)

(ص) بار ہمت مہرۂ پشت طمع را خورد کرد پنیر برپر رخ استغنا باستظہار عشق ۔ (اردو) استغنا کرنا ۔ بے پروائی کرنا ۔ بے پروا ہونا ۔ امیر نے ذیل لفظ (استغنا) اسکی مثال دی ہے (امیر ص) کام ہوے ہین سارے ضائع ہر ساعت کی سماجت سے ۔ استغنا کی چوگنی اس نے جون جون مین ابرام کیا ۔

استغنا ساختن استعمال ۔ بمعنی بی نیازی و بی پروائی کردن است و مستغنی شدن چنانکہ ظہوری گوید (ص) نگردند آشنای عشوہ سازان ۔ کہ از عجز من استغنا بسازند ۔ (اردو) استغنا کرنا ۔ بے پروائی کرنا ۔

استغنا کردن استعمال ۔ مرادف استغنا ساختن کہ گذشت صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نثاری تبریزی سند آوردہ (ص) اندک استغنای او عشاق را دل خون کند ۔ گر بقدر حسن استغنا کند کس چون کند ۔ (اردو) دیکھو استغنا ساختن ۔

استفادہ لغت عرب است بکسر اول و سوم بقول صاحب آصفی و منتخب بمعنی فائدہ گرفتن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر (طلب فائدہ) استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب ہم کردہ اند (اردو) استفادہ ۔ بقول امیر ۔ عربی ۔ مذکر ۔ نفع اٹھانا ۔ فائدہ حاصل کرنا (منیر ص) سب محو استفادہ ہین کلک حضور سے ۔ پہیلے ہین جانب شجر میوہ دار ہاتھ ۔

استفادہ کردن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خزین اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی طلب فائدہ کردن است (نثر) و در مدارس او جمعی کثیر از افاضل استفادہ می کردند ۔ (اردو) استفادہ کرنا ۔ امیر مغفور نے لفظ استفادہ کے ذیل مین اسکی سند نقل فرمائی ہے (ناسخ ص) استفادہ سخت دل کیا دل گداز ون سے کرین ۔ کب ملائم ہوا گر برسون رہے سنگ آب مین ۔

استفادہ نمودن استعمال ۔ مرادف استفادہ کردن است کہ گذشت صاحب آصفی ذکر این

کردہ واز خزین اصفہانی سند آوردہ (نثر) بعض مراتب علمیہ را ازیشان استفادہ نمودہ" (اردو) دیکھو استفادہ کردن

استفاضہ لغت عربیت بکسر اول وسوم۔ وبقول صاحب آصفی بمعنی فیض گرفتن وخیر خواستن وبقول صاحب منتخب بمعنی پرآگندہ وفاش شدن ہم۔ فارسیان ہم این را بمعنی حاصل بالمصدر اول الذکر استعمال کنند یعنی فیض طلبی وفیض یابی وہم بامصدر فرس مرکب ساختہ بمعنی مصدری گیرند کہ در ملحقات می آید (اردو) استفادہ۔ دیکھو استفادہ۔ امیر منفور نے (استفاضہ) کو ترک فرمایا ہے اس لئے کہ اردو میں مستعمل نہیں ہے اوس کے عوض استفادہ انہیں معنوں میں مستعمل ہے۔ اور فیض طلبی اور فیض یابی اس کا خالص ترجمہ ہے۔

استفاضہ نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز نصیر ہمدانی سند آوردہ کہ یافتن است (نثر) استفاضہ انوار آثار آن منتخب مجموعۂ لیل ونہار می نماید" (اردو) فیض چاہنا۔ فیض پانا۔

استفان بکسر اول وثالث بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ (۱) بمعنی رودخانہ و (۲) ہار گل وگلدستہ کہ بہنگام عروسی بکار برند۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد وصاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را لغت ترکی گفتہ بمعنی اکلیل العروس وبدین وجہ کہ این قسم اکلیل در عروسی از گل وہارہای گل میسازند فارسیان بدین معنی استعمالش کردہ باشند در معنی اول تامل است وحیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) (۱) ندی۔ مؤنث (دیکھو۔ ارغا) (۲) دولہن یا دولہ کا وہ تاج جو پھول کے ہاروں اور پھولوں سے بنایا جاتا ہے۔ ہندو میں اسوقت تک رائج ہے لیکن مسلمانان ہند نے اسکو سہرہ سے بدل دیا ہے۔

استفسار لغت عربست بکسر اوّل وسوّم - بقول صاحب آصفی ومنتخب پرسیدن وطلب بیان کردن فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی طلب بیان وبمعنی مصدری بامصادر فرس مرکب کردہ اند کہ در ملحقات می آید (اردو) استفسار - بقول امیر - عربی مذکر - دریافت کرنا پوچھنا - (آپ کا مقصد حاصل بالمصدر سے ہے) (مسرور ؎) کیا تمنے تو حال دل نہ استفسار بھولے سے ؛ پڑی تھی کیا مجھے کرتا جو میں اظہار بھولے سے ؛

استفسار فرمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز عالی شیرازی سند آوردہ کہ مراد از استفسار کردن وتفسیر خواستن است (نثر) از کیفیت خان بہادر فیروز جنگ استفسار فرمودند" (اردو) استفسار کرنا - امیر مغفور نے بذیل لفظ استفسار اسکی مثال نقل فرمائی ہے (قلق ؎) کچھ کسی نے کیا جو استفسار ؛ خفقان کا مرض کیا اظہار ؛

استفسار کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز عالی شیرازی سند آوردہ وایں مرادف استفسار فرمودن وکردن است (نثر) بلکہ جلال را بہ عظمت وجلال ازدیبی ہمال قسم دادہ استفسار نمایند" (اردو) استفسار کرنا - دیکھو استفسار فرمودن

استقامت بکسر اوّل وسوم وفتح میم لغت عرب است - بقول آصفی ومنتخب راست شدن وراست ایستادن - فارسیان این را بمعنی استادگی استعمال کنند کہ حاصل بالمصدر راست واز استقلال وثابت قدمی وپایداری ارادہ کنند چنانکہ صائب گوید (؎) استقامت را درین

وحشت سراپا لغزش مستانہ می دانیم ما ؛ (انوری ؎) بر استقامت تو حال بر بسیط زمین ؛ بر آسمان کف کف الخضیب کرد دعا ؛ (ولہ ؎) رونق ملک و استقامت دین ؛ دائم از قوت متین تو باد ؛ (اردو) ثابت قدمی - تمکنت - امیر مغفور نے استقلال کو انہیں معنون میں لکھا ہے (سودا ؎) روز سیہ دان قدم اپنا تو جہان گاڑے ہے ؛ کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال ؛

استقامت طلبیدن استعمال - بمعنی استقلال و ثابت قدمی خواستن - صاحب آصفی از علوی سند آوردہ (نثر) استقامت از خدای طلبیم" (اردو) ثابت قدمی چاہنا -

استقامت فرمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خسرو سند آوردہ کہ دران بمعنی قیام فرمودن است و ثابت قدم بودن (؎) ای ماہ دو ہفتہ نکردہ این سوی گرای ؛ عکس مہ نو ؛ استقامت فزای ؛ (اردو) قیام کرنا - قائم رہنا - ثابت قدم رہنا -

استقامت گرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سند آوردہ کہ در آن بمعنی قائم و پایدار شدن است (؎) سخن چون گرفت استقامت بمن ؛ اقامت کند تا قیامت بمن ؛ (اردو) قائم ہونا - پایدار ہونا -

استقامت ورزیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از عالی شیرازی سند آوردہ کہ در آن استعمال این بمعنی قیام کردن است و پای فشردن - (نثر) در دامن کوہی مانند سنگی با کمال پایداری استقامت ورزیدہ" (اردو) قائم رہنا - جما رہنا -

استقبال لغت عرب است بکسر اول و سوم - بقول صاحب آصفی و بہار بہ پیشواز رفتن و بقول صاحب منتخب پیش باز رفتن و رو بچیزی آوردن و پیش آمدن - فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند بمعنی پیشوائی و بامصادر فرس بمعنی مصدری (ظہوری ؎) کعبہ را رقصان باستقبال

بر دہ جلوہ ہای محمل قربانیان ؛ (ولہ ـــ ۵) خزان آرد باستقبال از بہر خارگلزاری ؛ اگر آید صفیر بلبل ما از قفس بیرون ؛ (اردو) استقبال بقول امیر۔ عربی۔ مذکر۔ پیشوائی تعظیماً کسی آنیوالے کے لینے کو آگے بڑہنا مذ منتظر ـــ ۵) اُنکا آنا تھا کہ آنا دل کا ؛ اور سے اور ہوا اپنا حال ؛ در و دل مین پہ تعظیم اُٹھا ؛ ہوش نے جا کے کیا استقبال ؛

استقبال کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سعد قمی سند آوردہ کہ بہ معنی پیشوائی کردن است (ـــ ۵) میرودم از شہر اما بسکہ رویم در قفاست ؛ میتوان ہنگام رفتن کرد استقبال من ؛ (انوری ـــ ۵) طبعش استقبال حاجت ہا بدان سرعت کند ؛ کاندران نسبت زمان گوئی مقید می رود ؛ (اردو) استقبال کرنا۔ دیکھو استقبال جس پر اسکی سند ہے۔

استقرار لغت عربست بکسر اول و سوم۔ بقول صاحب آصفی و منتخب آرام گرفتن و ثابت شدن۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند یعنی قیام و استقلال و پایداری و ہمصادر فرس ہم کہ در لغات می آید (اردو) قیام۔ مذکر۔ استقلال مذکر۔ پایداری۔ مونث۔

استقرار بودن استعمال بمعنی قیام و قرار بودن چنانکہ صائب گوید (ـــ ۵) دولت سنگدلان را نبود استقرار ؛ سیل از کوہ بہ تعجیل روان می گردد ؛ (اردو) قیام ہونا۔ مذکر۔ جیسے "دولت دنیا کو قیام نہین ہوتا"

(۱۵۸۴)

استقرار پذیر فتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از ابو الفضل سند آوردہ کہ بہ معنی قیام پذیر فتن و قرار گرفتن است (شعر) در بوطن قدسیہ فرمان روایان والا شکوہ غبار کفاف ہمسران انطباع و استقرار نمی پذیرد" (اردو) قائم ہونا قرار پانا۔ ٹھہرنا۔

استقرار ورزیدن استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کردہ واز عالی شیرازی سند آوردہ کہ یعنی قیام کردن است (نثر) خازیان منصور جای مذکور را بدست آوردہ استقرار ورزیدند" (اردو) اقامت کرنا۔ قیام کرنا۔

استقرار یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز خسرو سند آوردہ کہ استعمال این در آن یعنی قرار یافتن وقائم شدن (نثر) شجرۂ اصالتش از ورطۂ قلعہ و استیصال بقاعدۂ اتمار خبار استقرار یافتہ"۔ (اردو) قرار پانا۔

استقیلا بقول برہان وہفت بضم اول وثالث وقاف بتحتانی رسیدہ ولام بالف کشیدہ نام پہلوانی بودہ تورانی در لشکر افراسیاب۔ صاحب سروری فرماید کہ نام ترکیست از مبارزان لشکر افراسیاب صاحب مؤید ہم این را ذیل لغات فرس جا دادہ بہ تحقیق ا این مرکب است از (است) کہ بمعنی تفسیر زندہ پاینده باشد۔ کہ گذشت ومجازاً بمعنی بزرگ گرفتہ باشند و (قیلا) بقول صاحب لغات ترکی کہ بر (قیلا قیلا) نوشتہ بہ تفخیم کسرہ وقاف وفتحہ لام بالف وتنی یعنی گروہ گروہ پس معنی (استقیلا) بزرگ گردہ و کنایہ باشد از شخصی کہ در صف خود قابل تعظیم است۔ ہمین باشد وجہ تسمیۂ این وجا دار کہ بمعنی فضلی (ستایش گروہ) باشد کہ (است) بمعنی ستایش ہم گذشت اندرین صورت اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی ستایش گروہ دارندہ یعنی ممدوح گروہی واللہ اعلم۔ پس بصورت اول باید کہ بالفتح خوانیم وبصورت ثانی بالکسر۔ انچہ بالضم شہرت دارد بتصرف اہل زبان است از قبیل غلط العوام (اردو) استقیلا۔ ایک پہلوان ترک کا نام۔ ہے جو لشکر افراسیاب میں تھا۔ ذکر۔

است کردن استعمال۔ بمعنی توقف کردن مانند این از کلام مولوی معنوی بر معنی مفہم لفظ (است) بیان کردہ ایم کہ گذشت (اردو) توقف کرنا۔ ٹھہرنا۔

استل بقول صاحب شمس با قول بکسور وثانی زدہ وتای فوقانی مفتوح بر کہ وآبگیر را مانند

وآنرا استخر نیز نامند فرماید کہ لغت فارسی است۔ صاحبان جہانگیری و برہان و جامع ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ در محاورۂ معاصرین عجم استعمال این متروک است اگر وجودش در زمانہ سلف تسلیم کنیم بخیال ما ماخوذ است از لغت سنسکرت کہ (ستھل) و (ستیل) بقول صاحب ساطع بکسر اوّل بمعنی سیر و خشک آمدہ فارسیان بزیادت الف وصلی در اوّل وحذف ہای ہوز یایای تحتانی (استل) بمعنی تالاب و استخر مستعمل کردہ باشند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ اصل این استخر بود مخفف استخر۔ وبقاعدۂ فارسیان رای مہملہ بہ لام بدل شد ہمچون (خچار) و (خچال) (اردو) دیکھو استخر کے پہلے معنی۔

استم بقول برہان و جامع و جہانگیری و ہفت و شمس و رشیدی بکسر اوّل وفتح ثالث وسکون ثانی ومیم ستم وجور وظلم را گویند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ ہمان ستم است۔ صاحب ناصری از منوچہری سندی آوردہ (ے) آخر دیری نماند استم استمگران پذیرا کہ جہان آفرین دوست ندارد ستم؟ صاحب سروری فرماید کہ بحذف ہمزہ (ستم) ہم آمدہ بخیالش (استم) اصل است و (ستم) بحذف ہمزہ مخفف آن۔ بخیال ما قضیہ بالعکس است یعنی (ستم) اصل است و در (استم) الف وصلی در اولش آوردہ اند و معاصرین عجم ہم تائید قیاس ما کنند واللہ اعلم (اردو) ستم۔ بقول آصفیہ مذکر۔ ظلم۔ جور۔ جفا۔ بیداد۔

استماع بقول بہار و آصفی گوش فرا داشتن مؤلف گوید کہ لغت عربست بکسر اوّل وسوم و بقول صاحب منتخب گوش داشتن۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و بامصدر فرس بمعنی مصدری کہ در ملحقات می آید (انوری ے) از استماع شرح مقامات حسن تو نیفتاد

عمر خویش کند اختصار گل ؛ (اردو) سماعت - بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث - شنوائی جیسے "وہاں کسی کی سماعت نہیں ہوتی"

استماع افتادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و بسند پی نبردہ معاصرین عجم ہم ازین ساکت اند و بخیال ما استماع او میش نیست - طالب سند باشیم -

استماع فرمودن استعمال - یعنی سماعت کردن باشد - چنانکہ انوری گوید (ے) سزد ز لطف تو گر استماع فرمایی ؛ بدان دقیقہ کہ آن بیتہا کنم تقریر ؛ (اردو) سماعت کرنا - بقول آصفیہ - سننا - توجہ کرنا - کان لگانا -

استماع کردن استعمال - مرادف استماع فرمودن است - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از منشی اصفہانی سند آوردہ کہ نامش سکندر منشی و مؤلف تاریخ عالم آرا است (فقرہ) از بعضی غازیان کہ در ان جنگ گاہ حاضر بودہ ند استماع نمودہ" (اردو) دیکھو استماع فرمودن -

استماع نمودن استعمال - مرادف استماع فرمودن است کہ گذشت - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از منشی اصفہانی سند آوردہ کہ نامش سکندر منشی و مؤلف تاریخ عالم آرا است (فقرہ) از بعضی غازیان کہ در ان جنگ گاہ حاضر بودہ ند استماع نمودہ" (اردو) دیکھو استماع فرمودن -

استمداد بقول آصفی و بہار و منتخب - مدد خواستن - لغت عربست بکسر اول و سوم فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فرس یعنی مصدری کہ در ملحقات می آید (اردو) استمداد - بقول امیر - عربی - مؤنث - مدد چاہنا - (فقرہ) ہمکو اون سے استمداد کی حاجت نہیں"

استمداد کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلام صائب سند آوردہ بمعنی مدد طلب

کردن است (ے) این غزل را پیش ازین هرچند انشا کرده بود صائب از روح فغانی دیگر استمداد کرد (اردو) مدد چاہنا - استمداد کرنا -

استمداد نمودن استعمال - صاحب آصفی

ذکر این کرده و از ابو الفضل سند آورده که مراد (استمداد کردن) است (نثر) هرچند عرائض فرستاده استمداد ننمود توجه نفرمودیم" (اردو) دیکھو استمداد کردن -

استن بقول برہان و رشیدی و ناصری و هفت بضم اول و ثالث و سکون ثانی و نون ستون عمارت را گویند صاحب جامع گوید که بمعنی ستون و عمارت است ؛ خان آرزو در سراج فرماید که این مخفف (استون) است بحذف واو و (ستون) مخفف (استون) بحذف الف - صاحب سروری از مولوی معنوی سند آورده (ے) استنِ این عالم ایجان غفلت است ؛ هوشیاری این جهان را آفت است ؛ (وله از رشیدی ع) استن خانه آمد و رخنین ؛ مؤلف گوید که بخیال ما اصل این (استهان) لغت سنسکرت است که بقول صاحب ساطع بفتح اول بمعنی جای و مکان آمده و بحذف الف اول (ستهان) هم بهمین معنی است - فارسیان بقاعدهٔ خود الف و هم را به واو بدل کردند همچون (تاغ) و (توغ) و های هوز را حذف چنانکه (گیاه) و (گیا) و (استون) را مجازاً برای رکن و پیلپایه مکان استعمال کردند ازین صورت ستون بحذف الف اول مخفف (ستون) باشد یا مبدل (ستهان) و (استن) بحذف واو مخفف (استون) مخفی مباد که حذف واو در قاعدهٔ فارسی مذکور است چنانکه (خاموش) و (خامش) انچه فتح اول بضمه بدل شد نتیجهٔ لب و لهجهٔ زبان است و عدم وقوف از ماخذ ازینجاست که صاحب جامع درین لغت معنی حقیقی را هم ذکر کرده یعنی (استن) را بمعنی ستون و عمارت نوشته محققین دیگر بر ماخذ این غور نفرمودند

دو او عطف را حذف کردہ بر (ستون عمارت) قانع شدند و جاوار دکہ فارسیان این را از زبان عرب گرفتہ باشند کہ (استن) بفتح اول و ثالث بقول صاحب آنند و منتہی الارب درختی را گویند کہ در نیخ و منبت آن تفرق باشد بر وشنی کہ از دور بر شکل کالبد مردم نماید (الخ) و من وجہ شباہت باستون دارد اندرین صورت (استن) اصل باشد و (استون) مزید علیہش کہ در استعمال فارسی واو در میان بعض کلمات زیادہ کنند ہمچون (مغل) و (مغول) و (افتادن) و (اوفتادن) پس (ستن) و (ستون) را بحذف الف اول مخفف (استن) و (استون) خیال کنیم و وجہ تصرف و حرکت اول ہمان است کہ بالا مذکور شد مخفی مباد کہ (استن) بفتح اول و سکون سین مہملہ و بکسر تای قرشت و سکون نون بقول صاحب لغات ترکی بمعنی پائین آمدہ و (اوستن) بہ تفخیم ضمۂ ہمزہ و سکون سین مہملہ و بکسر تای قرشت بمعنی بالا و بالای آن پس عجبی نیست کہ فارسیان واو را کہ علامت ضمہ در ترکی است حذف کردہ بمعنی ستون و رکن استعمال کردہ باشند و آن چیزیست کہ سقف مکان بالای آنست یا انچہ پائین سقف است و جاوار دکہ فارسیان کسر تا را بہ ضمہ بدل کردند بوجہ لاعلمی از ماخذ و باشد کہ فارسیان (استن) از لغت سنسکرت (استمبہ) اخذ کردہ باشند بہ تبدیل میم بانون کہ موافق قاعدۂ فرس است ہمچون (کجیم) و (کجین) و (سم) و (سن) و بای موحدہ و ہای ہوز آخرہ را حذف کردہ باشند کہ این قسم حذف ہم در فارسی آمدہ کہ (دنب) را (دم) کردند و (گیاہ) را (گیا) واللہ اعلم بالصواب۔ اندرین صورت (استن) اصل باشد و (استون) بزیادت واو در میان کلمہ مرادفش ہمچون (مغل) و (مغول) و (افتادن) و (اوفتادن) (اردو) تہم۔ بقول آصفیہ ہندی۔ اسم مذکر۔ کہم۔ ستون۔ پیلپایہ۔

استناد بکسر اوّل و سوم لغت عربیست۔ بقول صاحب آصفی و منتخب پشت بچیزی دادن و پناہ بکسی بردن۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و بمعنی طلب سند ہم کہ مجاز آنست و با مصدر فرس مرکب کردہ بمعنی مصدری گیرند کہ در ملحقات می آید (انوری ؎) استنادِ کنگرش را ماہ با دانیم دست ۔ و اندر و پیوستہ عالی مسند ستور باد ۔ (اردو) استناد۔ اردو مین مستعمل ہے بمعنی طلب سند۔ مؤنث۔ جیسے "ہم نے حضرت امیر مغفور کے کلام سے استناد کی ہے" (تسلیم ؎) نہ غیر کی ہے تصدیق یاد کی ہوتی ۔ ہمارے حال ہی سے استناد کی ہوتی ۔ صاحب تذکیر و تانیث نے اس کا ذکر کیا ہے۔ صاحب آصفیہ اور امیر مغفور نے اسکو ترک فرمایا ہے۔ انہین معنون مین (سند دینا) اور (سند لانا) مستعمل ہے صاحب آصفیہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور معنی حقیقی کا ترجمہ۔ بقول صاحب آصفیہ (پناہ لینا) اس کا حاصل بالمصدر (پناہ گیری اور پناہ جوئی)

استناد کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خسرو سند آوردہ کہ (۱) بمعنی پناہ گرفتن است (نثر) بعد ازان شکستہ چند را کہ استناد بدان حکومت کردہ اند بصلابت عدل مظاہرت فرمود" و (۲) بہ تحقیق ما از معاصرین عجم سند گرفتن نیز۔ چنانکہ "ما درین خصوص از کلام صائب استناد کردہ ایم" (اردو) (۱) پناہ لینا۔ (۲) سند لانا۔ دیکھو فرہنگ آصفیہ۔ ہماری راے مین استناد کرنا بہی کہ سکتے ہین۔

استنباط بکسر اوّل و سوم لغت عرب است۔ بقول صاحب آصفی بیرون آوردن چیزی از چیزی و بقول صاحب منتخب بیرون آوردن آب و علم و مانند آن۔ فارسیان این را بہ معنی حاصل بالمصدر یعنی دریافت و اخذ استعمال می کنند و با مصادر فرس بمعنی مصدری کہ در ملحقات می آید

(اردو) استنباط - بقول امیر - عربی - مذکر - نکالنا - اخذ کرنا جیسے (فقرہ امیر) مجتہدین نے بکمال احتیاط حدیث سے مسائل کا استنباط کیا ہے "

(الف) استنباط کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اخذ و دریافت کردن است و از نصیر ہمدانی سند آوردہ (الف) بر صفحہ ضمیر دقیقہ پذیر کہ از اصطلاب جبین ہا استنباط سرگذشت ہر کس توانند کرد" (ب) بوساطت ملاحظہ امر کن بآیای اعداد تامہ کہ ارشد اولاد اند استنباط توانند نمود" (اردو) استنباط کرنا - دیکھو لفظ استنباط

(ب) استنباط نمودن

استنبوب بکسر اول و فتح تای فوقانی و ضم نون - بقول صاحب ناصری ثمر درخت نارنج و ترنج و لیموست کہ پیوند کردہ باشند و بعد از پیوند ثمر دادہ باشد - دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ این را مرکب از (استن) و (بوب) گیریم - استن - مبدل ستم کہ گذشت از قبیل (پام) و (پان) کہ میم بہ نون بدل شود و بوب بقول برہان بمعنی فرش و بساط است پس معنی لفظی (استنبوب) فرش ستم باشد و مجازاً بمعنی ہمہ تن مکروہ و زشت و عجبی نیست کہ جزو اول این (استکن) باشد بمعنی شکن و بقاعدہ فرس شین معجمہ بہ سین مہملہ بدل شد - چنانکہ (شار) و (سار) و کاف عربی بہ تای فوقانی ہمچون (چاشکدان) و (چاشت دان) پس (استنبوب) بمعنی فرش شکن - گذشت کنایہ از میوہ خاص کہ بر پوست آن شکن ہای بسیار است - واللہ اعلم - (اردو) نارنج اور ترنج اور لیمو کے پیوندی درخت کا پھل جس پر جھریاں کثرت سے ہوتی ہیں - مذکر -

استنبہ بقول برہان با نون بروزن اشکنبہ (ا) ہر چیز زشت را گویند مطلقاً -

و (۲) صورتی باشد بغایت کریہ منظر کہ طبع از دیدنش رمان و ہراسان گردد و (۳) سنگینی را گویند
کہ در خواب بر مردم افتد و بعربی کابوس خوانند و (۴) بمعنی دیو ہم آمدہ کہ مقابل پریست۔
و (۵) مردم دلیر و صاحب قوت و قوی بازو را نیز گفتہ اند۔ صاحب ناصری بر معنی اول قانع
و از حکیم سنائی سند آوردہ (بیت) صحبت عام آتش دنبہ است پرشت روی و تباہ استنبہ
است ؛ و فرماید کہ بحذف الف (ستنبہ) نیز آمدہ۔ صاحب سروری ذکر معنی اول و چہارم و
پنجم کردہ از دوم و سوم ساکت و بقول رشیدی (۶) بسیار درشت و جفا کار و مبغوض و نسبت
معنی اول بر کردہ قناعت کردہ مؤلف گوید کہ (استنب) مبدل (استم) باشد کہ بمعنی
جور و ستم گذشت و تبدیل میم با (نون و بای موحدہ) می شود ہمچون (دم) و (دنب) پس ہای
نسبت بر آخرش زیادہ کردہ (استنبہ) کردند بمعنی چیزی یا کسی کہ منسوب بہ ظلم و ستم است یعنی
جفا کار۔ پس معنی ششم حقیقی باشد و دیگر ہمہ معانی مجاز آن۔ صاحب ہفت این را بحذف
بای موحدہ (استنہ) نوشتہ و صراحت حالیہ لفظ با ہمہ معانی بیان کردہ برہان کردہ با مقابلہ
اتفاق محققین کہ بای عربی را حرف پنجم این لغت نوشتہ اند ترک آن را تسامح ہفت خیال
کنیم و سند سنائی ہم مؤید خیال ماست و خان آرزو در سراج ہمین لغت را (استینہ) بہ یای
تحتانی سوم و نون پنجم بدون بای موحدہ بروزن (آشکینہ) نوشتہ ما این را ہم غلطی کتابت
دانیم کہ سلسلۂ ردیف الفاظش تائید خیال ما می کند تصفیہ کاملش بجای خودش کنیم۔
(ا رو و) (۱) ہر بدنما چیز۔ مؤنث۔ (۲) بدنما و مکروہ صورت۔ ڈراونی شکل۔ مؤنث
(۳) کابوس۔ بقول آصفیہ۔ (عربی) اسم مذکر۔ ایک مرض کا نام جس میں آدمی کو حالت

خواب مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے اسے دبالیا - اور اسکی مہیب شکل سے ڈر کر آواز نکالتا ہے اور اسکے بوجھ سے گویا پسا جاتا ہے اصل مین یہ صرع کا مقدمہ ہے فارسی والے اسکو (سکاچہ) کہتے ہین اور ہندی مین (جکڑا) **مؤلف** کہتا ہے کہ صاحب برہان نے (سکاچہ) کاف عربی سے لکھا ہے (۴) دیو - بقول آصفیہ فارسی اسم مذکر پریون کے مرد جن - بھوت (۵) دلیر - بقول آصفیہ - فارسی - نڈر - بےخوف - جری بہادر (۶) ظالم - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - ظلم کرنے والا - جفا کار -

(الف) **استنطاق** | لغت عربست بکسر اوّل وسوّم - بقول صاحب منتخب بمعنی سخن گفتن خواستن واز کسی سخن بیرون کشیدن - در محاورہ معاصرین عجم بمعنی باز پرس وجواب دعوی مستعمل - صاحب بول چال - بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاجار ذکر این کردہ و - - -

(ب) **استنطاقِ شہود** | را بمعنی سوالات جرح آوردہ وانوری ہم الف را استعمال کردہ (ے) پیش گرد دکہ پیش راندشد ؛ شرح وبسط سخن باستنطاق ؛ (اردو) (الف) باز پرس - بقول آصفیہ مؤنث - پوچھ گچھ - جوابدہی - تحقیقات - جواب دعوی - بقول صاحب آصفیہ - اسم مذکر - قانونی اصطلاح مین مدعی علیہ کا تحریری جواب (ب) جرحی سوالات - صرف جرح بھی انہین معنون مین مستعمل ہے - بقول آصفیہ قانونی اصطلاح مین اعتراض - گرفت - ردّ وقدح (الخ) وہ سوالات جو حاکم یا فریق ثانی کی جانب سے شہود یا فریق مقدمہ پر کئے جاتے ہین - اس غرض سے کہ اسکا بیان مجروح ہو اور حقیقت حال کھلے -

استنبه صاحب هفت بصراحت کسرهٔ اوّل وسکون سین مهمله وفتح تثناة فوقانی ونون وهای مدورهٔ زده بهر پنج معانی (استنبه) نوشته که گذشت و (استنبه) - انرک کرده ما همان جا ذکر این کرده ایم که تسامح صاحب هفت بیش نیست و دیگر کسی از محققین فرس مؤیّد صاحب هفت نشد (اردو) دیکهو (استنبه)

استوار بقول برهان وسراج وجامع وهفت وشمس و (دری وپهلوی) بضمّ اوّل بروزن خوشگوار (۱) بمعنی محکم ومضبوط و (۲) معتمد واین و (۳) بمعنی باور - بهار بمعنی اوّل وسوم فاتح صاحب ناصری که از اهل زبان است فرماید که استوار و استوان بمعنی مصدری اوّل ودوّم است **مؤلّف** گوید که تسامح اوست - صاحب جهانگیری برای هر سه معنی بالا سند آورده (مسعود سعد ۱) پایدار و استوار است از تو دین وملکت ؛ پایدار و پایدار و استوار و استوار ؛ (حکیم سنائی ۲) این نه شرط مومنی باشد که در ایمان تو ؛ حق همی خائن نماید خاک وسرگین استوار ؛ (کمال اسمعیل ۳) هر آن فریب که از عشوه لبت دریارم ؛ مرا ز ساده دلی استوار می آید ؛ صراحت کند که (استوار) درین شعر بمعنی باور داشتن است - **مؤلّف** گوید که درین شعر استعمال (استوار آمدن) است - همه محققین در مصرع دوّم این (استوار می باید) نوشته اند ما از شمس اللغات تصحیح کرده ایم - صاحب سروری بذکر هر سه معنی برای معنی سوّم از شیخ سعدی سند دهد (۴) ایکه می گوئی خرد به یار دان ؛ من بگویم گر تو داری استوار ؛ آدمی را عقل باید در بدن ؛ ورنه جان در کالبد دارد حمار ؛ صاحب کنز این را بکسر اوّل نوشته **مؤلّف** گوید که این مرکب است از (ست) و (وار) ست - بقول صاحب ساطع بالفتح بزبان سنسکرت بمعنی زور و قوّت وخوبی

وفضیلت و راستی و صداقت و بمعنی راست و فی الواقع آمدہ و (وار) در فارسی بمعنی رسم و عادت و مانند و لیاقت و صاحب و خداوند۔ کذا فی البرہان۔ پس فارسیان الف وصلی در اوّل این آوردہ (استوار کردند و تحقیق ماخذ تقاضی آن است کہ این را با فتح خوانیم انچہ فارسیان با ضم گرفتہ اند تصرّف ایشان باشد بعد عدم علم ماخذ (اردو) (۱) استوار۔ بقول امیر۔ عربی بمعنی مضبوط و پایدار۔ ہماری رائے مین غلطی کتابت ہے جو (فارسی) کو (عربی) لکھا (رشک ؎) حلقۂ رکھائے گل کب اسطرح تھے استوار پر رشتۂ الفت ہوا زنجیر پائے عندلیب ؛ (۲) امین۔ بقول امیر (عربی) امانت دار۔ معتمد (آتش ؎) کیا دجّال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے ؛ خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا ؛ (۳) باور۔ بقول آصفیہ فارسی۔ اسم مذکر۔ یقین بھروسا۔ اعتماد۔ اعتبار۔ (اسیر ؎) آنکھ اُسکی پھرے مجھ سے یہ باور نہین آتا ؛ کیا ضعف سے بیمار کو چکر نہین آتا ؛

استوار آمدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی باور آمدن است و سند این ہمان است کہ بر معنی سوم لفظ استوار از کمال اسمعیل گذشت (اردو) باور آنا جیسے "مجھکو باور نہین آتا کہ آپ نے ایسا کہا ہوگا" دیکھو استوار کے تیسرے معنے کا ترجمہ جس مین اسکی سند ہے

استوار افتادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و اند بدرجاچی سند آوردہ کہ بمعنی پایدار و واقع شدن است (؎) سرائے کبریایت راز گردون حلقۂ در بادہ ؛ کہ بنیاد طرب آباد ملکت استوار افتادہ ؛ (اردو) استوار واقع ہونا۔

استوار بند اصطلاح۔ بقول صاحب بحر وضمیمۂ برہان ترجمۂ ربط است دیگر کسی ذکر

این نکرد حیف است که سند این پیش نشد معاصرین
عجم سکوت می ورزند (اردو) ربط - بقول امیر
(عربی) اسم مذکر - بندش - لگاو - علاقہ - تعلق -

استوار بودن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز قائمی گونا بادی سند آوردہ کہ
بمعنی مستحکم بودن است (ے) حصاری دران
ملک بود استوار ۔ کہ زد طعنہ بر طاق نیلی حصار ۔
(اردو) استوار ہونا - استوار رہنا -

استوار داشتن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز خسرو دہلوی سند آوردہ کہ بمعنی
باور داشتن و باور کردن است سندی دیگر از
سعدی شیرازی بر معنی سوم لفظ استوار ہم گذشت
(خسرو ے) خسرو گرت خیال بہ پرسش امان
دہد ۔ زنہار استوار نداری کہ یار اوست ۔
(اردو) باور کرنا - صحیح ماننا -

استوار دیدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز نظامی گنجوی سند آوردہ کہ
بمعنی قائم و مستحکم یافتن است (ے) گران در شت
این نامہ را شہریار ۔ زنان را بمردی ندید استوار
(اردو) قائم پانا جیسے "ہمنے عورتوں کو
وعدے پر قائم نہیں پایا -

استوار ساختن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز عالی شیرازی سند آوردہ کہ
بمعنی مستحکم کردن است (نثر) محرمان کعبۂ
مقصود کمند ہا چون حبل المتین رشتۂ اعتقاد استوار
ساختہ" (اردو) استوار کرنا - مستحکم کرنا -

استوار شدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز ملا جامی سند آوردہ کہ بمعنی
مستحکم و پایدار شدن است (ے) شد بفراغت
زغم روزگار ۔ قاعدۂ صحبت شان استوار ۔
(اردو) استوار ہونا - مستحکم ہونا -

(الف) استوار کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کردہ واز اثر شیرازی سند آوردہ کہ مرادف استوار ساختن
است (ے) بہر کشتی آسمان سفلہ با افتادگان ۔ کرد پیدا

درمیان داری چو پرگار استوار ؛ (مؤلف) گوید
که از همین مصدر روند است ..... (۱۵۸۵)

(ب) استوار کردنِ پا | بمعنی پافشردن یعنی ثابت قدم شدن (جامی ع) پای مرا بقید وفا استوار کن ؛ و ..... (۱۵۸۶)

(ج) استوار کردنِ رخنه | بمعنی بند کردن رخنه باشد چنانکه صائب گوید (ے) نه بسته لب ز سخن آرمیدگی مطلب ؛ نه کرده رخنهٔ دیوار استوار نخسپ ؛ و ..... (۱۵۸۷)

(د) استوار کردنِ فرش | بمعنی فرش گستردن و قائم کردن آن (نثر سعدی شیرازی) تا فرش خاک بر آب استوار کرد" (اردو) (الف) دیکھو استوار ساختن (ب) ثابت قدم ہونا - (ج) رخنہ بند کرنا (د) فرش بچھانا -

(الف) استوار گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از فیضی سند آورده که بمعنی چیزی را باستحکام در قبضه آوردن است - (ے) ز شهید کرده های نگهش کراست طاقت ؛ که بخشرد امن او بکف استوار گیرد ؛ بخیال ما این سند .....

(ب) استوار گرفتنِ دامن در کف | است بتخصیص و جا دارد که تعمیم هم از و پیدا کنیم چنانکه بر الف گذشت - و .....

(ج) استوار گرفتنِ رکاب | چنانکہ از کلام ظہیر سمرقندی پیدا است کہ بر (استوار گشتن می آید (اردو) (الف) مضبوط پکڑنا (ب) دامن مضبوطی سے تھامنا - دامن مضبوط پکڑنا - (ج) مضبوطی کے ساتھ رکاب تھامنا -

استوار گشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از ظہیر سمرقندی سند آورده که بمعنی (استوار شدن) است که گذشت (ے) پای ملک استوار گشت کنون ؛ که رکاب تو استوار گرفت ؛ (اردو) دیکھو استوار شدن -

استوار ماندن | استعمال - صاحب آصفی

ذکر این کردہ و از ثنائی غزنوی سند آوردہ کہ بمعنی ثابت قدم ماندن است (ے) نیست عشق لایزالی را در ان دل ہیچکار ؛ گو ہنوز اندر صفات خویش ماند است استوار ؛ (اردو) ثابت قدم رہنا۔

استواری | بقول بہار بمعنی محکمی کہ یای مصدری را بر لفظ استوار زیادہ کردہ اند۔ صاحب آنند و آصفی ہم ذکر این کردہ اند این در ملحقات می آید (اردو) مضبوطی۔ بقول آصفیہ اسم مؤنث۔ استواری۔ استحکام۔ پایداری

استواری دادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سند آوردہ کہ بمعنی مستحکم کردن و استحکام بخشیدن است (ے) بزنہار خویش استواریش داد ؛ ز جادو کشان رستگاریش داد ؛ (اردو) استحکام عطا کرنا۔ مضبوط کرنا۔

استواری داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سند آوردہ کہ بمعنی قیام داشتن و دیر پا بودن است (ے) بوقت گل خدا را تو بہ بشکن ؛ کہ عہد گل ندارد استواری ؛ (اردو) دیر پا ہونا قائم رہنا۔ قیام ہونا۔

استواری گرفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از حزین اصفہانی سندی آوردہ کہ بمعنی استحکام گرفتن و مستحکم شدن است (ے) کہ اندیشہ جادو نگاہی گرفت ؛ بنای سخن استواری گرفت ؛ (اردو) مستحکم ہونا۔ استحکام پانا استوار ہونا۔

استواری نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سندی آوردہ کہ بمعنی ثابت قدم شدن و ثابت قدمی کردن است (ے) سرانجام کا قبال یاری نمود ؛ بر آن عہد شاہ استواری نمود ؛ (اردو) ثابت قدم ہونا۔ جما رہنا

استوان بقول صاحب برہان وسراج ورشیدی بضم اوّل وثالث بروزن بلبلان بمعنی استوار است - صاحب جہانگیری وسروری این را مرادف استوار دبر ہر سہ معنیش شامل داند (زرتشت بہرام ۵) پذیرفتیم وبر دین استوانیم ؎ بجز پیغمبر پاکش نخوانیم ؎ بخیال ما این مبدّل استوار است کہ فارسیان بقاعدۂ خود رای مہملہ را بانون مدل کنند ہمچون (تار) و(تان) (اردو) دیکھو استوار -

است وبست استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ دنگ بفتح ہمزہ وبای موحدہ وسکون سین لغت فارسی است بمعنی حالات وواقعات مؤلف گوید کہ از قبیل (بند وبست) باشد کہ واو زائد درمیان دو کلمہ آمدہ وباجتماع امر وماضی مطلق افادۂ معنی حاصل بالمصدر کردہ چنانکہ (بند وبست) و(حبست وجو) ما از معاصرین عجم استعمال این بدون واو عطف بمعنی کار وبار شنیدہ ایم وذکر این قسم حاصل بالمصدر بر لفظ (آموی) کردہ ایم کہ در محدودہ گذشت -

(اردو) کاروبار - بقول آصفیہ - اسم مذکر بمعنی کام کاج -

استودان بقول صاحب برہان وسراج وناصری وہفت وانند بضم اوّل وثالث و دال بالف کشیدہ ونون زدہ دخمہ ومقبرۂ گبران - صاحب جامع گوید کہ این مرادف (استودان) باشد - صاحب برہان بر لفظ (ستودان) بدون الف اوّل صراحت مزید فرماید کہ عمارتی را گویند کہ بر سر قبر آتش پرستان سازند وبمعنی گورستان ہم آمدہ ودخمہ نیز یعنی جائیکہ مردہ را در آنجا گذارند وبفتح اوّل ہم آمدہ مؤلف خیال کند کہ این مرکب باشد از (استا) و(دان) استا ہمان تفسیر کتاب زند کہ بر معنی اولش گذشت کہ بالفتح وبالضم ہر دو آمدہ - فارسیان بقاعدۂ

خود الف دوم را با واو بدل کردہ (استوکردہ باشند) بمجون (داغ) و (توغ) و پس ازان با کلمۂ (دان) مرکب کردند کہ (دان) بقول برہان چون در آخر کلمہ آید افادۂ معنی ظرفیت کند چنانکہ (قلمدان) و (تہوہ دان) و مانند آن۔ پس (استودان) مکانی باشد کہ (استا) را دران محفوظ دارند بلحاظ بزرگی آن جای کہ مدفن است ہمچون مسلمانان کہ در بعض گنبدہای اولیا و امرا و پادشاہان کلام مجید را بگذارند تا متعینان آن مقام تلاوت آن کنند و جا دارد کہ این مرکب باشد از (استاد) و (دان) الف دوم بہ واو بدل شد و یک دال مہملہ بوجہ تکرار حذف۔ پس (استودان) بمعنی حقیقی جای و مکان استاد باشد کہ بعض فرق آتش پرستان لاشہ را دران استادہ کنند و اقسام اطعمہ بالای سر و دوشش گذارند و بائین آن مکان بدروی عمیق باشد کہ در احکام مذہب ایشان تدفین در خاک جائز نیست تا آنکہ جمعی از کرگسان در آیند و گوشت و پوست آن لاشہ را بخورند و اجزای باقیماندہ در قعر آن بدرون بریزند۔ بخیال ما وجہ تسمیۂ آخر الذکر بہتر از اول است (اردو) آتش پرستوں کا دخمہ۔ جس مین لاشہ کو کسی مقامی سہارے سے استادہ کر دیتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے (دخمہ) کو ترک کر دیا ہے مگر زباندانان اردو اسی کو استعمال کرتے ہین۔

استودن بقول صاحب نوادر بضم اول و فوقانی ستایش کردن۔ فرماید کہ (استا) و (ستایش) و (ستایش کرد) حاصل بالمصدر است۔ و بقول صاحب موارد (است) و (استا) و (ستایش) دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد۔ صاحب بحر عجم این را بدون الف (ستودن) بالضم و بالکسر آوردہ و جز این نیست کہ بر (ستودن) الف وصلی زیادہ کردہ اند بمعنی ششم لفظ (است) اشارۂ بسوی این کردہ ایم کہ است) حاصل بالمصدر اینست و (ستایش) حاصل بالمصدر

(ستودن) ونسبت ماخذ این ہم ہمدر آنجا اشارۂ کردہ ایم و جا دارد کہ (استا) را ہم بزیادت الف زائد در آخر حاصل بالمصدر این گیریم کہ صاحب شمس برلاستا) یعنی ستایش ہم نوشتہ کہ بجائش گذشت و ہرگاہ (استت) بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی مدح وثنا آمدہ پس عجبی نیست کہ فارسیان (استت) را بحذف تای فوقانی آخرہ (است) کردند و بزیادت الف زائدہ (استا) ساختند و الف آخرہ را بقاعدۂ خود با واو بدل کردند ہمچون (تاغ) و (توغ) و برین (ہم مصدر راون) را در آخرش آوردہ (استودن) بمعنی ستایش کردن گرفتند و جا دارد کہ (استودن) از (است) وضع شدہ کہ (است) مخفف (استت) بر فتح اول وضم سوم باشد۔ ہرگاہ بعد حذف فوقانی دوم تای مضموم باقی ماند۔ بضرورت ترکیب آن با علامت مصدر (واو) بعوض ضمہ تای فوقانی آوردند واللہ اعلم۔ باقی حال اصل این بلحاظ ماخذ بالفتح باشد و تصرف لب ولہجۂ فارسیان است کہ بالضم کردند (اردو) سراہنا۔ بقول آصفیہ تعریف وتوصیف کرنا۔

استودہ بقول صاحب شمس بمعنی ستودہ و بہ واو پارسی نیز آمدہ۔ دیگر کسی از صاحبان تحقیق ذکر این نکردہ وضرورت ہم نداشت کہ اسم مفعول مصدر (استودن) است وبس۔ انچہ صاحب شمس بواو فارسی نوشتہ مقصودش جز این نباشد کہ واو معروف است فارسیان در جمیع حروف معروف را بہ فارسی ومجہول را بعربی تعبیر کنند کہ در تلفظ حروف۔ استعمال مجہول اصلا نکنند (اردو) ستودہ۔ اس کا استعمال مفرد نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ "آپ بڑے ستودہ صفات ہیں" یعنی قابل تعریف صفات سے موصوف ہیں۔

استور بقول برہان وہفت واتند وجامع وناصری بضم اول وثالث وسکون ثانی و

ورابع ورای قرشت ہر(چار پای) راگویند عموماً واسپ واستر راخصوصاً - صاحب سروری برمعنی مخصوص قانع واز مولوی معنوی سند آوردہ (ے) تا چند این استور تن کان کاہ وجو خواہد زمن ۔ بر چرخ راہ کہکشان از بہر او پر کاہ شد ۔ مؤلف گوید کہ ازین سند تعمیم ثابت می شود وتخصیص بیجا باشد بظاہر معلوم می شود کہ فارسیان برلفظ (ستور) الف وصلی زیادہ کردہ اند ولیکن بخیال ما (ستور) مخفف (استور) است و (استور) ماخوذ از استر بزیادت واو باشد درمیان حروف یک کلمہ ہمچون (مغل) و (منول) پس معنی خاص اصل است ومعنی عام مجاز آن (اردو) چارپایہ جانور - گھوڑا - خچر - مذکر -

(الف) استوربان | استعمال - بقول ضمیمۂ برہان با بای ابجد با لف کشیدہ زبان نازاینده راگویند ولیکن معنی ترکیبی آن خداوند ستور ونگاہدارندۂ آن است صاحب شمس این را بہ یای تحتانی بعوض بای موحدہ ----

(ب) استوریان | آوردہ فرماید کہ (۱) پرندہ ایست کہ بتازی سمورش گویند وبضم رای موقوف (۲) درندۂ ستوران - صاحب انند بر الف بحوالۂ فرہنگ فرنگ گوید کہ سائس راگویند صاحب مؤیّد الف وب ہر دو را بہ بای موحدہ آوردہ وذکر معنی اوّل (ب) کردہ اختلاف خود ظاہر کند - مؤلف عرض کند کہ غلطی کتابت کاتب شمس است کہ (ب) را بہ یای تحتانی نوشت لغت صحیح الف است وبس - بمعنی سائس پس معنی اوّل الذکر - صاحب ضمیمۂ برہان بر (الف) وہر دو معنی (ب) ہیچ تعلق ازین ندارد واستوربان از قبیل شتربان است و مخصوص است یا استر ومجازاً بمعنی خدمتی جمیع چارپایان - چنانکہ برلفظ استور گذشت وجہ اختلاف اہل تحقیق جز این نیست کہ غلطی

در املا کردند و در بیان معنی - قیاس بسوی (استرون) وجمعش (استرونان) بر وزن نسبت معنی دوم (ب) خیال ما اینست که کاتبین یا سنگ سازان مطابع (دارندۂ ستوران) را بحذف الف (درندۂ ستوران) نوشتند - وای بر تحقیق طلبان که ذخیرۂ مطلوب شان در ہیچو حالت است (اردو) چارپایون کا خدمتی - نگہبان سائیس - بقول آصفیہ - اسم مذکر - گھوڑے کی خدمت کرنیوالا - گھوڑ بگا نگہبان -

استون بقول صاحب برہان وسراج وجامع وناصری ورشیدی بروزن گلگون (۱) بمعنی ستون باشد - ماذکر ماخذ وتعریف کامل این بر (استن) کردہ ایم که مخفف این گذشت - صاحب ضمیمہ برہان فرماید که (۲) بزبان گیلان (اذخر) را گویند که بدان

دست شویند - صاحب محیط بر (اذخر) فرماید که اسم یونانی است وگویند تازی وبسریانی (اسجس) واسجس (بعربی (طیب الغریب) وبه فارسی (گاه مکی) و (خلال مامونی) و (علف گورخر) و (گرته دشتی) و (مور) و (اسفرم) وبہندی (مرچیا) گفته) بقول شیخ طبیعت آن گرم وخشک در دوم وبقول تمیم حجازی گرم وخشک در آخر اول ودر سوم نیز - در بیخ این قبض شدید گویند که دران تقبض با تلطیف وتلئین وانضاج وتفتیح است ومنافع کثیره دارد ومتحقق نشد که این را در گیلان (استون) گویند (اردو) (۱) دیکھو استن (۲) بقول صاحب جامع الادویہ (جرانکس) ایک دوا کا نام جو دوسرے درجہ میں گرم وخشک ہے صاحب تنسنے (اذخر) پر اسکا ہندی نام (مرچیا) لکھا ہے

استوتمن بقول صاحب موارد لغت ژندو پاژند است بمعنی ویدن - صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم که متعلق به لغات ژندو پاژند است ذکر این به همین معنی کرده وما ذکر این بر (اسبوتمن) - به بای عربی) کرده ایم که مترکبست وچیزی از ماخذ هم ندارد

دیکھو استوفتن کے پہلے معنی۔

(الف) استوه بقول برہان وانند وہفت وشمس بکسر اول وضم ثالث وسکون ثانی وراء ربع وہا (۱) بمعنی ماندہ شدہ وملول وافسردہ وتنگ و (۲) ماندگی وتنگ آوردن - فرماید کہ بضم اوّل ہم درست است - صاحب ناصری بر معنی اوّل قانع وگوید کہ این را (ستہ) نیز گویند - صاحب جہانگیری بذکر معنی اوّل از نظامی سند آوردہ (ـــ) کہ آن خوبان چو استوہ آمدندی ۔ بتابستان بر آن کوہ آمدندی ۔ صاحب رشیدی وسراج وجامع بر معنی اوّل اکتفا کردہ اند ومعنی دوم را گذاشتہ - صاحب سروری ہم مؤید معنی اوّل واز شاہنامہ سند دہد (ـــ) ز بس کان سپہ کوہ تا کوہ شد ۔ ز انبوہ او کوہ استوہ شد ۔ صاحب اوری وہپلوی فرماید کہ بمعنی واماندن وافسردہ شدن مؤلف گوید کہ عجبی نیست کہ این اسم جامد فارسی زبان باشد محققین فرس این را لغت فارسی نوشتہ اند ومادر اینجا خبر آن این را نیافتیم - جز این کہ صاحب سخندان فارس بذیل الف متحرک فرماید کہ (استوہ) بفتح الف وسین مہملہ وسکون تای فوقانی وفتح ہمزہ وواو وسکون ہای ہوز بزبان سنسکرت ہر چیز شبینہ را گویند کہ تازگی آن باقی نمانده باشد ہمچون نان شبینہ کہ ترجمہ آن بعربی (بائت) چنانکہ (خبز بائت ولحم بائت) باشد کہ فارسیان ہمین لغت سنسکرت را بہ تبدیل حرکات بمعنی افسردہ استعمال کردہ باشند - واللہ اعلم بالصواب - پس (استوہ) بحذف الف و (استہ) بحذف واو و (ستہ) بحذف الف اوّل وواو مخفف این باشد کہ بجای خودش می آید مخفی مباد کہ آنچہ صاحب برہان وبعض محققین دیگر این را بمعنی دوم یعنی حاصل بالمصدر ومصدری آوردہ اند - ما این را تسلیم نمی کنیم کہ استعمال این از نظر ما نگذشتہ طالب سند باشیم وفارسیان ہمین لغت را با مصادر فرس مرکب کردہ بمعنی مصدری ہم استعمال کردہ اند

چنانکہ ----------

(ب) استوہ آمدن | بمعنی افسردہ شدن و عاجز آمدن و ----------

(ج) استوہ شدن | مرادف (ب) ست این از کلام نظامی و فردوسی بر (الف) مذکور شد (اردو) الف - عاجز - بقول آصفیہ (عربی) بے بس - تنگ - مجبور (ب) عاجز آمدن عاجز ہونا - بقول آصفیہ تنگ آنا - مایوس ہونا - دق آنا - مغلوب ہونا -

استوی | بقول برہان و جہانگیری و جامع و ہفت و سراج و انند و شمس بضم اوّل و ثالث بر وزن پرگوی مہرۂ پشت را گویند بخیال ما درین لغت واو و یای تحتانی آخرہ زائد است فارسیان (است) را کہ بمعنی استخوان میوہ گذشت (استوی) کردہ برای مہرۂ پشت خاص کردہ باشند - صاحب توانین و تکمیری ذکر زیادت واو و یای تحتانی کردہ است ہمچون (لیکن) و (ولیکن) و (پا) و (پای) یا انیکہ (اہتمی) را کہ بقول صاحب ساطع بفتح اوّل بمعنی (استخوان) است بہ تبدیل ہای ہوز با واو (استوی) کردہ باشند اندرین صورت این قسم تبدیل خلاف قیاس باشد کہ مثال این از نظر ما نگذشت و تصرف در اعراب ہم شد و این چیزی نیست کہ این قسم تصرف اکثر بنظر آمدہ و اگر خیال ما درست نباشد این را اسم جامد فارسی زبان گیریم (اردو) مُکا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - ریڑھ کا اوپری حصہ - مہرۂ پشت -

استہ | بقول برہان و رشیدی بر وزن خستہ (۱) دانہ خرما و شفتالو و زردآلو و امثال آن را گویند و استخوان آدمی و حیوانات دیگر را نیز گفتہ اند - صاحب ناصری گوید کہ معروف است چون خستہ خرما و انگور و استخوان حیوانات چون (پیلستہ) کہ بمعنی عاج می آید و (ہستہ) بہ ہای ہوز ہم آمدہ بتبدیل

الف با ہای ہوز۔ صاحب جہانگیری ہمزبان برہان ولیکن معنی تخم را بالبعض میوہ ہا مخصوص کند و آنرا مرادف (است) قرار دہد کہ گذشت و از کمال اسمٰعیل سند آرد (ے) آنکہ اندر لحاف و چادر شب نبود شب چو استۂ خرما۔ صاحب سروری بمعنی خستۂ میوہ ہا قانع و از ابو المثل سند دہد (ے) کسی بی عیب نبود در زمانہ چو رطب راستہ باشد در میانہ۔ صاحب جامع و شمس در تخصیص باجہانگیری متفق۔ صاحب غیاث این را بمعنی تخم خرما و مانند آن بالضم و تای فوقانی گوید بحوالۂ کشف و رشیدی و سروری ما اشارہ این بمعنی دوم لفظ (است) کردہ ایم و بخیال ما این ماخوذ است از لغت سنسکرت (استھی) بفتح اول و کسر دوم کہ بقول صاحب ساطع دستخدان بزبان سنسکرت بمعنی استخوان است انچہ صاحب غیاث این را بالضم نوشتہ صحیح نباشد کہ ماخذ این متقاضی فتح اول است و حوالۂ سروری رشیدی ہم غیر صحیح (اردو) دیکھو (است) کی دوسری معنی۔

(۲) استہ۔ بقول برہان بالضم بمعنی کفل و سرین۔ دیگر کسی از محققین فرس با برہان نیست و خیال ما قطعی است کہ ہان لغت عربی (است) را کہ بالکسر بمعنی دبر است با ہای مدورہ خیال کردہ اند و در حقیقت بعربی ہم با تای دراز است کذا فی المنتخب۔ ما صراحت کامل بمعنی چہارم لفظ (است) کردہ ایم کہ گذشت۔ بالجملہ (استہ) بدین معنی نیست و نیامدہ (اردو) دیکھو (است) کے چوتھے معنی۔

(۳) استہ۔ بقول برہان و جہانگیری و جامع و سراج و شمس بکسر اول و ضم ثالث و ظہور ہای ہوز مخفف استوہ کہ بمعنی ملول و تنگ گذشت۔ صاحب سروری این را بالضم ہمزہ و تای فوقانی آوردہ کہ تسامح است زیرا کہ (استوہ) کہ اصل انیست بالضم نیست و ما اشارۂ این بر لغت (استوہ) کردہ ایم کہ گذشت (اردو) دیکھو استوہ کے پہلے معنی۔

(۴) استہ - بقول برہان بکسر اوّل و ثالث ظہور ہا بمعنی ستیزہ و لجاجت - صاحب جامع فرماید کہ مصدر این (استہیدن) است و بس مقصودش ہمین نباشد کہ این حاصل بالمصدر آنست - وحقیقت اینست کہ مصدر این (استہدن) است بدون تحتانی کہ می آید و جاء دارد کہ متعلق از (استہیدن) ہم کنیم کہ بزیادت تحتانی در فارسی آمدہ و بزیادت دو تحتانی (استہیدن) ہم می آید و این ہر سہ مصدر مرادف یکدیگر است قیاس متقاضی این بود کہ حاصل بالمصدر مصادر (استہیدن) و (استہیدن) (استہی) و (استیہی) می بود ولیکن استعمالش یافتہ نشد وجہ زیادتی یک و دو یای تحتانی در مصادر مذکور بجایش ذکر کنیم - نسبت ماخذ این عرض میشود کہ (ست) بقول صاحب ساطع بہ فتح اوّل بزبان سنسکرت بمعنی زور و قوت آمدہ پس فارسیان بزیادت ہای نسبت در آخرش (ستہ) کہ بمعنی حقیقی منسوب بہ زور و قوت است مجازاً بمعنی ستیزہ و جنگ گرفتہ باشند پس ازان الف وصلی در اولش آوردہ (استہ) کردند - صاحب برہان ذکر (استہ) ہمین معنی کردہ پس متحقق شد کہ (استہ) اسم مصدر استہدن است پس (اردو) لڑائی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - جنگ - جدل - ستیزہ -

(۵) استہ - بتحقیق ما بکسر اوّل و سوم امر است از مصدر استہدن کہ می آید - صاحب رشیدی بذیل مصدر (استہیدن بیای تحتانی پنجم) استہ را امر (استہیدن) گفتہ و ما می گوئیم کہ (استہیدن بدون الف اوّل) ہم مرادف یا مخفف (استہیدن) است پس وجہی نیست کہ (استہ) را امر (استہیدن) گیریم و (استہ) را امر (استہدن بدون یا) قرار ندہیم - حاصل اینست کہ (استہ) بمعنی ستیز و جنگ کن آمدہ (اردو) لڑ - جھگڑ - لڑائی کر - (امر)

(۱۵۸۹)

استہدن بقول بحر عجم وضمیمہ برہان بکسر اول وثالث مخفف استہیدن است - متروک الاستعمال - و (استہیدن) مخفف (استیہیدن) بمعنی لجاجت وستیزہ کردن فرماید کہ مضارع اوّل الذکر (استہد) وآخر الذکر (استیہد) باشد ما صراحت ماخذ این بر (استہ) کردہ ایم (اردو) لڑنا - لڑائی کرنا - جنگ کرنا -

استہروش بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است بمعنی استخوان خوار واستخوان رندکہ کرگس وہما باشد ویگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد بخیال ما (استہ) بفتح اوّل بمعنی استخوان گذشت و (روش) بقول صاحب نوادر بفتح اوّل وکسر ثانی حاصل بالمصدر از (رفتن) بہ معنی سبقت گرفتن مقصود ش چیز بہ (سبقت وسبقت گیری) نباشد وبقول صاحب موارد (رفتن) بمعنی شہرت گرفتن ومشہور شدن وقصد کردن وبردن آمدہ پس (استہ روش) قلب اضافت (روشِ استہ) ومعنی لفظی آن (سبقت گیری استخوان) و (شہرت پذیری استخوان) و(ارادہ سازی استخوان) و(برندگی استخوان) واسم فاعل ترکیبی بمعنی مشہور باستخوان وقصد کنندہ وبرندۂ استخوان وکنایہ باشد از کرگس وہما کہ مشہور است باستخوان خوردن واستخوان بردن مخفی مباد کہ اسم فاعل ترکیبی کہ مرکب از دو اسم بود اعم است از ینکہ ہر دو اسم جامد باشد یا یکی از ان حاصل بالمصدر بود ہمچون (آہنینہ رو) کہ درین ہر دو اسم جامد است و(کبک رفتار) و(سست رفتار) کہ درین یک اسم جامد است و دیگر حاصل بالمصدر - پس (کبک رفتار) بمعنی رفتار کبک دارندہ باشد و(سست رفتار) بمعنی رفتار سست دارندہ وہمچنین است سبقت گیری استخوان کنندہ یعنی سبقت کنندہ بر استخوان و برندگی وقصد استخوان دارندہ - یعنی استخوان برندہ (اردو)

دیکھو استخوان ربا - استخوان خوار -

استهیدن بقول صاحب بحر عجم و برهان بکسر اوّل و ثالث مخفف استهیدن که به تحتانی چهارم و ششم می آید بمعنی لجاجت و ستیزه کردن (کامل التصریف) مضارع این (استهد) صاحب جامع بذیل لغت (استه) ذکر این کرده صاحب موارد نیز این گوید که (استه) حاصل بالمصدر این است مؤلف گوید که ما بر معنی چهارم (استه) اشارهٔ این کرده ایم که بمعنی ستیزه گذشت و اسم جامد زبان فارسی است و ذکر ماخذش هم همدر آنجا کرده ایم - فارسیان برهمین لغت علامت مصدر ردن زیاده کرده (استهدن) بمعنی ستیزه و لجاجت کردن گرفتند و ستیزه و لجاجت بالمعنی مرادف یکدیگر است پس بقاعدهٔ فارسی در وسط کلمه یای تحتانی بعد های هوز زیاده کرده (استهیدن) کردند چنانکه در (قصیدن) که اصلش (رقصدن) بود و (رخشیدن) بعوض (رخشدن) وجا دارد که این مصدر ماخوذ و موضوع باشد از (استهی) که بقول صاحب ساطع بزبان سنسکرت بمعنی (استخوان) است و فارسیان سلاحی را (استخوان) نام نهاده اند که از اره پشت نهنگ می ساختند - چنانکه بر معنی سوم استخوان گذشت - پس (استهیدن) بزیادت علامت مصدر بر استهی بمعنی سلاح کردن و کنایه از ستیزه کردن باشد - صاحب تحقیق القوانین فرماید که مصدر بر دو قسم است (۱) اصلی و (۲) جعلی - اصلی آنست که بحسب اصل مفرد باشد مانند آمدن و رفتن و آوردن و اندوختن و جعلی آنکه مرکب بود یعنی ساخته شده باشد بالحاق یای معروف و دال مفتوح و نون ساکن بمصدر عربی مثل شمیدن و فهمیدن یا باسم جامد فارسی مانند پندیدن و خوابیدن (الخ) ما صراحت کامل این بر (اسم مصدر) کنیم که می آید و خیال خود را که خلاف صاحب قوانین است همدر اینجا پیش کشیم و در اینجا این قدر صراحت

بس است کہ در تعریف مصدر جعلی انچہ صاحب تحقیق مصدر عربی را مخصوص کند تنگی خیال و تحقیق اوست - بسیاری از مصادر بجای خود ش گذشت و می آید کہ مرکب است از لغات السنہ غیر فارسی ہم و ہیچ تخصیص باعربی نیست (اردو) دیکھو استہدن -

استیا بقول برہان وسراج وجامع ورشیدی با یای حطّی بروزن افرا کوہی است از کوہ ہای مابین ہرات وغزنہ - صاحب سروری فرماید کہ این کوہ میان مری وغزنہ واقع - وجہ تسمیۂ این جزاین نباشد کہ فارسیان بر لفظ (ست) کہ در سنسکرت بمعنی راستی وفضیلت وزور وقوّت است (کذا فی الساطع) کلمہ یا زیادہ کردند کہ در سنسکرت بمعنی این و در ترکیب افادۂ معنی فاعلیت و اتّصاف ونسبت دہد ہمچون (کپڑیا) بمعنی بزّاز و (تتوہیا) بمعنی مسافر پس (ستیا) ترکیب سنسکرت بمعنی راستی وفضیلت وزور وقوت دارندہ باشد فارسیان در اولش الف وصلی زیادہ کردہ (استیا) نام کوہی نہادہ باشند کہ بسیار بلند و راست واز دیگر کوہہا فضیلت داشتہ باشد (اردو) استیا - فارسی مین ایک پہاڑ کا نام ہے جو ہرات اور غزنہ کے درمیان واقع ہے - مذکر -

استیدن بقول صاحب جامع بروزن چرکیدن بمعنی لجاجت وستیزہ کردن دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد - صاحب جامع از زبانداناں فرس است اگر وجود این را باعتبارش تسلیم کنیم چنین نباشد کہ مرادف ومبدل (استہدن) است کہ فارسیان بقاعدۂ خود ہای ہوز را بہ یای شخصائی بدل کردند ہمچون (شاہگان) و (شایگان) وجاداردکہ بر لفظ (ستی) کہ بقول برہان بفتح اوّل بمعنی فولاد و آہن ونوعی از نیزہ وسنان است بزیادت علامت مصدر (دن) مصدری ساختہ باشند و بمعنی ستیزہ کردن قرار دادہ (اردو) دیکھو استہدن -

استیر بقول برہان و جامع و ہفت بر وزن کفگیر مقداری باشد معین و آن شش درم و نیم است صاحب رشیدی فرماید کہ (استار) بقول صاحب قاموس بالکسر چہار مثقال و نیم دوتا کہ معرب کردہ باشند۔ صاحب اسند استار را بحوالہ منتہی الارب لغت عرب قرار دادہ فرماید کہ در وزن چہار مثقال و نیم و در عدد و چہار تا و بر (استیر) گوید کہ لغت فارسی است بمعنی اوّل الذکر و صاحب برہان بر لفظ (ستیر) فرماید کہ بر وزن دلیر بمعنی سیر است کہ یک حصہ از چہل حصہ من باشد و آن بہ وزن تبر زیانزدہ مثقال است چہ یک من تبریز شش صد مثقال دارد و ہر مثقال شش دانگ و بقول بعض شش درہم و نیم مؤلف گوید کہ این مقرر است از (استار) نہ (استار) معرب این چنانکہ صاحب رشیدی گفتہ۔ فارسیان بقاعدۂ خود الف را بایای تحتانی بدل کردہ (استیر) کردند و برای وزنی معین نام نہادند و ہمین است امالہ ہمچون (حساب) و (حسیب) و ستیر بحذف الف اوّل مخفف این (اردو) استیر۔ فارسی مین ایک وزن کا نام ہے جو ساڑہے چھہ درہم کے مساوی ہے ۔ مذکر۔

استیز بقول شمس بفتح یکم و سکون دوم و کسر سوم (۱) نام پادشاہ خوارزم۔ مولانا رشید وطواط و زمخشری در عہد او بود۔ صاحب رشیدی فرماید کہ (استیز) و (ستیز) (۲) معروف مقصود ش جزین نباشد کہ بمعنی جنگ و خصومت و سرکشی و لجاجت و خشم و کین و عناد است۔ صاحب برہان بر ستیز ہمین معانی نوشتہ۔ بخیال ما این مرکب است از (ست) و (یاز) ست۔ بقول ساطع بزبان سنسکرت بمعنی زور و قوت و یاز بقول صاحب موارد حاصل بالمصدر از (یازیدن و یازدن) و ہم او فرماید کہ یاختن و یازیدن بمعنی مطلق حرکت دادن و حرکت گرفتن است و یاز از ہمین مصادر امر ہم۔ پس (ست یاز) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی حرکت دہندہ زور و قوت کہ کنایہ باشد از جنگ و خصومت

وغیرہ فارسیان الف دوم را بہ یای تحتانی بدل کردند وہمین است امالہ ہمچون (حساب) و (حسیب) بالجملہ ستیز اسم جامد فارسی زبان است و (استیز) مزید علیہش بزیادت الف وصلی در اوّلش و معنی اوّل مجاز معنی دوم است کہ پادشاہی را کہ جنگجو بود بدین نام موسوم کردند (اردو) (۱) استیز خواہ کے بادشاہ کا نام مذکر و (۲) دیکھو استہ کے چوتھے معنی -

استیزہ بقول صاحب برہان وجامع وہفت وانند بکسر اوّل بمعنی ستیزہ و لجاجت وجنگ وخصومت وخشم وکین - صاحب سروری از مولوی معنوی سند آوردہ (ے) برخوان شیران یک شبی بوزینہ ہمراہ شد ۔ استیزہ رو ارنیستی او از کجا شیر از کجا ۔ مؤلف گوید کہ برہان (استیز) کہ بہمین معنی گذشت ہای ہوز زائدہ آوردہ اند دیگر ہیچ - ہمچون (ستمگار) و (ستمگارہ) و (خونخوار) و (خونخوارہ) (اردو) دیکھو استہ کے چوتھے معنی -

استیزیدن بقول صاحب نوادر مرادف استہیدن

وستیزیدن و ستہیدن کہ می آید اصل این یعنی جنگ کردن - صاحب موارد ہم بہمین معنی ذکر این کردہ فرماید کہ (استیزد) مضارع این و (استیزہ) و (استیز) حاصل بالمصدرش مؤلف عرض کند کہ اصل این (ستیزیدن) است کہ بدون الف باشد فارسیان بر اسم جامد (ستیز) بقاعدۂ خود یای معروف وعلامت مصدر (دن) زیادہ کردہ مصدری ساختند چنانکہ ذکرش بر (اسم مصدر) می آید و پس ازان الف وصلی در اوّلش زیادہ کردہ (استیزیدن) کردند (اردو) لڑنا - جھگڑنا -

استیکان بقول صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار پیالۂ بلور را گویند وبقول صاحب بول چال پیالہ وگلاس دستہ دار - صاحب رہنما گوید کہ پیالۂ چای نوشی است بعضی از معاصرین ترک گویند کہ این لغت ترکی استنبولی است کہ معاصرین ترک وعجم ہر دو استعمالش کنند ولیکن بہ تحقیق ما این لغت زبان

روس است که ترکان استعمالش کرده اند و فارسیان معاصر از ترکان گرفته اند (اردو) چای کی پیالی - موئنث

استیلا بهار ذکر این کرده از معنی ساکت و بقول صاحب آصفی غالب شدن و دست یافتن **مؤلف** گوید که این لغت عربست بقول صاحب منتخب بمعنی دست یافتن فارسیان این را بمعنی غلبه و قبضه و فوق استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید (ظهوری ؎) ز حسرت دیده خون پالا ز دهشت رعشه بر اعضا چیا در عین استیلا ز عشق آثار پیدا شد ؛ (ولہ ؎) نمی یابد بهم وصل اگر سامان شود عاجز ؛ حوالت کن بسنگ خارا باستیلای بیتابی ؛ (انوری ؎) مکنتش را چو چرخ استیلا ؛ همتش را چو بحر استظهار ؛ معاصرین عجم هم استعمال این بهمین معنی کنند و صاحب رهنمای سهولت بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده (اردو) غلبه - بقول آصفیه (عربی) اسم مذکر - چیره دستی - زور آوری - زور - سبقت -

(الف) استیلا دادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از ظهوری سند آورده (؎) چهره را زردی زبون خویش سازد روز حشر ؛ مهر آلت را اگر بر دل نه استیلا دهند ؛ مؤلف عرض کند که درین شعر از مهر آل مهر برخ مراد است یعنی آل تمنا و استیلا دادن بمعنی غالب کردن - پس

(ب) استیلا دادن مهر بر چیزی مصدر اصطلاحی است کنایه باشد از ثبت کردن و نشاندن مهر بر چیزی و این معنی پیدا می شود از همان معنی غلبه و فوق که بر لغت (استیلا) گذشت یعنی مهر را بر چیزی استیلا دادن و غالب کردن کنایه باشد از آوردن و چسپانیدن آن بر آن چیز (اردو) (الف) غالب کرنا - (ب) مہر کسی چیز پر لگانا - مہر کرنا -

(الف) استیلا داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از غزلی اصفهانی سند آورده و بمعنی حقیقی غلبه داشتن گرفته (نثر) افغان مذکور

برآن قلعه استیلا داشت" مؤلف گوید که ازین سند ----------

(ب) استیلا داشتن بر قلعه | استعمال بمعنی قابض شدن وقبضه داشتن برآنست (اردو) (الف) غلبه رکھنا - غالب ہونا - (ب) قلعه پر قابض ومتصرف ہونا -

استیلا یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده واز رخزین اصفهانی سندش آورده که بمعنی مستولی وغالب وقابض شدن است (نثر) برآن قلعه استیلا یافته خزائن موفور بدست آورده" (اردو) غلبه پانا - قابض ومتصرف ہونا -

استیم | بقول برهان وناصری ورشیدی وجامع وسروری وجهانگیری وسراج و(دری وپهلوی) بفتح اول بروزن تسلیم (ا) آستین جامه راگویند مؤلف گوید که فارسیان این را بالف ممدوده ونون در آخر هم استعمال کرده اند وبالف ممدوده بهیم آخر (آستیم) هم که هر دو بجایش گذشت وماخذ آستین همدر آن جا ذکر رشد ممدوده ومقصوره - چیزی نیست که نتیجه لب ولهجهٔ مقامی است - اگر آستین را اصل قرار دهیم تبدیل نون بهیم هم موافق قواعد فرس است همچون (کجین) و(کجیم) و(آستیم) را که نیز در ممدوده گذشت مبدّل (آستین) دانیم واگر اصل (آستین) بقول صاحب امیر اللغات (هستین) قرار دهیم چنانکه برد آستین) ذکر کرده ایم بعد تبدیل های هوز بالف همچو (همیان) و (امیان) (استین) بالف مقصوره اصل باشد وشک نیست که (هست) در سنسکرت بمعنی دست آمده گذافی الساطع ویا ونون نسبت بروزیاده شده (هستین) شد ومبدّل آن (استین) که می آید وجاداد که (استین) مبدّل (دستین) بمعنی منسوب به دست بود وبقاعدهٔ فارسی دال مهمله بالف بدل شد صاحب قواعد فارسی ذکر این قسم تبدیل کرده وصاحب قوانین دستگیری هم چنانکه (بمان) و(بآن)

و (بدین) و (باین) و باشد کہ (دست) ہم مبدّل (ہست) باشد کہ ہای ہوز با دال مہملہ بدل شود چنانکہ (شنبہ) و (شنبد) پس بہ تحقیق ما (دستین) اصل است و (استین بمقصورہ) مبدّلش و (استیم) مبدّل آن (اردو) دیکھو آستین۔

(۲) استیم۔ بقول برہان و ناصری و رشیدی و سراج بالفتح بمعنی دہان ظرف و اوانی ہم۔ صاحب سروری از خسرو سند آوردہ (ع) خیزد پیش آر ازان می خوشبو بزود بکشای جگر را استیم پ مخفی مباد کہ خیک بقول غیاث بمعنی مشک است کہ در و آب پر کردہ می آرند و بقول سروری بکاف فارسی پوست گوسپند دباغت کردہ کہ آب و شراب در آن کنند **مؤلف** گوید کہ محققین بالا در تعمیم معنی از غور کار نگرفتہ اند بہ تحقیق ما (استیم) دہان ظرفی را گویند کہ مشابہ باشد بہ آستین جامہ چنانکہ دہان مشک یا ظرفی دیگر مشابہ آن و این مجاز معنی اوّل باشد و اگر عموماً دہان ہر ظرف را استیم گوئیم مجاز مجاز باشد سند پیش شدہ مفید نزاکت معنی ماست و برای تعمیم طالب سند باشیم باز ہم حال این استعارہ باشد بسبیل تشبیہ (اردو) ہر ظرف کا منھ اور ہماری رائے کے مطابق مشک یا کسی ایسے ظرف کا منھ جو مشابہ ہو آستین کے ساتھ۔ مذکّر۔

(۳) استیم۔ بقول برہان و ناصری و سراج بکسر اوّل جراحتی را گویند کہ کرک شدہ باشد یعنی سر ما خوردہ و ورم و آماس کردہ و جراحتی کہ سرش بہم آمدہ و درونش پر از چرک و ریم باشد و بدون نشتر زدن برنیاید و بقول رشیدی جراحتی کہ مندمل شدہ در آن چرک ماند (شمس فخری ع) بسکہ ببستہ ریم ریزد خصم پ گشتہ چشم عدوش چون استیم پ

صاحب سروری ہم ہمزبان رشیدی **مؤلف** گوید کہ این مجاز معنی اوّل است کہ گذشت و بدین وجہ کہ جراحت سرش بہم آمدہ و درونش پر از چرک (ریم) مشابہ آستین خلاد اندرون دارد مجازاً آنرا استیم نام کردند دیگر ہیچ و این استعارہ باشد بوجہ تشبیہ زخم سرماخوردہ با آستین۔ وجہ تبدیل فتح اصلی باکسرہ جزاین نباشد کہ اہل زبان ناواقف از ماخذ این را مزید علیہ (ستیم) بزیادت الف وصلی خیال کردند و (ستیم) را بوجہ لاعلمی از ماخذ بکسر اوّل استعمال کردند کہ بہمین معنی می آید و بحث کاملش ہمدر انجا کنیم۔ (اردو) وہ زخم جو ظاہراً بھر گیا ہو اور اُس کے اندر ریم موجود ہو جس کو فارسیوں نے استیم کہا ہے۔ مذکر۔

(۴) استیم۔ بقول برہان و سراج بکسر اوّل۔ سرمائی را گویند کہ بر جراحت زند و بیاماساند گویند اگر آن سرما در شب ہای مہتاب بر جراحت بہائم خورد البتہ او را بکشد۔ صاحب سروری بحوالۂ شرف نامہ ہمزبان برہان۔ **مؤلف** گوید کہ می بایست کہ برای این معنی سندے پیش کردہ حالا در معاصرین عجم متروک است و اگر استعمال این را بسند بیان محققین بالا در زمانہ سلف تسلیم کنیم جزاین نباشد کہ مجاز معنی اوّل است گویند کہ چون برودت بر جراحت قائم شود ہمچو غلافی نازک اطراف جراحت را گیرد و جراحت۔ اندرونش محفوظ بماند بہیئت کذائی و مندمل نہ شود و ورم پیدا کند و نقصانی نبخشد و این اثر برودت است ازینجاست کہ میوہ ہا یا چیزہای دیگر را کہ دیر محفوظ نماند در برف محفوظ کنند و سالہا بحال خود قائم باشد و خراب نشود۔ پس از نیکہ برودت بالای زخم را غلافی فرض کردند فارسیان

مجازاً آنرا استیم گفتند و جا دارد کہ این را مجاز مرسل گیریم کہ مسبّب را بیان کردہ سبب مراد گیرند
چنانکہ حکیم سنائی گوید (ـــ) سرد و گرم زمانہ ناخوردہ نرسی بر در سرا پردہ ۔ درین شعر
سرد و گرم مسبّب است و انقلاب سبب سردی و گرمی پس شاعر مسبّب را ذکر کرد و سبب
مراد گرفت اندرین صورت استیم را کہ استعارۂ زخم سرما خوردہ باشند ذکر کردن و مراد از
سرما گرفتن کہ سبب اوست مجاز مرسل باشد و وجہ کسرۂ اوّل ہمان است کہ بر معنی سوم گذشت
(اردو) وہ سردی جس کے اثر سے زخم اپنی حالت پر قائم رہتا ہے اور مندمل نہیں ہوتا۔
بلکہ اندر ہی اندر ورم بڑہتا جاتا ہے اور زخم کو بڑہاتا ہے اسکو فارسیون نے استیم کہا ہے
(۵) استیم۔ بقول برہان بالکسر بمعنی چرک و ریم جراحت ہم آمدہ صاحب رشیدی گوید کہ
خونی کہ در جراحت ریم شود کہ آن را (استیم) بدون الف ہم نامند و بقول بعض ریمی کہ در
جراحت ماندہ باشد و بعضی گویند کہ ریمی کہ از جراحت رود و بقول صاحب سروری ریمی کہ
در جراحت ماندہ باشد (بہ شین معجمہ) و بحوالۂ لسان الشعرا گوید کہ ریمی کہ از جراحت رود۔ خان آرزو
در سراج این را بسین مہملہ آوردہ **مؤلّف** گوید کہ ریمی را کہ در جراحت ماندہ باشد استیم
گفتن مجاز معنی اوّل است زیرا کہ مشابہ باشد با آستین کہ در حوالی زخم ہمچو غلافی سفید نمی پیچد
و تا آنکہ او را خارج نہ کنند جراحت مندمل نہ شود حیف است کہ سندی پیش نہ شد۔
حالا استعمالش در معاصرین عجم متروک است و جا دارد کہ این را مجاز مرسل گیریم کہ ظرف را ذکر
کردہ مظروف مراد گیرند چنانکہ گویند کہ "قدحی نوشیدم" یا "قارورۂ بیمار بیارید" و درین
ہر دو تمثیل قدح و قارورہ ظرف است ہرچہ در قدح و قارورہ است مظروف پس استیم را

کہ استعارۂ زخم چرک و ریم دارد است ذکر کردہ مراد از ریم و چرک گرفتن مجاز مرسل باشد وجہ کسرۂ اوّل ہمانست کہ ذکرش بمعنی سوّم کردہ ایم۔ آنانکہ این را بہ شین معجمہ گرفتہ اند مبدّل باشد کہ بقاعدۂ فرس سین مہملہ باشین معجمہ بدل شود ہمچون (کستی) و (کشتی) (اردو) فارسیون نے اُس ریم کو استیم کہا ہے جو زخم مین پیدا ہو کر زخم کو مندمل نہین ہونے دیتا۔

استیناف بقول صاحب بول چال۔ بمعنی مرافعہ باشد کہ فریق مغلوب بنا راضی حکم حاکم تحت پیش حاکم مافوق کند معاصرین عجم بزبان دارند مؤلّف گوید کہ لغت عرب است بکسر اوّل و سوّم و بقول صاحب منتخب از سر گرفتن چیزی و آغاز کردن پس معاصرین عجم مرافعہ را بدین نام موسوم کردند کہ فریق مغلوب پیش حاکم مجاز سماعت مرافعہ۔ واقعات مقدمہ را از سر آغاز کند و بالآخر بنا راضی فیصلۂ حاکم تحت۔ عذرات خود بیان کردہ استدعائے ترمیم یا تنسیخ کند (اردو) مرافعہ بقول آصفیہ مذکر۔ اپیل۔ ایک حاکم سے ہار کر دوسرے حاکم کے پاس داد خواہی کرنا۔ ہماری راے مین مجاز سماعت مرافعہ حاکم مافوق ہوتا ہے۔

استینہ بقول برہان و جامع و ہفت بروزن دستینہ تخم مرغ را گویند۔ صاحب ناصری بحوالۂ برہان ذکر این کند و فرماید کہ در فرہنگہا نیافتیم و قول برہان بی برہان است۔ خان آرزو در سراج گوید کہ بروزن انگبینہ ہر چیز زشت و مکروہ و بعضی جفاکار و درشت ہم نوشتہ اند بخیال ما تسامح اوست یا غلطی کاتب سراج کہ (استنبہ) را کہ بہ تای فوقانی سوّم و نون چہارم و ہای پنجم گذشت (استینہ) نوشت سلسلۂ ردیف الفاظش ہم تائید خیال ما می کند و ہمین معنی بیان کردہ اش بہ (استنبہ) مذکور شد و اشارہ این ہم ہمدر آنجا کردہ ایم و (استینہ)

را در ممدوده هم نوشته ایم که بقول بعض با شین معجمه هم آمده ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است بخیال ما اصل این به مقصوره باشد های هوز نسبت بر آخر این زیاده کرده (استینه) کردند یعنی چیزی که منسوب به آستین است کنایه از بیضهٔ مرغ - یعنی چنانکه آستین اطراف دست را می پوشد بیضه هم از پوست خود داخل خود را پوشیده است دیگر هیچ آنانکه این را به شین معجمه آورده اند که در ممدوده گذشت مبدل این باشد که بقاعدهٔ فارسی سین مهمله به شین معجمه بدل شود همچون (کُستی) و (کُشتی) بالجمله صاحب محیط بر لفظ بیض گوید که مطلق آن تخم مرغ خانگی است که بفارسی تخم مرغ دخایهٔ ماکیان گویند و آن مشابه بمنی و خون انسان باشد - زردهٔ آن مرکب القوی مائل بگرمی تا آخر درجهٔ اول و سفیدی آن سرد تر در دوم و پوست بیرون آن در اول دوم سرد و خشک و پوست اندرون آن سرد و خشک در اول - سریع النفوذ و غذای نیک برای نحیف و مقوی دل و دماغ و بدن و مبهی و منافع بسیار دارد (اردو) دیکھو (آستینہ)

استیهیدن بقول صاحب بحر بکسر اول و ثالث و یای تحتانی رسیده مرادف (اشتهیدن) است که گذشت (کامل التصریف) و مضارع این استیهد - صاحب موارد هم ذکر این کرده و از مولوی معنوی سند آورده (ـه) هر که باشد شیوه استیهیدنش ؛ دیدهٔ خود را بپوشد روشنش ؛ از دیدنش ؛ مؤلف گوید که استیهش حاصل بالمصدر باشد چنانکه حاصل بالمصدر (ستیهیدن) ستیهش آمده که بجای خود می آید - صاحبان رشیدی و سروری و نوادر و سراج هم ذکر این مصدر کرده اند بخیال ما (استیهه) بفتح اول و سین مهملهٔ ساکن و کسر تا

نونانی وسکون تحتانی و های ہوز در آخر ام جامد فارسی زبان است مبدل (استیز) کہ بمعنی جنگ وخصومت وغیرہ گذشت فارسیان بقاعدہ خود زای معجمہ را بہ های ہوز مبدل کردہ (استیہہ) کردند ہمچون (بیاز) و (براہ) و (کوزیشت)	و (کوہ پشت) و بر آخر ہمین اسم جامد یای معروف و علامت مصدر (دن) آوردہ مصدر جعلی ساختند (استیہیدن) شد ماذکر مضاف اصلی جعلی بر (اسم مصدر) می کنیم کہ ہمدرین باب بجای خودش می آید (اردو) دیکھو استہدن۔

اسحارہ بقول برہان وہفت وانند باحای بی نقطہ بروزن گہوارہ بلغت رومی دوائیست کہ آنرا تودری خوانند وآن بہار نوع می باشد۔ زرد وسفید وسرخ وگلگون وبہترین آن زرد باشد وسرطان۔ نافعست۔ صاحب محیط این را بدون های ہوز (اسحار) بالکسر نوشتہ گوید کہ تودری است وفرماید کہ بشین معجمہ نیز آمدہ وبر (تودری) نوشتہ کہ بضم تا وسکون واو وفتح دال مہملہ وکسر رای مہملہ وسکون یای تحتانی اسم فارسی است ومعرب آن (توذری) بذال معجمہ وآن را (تودرج) بزیادت جیم نیز گویند وبعربی (بزرالنخم) وبزرالہوہ) و (قصیص) وبشیرازی (تدری) و باصفہانی (قدومہ) وبہ کرمانی (مارورشت) وبہ تبریزی (درینہ) و بیونانی (اردسیمن) وبہ لاطینی (شدلہ) وبہ سریانی (طوطرفع) وبہ رومی (اسحار) و بہندی (دوری) مانند وآن تخم نباتیست وسہ قسم است سرخ وزرد وسفید وبہترین آن زرد رنگ بود گرم ودر دوم وتر در اول وہر سہ قسم در افعال قریب بہم مشتہی ومحرک باہ ومولد منی وشیر ومقوی دماغ ومسخن وملطف۔ ونافع یرقان وعرق النسا، ومنافع کثیرہ دارد۔ الخ (اردو) بقول صاحب محیط۔ دوری۔ ہندی۔ تخم کا نام جو دواؤن مین استعمال کیا جاتا

صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام تودری لکھا ہے۔

اسدان بقول صاحب شمس بالفتح جاہا وچیزہا کہ بر ہودج اندازند گوید کہ لغت فارسی است دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد وسندی پیش نشد ومعاصرین عجم ازین ساکت وماخذ این ہم متحقق نشد (اردو) ہودج کا ساز وسامان (مذکر)

اسرار زمین اصطلاح - بقول بحر وضمیمہ برہان بمعنی رستنی ہا ونباتات صاحب مؤید وشمس ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ اسرار بالفتح لغت عرب است جمع سر وسر بقول منتخب بالکسر وتشدید بمعنی راز وانچہ پوشیدہ شود پس فارسیان اسرار را مضاف کردند بسوی زمین ومعنی لفظی آن انچہ در زمین پوشیدہ باشد ورا از زمین وکنایہ گرفتند از رستنی ہا ونباتات (اردو) نباتات - بقول آصفیہ نبات کی جمع (عربی) اسم مؤنث پودے - دیکھو (اردو)

اسراسان بقول شمس لغت فارسی است بکسر تین وتشدید سین مہملہ آب سخت شور باشد دیگر کسی از محققین فرس با او نیست وسندی ہم پیش نشد ومتحقق نشد کہ مال کدام زبان است (اردو) نہایت کھاری پانی - مذکر۔

اسراف بقول صاحب آصفی از حد درگذشتن در خرج - صاحب ضمیمہ برہان فرماید کہ بلغت سریانی بمعنی بندہ کہ ترجمہ آن در عربی عبد است - صاحب منتخب کہ محقق لغت عرب است گوید کہ اسراف بالکسر بمعنی بی اندازہ خرچ کردن وبرگذاف کاری کردن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند وبا مصادر فرس مرکب کردہ بمعنی مصدری گیرند کہ در لحقات می آید (عرفی ۵) می مغانہ کہ از در وشور وشر صاف است ۔ بہ محتسب

ندہی قطرہ کہ اسراف است ؛ (اردو) اسراف - بقول امیر (عربی) مذکر - فضول خرچی (فقرہ امیر) "وہ تباہ ہو گئے مگر اسراف سے باز نہیں آتے"۔

اسراف از حد رفتن استعمال - یعنی بی اندازہ خرچ کردن چنانکہ حدی ندارد و اصل این (از حد رفتن) است کہ گذشت اسراف باشد یا چیز دیگر سند این ہم ہمدرآنجا مذکور سند (اردو) اسراف حد سے گزر جانا۔

اسراف رفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از ظہوری سندی آوردہ (ے) گر نہ اسراف تو میرفت ظہوری در جدہ صرف امسال شدی طاقت پارینۂ ما ؛ **مؤلف** گوید کہ در دیوان ظہوری مصرع اول را چنین یافتم (ع) گر نہ اسراف تو میرفت ظہوری از حد ؛ پس ازین سند مصدر را (اسراف از حد رفتن) پیدا می شود و ہمانست کہ ما ذکر این (از حد رفتن) ہم کردہ ایم فتامل (اردو) دیکھو اسراف از حد رفتن

اسراف کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلیم ہمدانی سند آوردہ کہ "یعنی بی اندازہ خرچ کردن باشد (ے) در عبادت قانع است اینجا اتفاقات می کند ؛ گر در آب غسل اسرافی کند زہد ریا ؛ (ظہوری ے) کردہ در خندہ گریب اسرافی ؛ گریہ از دیدہ انتقام کشید (اردو) اسراف کرنا۔

اسرائین بقول صاحب مؤید کہ بذیل لغات فرس آوردہ بر وزن و بمعنی اسرائیل است و فرماید کہ صاحب قنیہ ہم ذکر این کردہ صاحب ضمیمۂ برہان ہم این را آوردہ۔ فارسیان اسرائیل را کہ لغت عبری است چنانکہ (بنی اسرائیل) بہ تبدیل لام آخر بہ نون (اسرائین) کردہ باشند ولیکن این قسم تبدیل خلاف قیاس است و تمثیلی از نظر ما نگذشت۔ صاحب انند فرماید کہ (اسرائیل) در عربی زبان بمعنی برگزیدہ خدا و نام حضرت یعقوب

علیہ السلام و فرماید کہ بہ ہمین معنی (اسرائین) ہم آمدہ (اردو) اسرائیل - مذکر - عبرانی زبان مین یعقوب علیہ السلام کا نام ہے اور اسی سے ہے بنی اسرائیل - امیر منفور فرماتے ہین کہ (اسرا) بمعنی برگزیدہ اور (ئیل) بمعنی خدا سے مرکب ہے یعنی برگزیدۂ خدا

اسرپ بقول ضمیمۂ برہان با بای فارسی سرب را گویند کہ بہندی سیسا خوانند صاحب شمس فرماید کہ بضم الف و رای مہملہ و بای فارسی باشد و بحذف الف ہم آمدہ و صراحت کند کہ لغت فارسی است و صاحب، مؤید بحوالۂ زفانگو یا ذکر این کردہ صاحب انند گوید کہ بضم اول و ثالث سرب است کہ می آید و (اسرف) معرب این - صاحب سوا، السبیل (اسرب) را عربی گوید و فارسی آن سرمہ و بہندی جست و بقول غیاث سیسا **مؤلف** عرض کند کہ (سرب) بالفتح و بہ بای عربی بقول صاحب منتخب لغت عربست بمعنی سیسہ و مہرہ وغیرہ (الخ) پس جزاین نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود بای عربی را بفارسی بدل کردند ہمچون (تب) و (تپ) و الف وصلی در اول این آوردند مخفی مباد کہ (سرف) بفا در عربی زبان بقول صاحب منتخب بمعانی مختلفہ آمدہ ولیکن بمعنی (سرب - بہ موحدہ) نیامدہ و (اسرف) در آن متروک صاحب برہان بر (سرب) بدون الف وصلی و با بای موحدہ فرماید کہ بضم اول و سکون ثانی مخفف (اسرب) است کہ بعربی آنک و بہندی سیسا خوانند نتیجۂ این ہمہ تحقیق آنست کہ (سرب) بالفتح و بای عربی لغت عرب است بہمین معنی فارسیان ہمین لفظ را بہ ہمین معنی بالضم استعمال کردند و الف وصلی ہم در اولش آوردند و بای عربی را بفارسی ہم بدل کردند پس

بخیال ما (اسرب) بہای عربی ملا اسرپ) بہای فارسی - مفرّس است وبس (اردو) دیکھو آنک کے چوتھے معنی -

(الف) اسرشتن | (ب) بقول صاحب نوادر بمعنی خمیر کردہ (اسیر لاہجی ۹) علم
(ب) اسرشتہ | درجان و دلت اسرشتہ اند نہ تخم دانش و رزمنیت کشتہ اند پژدگر

کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ (سرشتن) بقول صاحب نوادر بمعنی خمیر کردن و شدن و مخلوط کردن و شدن آمدہ کہ بجای خودش می آید صاحبان بحر عجم ہموار ذکر معنی لازم نکردہ اند پس فارسیان آنرا بزیادت الف وصلی در اولش (اسرشتن) کردہ اند از ینجاست کہ ما این مصدر را بر (الف) قائم کردہ ایم و (ب) اسم مفعول آنست محققین مصادر (الف) را ترک کردہ اند و صاحب نوادر (ب) را بدیل مصادر (استیزیدن و استیہیدن) آوردہ قائل مقصودش جز این نباشد چنانکہ طرز او ست کہ (ب) را از ملحقات (استیزیدن و استیہیدن) می داند و ما با او اختلاف داریم زیرا کہ ہر دو مصادر بالا لفظاً و معنی با (ب) تعلقی ندارد ما صراحت ما خذ الف بر سرشتن کنیم کہ بجاے خودش می آید

(اردو) (الف) - خمیر کرنا - مخلوط کرنا - ملانا (ب) خمیر کیا ہوا - ملا ہوا -

اسرنج | بقول صاحب برہان و ہفت بکسر اول و رای قرشت و سکون ثانی و نون و جیم (۱) طبقی باشد بی کنارہ کہ از روی سازند و بر پشت آن قبہ کنند و بندی بر آن بگذارند و در روزہای جشن و تماشا و تمامی آنرا از دست گرفتہ بر ہم زنند تا از ان صدائی بر آید و آنرا سنج نیز گویند و (۲) سرنج را نیز گفتہ اند و آن رنگی باشد معروف کہ نقاشان و مصوّران

بکار برند و سوختگیها را نیز نافع است هم او برد (سرنج - بدون الف) صراحت مزید کند که بمعنی اوّل دو طبق بی کنار و بر پشت آن قبّه سازند و آن قبّه را بدست گرفته بر یکدیگر زنند و بیشتر بانقاره و دهل و امثال آن نوازند و نسبت معنی دوم صراحت فرماید که قلعی و سرب سوخته را گویند و آن رنگی است برای نقاشان و مصوران در غایت حمرت چه باطن سرب سرخ است صاحبان سراج و ناصری هم ذکر هر دو معنی کرده اند صاحب رشیدی نسبت معنی دوّم گوید که سفید آب باشد و بحوالهٔ قاموس فرماید که (سرنج) بر وزن سمند لغت عربست به همین معنی و این را (اسلیقون) نیز گویند - صاحب شمس تبرک معنی اوّل نسبت معنی دوم نوشته که باوّل مکسور و ثانی زده و رای مکسور سپید آب و بفتح بمعنی شنگرف زوالی که هندش سندور گویند و در تنجری (اسرنج) نوشته صاحب جامع نسبت معنی اوّل فرماید که مرادف سنج و بمعنی دوم شنجرف صاحب سروری بر معنی دوم قانع - صاحب مؤیّد این را بذیل لغات فرس آورده گوید که بالفتح شنگرف زوالی که هندش سیندور گویند - از سرب و عصارهٔ آن نسه بسازند کذا فی طب حقائق الاشیا صاحب ضمیمه برهان هم همزبان مؤیّد مؤلّف عرض کند که صاحب برهان (سنج) را که بالفتح بمعنی اوّل آمده مخفّف (سرنج) گویدپس (اسرنج) بزیادت الف وصلی در اوّل آن مترادف علیحده باشد بخیال ما (سرنج) ماخوذ باشد از (چهانجه) که لغت سنسکرت است بقول صاحب سلطان زنگله نی نوازان و بقول صاحب آصفیه لغت هندی است بمعنی اوّل چاه دارد که فارسیان جیم عربی را به سین مهمله بدل کرده باشند همچون (ریواج) و (ریواس) و های هوز بدل

بہ رای مہملہ چنانکہ (ہوبہ) و (ہوبر) والف سوم و ہای آخر حذف شدہ (سرنج) شد بمعنی اوّل کہ حذف الف و ہای ہوز اکثر در فارسی زبان می شود ہمچون (راہ) و (رہ) و (گیاہ) و (گیا) نسبت معنی دوم عرض میشود کہ صاحب منتہی الارب ہم ذکر این کردہ کہ لغت عربست و بقولش چیزیست مصنوعی از سرب سوختہ مشابہ بہ شنجرف کہ اندمال جراحت ہا را نافع است پس فارسیان الف وصلی در اولش زیادہ کردہ (اسرنج) کردہ اند و این بمعنی دوم مفرس است اختلاف اعراب نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است صاحب محیط بر (اسرنج) فرماید کہ بضم اوّل وسکون سین مہملہ و فتح رای مہملہ وسکون نون وجیم بیونانی (سلیقون) و بفارسی شنگرف و (ازالی) و (سندریس) وبسریانی (زرقون) وبہندی (سیندور) گویند چیزی است مصنوع از قلعی وسفید آب سوختہ شبیہ بشنگرف سرد وخشک وقابض ومانع سیلانات خون ومنافع بسیار دارد (اردو) (۱) چہانچہ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - ایک قسم کا بڑا مچھرا جو طاسہ اور ڈہول کے ساتھہ بجایا جاتا ہے اصل مین یہ دو تشتریان پیچ سے اُبھری ہوتی ہین جن مین سوراخ کرکے ڈورا ڈال لیتے ہین اور ان دونون کو ملاکر بجاتے ہین - صنیج - (۲) سِندور - سیندور - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - ایک سرخ رنگ کی دہات کا نام جسے ہندو عورتین اکثر مانگ مین بہرتی ہین اور اس کے کہانے سے آدمی کی آواز بیٹھ جاتی ہے - برنج احمر

اسروش | بقول برہان وناصری وہفت واند بضم اوّل وثالث وسکون ثانی و واو وشین قرشت (۱) بمعنی آواز خوش و (۲) فرشتہ را نیز گویند مطلقاً و نام فرشتہ ایست

که تدبیر امور بندگان بدست اوست و (۳) نام روز هفدهم از هر ماه شمسی و بقول جهانگیری
و جامع همان سروش (که می آید) صاحب رشیدی فرماید که جبرئیل خصوصاً و ملائکه
عموماً و (۴) هاتف غیب را نیز گویند - صاحب سروری بر جبرئیل و ملائکه قانع
خان آرزو در سراج گوید که سروش مخفف این است بمعنی مطلق فرشته و آنرا (شاهنشاه)
و (انهوسپند) نیز گویند و بتازی ملک و بهندی دیوته و دیو خوانند و بعضی از اهل تحقیق
نوشته اند که حق تعالی سی و پنج سروش آفریده از انجمله سی نفر آنانند که روزهای سی گانه
از هر ماه شمسی بنام آنها موسوم گشته و پنج نفر آنکه پنجه دزدیده یعنی خمسه مسترقه بنام
آنهاست و نیز نام ملکی مخصوص که سیاست بندگان بدو مفوض و تدبیر امور و مصالح
روز سروش بدو متعلق و نیز نام روز هفدهم از هر ماه شمسی - فرماید که انچه صاحب رشیدی
بمعنی جبرئیل علیه السلام گفته وجه این ظاهر نیست و مجازاً بمعنی هاتف که صاحب آواز
غیب است و این با ولیا هم خصوصیت ندارد بلکه عوام مسلمین را نیز میسر شود و جبرئیل
مخصوص بانبیاست علیهم السلام و (۵) سروش بمعنی صاحب آواز خوش هم آمده و
آواز خوش هم که مژده باشد - صاحبان شمس و انند صراحت کنند که لغت فارسی است
ما صراحت کامل این بر (سروش) کنیم - در اینجا همین قدر کافی است که الف وصلی
بر لغت سروش زیاده کرده اند - جاد اردکه اصل این (سروش) باشد به فتح واو مرکب
از (سر) و (وش) سر بقول برهان بمعنی فکر و خیال و زور و قوت و سردار و مقدم
لشکر و میل و خواهش و بالا و زیده و خلاصه و خالص و (وش) بقولش بفتح اول و

سکون ثانی بمعنی خوب و خوش و منتخب و شبہ و مانند پس بخیال ما (سروش) بفتح اول و سوم بمعنی مثل سردار لشکر باشد کنایہ از معنی خاص دوم کہ تدبیر امور بندگان بدست اوست و دیگر ہمہ معانی مجاز آن - فارسیان بوجہ عدم اطلاع از ماخذ و بکثرت استعمال - واو را ساکن کردند - آنانکہ این را بمعنی آواز خوش و ہاتف غیب گیرند چنانکہ بر معانی اول و چہارم مذکور شد ممکن است کہ اصل آن (سروش) بمعنی فکر و خیال خوب و خوش باشد

(اردو) (۱) اچھی آواز - مونث (۲) فرشتہ - بقول آصفیہ ملک خدائے تعالے کا نورانی قاصد (عام) اور بلحاظ تخصیص معنی دوم وہ خاص فرشتہ جس سے تدبیر امور بندگان متعلق ہے - مذکر (۳) اسروش فارسی مین ہر ماہ شمسی کے سترہوین دن کا نام - مذکر (۴) ہاتف - بقول آصفیہ اسم مذکر غیب کی آواز - آواز دینے والا - سروش (۵) اچھی آواز والا - مذکر -

اسروشنہ بقول برہان بکسر اول و فتح ثالث و شین و نون بر وزن بی حوصلہ نام شہریست از ولایت ماوراء النہر و فرماید کہ بضم اول و ثالث اصح است - خان آرزو در سراج ذکر این کردہ و بر حرکات اول الذکر قانع و صاحب ناصری ہمزبان برہان در صحت حرکات حروف - صاحب جامع فرماید کہ ہمین شہر را (تیبہ) نیز گویند و صاحب شمس فرماید کہ ترکان این را (درانیہ) خوانند مقصود مصححین اعراب خبر می دہد کہ این ماخوذ است از (اسروشان) کہ بمعنی فرشتگان است و ہای لیاقت بر آخر کلمہ آمد و الف دوم حذف شد و جاء دارد کہ فارسیان (اسروش) را بزیادت نون (اسروشن)

گردند بچون (گذارش) و (گذارشن) و بر آخر او ہای لیاقت آورند پس (اسروشنہ) بمعنی جائیکہ لائق فرشتگان است و کنایہ از شہری (اردو) فارسیون نے ایک شہر کا نام (اسروشنہ) رکھا ہے جو ولایت ماوراء النہرین واقع ہے۔ مذکر۔

اسرہ بقول صاحب شمس بکسر یکم و فتح سوم لغت فارسی است بمعنی ازان سو۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب لغات ترکی این را بہمین معنی لغت ترکی نوشتہ۔ صاحب مؤید ہم بذیل لغات ترکی آوردہ بمعنی ازان (اردو) اوس طرف سے۔ اس وجہ سے۔

اسرشیم بقول برہان و سراج و ناصری و انند و ہفت بکسر اول و فتح ثالث و شین و میم سرشیم را گویند و آن دو نوع است یکی آنکہ از پوست گاو میش و گاو سازند و چیزہا بدان چسپانند و بعربی غراء الجلود خوانند و دیگری مانند پیہ بود و آنرا از شکم ماہی برمی آرند و سرشیم ماہی گویند و بعربی غراء السمک و ہم او بر (سرشیں) ذکر اسرشیم کردہ۔ صاحب خزانۃ اللغات بر (سرشیں) نوشتہ کہ ترجمۂ این در سنسکرت (سریت بہاسا) و در عربی (اشراس) و صاحب انند بر (سرشیں) فرماید کہ معروف و آنرا در عربی (اشراس) گویند۔ و بر (سرشیم) صراحت مزید کند و بر (اشراش) بہر دو شین معجمہ نویسد کہ فارسی است نباتی است کہ آنرا خشک کردہ از آرد آن کفشگران و صحافان چیزہا چسپانند و (سرش) ہم گویند و صاحب محیط بر (اشراس) بشین معجمۂ دوم و مہملۂ پنجم فرماید کہ بفتح یا بکسر آن و سکون شین معجمہ باشد و سین مہملہ در آخر۔ لغت عربی است و بفارسی (اسرشیں)

وبیونانی (آنویس) وبسریانی (عروی) بیخی است غیر بیخ خشتی۔ گرم وخشک در اول وسوختہ آن گرم در دوم وخشک در سوم خوردن آن نافع درد پہلو وسرفہ دیرقان حادث از صفرا سوختہ ومنافع بسیار دارد وبیخ آنرا سلائیدہ وبآب آمیختہ مستعمل صحافان وکفش گران زیرا کہ بسیار لزج است ووصل آن مستحکم وہم او بر (اسراش) بہ سین مہملہ وواو ومعجمہ بہ جیم گویند کہ آرد سودہ کہ گاہ از ورق معاد وگاہ از بیخ خشتی می سازند۔ نتیجہ این ہمہ جگر کاوی آنست کہ (اشراس) لغت عرب اصل است فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ بدل کردند ہمچون (کستی) و (کشتی) وبقاعدۂ امالہ الف دوم را بیا بدل کردند ہمچون (حساب) و (حسیب) ومیم تخصیص در آخرش آمدہ (اسرشیم) شد یعنی چیزی خاص کہ از (اشراس) ساختہ شد۔ صاحب قوانین دستگیری ذکر میم تخصیص کردہ ہمچو (نہم) و (دہم) وامثال آن یا اینکہ از اسراش بقاعدۂ امالہ وزیادت میم تخصیص (اسرشیم) شد پس تسامح اہل تحقیق است کہ در تعریف این چیزی را بیان کردند کہ مخصوص از پوست گاو میش وگاو است یا از شکم ماہی گیرند وچیزہا بدان چسپانند وجاودار کہ آنرا مجازاً (اسرشیم) گویم۔ پس باید کہ (سریش) و (سرشیم) را مخفف (اسرشیم) گیریم بحذف الف وميم در اول ومحض الف در ثانی و (اسرشیم) بخیال ما مفرس است (اردو) سریش۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ سرشیم ایک لیسدار چیز کا نام جو اونٹ۔ گائے۔ بھینس وغیرہ کے کچے چمڑے یا مچھلی کے پوٹے کو پکا کر بناتے ہین اور لکڑی وغیرہ جوڑنے کے کام مین لاتے ہین۔ ہماری تحقیق مین سریش ایک پودے کی جڑ سے بنایا جاتا ہے۔ اور اوس جڑ کو عربی مین (اشراس) کہتے ہین اور اس چیز کا نام بسبیل مجاز ہے

جس کا ذکر صاحب آصفیہ نے فرمایا ہے۔ اور بقول آصفیہ (سریش) عموماً نہایت چپکنے یا چپک جانے والا۔ لیدار۔ چیپ دار۔

اسطبر بکسر اول وفتح ثالث وراے موقوف بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است (۱) بمعنی ببیار سطبر وگندہ و (۲) بمعنی وزن ہم۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب برہان بر (ستبر) صراحت فرماید کہ بہ طای حطی معرب است مؤلف عرض کند کہ بحث این بر (ستبر) گذشت و جز این نیست کہ فارسیان (سطبر) معرب (ستبر) را بزیادت الف وصلی در اولش مفرس ساختہ اند دیگر ہیچ۔ حیف است کہ سندی پیش نشد۔ انچہ صاحب انند در معنی این ہمہ لغت کردہ یعنی محض گندہ و ستبر را ببیار گندہ و ستبر نوشتہ۔ قابل غور است و ہم چنین معنی دوم سندی باید کہ این معنی بر (ستبر) و (ستبر) مذکور نیست و من وجہٍ جا دارد کہ معنی دوم این کنایۃً وزنی باشد کہ چیز گندہ و ستبر قدری وزنی می شود۔ (اردو) (۱) دیکھو ستبر۔ (۲) وزن۔ بقول آصفیہ (عربی)۔ اسم مذکر۔ بوجھ۔ بار۔ گرانی آپ ہی نے لفظ وزنی کا بھی ذکر کیا ہے۔ بھاری۔ ثقیل۔

اسطخر بقول برہان وہفت وانند باطای حطی بر وزن ومعنی استخر باشد و فرماید کہ بقول بعض معرب استخر۔ ما صراحت معنی و ماخذ این ہر (استخر) کردہ ایم و این بہ تبدیل تای فوقانی باطای حطی۔ ہمان باشد کہ مذکور شد کہ فارسیان در قواعد فرس ذکر این کردہ اند ہمچون (تبرزد) و (طبرزد) (اردو) دیکھو استخر۔

اسطر بقول برہان وہفت وانند بضم اول وثالث وسکون ثانی وراے قرشت

(۱) بزبان یونانی ترازو را گویند و بعربی میزان خوانند و (۲) نام پادشاہی نیز ساصراحت این برلاسطرلاب) کردہ ایم و معنی دوم مجاز باشد کہ بادشاہی را اسطر نام کردند و استعارۃً او را میزان گفتند بہ تشبیہ عدلش کہ ہمہ رعایا را در حقوق مساوی داند بخیال ما ہمین باشد وجہ تسمیہ اش (اردو) (۱) ترازو۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ میزان۔ وزن کرنیکا آلہ۔ تک۔ تکھڑی۔ (۲) ایک بادشاہ کا نام اسطر تھا۔

اسطرخ بقول برہان و اندو جامع با خاے نقطہ دار بر وزن و معنی استخر است صاحب ہفت این را بہ صاد مہملہ نوشتہ و صراحتش در بیان حلیۂ لفظ ہم کردہ بخیال ما تسامح او بیش نیست۔ و در قواعد فارسی تبدیل راے مہملہ با خاے منقوطہ یا بالعکس آن نیامدہ و از نظر ما ہم نگذشت پس جز این نباشد کہ ناواقفان ما خذ یعنی عوام عجم در روزمرہ خود تقدیم و تاخیر حروف (اسطخر) را (اسطرخ) کردہ باشند اصراحت (استخر بتای فوقانی) و (اسطخر۔ بطای حطی) بجایش کردہ ایم و ذکر ما خذ بر (استخر) گذشت (اردو) دیکھو استخر۔

اسطرلاب ہمان استرلاب است کہ بہ تای قرشت گذشت وجہ تسمیہ این ہمدر انجا ذکر کردہ ایم صاحب سوار السبیل فرمایدکہ اصل این بہ یونانی (آستر الاین) است و معنی اصلی این اخذ الشمس باشد۔ یعنی گرفتن آفتاب۔ باتی حال فارسیان بصاد دوم و تای سوم ہم این را استعمال کردہ اند (استرلاب) کہ گذشت ہمدر آنجا حقیقت تای فوقانی و رین لفظ ذکر کردہ ایم واشارہ بسوی طای حطی ہم ہمدر انجا گذشت

و (اصطرلاب) کہ می آید در اینجا حقیقت صاد مہملہ دوم درین لفظ ذکر کنیم در اینجا همین قدر کافی است کہ مرکب است از (اسطر) کہ بیونانی تراز و را گویند چنانکہ گذشت و (لاب) یعنی آفتاب است پس معنی حقیقی این تراز وی آفتاب باشد و اگر بقول سودا بسبیل استعارہ بمعنای نوقانی گیریم تبدیلش بہ طای حطی در فارسی نمی شود الا بضرورت تعریب چنانکہ صاحب قوانین دستگیری نوشتہ (اردو) دیکھو استرلاب۔

اسطرلاب چہارم اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و ضمیمہ برہان و اتند و مؤید آفتاب باشد مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد کہ آفتاب بر فلک چہارم و اسطرلاب کہ در و طبقات متعدد دارد بمعنی حقیقی ہست (اردو) دیکھو آفتاب۔ مذکر۔

اسطرنونا بقول برہان و اتند بضمہ اول و ثالث و نون و واو رسیدہ و نون دیگر بالف کشیدہ بیونانی علم ہیأت و علم نجوم را گویند (اردو) علم ہیئت۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ وہ علم جس کے ذریعہ سے اشکال فلکی اور مساحت کرہ ارض معلوم کریں آپ ہی نے علم نجوم پر فرمایا ہے کہ (اسم مذکر۔ عربی) ستارونکا علم۔ وہ علم جس کے ذریعہ سے اجرام فلکی ان کی جسامت۔ حرکات و سکنات۔ بعد۔ زمانہ گردش۔ گرہن وغیرہ کا حال معلوم ہو۔

اسطفین بقول برہان و اتند و ہفت بکسر اول و فتح ثالث و فا بہ تحتانی رسیدہ و نون زدہ بلغت یونانی زرد ک را گویند کہ گز رباشد و بہترین آن زرد و شیرین و قوت باہ دہد و کم را قائم کند و بضم اول ہم گفتہ اند صاحب محیط برگزر نوشتہ کہ بفتح اول و سکون رای مہملہ معرب آن جزر است بعربی (ابو مقابل) و بفارسی (زرک) و بہندی (گاجر) گویند و آن دو نوع می باشد بری و بستانی و از مطلق آن بستانی مراد است کہ بیونانی (فاسطفلین)

و (سامالینوس) و (اغریوس) و (اسطافالیس) و (اسطون) و بسریانی (سطفلین) و ترکی (بیرکوکی) و در انگلیسی (کیرٹ سیڈ) گویند۔ گرم و تر در دوم و بعضی در اول نیز گفتہ اند و بعضی گرم در آخر دوم و تر در اول نوشتہ ملطف اخلاط و منفتح سدہ جگر و مقوی معدہ و ملین و مبہی و مزید جوہر منی و منافع بسیار دارد (اردو) گاجر۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ گزر زردک۔ جزر۔ ایک قسم کی میٹھی جڑ۔

اسطقس بقول برہان و آنندراج بضم اول و ثالث و قاف و سکون ثانی و سین بی نقطہ با تشدید بلغت رومی ہر یک از چہار عنصر باشد کہ آب و آتش و باد و خاک است۔ صاحب سوا راسبیل گوید کہ اصل این یونانی (ستوخس) بمعنی آخشیج است و اصل معنی او صف و طرز بیانش جزا این نیست کہ عربان (ستوخس) یونانی را تعریباً بہ تبدیل تای فوقانی بہ طاء حطی و تبدیل خای معجمہ بہ قاف و حذف نون گرفتہ۔ یا کتابتش در السنۂ فارسی و عربی بہمین حروف است (اردو) دیکھو آخشیج کے دوسرے معنی۔

اسطقسات بقول برہان و ہفت با الف و تای فرشت (۱) جمع اسطقس یعنی عناصر اربعہ بلغت رومی و (۲) اجرام سماوی و (۳) اصل و مادۂ ہر چیز و (۴) طبائع گہ حرارت و برودت و رطوبت و یبوست باشد و (۵) علم ہندسہ را ہم گفتہ اند۔ صاحب ضمیمہ برہان این را بحذف سین مہملۂ دوم (استقات) گفتہ بر معنی اول قانع۔ صاحب انتند بکر ہر پنج معانی متفق با برہان گوید کہ صاحب تواریخ و صاف در حمد حق سبحانہ تعالی استعمال این بمعنی اول کردہ (نثر) از تاثیرات حرکات شوقی آن سلسلہ اسطقسات

اصول اربعہ باتضاد امزجہ و اختلاف کیفیات در یکدیگر پیوست" صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بضمن دستور پنجم کہ متعلق بہ لغات غریبہ است ذکر معنی اول این کردہ فرماید کہ بدون الف اوّل ہم آمدہ۔ صاحب شمس مذکر معنی اوّل و چہارم فرماید کہ لغت عربی است۔ **مؤلّف** گوید کہ چنین نیست کہ (اسطقس) کہ گذشت معرّب است از رومی زبان چنانکہ بجایش اشارہ کردہ ایم و این جمع آنست بقاعدۂ عربی طرز بیان برہان این را جمع بلغت رومی ظاہر می کند و نہ چنان باشد معنی اوّل حقیقی است و دیگر معانی مجاز آن (اردو) (۱) چار عنصر۔ بقول آصفیہ۔ اسم مذکر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ وہ چار دن اصلی جز جن سے موجودات کی ظاہری صورت نمایاں ہوئی (۲) اجرام سماوی۔ مذکر۔ آسمانوں کے نورانی اور لطیف اجسام (۳) ہر چیز کی اصل (مؤنث) اور اسکا مادّہ (مذکر) (۴) طبائع مذکر۔ طبیعت کی جمع جس سے حرارت۔ برودت۔ رطوبت۔ یبوست مراد ہے (۵) علم ہندسہ۔ بقول آصفیہ اسم مذکر ریاضی کی وہ شاخ جو اجسام کی جسامت حقیقت اور سطوح و زوایا کے تعلقات یا اونکی پیمایش کو ظاہر کرے۔ وہ علم جس سے معرفت اشکال و مقادیر اشیاء کی واقفیت حاصل ہو۔

اسطوخودوس | بقول برہان و ہفت بضم اوّل و ثالث و خای نقطہ دار و دال مہملہ بواو رسیدہ و سکون ثانی و سین مہملہ بلغت یونانی و بقول بعض بلغت رومی (شاہ اسپرم) رومی است و معنی آن بعربی موقف الارواح۔ و ممسک الارواح۔ تقویت دل و تزکیہ فکر کند صاحب انند فرماید کہ این را بعربی (ضرم) گویند۔ صاحب مؤیّد گوید کہ گیاہیست کہ آنرا

بہندی (دہار) نامند۔ صاحب محیط نوشتہ کہ این اسم یونانی است بمعنی موقف الارواح یعنی حافظ الارواح و بعربی (انس الارواح) و (ممسک الارواح) و اہل مکہ گیاہ آنرا (ضرم) و گل آن را (زہر الضرم) نامند و بسریانی (سجاوس) نام جزیرہ ایست و این درآنجا روید و (شاہسفرم رومی) و اہل تنکابن (تردم) و بہندی (دہارو) و نزد بعضی اطبا (بشاش) و در بنگالہ (تنتنہ) گویند و فرماید کہ صاحب الفاظ الادویہ بسبب عدم تحقیق ہندی آن (ہنڈی) نوشتہ۔ بالجملہ این گیاہیست ربیعی بقدر ذراع۔ نسبت آن جاہای نمناک بقول شیخ گرم در اول و خشک در دوم و نزد فاضل عبد اللطیف گرم و خشک در اول و دوم و گویند کہ این صحیح تر است محلل و ملطف بعاونت تلخی طعم و جالی و مفتح سدد و مفتی بدن و احشاء و مانع عفونت و منافع بسیار دارد (اردو) صاحب جامع الادویہ نے لفظ (اسطوخودوس) پر اس کا ہندی ترجمہ (دونا) اور (دہارو) لکھا ہے۔ صاحب ساطع نے (دونا) پر لکھا ہے کہ یہ (مرزنجوش) کا نام ہے اور صاحب محیط نے (مرزنجوش) پر فرمایا ہے کہ اس کا ہندی ترجمہ (مروا) ہے **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ اردو میں اسکو (اسطوخودوس) ہی کہتے ہیں۔ بقول ایضاً ذکر۔ ضرم۔ دہارو۔ ایک گھانس کا نام۔ الخ۔

اسطون بقول برہان و ہفت و اندبر وزن گلگون بیونانی بمعنی اسطفین است (کہ گذشت) ما اشارۂ این ہمہ را نجا کردہ ایم۔ (اردو) دیکھو اسطفین۔

اسغدہ بقول برہان و جامع و ہفت بفتح اول و ثانی و سکون غین نقطہ دار و فتح دال مہملہ بمعنی ساختہ و آمادہ و مہیا باشد۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ این را (بسغدہ)

هم خوانند و (سغدیدن) مصدر این است - خان آرزو در سراج گوید که (اسغدیدن) مصدر این وبعده نیز آمده مؤلف عرض کند که این مخفف (اسغدیده) باشد که اسم مفعول مصدر (اسغدیدن) است و اصل این (سغد) باشد مفرس و ماخوذ از (سکت) که لغت سنسکرت و بقول صاحب ساطع بفتح اوّل و دوّم بمعنی قدرت و توانائی فارسیان بقاعدهٔ خود کاف عربی را به غین و تای فوقانی را به دال مهمله بدل کرده (سغد) کردند چنانکه (کشکاو) و (غشکاو) که صاحب قوانین دستگیری ذکر این کرده همین تمثیل نقل فرموده و (زرتشت) و (زروشت) و (توت) و (تود) و پس ازان بقاعدهٔ خود که ذکر مفصلش بر اسم مصدر نوشته ایم - بزیادت یای معروف با علامت مصدر (سغدیدن) کردند و ازان پس بقاعدهٔ خود الف وصلی در اولش آورده (اسغدیدن) خواندند و بزیادت بای زائد (بسغدیدن) شد که بجایش می آید و محدوده که گذشت نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است - انچه فارسیان عین معجمه را ساکن کردند - تصرف استعمال است ازینجاست که ما (سغد) را مفرس گفته ایم (اردو) دیکهو آسغده کے دوسری معنی

اسغدیدن بقول صاحب بحر عجم بفتحتین بمعنی ساختن و پرداختن و آماده و مهیا کردن است سالم التصریف که بعد از حذف نون مصدر بنای ماضی او در مشتقات سالم باشد و تبدیل و حذف در حروف اصلی آن راه نیابد پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نخواهد بود و صیغه های غیر سالم آن که مضارع و حال و اسم فاعل و نهی باشد در استعمال اهل لسان نیامده صاحب نوادر بر معنی لازم ساخته و پرداخته شدن

قانع - صاحب موارد که محقق مصادر است ذکر این نکرد - صاحبان برهان و انند معنی با صاحب بحر همزبان اند مؤلف گوید که (سغدیدن) اصل این است - از اسم جامد (سغد) و (سغدیدن) (اردو) آماده ہونا - آماده کرنا - مہیا کرنا -

و (بسغدیدن) بزیادت الف و بای موحده مزید علیهش - ما صراحت ماخذ این بر لغت (اسغده) کرده ایم که مخفف اسم مفعول همین مصدر است

(الف) اسغر بقول برهان بضم اول و ثالث و سکون ثانی و ای قرشت سیخول را گویند و آن جانوریست که خارهای ابلق مانند سیخها بر بدن دارد و چون کسی قصد او کند خود را چنان تکانی میدهد که آن سیخها از بدن او جسته بر آنکس می خورد و فرو میرود گویند هر چند او را بزنند فربه تر میشود و همین را ----------

(ب) اسغرنه گویند - صاحب ناصری فرماید که این را چوله و تشی و سیخول و خارپشت و بحذف الف سغر و سغرنه نیز و بجای غین فا هم دیده شد (مولوی معنوی الف ۵) هست حیوانی که نامش اسغراست ؛ کو ز خم چوب زفت و لمتراست ؛ صاحب جهانگیری بذکر هر دو فرماید که این را با شین معجمه شغر و با کاف سکر و سکرنه نیز نامند - خان آرزو هم در سراج ذکر این کرده فرماید که بهندی این را ساهی گویند - صاحبان سروری و رشیدی و هفت و انند و جامع و شمس هم ذکر این کرده اند بعضی از صاحبان تحقیق صراحت کرده اند که لغت فارسی است مؤلف گوید که این همان جانور است که ذکرش به (اتشی) گذشت نسبت (اسغر) خیال ما این است که فارسیان از لغت عربی (سغر) کنایتہً نام این جانور وضع کرده اند - سغر بقول صاحب منتخب بالفتح دور کردن و نیست کردن آمده پس (اسغر

تفضیلش یعنی بسیار دور کننده و نیست کننده و این هر دو معنی با صفت این جانور من جمیع تعلق دارد یعنی بدین وجه که او از خارها می پشت خود دشمن خود را دور و نیست کنند فارسیان کنایتهً او را بدین نام موسوم کرده باشند و زیادت (نه) هم چنانکه بر (ب) مذکور است که نه بقول برهان افادهٔ معنی لیاقت می کند پس معنی (اسغرنه) لیاقت بسیار دوری و نیستی دارنده و (اسفر) و (اسکر) و (اشغر) مبدل در (سفر) و (سکر) مخفف این باشد که ذکر هر یک بجای خودش آید و همدر آنجا قاعدهٔ تبدیل حروف بصراحت بیان کنیم۔

(اردو) الف و ب - دیکھو اشتی

اسپیوش بقول صاحب شمس معنی اسپیوش است که گذشت - دیگر کسی از اهل تحقیق ذکر این نکرد مؤلف گوید که این مبدّل (اسپ یوش) و اصل آن (اسپ گوش) باشد که بمعنی نیزه قطونا گذشت و وجه تسمیه آن هم همدر آنجا مذکور - فارسیان بقاعدهٔ خود بای فارسی را به غین معجمه بدل کردند همچو (پروین) و (غروین) و نسبت تبدیل کاف فارسی به یای تحتانی خیال خود را بر (اسپیوش) ظاهر کرده ایم (اردو) دیکھو اسپغول۔

(الف) اسفابر بقول صاحب جامع که بالغت (اسبان بر) نوشته بضم بای ابجد نام شهر مداین که طاق کسری در آنجاست و هم او ذکر - - - - - - - - - - - - - - - -

(ب) اسفابور به همین معنی کرده و (اسفان بر) هم بهمین معنی می آید صاحبان برهان و ناصری و هفت و انند هم ذکر (ب) کرده اند - ما صراحت ماخذ این بر (اسبانبر) کرده ایم که گذشت (الف) مبدّل آنست و صراحت قاعدهٔ تبدیل هم همدر آنجا ذکر شد

و (ب) مخفف (اسفار بور) است بحذف رای مهمله که ذکر آن و بیان ماخذش هم بر (اسبانبر) کرده ایم و (اسفانبر) که می آید هم مبدل و مخفف (اسفار بور) است که رای مهمله بقاعده فارسی با نون بدل شد همچون (تار) و (تان) و او بکثرت استعمال حذف (اردو) دیکھو اسبانبر۔

اسفار بقول برهان و جامع و سراج و هفت بفتح اول بر وزن افسار (۱) نام ولایتیست گویند در آن ولایت رودخانه ایست که بهر سال سه ماه آب در و جاریست و باقی ایام منقطع باشد و (۲) بکسر اول نام ریحانیست بغایت خوشبوی که از آن آس می گویند مؤلف گوید که شک نیست که این لغت ترکی باشد مرکب از (اس) که بمعنی بنیاد و اصل و عقل گذشت و (فار) در ترکی زبان بقول (صاحب کنز و لغات ترکی) بمعنی برف پس معنی حقیقی (اسفار) بنیاد برف دارنده باشد و مجازاً رودخانه را نام کرده باشند که در هر سال آبش سه ماه جاری باشد بواسطهٔ برف که چون در تابستان برف آب شود روانی رود تا سه ماه صورت گیرد و همچنین بسیاری از دریاها وسیل ها بواسطه گداختن برف مجتمعه در تابستان تا مدت معینه جاری می باشد پس جز این نیست که آن ولایت را بنام رودخانه موسوم کردند نسبت معنی دوم عرض می شود که صاحب محیط ذکر (اسفار) نکرده و بر (آس) فرمایدکه اسم فارسی است مشهور بمورد و بقول تمیمی (ریحان) است بلغت عرب و (نازبو) بلغت فارس و (آس تنکه) بکسر بای موحده یا ضم آن و سکون نون و فتح کاف و هاء نیز گویند و بسریانی (آسا) و (کولفسا) و بیونانی (قیطوش) و بقول دیاسقوریدوس (امرسی) و آس

بتانی را (مرسیا ایمارس) وبلغت اہل مصر وشام (قوانطرو) وبرومی (مرستین) وبحبشی (ازورا) وبلغت اہل کابل (مورم) بالجملہ آس سرد وخشک در دوم وگویند سرد در اول و خشک در دوم است - برگ سودہ آن بازیت سوختگی آتش را نافع وبوئیدن برگ تازۂ آن دماغ را از قبول انجرۂ متصاعدہ بسوی او منع کند ومقوی دماغ وقلب ومنافع بسیار دارد

بار بمعنی سوم لفظ (آس) کہ در ممدودہ گذشت از بیان مجمل کار گرفتیم از نیجاست کہ در اینجا صراحت کاملش بکار بردیم - صاحب برہان ذمہ دار بیان خود است کہ (آس) را بہ (اسفار) موسوم کرد - واز کتب لغات طب متحقق نشد کہ (آس) و (اسفار) ہر دو یکی است و ذکر (اسفار) ہم بطور مستقل یافتہ نشد (اردو) (۱) اسفار ایک ولایت کا نام ہے جس مین ایک ایسی ندی ہے جو سال بھر مین صرف تین مہینے بہتی ہے (۲) بقول صاحب جامع الادویہ ادوہرہ - آپ ہی نے حب الآس کا ترجمہ (ادوہرہ کے بیج) لکھا ہے اور اصل الآس پر (ادوہرہ کی جڑ) دیکھو الآس) کے تیسرے معنی -

اسفال بقول خان آرزو در سراج (۱) بمعنی سفال است یعنی ظرف گلی و (۲) پوست بادام وامثال آن وہم او بر سفال گوید کہ ریزۂ ظرف گلین نیز واین مجاز است وفرماید کہ صاحب برہان سفال را تنہا بمعنی ریزۂ ظرف گلین نوشتہ وآن خطاست نیز گوید کہ (سفال) بمعنی پوست بادام وفندق وانار خشک بود ودر نسخۂ ابراہیمی تخصیص بہ کوزۂ ناپختہ کردہ قوسی گوید کہ این خلاف متعارف است ونزد مؤلف خطای محض وسفالہ بزیادت ہا بمعنی ریزۂ کوزہ ورشیدی بمعنی سفال گفتہ ہر دو صحیح تواند شد (انتہی) صاحب انتصراحت

کند که (سفال) لغت فرس است و صاحب کنز هم که محقق لغت ترکی است. سفال را لغت فارسی نوشته مؤلف گوید که (سفال) بالفتح بقول صاحب منتخب لغت عربست بمعنی فرودی و پستی نقیض علو پس عجبی نیست که فارسیان چیزی را سفال نام کرده باشند که از خاک ساخته باشند و الف وصلی در اولش آورده اسفال کردند و معنی دوم مجاز است برسبیل استعاره که پوست بادام و امثال آنرا بنظر شباهت پیاله گلی اسفال خوانند. (اردو) مٹی کا پیالہ یا مٹی کا ظرف (مذکر) صاحب آصفیہ نے لفظ سفال پر لکھا ہے (عربی) اسم مؤنث - ٹھیکری - ٹھیکرا (انگریزی) - بادام - پستہ وغیرہ کا خول - چھلکا۔

(الف) اسفاناج

(ب) اسفاناخ

(ب) بقول صاحب ضمیمۂ برہان معروف است و آن سبزی باشد صاحب انند بحوالۂ بحر الجواہر فرماید که بالکسر و فا و نون و خای معجمه نام تره ایست که بهندی آنرا پالک گویند و (الف) (اسپاناج) بجیم عربی نیز آمده چرا که خای معجمه بجیم بدل شود صاحب شمس صراحت کند که این لغت فارسی است و بهمین معنی معرب آن (اسفناج) آمده ماذکر ماخذ و تعریف مکمل این بر (اسپانخ) کرده ایم که گذشت صاحب کنز که محقق ترکی زبان است الف را لغت ترکی قرار داده اصلش (اسپاناک) گفته و بر (اسپاناک) نوشته که اسپانخ باشد بای حال تحقیقیکه بر (اسپانخ) گذشت از برای این کافی است (اردو) دیکھو اسپانخ۔

اسفانبر

بقول برہان و سراج و منتخب و جامع بفتح اول و سکون نون و ضم بای ابجد و رای بی نقطه ساکن بمعنی اسفابور باشد مؤلف گوید که این همان (اسفاربور) است که ماذکرش بر (اسپانبر) کرده ایم - رای مهمله اول بقاعدۂ

فارسی به نون بدل شد چنانکه (تار) و (تان) و واو بکثرت استعمال حذف گردید دیگر هیچ (اردو) دیکھو (اسبان بر)

اسفاهان بقول صاحب شمس شهری و نام نواحی - دیگر کسی از صاحبان تحقیق ذکر این نکرد این همانست که ماذکرش بر (اسپاهان) بجای فارسی کرده ایم - فارسیان بقاعدهٔ خود بجای فارسی را به فا بدل کرده اند همچون (پیل) و (نیل) و (سپید) و (سفید) دیگر هیچ - (اردو) و دیکھو اسپاهان -

اسفجات صاحب شمس فرماید که لغت فارسی است و نام شهری از ولایت ماوراء النهر که آنرا بترکی شیروان نامند دیگر کسی از اهل تحقیق ذکر این نکرد **مؤلف** خیال کند که این همان (اسپیجاب) است که بجای خود ش گذشت غلطی کتابت اهل مطابع آنرا (اسفجات) کرده و این درحقیقت (اسفیجاب) به یای تحتانی چهارم و بای موحده در آخر باشد که مبدل (اسپیجاب) است فارسیان بای فارسی را به فا بدل کنند - چنانکه (سپید) و (سفید) (اردو) دیکھو اسپیجاب -

اسفراج بقول برهان و انند و هفت بکسر اول و ثالث و رای بی نقطه بالف کشیده و بجیم زده بلغت اندلس مارچوبه را گویند و برگ آن مانند برگ رازیانه و بعضی گویند لغت اهل مغرب است صاحب سوار السبیل این را معرب (اسپرج) گوید که به همین معنی لغت فرنساوی است صاحب محیط بر (اسفراج) گوید که اسم بلیون و برلیون فرماید که اسم رومی است و آنرا بیونانی (اسفارغین) و بعربی (خشب الحیه) و بسریانی (فیسوهوما) و (فساهیوما) و نزد بعض عرب و اهل اندلس (اسفراج) و بفارسی (مارچوبه) و (مارگیا) و بهندی

(ناگدون) باشد بتا تیست کہ شاخہای آن نرم برآید گرم در اوّل وخشک در دوم و تری آن از خشکی غالب بر گرمی۔ قوّت آن جالی و مفتح سدد جمیع احشا خصوصاً جگر و گردہ و منافع بسیار دارد (اردو) ناگدون۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ مارچوبہ۔ ایک قسم کی خاردار لکڑی جس کے گھر میں رکھنے سے باعتقاد ہنود سانپ نہیں آتا۔ ہلیون وہ لکڑی جو رفع سموم جانوران گزندہ یعنی سانپ بچھو وغیرہ کرتی ہے۔

(الف) اسفرایین بقول جامع و اتند
(ب) اسفرایین (الف) نام شہریست مشہور در خراسان و بزیادت یای مفتح (اسفرایین) ہم خوانند۔ صاحب برہان بر (ب) قانع صاحب سروری بر (ب) صراحت کند کہ این شہر بر منتصف طریق جرجان واقع و بعضی گفتہ اند مراد ف (اسپرائین) است کہ گذشت **مؤلف** عرض کند کہ ما بر (اسپرایین) وجہ تسمیۂ این را ذکر کردہ ایم و اشارۂ اسفرایین ہم بخیال ما (ب) مبدّل آنست و قاعدۂ تبدیل ہم ہمدرانجا مذکور صاحب ناصری بر (ب) گوید کہ از نواحی نیشابور بر پنجاہ قریہ شامل و فواکہش خوب و گردگاش مرغوب و (الف) مختلف (ب) باشد (اردو) دیکھو اسپرایین۔

(الف) اسفرسب
(ب) اسفرسف بقول برہان الف بفتح اول و رابع و ثالث و سکون ثانی و سین بی نقطہ و بای ابجد میدان و عرصہ و ب بافای آخر بر وزن و معنی الف۔ خان آرزو در سراج بر لغت (اسپراسپ) ذکر ب ہم کردہ و صاحبان رشیدی و جامع ہم ذکر الف و ب کردہ اند۔ **مؤلف** گوید کہ (اسپ رز) و (اسپ رس) و (اسپ رسب) و (اسپرسف) و (اسپرش) و (اسپرصف) و (اسفرسپ) و (اسفرسف) ہمہ

مرادف یکدیگر است و هر یکی بجایش مذکور و ذکر ماخذ هر یکی بجایش کرده ایم جز این نیست که الف مبدل (اسپرسپ) است و (ب) مبدل الف یعنی در الف فای سوم را بعوض بای فارسی و در (ب) فای آخر را بعوض بای عربی آورده اند بعض محققین بای فارسی را بجای بای عربی گیرند و بعض بالعکس آن و این هم بقاعدهٔ تبدیل حروف در فرس درست است همچون (تب) و (تپ) و بای عربی و فارسی هر دو به فا بدل شود چنانکه (زبان) و (زفان) و (سپید) و (سفید) (اردو) دیکھو اسپرس

اسفرم بقول برهان و جامع و هفت و انند بروزن و معنی (اسپرم) مؤلف گوید که این مبدل اسپرم است که بجایش گذشت بای فارسی بفا بدل شد چنانکه (سپید) و (سفید) و هر دو مخفف (اسپرهم) و (اسپرغم) که ذکر این مع صراحت ماخذ بر (اسپرغم) کرده ایم (اردو) دیکھو اسپرم

(الف) اسفرنج بقول برهان و هفت

(ب) اسفرنگ و سروری و انند (الف) با جیم عربی معرب (ب) که شهری بود نزدیک بسمرقند و مولد سیف و بقول بعض قریه ایست نزدیک بسمرقند و (ب) با کاف فارسی مرادف (الف) و بقول ماصل (الف) و مبدل (اسپرنگ) که به همین معنی گذشت ذکر ماخذش همه را بجا کرده ایم- تبدیل بای فارسی با فا موافق قواعد فرس است چنانکه (سپید) و (سفید) و مخفف (ب) سفرنگ بدون الف هم می آید- خان آرزو در سراج بر (ب) فرماید که انچه بعض محققین این را شهری و بعض شان قریه گویند هر دو یکیست (اردو) دیکھو اسپرنگ-

اسفرود بقول برهان بکسر اول و فتح ثالث و ضم رابع و سکون ثانی و واو و دال مهمله سنگ خوارک و آن پرنده ایست سیاه رنگ

بزرگی کنجشک وچند پرمانند شاخی برسر دارد
وبعربی قطا گویندش اگر استخوان اورا بسوزانند
وبا بیندوبا روغن زیت بجوشانند وبردارند لشعلب
وسرکچل بمالند موی برآورد - صاحبان
جهانگیری وسراج وسروری ورشیدی وجامع
هم ذکر این کرده اند ومبدل این (اسپرو)
است که گذشت وبدون الف (سفرود)
هم باشد که می آید (ازسروری ۵) پیش
عمان کی نماید آب رود ۵ پیش شاهین چون
بباید اسفرود ۵ اتفاق اکثر اهل لغت برنیست که این لغت
فارسی زبانست ومابر سپرود وعده کرده ایم که صراحت
ماخذ این (سفرود) کنیم وهمدر آنجا نوشته ایم که اصل
این (سفرود بدون الف) است ولیکن نتیجه تحقیق ما درینجا
برخلاف آنست معلوم میشود که این جانور یست آبی صاحب
غیاث برلفظ قطا گوید که آواز کردن قطا دربیابان سافران
را دلیل باشد برین که درینجا آبست وصاحب کنز بر
(اسفرود) فرماید که فارسی است ومعنی قاق الماء طائر
است وخان آرزو بر (سفرود) بحواله مؤید
گوید که در لغت (سغر) با غین تصحیف شده
درخواندن (الخ) مؤلف عرض کند بمقدار
متحقق شد که این جانور آبی است ودرحوالی
آب می باشد وآوازش خبر می دهد از قرب
آب پس جادارد که فارسیان این را کنایتاً
اسپرود نام نهاده باشند که تشنه را بر
رود می رساند و(اسفرود) مبدل آن که
که بای فارسی بافا بدل شود چنانکه (سپید)
و(سفید) وسفرود ومخفف آن بحذف الف -
وباشد که این مرکب است از (سغ) و(رود)
که (سغ) در ترکی بقول صاحب کنز بمعنی
غوطه وبقول صاحب لغات ترکی بمعنی پوشش
آمده وبدین وجه که قطا - طائر آبی است و
غوطه در آب گیرد تلاش شکار رود برسطح آب
همچون پوشش وسقف پرواز کند فارسیان
این را کنایتاً (سفرود) نام نهاده باشند و

وبقاعدۂ فارسی غین معجمہ بہ فا مبدل شدہ (اسفرود) شد۔ ہمچون (غلیو) و (فلیو) اندرین صورت (سغرود) اصل است و (سفرود) مبدل آن	و (اسفرود) مزید علیہش و (اسپرود) کہ گذشت مبدل و مزید علیہ آن (اردو) دیکھو اسپرود۔
اسفزار بقول صاحب ناصری مانند از توابع شہر ہرات است بست پارہ قریہ آباد دارد و مسکن جماعت ابدالی از قوم افاغنہ باشد۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد بخیال ما این مبدل (اسپ زار) است۔ اسپ بمعنی حقیقی وزار از قبیل گلزار و کازار کہ زار بقول برہان بمعنی انبوہی و بسیاری آمدہ پس عجبی نیست کہ درین مقام کثرت اسپان باشد و آب و ہوای این مقام اسپان رامی سازد فارسیان بامی فارسی را بہ فا مبدل کردہ (اسف زار) کردند ہمچون (سپید) و (سفید) (اردو) اسفزار۔ ایک مقام کا نام ہے توابع شہر ہرات سے جو بیس قریوں پر شامل ہے۔ مذکر۔	
اسفل السافلین اصطلاح۔ بفتح اوّل و سوّم و کسر نہم و دہم بقول بحر و غیاث ہفتمین طبقۂ دوزخ کہ زیر ہمہ طبقات دوزخ است۔ مرکب از ہر دو لغات عرب و فارسی استعمال این در فارسی کنند باصطلاحی دیگر غالباً بزبان ندارند و این کنایہ باشد (اردو) اسفل السافلین۔ بقول امیر دوزخ کے سب سے نیچے والے طبقے کا نام۔	
اسفناج رومی بقول برہان و ہفت دانند دوائی باشد کہ آنرا بعربی قطف و سرمق و بقلۃ الذہبیہ خوانند کہ استسقا را نافع و اگر	جامۂ ابریشمی را بطبخ آن بجوشانند پاک و پاکیزہ گردد مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ذکر این بہ (اسپانخ) و (اسپانج) و

(اسپانخ) کردہ ایم و از ماخذ این ہم ہمہ را نجا بحثی و بر (اخنیوس) ہم اشارہ این	گذشت (اردو) دیکھو (اخنیوس) و (اسپانخ)

(الف) اسفنج بقول برہان و ناصری بکسر اول وسکون ثانی و فتح ثالث و نون وجیم ساکن چیزی شبیہ بہ بندکرم خوردہ و آن را (ابرمردہ) و (ابرکہن) ہم گویند الخ وہم او فرماید کہ

(ب) اسفنجہ بزیادت ہای ہوز در آخر ہم بمعنی اسفنج آمدہ - صاحبان رشیدی وجامع ومہذب وشمس ذکر ہر دو کردہ اند وصاحبان ناصری وسروری وانند و (دری پہلوی) بدالف) قانع سیف اسفرنگی استعمال الف کردہ (ے) چون زندہ گیا زندہ ومردہ است بصورت ؛ باآنکہ تنش مردہ و زندہ است چو اسفنج ؛ مؤلف گوید کہ (الف) بخیال ما مفرس است از (اسپنج) لغت انگلیسی و ما ذکر این بحوالہ محیط بر (ابرکہن) کردہ ایم فارسیان بای فارسی را بہ فا بدل کردہ اند چنانکہ (سپید) و (سفید) و در (ب) ہای آخرہ زائد باشد ہمچون (ستمگار) و (ستمگارہ) - صراحت کامل وحقیقت وخواص این بر ابرکہن گذشت (اردو) دیکھو ابرکہن -

اسفند بقول برہان و ہفت و انند بکسر اول و فتح ثالث وسکون ثانی و رابع و دال ابجد (۱) نام ماہ دوازدہم از سال شمسی و (۲) نام الکہ ایست در نیشاپور و (۳) نام دوائیست کہ آنرا (ہزار اسفند) نیز گویند و آن نوعی است از سداب کوہی و بعربی حرمل عامی نامند - خان آرزو در سراج فرماید کہ مخفف اسفندار است و بمعنی ماہ و روز

و نام الکہ و نسبت معنی سوم گوید کہ مبدل (سپند) کہ بای عربی با فا بدل شد ہمچون (سپید و سفید) و الف در سپند حذف شدہ و ہم او بر (اسفندار) فرماید کہ (اسفند) نام فرشتہ ایست صاحب ناصری نسبت معنی سوم خیر دل نوشتہ و بس مؤلف گوید کہ برلغت (اسپندار) کہ مرادف (اسفندار) است ذکر معنی اول لفظ (اسفند) گذشت و بخیال ما از ہمین است (اسفندار) و (اسفندیار) و (اسفندارمذ) کہ می آید و جا دارد کہ این را بقاعدۂ تبدیل (اسپند) ہم گیریم کہ (اسپندار) و (اسپندیار) و (اسپندارمذ) بہ بای فارسی ہم گذشتہ است و حقیقۃً اسفند بلغت ژند و پاژند بمعنی قدرت حق و روشنی باشد و معنی اول مخفف (اسفندار) کہ نام دوازدہم از سال شمسی است و معنی دوم مجاز باشد از معنی حقیقی کہ الکہ را فارسیان (اسفند) نام کردند و معنی سوم مبدل (اسپند) کہ گذشت و ذکر ماخذش ہمہ را آنجا کردہ ایم در اینجا بای فارسی بہ فا بدل شدہ است و بس (اردو) (۱) اسفندہ ماہ اسفندار کا مخفف جو سال شمسی کا بارہواں مہینا ہے جس کا آغاز ماہ فروردی سے ہوتا ہے۔ مذکر۔ (۲) ایک مقام کا نام (اسفند) ہی جو نیشاپور میں واقع ہے۔ مذکر (۳) دیکھو اسپند۔

اسفندار بقول خان آرزو در سراج بالکسر ہمان اسپندارمذ (کہ گذشت) و در برہان نام پسر گشتاسب نیز نوشتہ لیکن آن (اسفندیار) است بزیادت تحتانی بعد دال و قیاس نیز ہمین می خواہد یعنی کسیکہ اسفند (نام فرشتۂ موکل بر نار) یار و معاون او باشد (انتہی) مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر (اسفندار) نکردہ نہ صاحب برہان این را نوشت البتہ مبدل این (اسپندار) بجای خودش مذکور و صاحب برہان ذکرش کردہ است پس باید

که این را اصل دانیم یا اینکه (اسفند) را به فا اصل قرار دهیم و (اسپندار) مبدل این که فا به بای پارسی بدل شود چنانکه (سفید) و (سپید) بالجمله اسفندار بر هر سه معانی (اسپندار) شامل باشد یعنی (۱) شمع و (۲) نام پسر گشتاسپ و (۳) نام ماه دوازدهم از ماه های شمسی که صاحب برهان آنرا بودن نیر اعظم در برج حوت نوشته مخفی مبادکه (اسفند) بمعنی حقیقی قدرت حق و روشنی بجای خود مذکور شد پس (اسفندوار) بمعنی روشنی دارنده کنایة شمع را توان گفت ازدو دال مهمله که یکجا جمع شد یکی را حذف کردند و بمعنی دوم مخفف (اسفندیار) که یای تحتانی حذف شد بکثرت استعمال و بمعنی سوم هم کنایة باشد که ماه (اسفندار) روشنی نیر اعظم را در برج حوت دارد (اردو) دیکهو اسپندار

اسفندارمذ اصطلاح بقول برهان وجامع مرادف (اسپندارمذ) که گذشت یعنی (۱) نام ماه دوازدهم از سال شمسی و (۲) نام روز پنجم از ماه شمسی و (۳) نام فرشته که موکلست بر دریخان و بیتها و تدابیر امور و مصالح ماه و روز مذکور بدو تعلق دارد و (۴) بمعنی زمین صاحب بحر عجم بر معنی اول نافع بدین صراحت فرید که آن مدت ماندن آفتاب است در برج حوت - دیگر محققین هم ذکر این کرده اند مؤلف گوید که مایه (اسفند) تحقیق کرده ایم که بقا اصل است پس (اسپندارمذ) را که گذشت مبدل این دانیم که فا به بای فارسی بدل شد همچون (سفید) و (سپید) و بر (اسپندارمذ) صراحت کرده ایم که (مذ) بمعنی صاحب و خداوند آمده پس (اسفندارمذ) بمعنی خداوند روشنی و زنده باشد و عیبی نیست که کنایة ماه دوازدهم سال شمسی را بدین نام موسوم کنند که در همین ماه آفتاب در برج حوت می باشد و جا دارد که این را اصل نام این ماه گیریم و مجرد (اسفندار) مخففش و (اسفند) که بهمین معنی مذکور شد

مخفف مخفف و نسبت معنی دوم عرض می شود
که فارسیان مجازاً همین نام برای روز پنجم از ماه
شمسی نهاده باشند که بقول برهان این روز را
درین ماه مبارک شمرند و عید کنند و جشن سازند
بنا بر قاعدهٔ کلیه که پیش ایشان متداول است
که چون نام ماه با نام روز موافق باشد آن
روز را نیک دانند پس این روز را کنایتاً
خداوند روشنی دارنده توان گفت که معنی
حقیقی (اسفندارمذ) است حالا عرض کنیم
نسبت معنی سوم که فرشتهٔ را که تدابیر امور
و مصالح این ماه و روز بدو متعلق است بر سبیل
کنایه خداوند روشنی دارنده نام کردن
بی محل نیست و همچنین در معنی چهارم زمین را
هم کنایتاً خداوند روشنی دارنده توانیم
گفت که از شعاع آفتاب روشنی دارد.

(اردو) دیکھو اسپندارمذ۔

اسفند اسفید استعمال بقول برهان
دانند بکسر اول و فای دوم خرد دل سفید
است که تخم سپندان باشد و بعربی حب
الرشاد خوانند دیگر کسی از محققین ذکر این
نکرد **مؤلف** گوید که (اسفند) مبدل (اسپند)
است که گذشت که بای فارسی بفا بدل شود
همچون (سپید) و (سفید) و (اسفید) مزید علیه
(سفید) که الف وصلی در اول آورند پس
(اسفند اسفید) مرکب توصیفی است بخیال
ما باید که دال اول را مکسور خوانیم۔

(اردو) سفید اسپند۔ دیکھو
اسپند۔

اسفندمذ (اصطلاح) بقول برهان و رشیدی و شمس بضم میم و سکون ذال نقطه دار نام روز سیوم است از خمسه مسترقه
قدیم۔ صاحب سروری فرماید که روز سیوم از فروردجان صاحب بحر عجم بر (خمسه مسترقه) گوید که بدانکه
سال شمسی سصد و شصت و پنج و ربع روز است نگر متاخرین تاریخ فرس هر ماه شمسی را سی روز

گیرند و پنجروزرا در آخر اسفندارمذ افزایند و این را خمسہ مسترقہ گویند صاحب غیاث صراحت مزید فرماید کہ ازان ربع روز باقیماندہ در یک صد و بست سال یک ماہ جمع کردہ سال صد و بستم را سیزدہ ماہ گیرند و خمسہ مسترقہ ازان گویند کہ گویا این پنجروزرا از میان سالی دزدیدہ اند مؤلف عرض کند کہ معنی لفظی (اسفندمذ) صاحب روشنی است کہ اسفند بمعنی روشنی گذشت رمذ بالضم بقول برہان بمعنی صاحب و خداوند آمدہ پس فارسیان روز سوم خمسہ مسترقہ را کنایۃً (اسفندمذ) گفتند کہ نزد شان روز مسعود و نیک مشہور است و بس (اردو) خمسہ مسترقہ کے تیسرے دن کو فارسیون نے (اسفندمذ) کہا ہے خمسہ مسترقہ قدیم کی نسبت محققین نے لکھا ہے کہ ہر سال شمسی ۱/۴ ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے۔ لیکن متاخرین تاریخ فرس ہر ماہ شمسی کو ۳۰ دن کا مہینا محسوب کرتے ہین اس حساب سے سال کے مجموعی ایام ۳۶۰ ہوتے ہین باقیماندہ پانچ دن کو ماہ اسفندار کے آخر مین بڑہاکر ۳۵ دن کا مہینا قرار دیتے ہین اور ۱/۴ دن کو ۱۲۰ سال مین ایک مہینا قرار دیکر ایک سو بیسوین سال کو ۱۳ مہینے کا سال شمار کرتے ہین۔

اسفندیار بقول برہان (۱) بروزن و معنی اسپندیار است کہ گذشت نام پسر گشتاسپ و او را روئین تن می گفتند (۲) بمعنی قدرت و لطف یزدان ہم و (۳) رب ماہ اسفندار و رب روز اسفندار کہ پنجم ہر ماہ شمسی است حیف است کہ صاحب برہان این را مرادف (اسپندیار) قرار داد و بر (اسپندیار) بمعنی اوّل قناعت کرد صاحبان جامع و جہانگیری بمعنی اوّل قانع و ذکر این با (اسپندیار) کردہ اند مؤلف گوید کہ (اسفند

معنی قدرت حق گذشت پس معنی لفظی اسفندیار کسی است که قدرت حق یار اوست (اسم فاعل ترکیبی) وکنایتہ پسر گشتاسپ را نام نهادند وهمین است وجه تسمیه انچه صاحب برهان معنی دوم وسوم را بدین متعلق کند تسامح اوست که معنی دوم متعلق به (اسفند) است ومعنی سوم متعلق به (اسفندار) وتسامحش ازین هم پیداست که او (اسفندیار) را مرادف (اسپندیار) گفته و بر اسپندیار روا مدعای ما بر یک معنی اول قانع - بالجمله (اسفندیار) به فا اصل است و (اسپندیار) مبدلش که تبدیل فا به بای فارسی و بالعکس آن آمده چنانکه (سپید) و (سفید) (اردو) دیکهو اسپندیار -

اسفوردیون بقول صاحب شمس لغت فارسی است بضم یکم وسوم وکسر ششم وفتح هشتم (۱) سپر غم دشتی است وآن را اسفور نیز گویند و فرماید که در مؤید (۲) سپر دشتی وصاحب مؤید بزبان مطبع نولکشور گوید که (اسفوردیون) به قاف سپر دشتی کذا فی زفانگویا - مؤلف گوید که ازکم التفاتی اهل مطابع تصرفی در لفظ ومعنی راه یافته تا تحقیق این بر (اسقوردیون) کنیم که می آید (اردو) دیکهو اسقوردیون -

اسفوقدبیرن بقول صاحب شمس لغت فارسی است بفتح یکم وهفتم وضم سوم وپنجم وکسر هشتم بیخ کته رومی باشد - مؤلف گوید که محققین فرس ازین لغت ساکت ودر السنهٔ دیگر هم یافته نمی شود وجزین نیست که تحریف اهل مطابع وتصرف شان یا تسامح مولفش این را قائم کرد کثرت اغلاط در حروف لفظ و هم معنی این را بیکار کرده است وقیاس ما از تحقیق این قاصر - چند انکه جستیم اصل این را نیافتیم -

اسفهبد بقول برهان وهفت و انند بروزن ومعنی (اسپهبد) است که معلق سپه سالار باشد و نامیست مخصوص ملوک فارسیان - مؤلف گوید که مبدل است بمعنی اوّل و دوّم (اسپهبد) که گذشت بقاعدهٔ فارسی بای فارسی به فا بدل شد چنانکه اسپید و (اسفید) ما صراحت ماخذ این همدر آنجا کرده ایم (اردو) دیکھو اسپهبد کے پہلے اور دوسرے معنی -

اسفهبد خوره استعمال - بقول برهان بوجامع وهفت بروزن ومعنی اسپهبد خوره است که باعتقاد اشراقیان فارس نفس ناطقه باشد مؤلف گوید که ما صراحت ماخذ این بر (اسپهبد خوره) کرده ایم - چنین نیست که این مبدل آن باشد که بای فارسی با فا بدل شود همچون (اسپید) و (اسفید) (اردو) دیکھو اسپهبد خوره

اسفیجاب به فای سوم وجیم فارسی بقول برهان وجامع وسروری وهفت بروزن استیعاب نام شهریست ورا ورالنهر که آنرا بترکی شیروان خوانند مؤلف گوید که صراحت ماخذ این بر (اسپیجاب) کرده ایم و این مبدل آنست وقاعدهٔ تبدیل هم همدر انجا مذکور - صاحب جهانگیری ذکر این با (اسپیجاب) کرده (اردو) دیکھو اسپیجاب -

اسفید بقول صاحب رشیدی که با اسپید نوشته همان سفید وسپید است - مؤلف گوید که ما ذکر این بر (اسپید) کرده ایم که اسفید مبدل اسپید است وقاعدهٔ تبدیل هم همدر انجا مذکور صاحب شمس وانند هم ذکر این کرده عجب انیست که محققین بالا بر لغت (اسفید) ذکر معنی مجاز نکرده اند که بر (اسپید) گذشت (اردو) دیکھو اسپید کی پہلی معنی -

(الف) اسفیدآب اصطلاح اهل بقول برهان وهفت باجیم - معرب اسفیداب است

(ب) اسفیداج | که زنان بر روی مالند و نقاشان و مصوّران هم کار فرمایند و خوردن آن کشنده بود خصوصًا سفید آب قلعی صاحب انند بذکر این فرماید که کلمهٔ که در آخر آن الف باشد در حالت تعریب جیم زائد کنند و در عرف این را سفیدهٔ کاشغری خوانند صاحب سوار بسبیل گوید که (اسفیداج) معرّب است به فارسی سپیده قلعی است از گل سپید مؤلف عرض کند که او در بیان معنی غلط کرده است که از ماخذ این بی خبر باشد و صاحب انند هم که طرز بیانش قریب به ماخذ رسیده هیچ اعتنا به ماخذ نکرده حقیقت اینست که فارسیان آبی سازند سفید رنگ برای غازه و باغراض نقاشی از ارزیز و سرب و جست وغیره و نیز قلعی از مداد که ذکرش برآب سپید) در ممدوده کرده ایم بالجمله (الف) اصل است و (اسپیدا) مخفّف آن که به تبدیل الف آخره به های هوز معروف است به (سپیده) عربان (اسپیدا) را بقاعدهٔ بینهٔ صاحب انند که بالا گذشت جیم عربی در آخرش زیاده کرده و بای فارسی را به فا بدل ساخته (اسفیداج) کردند. صاحب محیط بر (سفید آب) فرماید که اسم فارسی است معرّب آن اسفیداج و ایضًا بفارسی سپیدهٔ ارزیز و بعبرانی (یاروق) و بیونانی (اهمونیون) و (ابولیون) و (اسمونیون) و بسریانی (استطیقا) و به ترکی (کرتان) و بهندی (سفیده و سپیده) و آن از ارزیز و سرب و جست سازند بطریق احراق دگاه بسرکه مرتب می سازند و گاهی از نمک و مرتب بسرکه در تلطیف شدید تر و غائص تر و در مرتب به نمک وغیرها تلطیف شدید نیست و مستعمل در ادویهٔ چشم و غیر آنست انچه از ارزیز سازند سنگین و نرم و بیار سفید و آنرا سفید آب رومی و کاشغری نام است خصوص در امراض چشم لطیف و مجفف گرده و گرمی

و تیزی و سوزش آن زائل شود و قوت آن تا سه سال باقی می ماند و بعد ازان مستحیل بخاک میشود و آن بقول شیخ مرد و خشک در دوم و گویند در سوم و بعضی گویند سرد در سوم و خشک در دوم و بعضی بالعکس این گفته اند و خشکی آن زیاده تر است و منافع بسیار دارد (اردو) (الف و ب) دیکھو اسپیدہ کے تیسرے اور چوتھے معنی - دیکھو آب سفید -

اسفیدار بقول برہان و ہفت مخفف (اسپیدار) است که درخت پده باشد و بعربی غرب خوانند و بعضی گویند که نوعی از پده باشد - صاحب محیط بر (غرب) فرماید که بعربی این را (اسفیدار) نام است و بقولش (ارطیسا) هم همین است که بجایش مذکور شد که فارسیان آنرا بومادران گویند صاحب ضمیمهٔ برہان بر (اسپیدار) ذکر هم کرده مؤلف عرض کند که ما صراحت این با ماخذ بر (اسپیدار) کرده ایم بای فارسی با فا بدل شده (اسفیدار) شد همچون سپید و سفید (اردو) دیکھو اسپیدار -

اسفیدخوره استعمال - بقول صاحب شمس نزد اشراقیان فارس نفس ناطقه باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرده بخیال ما تسامح صاحب شمس است که (اسفیدخوره) را که گذشت (اسفیدخوره) نوشت حیف است که سندی پیش نشد و جا دارد که غلطی کتابت مطبع باعث این غلطی باشد ولیکن ذکر این بعد لفظ (اسفید) کرده از بنجاست که ما تسامح مؤلف شمس را اغلب خیال کنیم (اردو) دیکھو اسفیدخوره -

اسفیدوشت استعمال - بقول برہان و سروری و رشیدی و ہفت بر فتح دال مهملهٔ دوم نام قریه ایست از نواحی اصفهان بخیال ما وجه تسمیهٔ این جزین نباشد که این قریه در محض دشت و بیابان واقع باشد و از قراء دیگر بفاصلهٔ دور و دراز و آبادی این هم خال خال

نہ بہ جمعیت از نیجاست کہ فارسیان این را بہ (اسفید دشت) موسوم کردند کہ (اسپید) در استعمال فرس بمعنی سادہ گذشتہ است پس ہمچو قریہ را (دشت سادہ) نام نہادن بعید نیست و صاحب برہان بر لغت (دشت) فرمایدکہ اینہم نام قریہ ایست و ہمانجا ذکر کندکہ (دشت بیاض) ہم نام ولایتی است در خراسان پس ازین ثابت می شود کہ فارسیان در اسمای ولایات و قریہ ہا این قسم ترکیب آوردہ اند۔ بالجملہ حال لفظ سپید در اینجا بطور صفت واقع شدہ و باشدکہ زمین این قریہ سپید باشد و وسیع تر واللہ اعلم بالصواب (اردو) اسفید دشت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو توابع اصفہان سے ہے۔ مذکر۔

اسفیدش بفتح اوّل و سکون دوّم و سوّم و ضم یای تحتانی و سکون مابعد ہمان اسپوش است کہ گذشت ماذکر این بحوالۂ صاحب محیط بر اسپوش کردہ ایم کہ بقولش فارسی قدیم است و بخیال ما مبدل (اسپیوش) کہ بجایش مذکور شد فارسیان بقاعدۂ خود بای فارسی را بفا و واو را بہ دال مہملہ بدل کردہ اند ہمچون (سپید) و (سفید) و (بیو) و (بید) (اردو) دیکھو اسپوش۔

اسفیل بقول صاحب شمس بالکسر لغت فارسی است بمعنی پیاز دشتی کہ در تازی بصل خوانند۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ تسامح صاحب شمس است کہ اسقیل را کہ بقاف سوم بہمین معنی لغت عربست بہ فای سوم نوشت و صراحت کرد کہ لغت فارسی است صاحب منتخب و اسند ذکر (اسقیل) کردہ اند (اردو) جنگلی پیاز۔ مؤنث۔

(الف) اسفیوس صاحب ناصری ذکر
(ب) اسفیوش (الف) کردہ فرماید کہ

بذر قطونا یعنی اسفرزہ باشد و صاحب برہان نسبت (ب) فرماید کہ بروزن و معنی (اسپیوش)

است کہ گذشت کہ عربان بقلبہ مبارک گویند صاحبان سروری وجہانگیری و جامع و ہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب سوا ر السبیل این را معرب اسپغول قرار دہد۔ صاحب محیط بر اسپغول نسبت الف فرماید کہ بفارسی قدیم اسپیوس و اسفیوس و اسفیدش می ماند با شارۂ این بر اسبغول کردہ ایم و (اسپیوش) ہم بجایش گذشت و ماخذش ہمہ آنجا مذکور پس جز این نیست کہ الف مبدل (اسپیوش) است کہ فارسیان بای فارسی را بہ فا بدل کنند ہمچون (سپید) و (سفید) و شین معجمہ بہ سین مہملہ ہم بدل شود چون (شار) و (سار) و نسبت (ب) عرض میشود کہ جا دارد کہ این معرب (اسپیوش) است بہ تبدیل بای فارسی با فا چنانکہ (پیل) و (فیل) تسامح صاحب سوا ر السبیل است کہ این را معرب (اسپغول) نوشت (اردو) دیکھو اسبغول۔

اسقاط بکسر اول لغت عربی است۔ صاحب منتخب نوشتہ کہ بمعنی انداختن بچہ و خطا کردن در سخن و با لفتح رختہا و متاعہای زبون است صاحب بول چال گوید کہ معاصرین عجم زر سود را اسقاط گویند کہ دائن بیش از بیش از زر اصل وضع کند (اردو) متی کاٹنا۔ بقول آصفیہ اسم مذکر وہ حساب جس کے موافق صراف لوگ مدت معینہ کا سود ہنڈی پر لیتے ہین۔ کٹوتی۔ ہماری راے مین یہ تعریف ناکافی ہے بلکہ یون ہونی چاہیے کہ جب کوئی شخص قرضہ لینا چاہتا ہے تو ساہوکار لوگ متی یعنی سود کی مجموعی رقم کو لحاظ مدت وعدۂ ادائی دستاویز رقم یعنی زر اصل سے کاٹ لیکر یعنی وضع کرلیکر باقیماندہ رقم مدیون کو دیتے ہین اسی عمل کا نام متی کاٹنا ہے مثلاً زید نے بکر سے سو روپیہ قرضہ فیصدی ماہانہ ایک روپیہ سود سے لینا چاہا اور وعدہ کیا کہ اسکو دو مہینہ مین ادا کریگا تو ساہوکار اوس سو روپیہ سے دو مہینے کی

متی کی باعث دو روپیہ کاٹ لیکر ۹۸ روپیہ اسکو ادا کرتا ہے اور دو مہینہ مین کامل سو روپیہ کی ادائی کا متوقع رہتا ہے تو اس عمل وضعات کا نام متی کا ٹا ہے۔

استقف بقول برہان بضم اول وقاف وسکون ثانی وفا۔ قاضی ترسایان را گویند و شخصی را نیز گویند از ایشان کہ بجہت ریاضت خود را بزنجیر می بندد۔ گویند این لغت عربست صاحب مؤید این را در ذیل لغات عرب نوشتہ فرماید کہ قاضی ترسایان و مہتر ایشان و زاہد و رنجیر پوش و بالفتح مرد محمد و پیشوا۔ کذا فی شرفنامہ و فی التاج کلانتر ترسایان و فی زفانگویا انجیل خوان و در دستور مذکور است کہ دانشمند ترسایان کہ خوش آواز باشد۔ صاحب انند از خاقانی سند آورده (ے) بیانگ زاری مولف زن دیه ؛ به بند آهن استقف بر اعضا ؛ صاحب سواء السبیل این را معرب قرار دہد و فرماید کہ اصلش بہ یونانی زبان (اپکپس) است با ی فارسی حرف تعریف باشد لہذا در زبان عربی تعریفش بدون معاوضہ آن شد کہ آنرا زائد فہمیده شد (اردو) ترسایون کے قاضی اور ریاضت کش اور پیشوا کو فارسیون نے (استقف) کہا ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے انہین مغنون ہین۔

استقفا بقول صاحب ہفت بضم اول وسکون سین مہملہ وضم قاف وفا بالف کشیده ہمان (استقف) است کہ گذشت

دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و تو انیم گفت کہ این مفرس باشد از لغت (استقف) عربی (اردو) دیکھو استقف۔

استقلطس بقول برہان وہفت وانند بکسر اول وسکون ثانی وفتح قاف ولام

ساکن و طای حطی مضموم بسین بی نقطہ زدہ بیونانی نوعی از مومیائی باشد کہ او را مومیائی کوہی گویند و بعربی قفر الیہود خوانند **مؤلف** گوید کہ ما صراحت کامل این بر (استطلس) کردہ ایم کہ مرادف این است (اردو) دیکھو استطلس۔

استقلینس بقول برہان و ہفت و اند بکسر اول و لام بہ تحتانی زدہ (۱) نام حکیمی است یونانی و (۲) نام دوائی ہم کہ آنرا بشیرازی (زنگی دارو) گویند بیخ کبر رومی است و آنرا (اسقولوقندریون) ہم خوانند و بعربی (حشیشۃ الطحال) گرم و خشک است در اول و دوم صاحب محیط بر (اسقلینوس) فرماید کہ ہمان (اسقولوقندریون) و بر (اسقولوقندریون) نوشتہ کہ لغت یونانی است بمعنی مزیل الصفا و بمعنی کاوی الطحال بجہت آنکہ گداز ندہ و زائل کنندۂ سپرز است۔ بیونانی (اسقیلونس) و (اسقلینس) و (سقلنون) و (میعلون) و (قنطاریا) و (قنطاریقا) و (نیوا) نامند و بقراط گفتہ کہ تریاق الطحال است و لہذا حشیشۃ الطحال نیز گویند و نزد اہل مصر معروف بہ (کف النسر) و اہل اندلس (عفریان) و بفارسی (گیاہ جالینوس) و عوام شیراز (زنگی دارو) و آن نباتیست منبت آن زمین سنگریزہ و کوہستان و گویند کہ کبر رومی است بقول شیخ گرم در اول و خشک در دوم و گویند گرم باعتدال و خشک در اول و دوم۔ ملطف و محلل و مفتح و منافع بسیار دارد **مؤلف** گوید کہ معنی دوم حقیقی است و معنی اول مجاز آن جا دارد کہ حکیمی را کہ در علاج امراض طحال مشہور باشد بدین نام موسوم کردہ باشند (اردو) (۱) استقلینس یونانی زبان میں ایک حکیم یونانی کا نام (۲) بقول صاحب جامع الادویہ اس دوا کا مشہور

نام زنگی دارد سہ - سبز - سرخی مائل ایک گھانس غیر سمّی - طبیعت کو نرم اور رجلا کرتی اور سدہ کھولتی ہے اور پیشاب اور حیض جاری کرتی ہے گرم و خشک -

اسقلیوس بقول برہان واند بفتح اول بروزن بطلیموس دو حکیم بودہ اند در یونان صاحب مذہب و ہر یک در طبابت علیحدہ زمان خود بود یکی را اسقلیوس اول و دیگری را اسقلیوس ثانی می گفتہ اند مؤلف گوید کہ لغت یونانی است ضرورت بیان وجہ تسمیہ نیست (اردو) اسقلیوس نامی یونان مین دو حکیم گزرے ہین -

اسقنقور بقول برہان وہفت واند بکسر اول جانوریست معروف و او را سقنقور گویند شبیہ بسوسمار ہم در آب و ہم در خشکی می باشد قوت باہ دہد گویند این لغت رومی است صاحب سوار السبیل ذکر (اسقنقور) کردہ اشارہ کند بہ (سقنقور) و بر (سقنقور) نویسد کہ اصل این (سکنکس) یونانی و صراحت کند کہ شاید از زبان قدیم مصری ماخوذ باشد یعنی ریگ ماہی صاحب محیط بر (سقنقور) گوید کہ بفتح اول و ثانی و سکون نون و ضمّ قاف ثانی و (اسقنقور) باضافۂ الف اسم عربی است و (سقنقس) نیز گویند و بہندی (سمہور) و (بن روہو) بقول شیخ الرئیس ورل مائی است از نسل نہنگ بر لب دریا بیضہ دہد و بچہ می آورد پس انچہ از بچہ آن در آب میرود نہنگ میشود و انچہ بیرون آب در خشکی نشو و نما می یابد سقنقور می گردد - حرارت آن تا درجہ سوم و خشکی آن تا دوم و گویند کہ خشک در اول است - مقوی باہ و مسخّن بدن و نافع بہ فالج و لقوہ و رعشہ و خدر و منافع بسیار دارد صاحب محیط المحیط کہ محقق زبان عربیست (سقنقور) و (اسقنقور) ہر دو را لغت یونانی نوشتہ بخیال ما اصل این (سکنکس) لغت

یونانی است عربان بقاعدۂ خود هر دو کاف عربی را به قاف بدل کرده (سقنقس) کردند همچنین (کند) و (قند) وجود این لغت بقول صاحب محیط یافته میشود و نسبت (سقنقور) متحقق شد که لغت غیر عرب است و به تحقیق رسید که لغت رومی یا یونانی نیست بخیال ما جز این نباشد که فارسیان این را مفرّس کرده اند از (سکنکس) که کاف عربی به قاف بدل شد بقاعدۂ متذکرۂ بالا و سین مهمله به واو بدل کردند خلاف قیاس و رای مهمله در آخر زیاده کردند همچون (شنا) و (شنار) و الف و ر (استقنقور) وصلی است پس (سقنقور) و (استقنقور) هر دو مفرّس و مستعمل در عربی است آنانکه این هر دو را یونانی یا رومی نوشته اند یا عربی دانسته اند تسامح کرده اند

(اردو) سقنقور - بقول آصفیه (رومی) اسم مذکر - ایک گوہ کے مشابہ جانور کا نام یا وہ مچھلی جو ریت میں رہتی ہو - ریگ ماہی حشرات الارض میں سے ایک جانور کا نام جسکا گوشت نہایت مقوی باہ ہے

اسقوردیون بقول برهان مانند و هفت بضم اول و ثالث و سکون واو و رای قرشت و کسر دال ابجد و ضم یای حطی بواو و نون زده بلغت رومی و بعضی گویند بیونانی دوائیست که آنرا بشیرازی (سیرمو) گویند و آن سیر صحرائیست و بعربی ثوم الحیّة خوانند و بعضی گویند عنصل کوچک است و از جملهٔ اجزای تریاک فاروق باشد و بقول صاحب مؤیّد به قاف سیردشتی کذا فی زفانگویا **مؤلّف** عرض کند که این همانست که ما بر (اسفوردیون به فا) وعده بیانش کرده ایم معلوم میشود که صاحب شمس همین لغت را به فا نوشته است که گذشت و در کنز اللغات که لغت زبان ترکی است این را لغت ترکی قرار داده بمعنی ثوم بری گرفته صاحب محیط فرماید که لغت یونانی است و بحذف همزه (سقوردیون) نیز آمده بعربی (ثوم الحیّة)

ومعروف بہ (ثوم الکلب) و (ثوم البری) و بفارسی (سیر دشتی) و بشیرازی (موسیر) و بہندی (جنگلی لہسن) گویند ابن بیطار آنرا بشین معجمہ (شقور دیون) نوشتہ و گفتہ کہ این حشیشۂ ثومی است معروف بحافظ الاجساد و حافظ الموتی و آن ثوم الحیّہ نیست بالجملہ آن سیر صحرائی است۔ گرم و خشک در آخر سوم و گویند تا چہارم در آن مرارت و قبض مع تجفیف معتدل و تلطیف و تحلیل و تفتیح و جلاست و منافع بسیار دارد (اردو) جنگلی لہسن۔ مذکر۔

اسقورون | بقول برہان و ہفت و انند بضم اوّل و ثالث و رای قرشت و سکون ثانی و رابع و واو و نون بیونانی و بعضی گویند بروی ریم آہن باشد و آنرا بعربی (خبث الحدید) خوانند۔ قطع خون بواسیر و سلس البول کند۔ صاحب محیط بر خبث الحدید فرماید کہ بفارسی (نوش) و (چرک آہن) و (ریم آہن) و بشیرازی (رمہ) و بہندی (لوہے کا میل) و (کیٹ) نامند و آن چرکی است کہ وقت گداختن از آہن جدا می شود و بہترین آن فولادی خشک در سوم و در گرمی کمتر و گویند گرم در دوم و خشک در سوم۔ بغایت مقوّی معدہ و مجفّف و منشف و رافع استرخای مقعد و سلس البول و محلّل اورام و منافع بسیار دارد (اردو) لوہے کا میل۔ مذکر۔ بقول جامع الادویہ چرک آہن۔ ریم آہن خبث الحدید۔

اسقولو | بقول برہان و ہفت و انند بضمّ اوّل و سکون آخر کہ سین بی نقطہ باشد بیونانی (۱) گاو بحری را گویند و بروی (قسطاس) صاحب موید گوید کہ بقول لغات طب (۲) قند و ذکر معنی اوّل ہم کند و این را بذیل لغات فارسی نویسد بہ تحقیق ما معنی

دوم متحقق نشد (اردو) دریائی گائے۔ مؤنث (۲) قند بمعنی کہانڈ۔ اسم مذکر (آصفیہ)

اسقولوس بقول برہان وسفت وانند بضم اول وسکون آخر کہ سین بی نقطہ باشد بیونانی بنجیست کہ آنرا آسیا کنند و آرد سازند و استادان صحاف وکفشگران واشال آن بکار برند و بفارسی سریش گویند۔ صاحب محیط این را (اسقویوس) بہ تحتانی پنجم نوشتہ واشارہ کند کہ بنجیست کہ آنرا (خشتی) نامند و بر (خشتی) گوید کہ ہمان بیخ کہ بفارسی (سریش) نام دارد و بسریانی (اسقولوس) بخیال ما تسامح اوست کہ بطور مستقل این را بہ تحتانی پنجم نوشت و بہ تحقیق ما بر حرف پنجم لام است نہ یای تحتانی بالجملہ این ہمان (اسپرشم) است کہ بجایش گذشت (اردو) دیکھو اسپرشم۔

اسقیل بقول برہان بکسر اول وثالث وسکون ثانی وتحتانی ولام پیاز دشتی است و آن درمیان نرگس پیدا می شود و بعربی بصل الفار خوانند و بصل الغصل ہمانست گویند اگر موش قدری ازان بخورد بمیرد و اگر گرگ پای بر برگ آن گذارد البتہ لنگ شود و اگر ساعتی توقف کند بیفتد و بمیرد۔ صاحب سوار السبیل گوید کہ اسم یونانی این (سکلا) است و بعربی اسقیل و محققین لسان عرب تصدیق کنند کہ اسقیل۔ لغت عرب است بمعنی پیاز دشتی صاحب محیط بر (اسقیل) فرماید کہ بکسر ہمزہ وسکون سین مہملہ وکسر قاف وسکون یای تحتانی ولام اسم عنصل است و بر عنصل فرماید کہ عربی است و بقول صاحب سیدنہ در سریانی (اسقیل) و (اسقال) و (اسقیلا) و بہ رومی (اقلیطون) وبفارسی (پیاز دشتی) و (پیاز موش) و در انگلیسی (اسکوال) وہندی (کندا) وکولی کاندا) گویند گرم وخشک در دوم وزرد

بمعنی خشک در سوم و بقول شیخ گرم و خشک در دوم - بغایت قوی و حرارت آن شدید تر و منافع بسیار دارد (اردو) جنگلی پیاز - مونث -

اسک بقول برهان و هفت و انند بکسر اول و سکون کاف (۱) اسپی را گویند که در راه بجهت قاصدان بسپارند و (۲) قاصد را نیز گویند و بفتح اول هم آمده - صاحب شمس این را بالفتح بمعنی دوم لغت ترکی نوشته و بقول جامع (اسک) بالکسر و (اسکدار) بضم و فتح و کسرهٔ اول سه رود بمعنی برید و قاصد پیاده و سوار و بقول رشیدی بالفتح بمعنی الاغ و بقول سروری قاصد والاغ - صاحب ناصری فرماید که این لغت در بلاد اسلامبول معمول و شائع - چون (اسک) بمعنی الاغ است (اسکدار) بمعنی الاغ دار از همین باشد و فرماید که به شین معجمه مبدّل این (اشک) هم آمده و صاحب مؤیّد بذیل لغات فرس انیز بمعنی قاصدی و الاغی آورده و بذیل لغات ترکی ذکرش نکرده و (ایشک) را بتحتانی دوم بمعنی خر لغت ترکی گفته و صاحب که محقق ترکی زبان است (اشک) بدون تحتانی بفتحتین بمعنی حمار و نخوها نوشته و صاحب لغات ترکی (ایشک) را بفتح شین معجمه بمعنی خر و صاحب برهان (اشک) را بدون تحتانی با شین معجمه بمعنی سالک راه خدا گفته صاحب جهانگیری (اسک) را مرادف (اسپ یام) آورده که گذشت (سیف اسفرنگی ؎) سلطان آل سبین کز نعل اسک اسپش ؛ سر بازپس برآند نون هلال چون نی ؛ مؤلف گوید که اگر این را مبدّل اسپ گیریم جا دارد که تبدیل بای فارسی با کاف موافق قواعد فرس است چنانکه (پنج) و (کنج) و اگر اصل این لغت ترکی (اشک) قرار دهیم میتوان شد که شین معجمه به سین مهمله بدل شود همچون (شمار) و (سمار) بای حال

اسپ باشد یا خر یا مماثل آن - فارسیان این را مخصوص کردہ اند بہ اسپی یا خری کہ برای سواری قاصدان در راہ بگذارند و معنی دوم مجاز است کہ قاصد را ہم بہ ہمین نام خواندند پس باید کہ بصورت اوّل این را بالفتح خوانیم کہ اسپ بالفتح اول است و بصورت ثانی ہم بالفتح کہ (اشک) بقول صاحب کنز بالفتح آمدہ آنانکہ این را بمعنی الاغی و قاصدی بیای مصدری نوشتہ اند خطا کردہ اند (اردو) (۱) ٹٹو گاگھوڑا - مذکر - (۲) قاصد - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - ہرکارہ - پیک - پیغامبر - نامہ بر -

اسکار بکسر اوّل بمعنی قاصد مستعمل (ظہوری) ؎ بروی کار من ہرنخبۂ اقتا دبر چیدم ؛ بکارم آمد آخر برلب اسکاری چنیدم ؛ مؤلف گوید کہ محققین فرس ذکر (اسکار) بمعنی قاصد نہ کردہ اند عجبی نیست کہ مخفف (اسکدار) باشد کہ بمعنی قاصد می آید ما صراحت معنی (اسک) بجای خودش کردہ ایم و ماخذش ہم ہمدرانجا مذکور (اردو) دیکھو اسک کے دوسرے معنی -

(۱۵۹۰)

(الف) اسکال (الف) بقول صاحب شمس بمعنی اندیشہ و اندیشہ کنندہ و امر اندیشہ

(ب) اسکالش کردن و بہمین معنی بدون الف اوّل (سکال) ہم آمدہ و (ب)

(ج) اسکالیدن بالکسر بمعنی اندیشہ دیگر کسی از محققین ذکر الف نکرد و مقصود صاحب شمس جز این نباشد کہ الف را ہم بالکسر گیریم صاحب سروری برای (ب) از مولوی معنوی سند آوردہ (۵) اومنی خند د زذوق مالشت ؛ او ہمی خند د بر آن اسکالشت ؛ صاحب موارد بذکر (ج) با کاف فارسی گوید کہ بمعنی فکر و اندیشہ کردن است و (ب) حاصل بالمصدرش و اشارہ کند بسوی سگالیدن کہ بدون الف وصلی بہمین معنی می آید و بر سگالیدن

اشارہ (ج) فرماید و ہمدرآنجا نویسد کہ اسگال و اسگالش ہر دو حاصل بالمصدر (ج) است و الف امرش نیز (اسگالد) مضارع آنرا صاحب نوادر ہم بذکر (ب) و (ج) ہمراہ باشد صاحب بحر ذکر (ج) با الف وصلی نکردہ و بسگالیدن فرماید کہ بکسر اوّل و کاف فارسی بمعنی (۱) دشمنی و خصومت کردن و (۲) فکر و اندیشہ نمودن و (۳) سخن بگفتن و (۴) قصد کردن و برد (سگالیدن) بہ کاف عربی گوید کہ بمعنی اندیشہ و فکر و گفتگو کردن و گفتن و شنیدن و پرسیدن و خواستن و فرماید کہ با کاف فارسی ہم درست است۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است نوشتہ کہ (سگال) بہ کسر اول و کاف فارسی لغت فرس است بمعنی فکر و فکرت و غیبت۔ و نمیمت۔ صاحب ہفت بر (اسگالش) آوردہ کہ بمعنی اندیشہ و خیال و فکر و اندیشہ مند را نیز گفتہ اند کہ صاحب فکر و اندیشہ و خیال باشد خان آرزو در سراج بر (سگالیدن) بکاف فارسی فرماید کہ بکسر مخفف (اسگالیدن) بمعنی اندیشہ کردن است و برین قیاس سگالندہ و سگالش و سگال و بر صاحب برہان اعتراض کند کہ سگال بمعنی سخن و گفتگو و دشمنی و خصومت آوردہ خطاست چرا کہ (مدیح سگال) بمعنی مدیح اندیش است کہ کنایہ از شاعر باشد و نیز بمعنی دشمنی نیست بلکہ بشین معجمہ بمعنی مکر و فریب است کہ (شگیل) بشین معجمہ امالہ آنست و صاحب برہان (شکال و شکیل بمعنی مکر و فریب) بکاف عربی آوردہ و ہمین معنی (اشکل و اشکیل) بہ شین معجمہ و کاف عربی ہم نوشتہ کہ می آید مؤلف عرض کند کہ (اسکال) بالکسر بسین مہملہ و کاف عربی اصل است اسم جامد زبان فارسی بمعنی اندیشہ و فکر یا مفرس است از (اشکال) کہ بلغت عربی بالکسر بمعنی دشواری است فارسیان بہ تبدیل شین

معجمہ بہ سین مہملہ ہمچون (شمار) و (سار) کنایۃً بمعنی اندیشہ و فکر استعمال کردہ باشند و انچہ در (اسگال) کاف عربی را بفارسی بدل کردند کہ می آید) ہم تصرف ایشانست پس این اسم مصدر است و مصدر اسکالیدن از ہمین (اسکال) و اسگالیدن - از (اسگال) وضع شدہ کہ یای تحتانی بر آخرش زیادہ کردہ علامت مصدر رور آخرش آوردند و این مصدر جعلی است چنانکہ ذکرش بر (اسم مصدر) می آید و معنی مصدری این فکر و اندیشہ کردن و (اسگالش) حاصل بالمصدرش موافق قاعدۂ فرس کہ برصیغۂ امر کہ (اسکال و اسگال) است شین معجمہ زیادہ کردہ (اسکالش و اسگالش) کردند مابحث تفصیلی حاصل بالمصدر بر لغت (آموی) کردہ ایم ہمین قدر است حقیقت الف و ب و ج و انچہ (اسکالیدن و سگالیدن) و مشتقاتش بدون الف اول می آید مخفف این است بحذف الف اول انچہ بعض محققین الف را بمعنی فاعل گرفتہ اند تسامح او شانست کہ بہ قواعد فارسی پی نبردہ اند - ہرگاہ الف صیغہ امر (ج) است و قتیکہ با اسمی مرکب شود افادۂ معنی فاعل و مفعول ہر دو کند کہ آنرا اسم فاعل و اسم مفعول ترکیبی نام است چنانکہ خیر سگال بمعنی خیر اندیش و نمی شود کہ مجرد صیغۂ امر را بدون ترکیب بمعنی فاعل گیریم و انچہ بعض محققین بر مصدر (اسکالیدن و سگالیدن) ورای معنی فکر و اندیشہ کردن - ذکر معانی دیگر ہم کردہ اند - چنین نیست کہ مجاز باشد و ما طالب سند استعمال آن باشیم و اگر بقول صاحب کنز و رمعنی الف غیبت و نیست را ہم داخل کنیم و رد دیگر معانی مصدری بیّنۂ صاحب بحر عجم تائیدی ہم رسد - حیف است کہ کسی از محققین فرس اندرین خصوص تائید صاحب کنز نمی کند و از سند استعمال ہم ساکت و انچہ صاحب ہفت ب را بمعنی اندیشہ مند و صاحب فکر

واندیشہ وخیال گرفتہ خطای فاش کردہ کہ معنی حاصل بالمصدر بمعنی اندیشہ مندی است - نہ اندیشہ مند وانچہ بعض محققین معنیٔ در الف وب فرق نہ کردہ اند قابل غور است بالجملہ حاصل جگر کاوی ما اینست کہ الف بمعنی فکر و اندیشہ و ب بمعنی اندیشہ مندی وفکرمندی و (ج) بمعنی فکر و اندیشہ کردن باشد یعنی (الف) اسم مصدر است و (ب) حاصل بالمصدر و (ج) مصدر ما فرق اسم مصدر وحاصل بالمصدر را بر (اسم مصدر) بیان کنیم انشاء اللہ المستعان (اردو) الف - اندیشہ - بقول امیر فارسی فکر - دھڑکا - خوف - کھٹکا (آتش ۵) وہ قد ہے مثل سرو ہمیشہ بہار پر ؎ اندیشۂ خزاں نہیں رکھتا نہال دوست ؎ فکر - بقول صاحب آصفیہ عربی اسم مؤنث وندکر - سوچ - بچار - اندیشہ - تردد (اسیر ۵) فکر ہے انکو متاع حسن کے نیلام کی ؎ سیر ہو چھوٹے اگر بولی ہمارے نام کی ؎ (داغ ۵) گزر جائیگی ہر صورت کرون کیون داغ اندیشہ ؎ میرے مولا کو ہر دم فکر ہے میرے گزارے کا ؎ صاحب تذکیر وتانیث نے بھی لفظ فکر کو مختلف فیہ لکھا ہے (ب) فکرمندی - بقول آصفیہ اسم مؤنث بمعنی تفکر وتردد (ج) فکر کرنا - اندیشہ رکھنا - اندیشہ کرنا -

اسکاوند بقول برہان واند بفتح اول و واو مفتوح بنون و دال ابجد زدہ بمعنی سگاوند است و آن کوہی باشد نزدیک بہ سیستان و معرب آن سجاوند - ہم او این لغت را بدون الف اول - بہ کاف فارسی (سگاوند) نوشتہ و خان آرزو ہم در سراج بر سگاوند بکاف فارسی فرماید کہ سگ بسیار دران باشد وصاحب برہان ہمین لغت را بشین معجمہ اشکاوند - بکاف عربی و شگاوند بدون الف باکاف فارسی بہ ہمین معنی

نوشتہ کہ می آید۔ صاحب ہفت (اسکاوند) را ہم بکاف فارسی نوشتہ مؤلف عرض کند کہ شک نیست کہ این مرکب است از (اسکا) و (وند) وند بقول برہان چون در آخر کلمہ آید افادۂ معنی صاحب دہد ہمچون مند چنانکہ (دانشوند) کہ مرادف (دانشمند) است جزو اوّل را اگر بقول برہان و آنند بکاف تازی گیریم باید کہ اصلش (سکاو) قرار دہیم بہ واو مہملہ در آخر کہ بقول صاحب سراج بمعنی سر کوہ و فرق سر آدمی است۔ دال آخر حذف شدہ مخفّف آن (سکا) باقی ماند و الف وصلی در اولش آوردہ (اسکا) کردند۔ پس اسکاوند بمعنی صاحب قلّہ و کنایہ از کوہی خاص است کہ قلّہ ان بہ تسمیت دیگر کوہ ہا مخصوصیتی داشتہ باشد اندرین صورت (سکاوند) بحذف الف بہ کاف عربی مخفّف آن باشد آنانکہ این را بکاف فارسی (سگاوند) گفتہ اند وجہ تسمیۂ آن ہمان باشد کہ خان آرزو اشارۂ آن کردہ یعنی (سگان وند) یعنی صاحب سگان پس نون اوّل را حذف کردہ (سگاوند) کوہی را نام نہادند کہ بر آن کثرت سگان است اندرین صورت در (اسگاوند۔ بہ کاف فارسی) الف اوّل وصلی باشد حیف است از برہان و آنند کہ این را در اینجا بہ کاف عربی آوردہ و بحذف الف اوّل بجایش کاف فارسی استعمال کردہ غلطی کتابت را در اینجا دخلی نیست کہ سلسلۂ ردیف الفاظ و طرز صراحتش واضح تر است تا محش بیش نباشد کہ از ما خذ کار نمی گیرد انچہ ہمین لغت با الف اوّل و بدون آن با شین معجمہ می آید مبدّل اینست کہ سین مہملہ با شین معجمہ بدل شود ہمچون (کستی) و (کشتی) (اردو) اسکاوند۔ ایک پہاڑ کا نام ہے جو سیستان مین واقع ہی مذکر

اسکدار	بقول برہان و جامع و ہفت با دال ابجد بر وزن رہگذار۔ (ا) آنست کہ چون

قاصدی را خوانند که تعجیل بجائی فرستند و رہر منزل بجہت او اسپی نگاہدارند تا منزل بمنزل برسد تازہ زور سوار شود و (۲) پیادگان این نوع را نیز گویند که در ہر چند قدم یکی نشستہ باشد و خط و کتابت را پیادۂ اول بہ دوم و دوم بہ سوم دہد تا بمقصد رسد و این در ہندوستان بیشتر متعارف است و (۳) خریطۂ و کیسۂ را نیز گویند که قاصد این مکتوب در آن نہند و بضم اول و کسر اول ہم آمدہ منتخب جہانگیری بذکر معنی اول و دوم از منوچہری سند دہد (ع) برغم جنبش این نیت من کہ کردہ ام ؛ نزد شہنشہ ملکان بر با سکدار ؛ صاحب سروری برای معنی اول و سوم از حکیم عنصری سند دہد (ع) تو گوئی نہ اسرار ایشان ہمی ؛ فرستد بدو آفتاب اسکدار ؛ و صاحب رشیدی ہمین سند را برای معنی اول گیرد۔ خان آرزو در سراج

فرماید کہ بہ ہر سہ حرکات اول بمعنی شخصی کہ اسپان را در راہ نگاہ دارد و بعضی اسپان مذکور را گفتہ اند و قوسی گوید کہ تحقیق آنست کہ اسکدار شخصی است کہ بر آن اسپ سوار شود کہ آن اسپ را اسک گویند کہ گذشت و گاہی بمعنی قاصد و خریطہ نیز آمدہ و فرماید کہ اسکدار بمعنی خرایلچی دیام نیز مستعمل **مؤلف** گوید کہ معنی اول اصل است و معانی دوم و سوم مجاز آن۔ آنچہ خان آرزو (اسکدار) بمعنی خرایلچی گوید مقصود بدون اضافت باشد یعنی ہر ایلچی کہ سوار خر است و ہم باید کہ برای این معنی اصل این (اشکدار) گیریم و صراحت کامل این بر (اسک) کردہ ایم آنجا این را با فتح و با ضم گرفتہ اند لہذا از ماخذ (اردو) (۱) پٹہ کا سوار۔ مذکر (۲) پٹہ کا پیادہ۔ مذکر (۳) پٹہ کا چرمی ڈبہ جسمین خطوط محفوظ کئے جائین (مذکر)

اسکر بقول برہان و جامع بضم اول و سکون ثانی و فتح کاف و رای قرشت خار پشت بزرگ تیر انداز را گویند۔ صاحب ہفت صراحت فرماید کہ این بکاف فارسی است و طرز بیان

وسلسله ردیف برهان - کاف را عربی گوید وصاحب انند هم همزبانی صاحب هفت صراحت کند که این لغت فارسی زبان است بخیال ما این مبدل (اسغر) است که گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود غین معجمه را بکاف عربی وکاف فارسی هر دو بدل کنند چنانکه (غشکاو) و(کشکاو) و(غلوله) و(گلوله) پس (سکر) به کاف عربی وفارسی هر دو صحیح باشد وما اشارهٔ این به (اسغر) کرده ایم وتفرقهٔ اعراب تصرف فارسیان است (اردو) دیکھو اتشی -

اسکرک بقول صاحب انند بکسر اول وثالث بروزن فرفرک لغت فارسی است بمعنی رجیبن گلو یعنی صدائی که بی اختیار از گلو برآید که بعربی فواق گویند - صاحب برهان جامع این را بکاف فارسی نوشته وصراحت کاف اول ودوم نکرده - صاحب سروری فرماید که بکسر همزه وکاف تازی وفتح رای مهمله فواق باشد یعنی صوتی که پیاپی از حلق برآید بی قصد خان آرزو در سراج صراحت کند که بفتح اول وسکون دوم وکاف تازی است که بهندی این را هچکی گویند - صاحب خزانه بر لغت (هچکی) فرماید که این را ابترکی (انجرق) گویند وبعربی فواق مؤلف گوید که در اسباب فواق تنگی خنجره را دخل است و(سکرا) بفتح اول بقول صاحب سارطع در سنسکرت تنگ ومضیق را گویند و(سکرانا) بمعنی تنگ کردن کسی را وسکرائی بمعنی تنگی جای وضیق مکان و(سکری) بمعنی سر نقل پس عجبی نیست که فارسیان بقاعدهٔ تبدیل الف (سکرا) بکاف فارسی بدل کرده باشند چنانکه (ارگنج) و(گرگنج) والف وصلی در اولش آورده (اسکرگ) کردند - اندرین صورت باید که کاف آخره را فارسی گیریم وباتفاق صاحب سراج بفتح اول خوانیم آنانکه کاف اول را فارسی گیرند یا کاف

دوم را عربی - جزین نیست کہ برماخذ خود نظر نمودہ اند - حیف است کہ سند استعمال این پیش نہ شد (اردو) ہچکی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - فواق - وہ ہوا جو گلے سے رک رک کر نکلتی ہے -

اسکرہ بقول برہان بضم اوّل وسکون ثانی وفتح کاف و رای قرشت کاسۂ سفالی وجام آب خوری باشد و با تشدید رابع ہم بنظر آمدہ صاحب رشیدی فرماید کہ بضم الف وتشدید رای مہملہ و (اسکورہ) بالضم پیمانہ ایست کہ مقداری معین می گیرد و در اوزان ومکائیل طبّی مذکور و بمعنی مطلق پیمانہ نیز استعمال کنند و (سکرہ) و (سکورہ) بحذف الف ہم آمدہ و بتازی (اسکرجہ) و (سکرجہ) گویند - مولوی معنوی (ے) بحر را پیمودہ ہیچ اسکرّہ ۂ شیر را برداشت ہرگز برّہ ۂ صاحب جہانگیری بر کاسہ گلی قانع - صاحبان انند وجامع وسروری وناصری وہفت وشمس ہم ذکر این کردہ اند - خان آرزو در سراج این را بضم کاف گوید و بر برہان اعتراض کند و فرماید کہ در کلام مولوی معنوی بمقابلۂ قافیۂ (برّہ) (اسکرّہ) را بالضم خواندن بر وی قواعد قافیہ عیبی ندارد و گوید کہ ظاہرا معرّب اسکورہ و بہندی سکورہ بمعنی کاسۂ سفال است - صاحب کنز این را فارسی گفتہ وبمعنی کاسہ وکشکول آوردہ و صاحب برہان (سکرہ) و (سکورہ) بحذف الف ہم بہمین معنی آوردہ **مؤلّف** عرض کند کہ اصل این لغت سنسکرت (سکورا) باشد بفتح اوّل و ضم دوم وسکون واو ومجہول - مذکّر (واسکوری) مؤنّث آن ہر دو - بقول صاحب ساطع ظرف گلی ونمکدان گلی - فارسیان الف آخر (سکورا) را بہای ہوّز بدل کردند ہمچون (یاسا)

و (یاسہ) وپس ازان از کثرت استعمال واو حذف شدہ (سکرہ) شد و الف وصلی در اولش آوردہ اسکرہ کردند وصاحب سراج درست فرماید کہ کاف را مضموم گیریم وبخیال ما این مفرس است وصاحب منتخب نوشتہ کہ (اسکرجۃ) و (اسکرۃ) بالضم بمعنی ظرفی کہ مقدار پنج مثقال آب گیرد پس این معرب باشد بہ تخصیص وزن (اردو) سکورہ۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی اسم مذکر مٹی کا پیالہ۔ کاسہ گلی۔ اردو والے بکسر سین مہملہ اور ہندو بفتح سین بولتے ہین۔ ہماری راے مین آپ نے اسکے ماخذ پر غور نہین فرمایا اس لئے اسکو فارسی کہا۔

اسکلہ بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار جائیکہ از جہاز بساحل فرود آیند وہم او بجای دیگر نویسد کہ فرودگاہ است۔ صاحب رہنما صراحت کند کہ جائیکہ لب آب درست کنند از پلہ ہا کہ بوسیلہ آن از کنارۂ دریا بہ کشتی سوار شوند وصاحب بول چال ترجمۂ این (گھاٹ) نوشتہ۔ صاحب سواء السبیل این را بالکسر و فتح لام معرب (اسکالا) لغت ایطالیانی نوشتہ یعنی بندر بحیرہ وجمع آن اساکل۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی است این را بہمین معنی لغت ترکی قرار دہد **مؤلف** گوید کہ معرب گیریم یا مفرس بہرو وصورت ماخوذ است از لغت اطالیہ۔ الف دوم بکثرت استعمال حذف شد و الف سوم بدل شد بہ ہای ہوز ہمچو (یاسا) و (یاسہ) وضرورت ندارد کہ ازین تبدیل ہم کار گیریم کہ تلفظ زبان اطالیہ را اگر بزبان فرس نقل کنیم جادارد کہ الف آخر را بصورت الف نویسیم یا ہای ہوز زیرا کہ در زبان مذکور دو حرف مخصوص ہمچو الف و ہائیست کہ در آخر کلمہ قریب المخرج باشد وصاحب محیط المحیط تائید تعریب این کند وجمع این اساکل آورد و فرماید کہ (الاسکلۃ المینا فی بحر الروم

او ما یتوصّل بہ الی البر) وجاوارد کہ ترکان ہم از لغت اطالیہ گرفتہ باشند یا بالعکس آن۔
(اردو) وہ مقام لب دریا جس کے ذریعہ سے کشتی مین سوار ہوتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے لفظ گہاٹ پر لکہا ہے کہ ہندی اسم مذکر۔ وہ ڈہلوان سطح جہان سے کشتی وغیرہ پر سوار ہوتے ہین۔

اسکملہ بقول صاحب بول چال چیزی کہ بہ انگلیسی زبان آنرا (اسٹول) گویند وصاحب سوار السبیل فرماید کہ لغت ترکی است بمعنی قدم گاہ۔ کرسی زیر پای وکرسی پست و در عربی بالکسر (اسکملۃ) بہ ہمین معنی مستعمل وہم او گوید کہ (اسکملس) بمعنی چارپایہ و پایگاہ لغت لاطینی است وصاحب کنز کہ محقق ترکی است فرماید کہ در ترکی زبان بمعنی منبر و کرسی است و (اسکملی) کذلک (اردو) وہ چوکی جو کرسی پر بیٹھکر اسپر پاؤن رکہتے ہین جس کو دکن مین (پادراز) کہتے ہین

اسکناس معاصرین عجم استعمال این می کنند وصاحب بول چال صراحت کند کہ (۱) آلہ را نام است کہ بوسیلہ آن دریافت وتحقیق اوزان متناسبہ فلزات کنند ومعنی نقطی این آلہ آزمایش۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار (۲) بمعنی برات وچک نوشت وترجمہ آن در انگلیسی زبان (بنک نوٹس) ہیچ متحقق نشد کہ این لغت کدام زبان است کہ فارسیان از وگرفتہ اند یا مفرّس ساختہ اند محققین فرس قدیم ہم ازین ساکت اند (اردو) (۱) اسکناس۔ استعمال معاصرین فرس مین ایک آلہ کا نام جس کے ذریعہ سے اوزان متناسبہ فلزات کو معلوم کرتے ہین۔ مذکر (۲) چک۔ بقول آصفیہ (مؤنث) (انگریزی) اردو مین مستعمل۔ کاغذ زر۔ نقدی ملنے کا پرچہ وبقول مؤلف برات۔

اسکنج بقول برہان با نون وجیم وحرکت غیر معلوم (۱) بوی دہن را خوانند وبعربی بخر۔ صاحب انند فرماید کہ بفتح اوّل وثالث لغت فارسی است بمعنی بوی دہن وصاحب ہفت ہمزبانش وصاحب جامع گوید کہ (۲) بمعنی بوی بد دہن۔ صاحب برہان بر (سکنج) بدون الف فرماید کہ بضم اوّل وثانی وسکون نون وجیم گندگی دہن وبوی دہان را گویند کہ بعربی بخر خوانند وشخصی را نیز گفتہ اند کہ بوی دہان داشتہ باشد وباین معنی بفتح اول ہم آمدہ وباول مکسور بمعنی سرفہ کردن وآواز بگلو در آوردن وبمعنی تراش ہم وگزیدن را نیز گویند (الخ) **مؤلف** عرض کند ہرگاہ حرکات حروف (سکنج) را خود برہان بیان می کند عجب است کہ بر اصلش کہ (اسکنج) است حرکت غیر معلوم چرا نوشت۔ مخفی مباد کہ بخر در عربی بفتحتین بمعنی ہر چیزی کہ رائحہ او تند باشد وگندگی دہن (کذا فی المنتخب) بخیال ما معنی دوم مجاز است کہ گندگی دہن نتیجہ تندی بوی دہن است ونباید آن بوی دہن باشد یعنی چون دہنی بو ندارد علامت صحت کلّی است وچون تندی پیدا شود علامت غیر اعتدال است کہ بالاخر بہ گندگی دہن رساند بالجملہ (اسکنج) مرکب است از (اس) و (گند) اس لغت عربی است بہر سہ حرکت بمعنی بنیاد وصل ہر چیز چنانکہ بجایش گذشت و (گند) بالفتح لغت فارسی است بقول برہان بمعنی بوی بد۔ پس فارسیان (اسگند) بمعنی بنیاد بوی بد گرفتند ومطلق بوی دہن را نام نہادند کہ بوی دہن بنیاد گندگی دہن است واتفاق صاحبان تحقیق بر معنی اوّل است ومعنی دوم مجاز آن۔ پس بقاعدۂ فارسی کاف فارسی بہ کاف عربی ودال مہملہ بہ جیم بدل شد چنانکہ (گند) و (کند) و (زکند) و (زکنج) و (سکنج) کہ بدون الف اوّل بہ ہمین معنی می آید مخفف (اسکنج) است (اردو) (۱) بو

دہن (فارسی) اردو مین متعمل - مذکر (۲) گندہ دہنی - مؤنث - صاحب آصفیہ نے گندہ دہن کا ذکر کیا ہے - یعنی وہ شخص جس کے منھ سے بدبو آئے - سکنج - بیاستو -

اسکندان | بقول برہان وسراج بفتح اول بروزن دربندان بمعنی کلیدان است کہ محل بستن وکشادن باشد در باغ وخانہ وطویلہ وامثال آن را وبعربی مغلق خوانند صاحب انند صراحت کند کہ لغت فارسی زبان است وفرماید کہ کلیدان باغ وخانہ را گویند وصاحب ناصری معنی متقدمین بدو وبقول جامع کلیدان چوبی صاحب برہان بر (کلیدان) فرماید کہ بکسر اول آلت بست وکشاد در باغ ودر کوچہ وامثال آن وبعربی غلق وقفل را نیز گویند - صاحب منتخب بر (غلق) نوشتہ کہ بالفتح در بستن وبفتحتین چیزیکہ بدان در را بندند وآنرا مغلاق نیز گویند وبفارسی کلیدان - مخفی مباد کہ (سکند) بقول اہل تحقیق بالفتح بمعنی جماع ومباشرت آمدہ و (سکن) بقول صاحب محیط المحیط بفتحتین در لسان عرب بمعنی سکون واطمینان وبرکت پس بخیال تاشک نیست کہ فارسیان (بزیادت دال) (سکند) کردند ہمچون (پیرہن) و (پیرہند) وبمعنی جماع ومباشرت استعمال کردند وہمچنین بر (سکن) کہ بمعنی سکون واطمینان است لفظ (دان) زیادہ کردہ (سکندان) آلہ را نام نہادند کہ بوسیلہ آن در را بندکنند وقفل بر در خانہ وامثال آن اندازند - الف وصلی در اولش آوردہ (اسکندان) کردند (اردو) کنڈی - بقول آصفیہ (اسم مؤنث) زنجیر دروازہ - حلقہ در - دکن مین (اڑڈنڈا) اس آلہ کا نام ہے جس کے ذریعہ سے دروازہ بند کرتے ہین - یہ دونون کواڑونکے وسط مین آڑا قائم ہوکر پٹون کو بند کردیتا ہے اور بعض اڑڈنڈون مین کنڈی بھی لگی ہوتی ہے جسمین قفل لگا دیتے ہین -

اسکندر بقول برهان بکسر اوّل نام پادشاهیست که عالم گیر شد گویند دختر زادهٔ فیلقوس و پدرش دارا نام داشت و چون دارا دختر فیلقوس را بسبب گنده دهنی پیش فیلقوس فرستاد دختر از دارا حامله بود و اظهار نمی کرد تا بوی دهن او را با (اسکندروس) که آنرا بفارسی سیر گویند علاج کردند - بعد ازان فرزند بوجود آمد و او را اسکندر نام نهادند و نام مادر او ناهید بود و بعضی گویند که اسکندر پیغمبر شد و او را ذوالقرنین ازان جهت می گفتند که دو طرف پیشانی او بلند و برآمده بود

مؤلف گوید که این لغت زبان رومی باشد که صاحب محیط بر (اسکندروس) صراحت این کرده و اسکندر که می آید مخفف این است - صاحب ناصری بر لغت (سکندر) گوید که نام پادشاهی است معروف - یونانی دلی بواسطهٔ لقب ذوالقرنین و نسبت بعضی چیزها بد و شبیه و ملتبس است و تحقیق آنست که ذوالقرنین اکبر سیر خالهٔ خضر علیه السلام و نامش صعب بن روم بن یونان بن تایح بن سام بن نوح علیه السلام و معاصر حضرت خلیل الرحمان بود و ظهورش در سه هزار و چهار صد و پنجاه و هفت سال بعد از هبوط آدم در مصر بود و بعد از غلبه بر ولایات مصر و افریقه و امصار مغرب که حتی **اذا بلغ مغرب الشمس** اشاره بدان است قصد بلاد یورپ و سبیریه و مشرق کرد و سکنهٔ مشرقی از اشرار تاتار و مغول شکوه کردند - سد یاجوج و ماجوج را ساخت و گفته اند که سد با الاّ بواب در بند است و بعد از مراجعت از مشرق با شش صد هزار کس متوجه ایران و مکه شد و با حضرت ابراهیم در مکه ملاقات و مصافحه کرد پس بار اضی مقدونیه رفته شهر را بنام خود ساخت و در دومة الجندل بعبادت بود تا درگذشت - پانصد سال عمر یافت و چهل سال در مصر وغیره پادشاهی کرد و بعضی اخبار که بوی نسبت کنند اغلب مرموز است و تاویل خواهد و اصل او از عرب بود و بعضی از سلاطین

مین را بعد از و ملقب ذو القرنین خوانده اند و یکی از زنان ابو کرب شمر ارعش است که دو گیسوی او آویخته بود بر دو بازوی او - سبب این لقب شد زیرا که قرن بمعنی گیسو و شاخ آمده و فخر کرده شاعر عرب حمیری که ذو القرنین پدر مابود و پیش از و ملقبین عمّهٔ مابوده - و اذو آمین متعدد بوده اند که اسامی ایشان از (ذو) خالی نبود و ابو ریحان گفته که دیگری از ذو القرنین (اطرکس) بود که بر (سامیرس) ملک بابل غالب شده او را کشته پوست کنده باموی او و دو نقش دباغت کرده آنرا بمنزلهٔ تاج خود قرار داده خود را ذو القرنین لقب نهاد - علی الجمله اسکندر پسر فلیپ مشهور به (فیلقوس) در پنجهزار و دویست سال بعد از هبوط آدم در مقدونیه متولّد شد و بحکومت رسید و در صفر معاصروی و بادشاه ایران بود - اسکندر بروی غلبه یافته ایران را متصرّف گرفته از مازندران بخراسان رفت و قصد سند و هند کرده (پورس) پادشاه پنجاب و لاهور را بکشت و از سند عزم بابل کرد - از کثرت اوان بر شراب بیمار و در شهر زور بابل فوت شد جسد او را باسکندریه بردند و بخاک سپردند - سی و دو سال عمر یافت و شانزده سال سلطنت داشت - گویند رغبت او با پسران ساده زیاده از زنان بود - اغراق افسانه خوانان و شعرا همه دروغ و آیات و اخبار در حق ذو القرنین است عبد صالح بود و مخاطب به یکدیگر کرده اند و صاحب اسند بحوالهٔ صاحب تاریخ طبری نوشته که چون بهمن پدر دارا دارنگ سلطنت بنشست و روزگاری بر آن برآمد آهنگ زمین یونان کرد و با فیلقوس پادشاه انجا صلح کرد و بهمن دختری از ان فیلقوس بزنی کرد و هم در آنجا یک شب با او بود و او را با زپیش پدر فرستاد و بهمن با ملک خویش بازگشت و روزگاری دور از بر این برآمد و آن دختر همان شب از بهمن بار گرفت و چون نه ماه بر آمد سکندر را بزاد و بنهاد

بطالع سعد و این فیلقوس ملک یونان اورا بپرورد۔ کسی نمیداند که این پسر کیست و همه مردمان اورا اسکندر بن فیلقوس خوانند ی وچون فیلقوس بمرد اسکندر بملک نشست و بحوالۂ ناصری فرماید که سکندر را اسکندر نیز گویند و معنی این نام بیونانی حکمت دوست است و شهر یکه او ساخت اسکندریه خوانندش و منسوب بدان شهر را اسکندرانی گفته اند و بافتۂ از آنجا حاصل میشود در کمال لطافت چنانکه شیخ عطار گفته (ع) تو گر اسکندری دنیای فانی ؛ کفن پوشد تو اسکندرانی ؛ و پیش از و نیز ملوک اسکندر نام و بعضی طوائف ایرانیان و کلانیون بوده باصطلاح اسکندر بمعنی پادشاه بزرگ است اگرچه نام دیگر داشته باشد و اسکندر رومی در سال پنجهزار و دویست و هفت از هبوط آدم بر مصر استیلا یافته و بعد از و بطالسه پادشاه شدند و در میان آنها دو نفر الکسندر نام یعنی اسکندر۔ پادشاهی داشته اند و آخرین بطالسه زنی۔ کلیاپتره نام بود و بحسن و جمال شهرت داشت و اسکندر نام دیگر قبل از اسکندر رومی بوده است که اورا (اسکندر ینا) می گفته اند و در آثار الباقیه مذکور شده (ظهوری ع) سهل بود آئینه بر اسکندر آن پر تو نداشت ؛ گر زنی لاف صفا از سینۂ بیزنگ زن ؛

(۲) بتحقیق ما (اسکندر) بلغت رومی بمعنی سرنگون هم که بر (اسکندری خوردن) بحث این می آید (۳) بقول مؤید بالکسر یعنی که برای دفع بخار کاربندند و آنرا اسکندروس هم گویند (اردو) اسکندر۔ سکندر بقول امیر یونان کا ایک بڑا اولعزم بادشاہ فیلقوس کا بیٹا۔ اسکی عمر کا بڑا حصہ ملک گیری میں مصروف ہوا۔ مصر میں اسکندریہ اپنے نام پر آباد کیا۔ دارا کی بیٹی کے ساتھ شادی کی اور بابل کے قریب ۳۲۳ قبل مسیح کے بیمار ہوکر وفات پائی اسکا وزیر و معلم حکیم ارسطاطالیس تھا ذوالقرنین جن کا

ذکر کلام باری تعالیٰ مین ہے ممکن ہے کہ سکندر رہی اونکا نام ہو اسی سکندر کو بانی سد یا جوج ماجوج جاننا یا ذوالقرنین بانی سدّ کو سکندر بن فیلقوس یونانی سمجھنا خطا ہے - واللہ اعلم - (۲) سرنگون بقول آصفیہ اوندھے منھ - سر کے بل (۳) دیکھو اسکندروس -

اسکندر آباد استعمال - بقول ہفت وہوتید بکسر اوّل وسکون سین مہملہ و فتح کاف وسکون نون وفتح دال ابجد و رای مہملہ زدہ نام شہریست بسر حد جنوب آباد کردۂ ذوالقرنین (اردو) اسکندر آباد ایک شہر کا نام ہے جو سرحد جنوب پر ذوالقرنین کا آباد کیا ہوا ہے - مذکر -

(الف) اسکندروس بقول برہان وہفت وجامع بفتح راو سکون واو وسین بی نقطہ لغت رومی (۱) سیر - برادر پیازو (۲) نام پسر اسکندر ذوالقرنین ہم ہست کہ از روشنک دختر دارا بہم رسید وبعضی گویند (۳) نام مادر اسکندر است صاحب ناصری بذکر ہر دو معنی فرماید کہ لغت یونانی است ونسبت معنی دوم گوید کہ متحقق نشد الّا اینکہ در اشعار نظامی شنیدہ ایم وصاحب سروری بر معنی دوّم قانع وصاحب جہانگیری برای معنی دوّم از نظامی سند آوردہ (ے) ہمان پور اسکندر اسکندروس پہ ہمی آمد وخاک می داد بوس ؛ صاحب سوار السبیل نوشتہ کہ (۴) صمغی باشند در شبیہ بکاہ ربا کہ از اریانیہ آرند وگاہ در سیاہی دوات برای اصلاح اندازند وبفارسی (سندروس) گویند - صاحب محیط فرماید کہ اسم رومی پیاز است وگویند سیر - صاحب شمس بذکر ہر سہ معنی اوّل الذکر صراحت کند کہ بمعنی اوّل ودوّم بہ شین معجمہ ---

(ب) اسکندروش ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ تبدیل سین مہملہ با شین معجمہ بفارسی آمدہ چنانکہ (کستی) و(کشتی) ومعنی چہارم بہ تحقیق نرسید اگرچہ صاحب محیط بر (سندروس) تعریف آن کند کہ بجای خودش می آید اما صراحت نکند کہ اسمش

(اسکندروس) است (اردو) (۱) لہسن۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ سیر۔ برادر پیاز (۲) اسکندروس۔ رومی زبان مین۔ سکندر ذوالقرنین کے فرزند کا نام (۳) اسکندروس بقول بعض رومی زبان مین سکندر کی ماں کا نام (۴) سندور۔ اسم مذکر دیکھو (اسرنج کے دوسرے معنی۔

اسکندرون | بقول صاحب اندجوا لہ فرہنگ فرنگ بالکسر وضم رای مہملہ نام شہری۔ صاحب شمس گوید کہ نام جزیرہ کہ قبر سکندر در آنجاست مؤلف گوید کہ این بمعنی معمورۂ اسکندر است کہ (ون) بقول برہان نام شہریست کہ حسین وفنی ولی منسوب بآن شہر است اگرچہ متحقق نشد کہ (ون) لغت کدام زبان است ولیکن این قدر متحقق شد کہ نام شہریست وجہ تسمیۂ آن ہرچہ باشد بر لقاعدۂ فارسی (ون) بطور عام بمعنی شہر گرفتن عیبی نیست ومعنی (اسکندرون) شہر اسکندر است یعنی شہر کہ

مدفن سکندر باشد۔ فتح واو کہ بسکون بدل شد وسکون رای مہملہ بضمہ این نتیجۂ کثرت استعمال وعدم تعمق برمأخذ است وبس (اردو) اسکندرون۔ ایک جزیرہ کا نام ہے جس مین سکندر کی قبر ہے۔ مذکر

اسکندری | مفرس است از (اسکندر) لغت رومی کہ بمعنی سرنگون گذشت فارسیان یای مصدری در آخر این آوردہ (اسکندری) بمعنی سرنگونی استعمال کردند صراحت مزید این بر (اسکندری خوردن) می آید (اردو) سرنگونی۔ سر کے بل ہونا۔ گردن جھکا لینا (حاصل بالمصدر) صاحب آصفیہ نے سرنگون کا ذکر کیا ہے اور سرنگونی کو ترک فرمایا ہے۔

اسکندری خوردن | اصطلاح۔ صاحب بحر عجم الفاظ آرزو گوید کہ معنی آن کج شدن سم است در وقت رفتن یا دویدن است واین مخصوص ہر دو دست آن باشد لیکن وجہ تسمیہ معلوم نیست (انتہی) صاحب بحر عجم بر (سکندر خوردن) فرماتے

که (سکندر) بزبان رومی سر را گویند - خان آرزو
در چراغ از اشرف سند دهد و گوید که وجه تسمیه معلوم
نشد (ـه) بود در وی زبس باشد تنک پژ
سمند عمر خضر اسکندری خورد و آرسته در مصطلحات
بر سکندر و سکندری خوردن گوید که سکندر بزبان
رومی سر را گویند بخیال ما غلطی کتابت است
که (رومی) را (روسی) نوشت - خان آرزو
در سراج بر لفظ (سکندر) فرماید که بسر در آمدن
اسپ است و آنرا (سکندری) نیز گویند و بعضی
(سکندر) را بمعنی مطلق سرنگون نوشته اند صاحب
برهان بر لفظ (سکندر) گوید که بمعنی سرنگون و اسپی
که بسر در آید - حالا عرض کنیم که متحقق شد که (اسکندر)
بمعنی سرنگون و (اسکندری) بزیادت یای
مصدری بمعنی سرنگونی است بقاعدهٔ فارسی
(خوردن) بقول صاحب موارد بمعنی گرفتن
و حاصل کردن (چون بوسه خوردن و رشوت خوردن)
و هم بمعنی شدن چون (خم خوردن) پس (اسکندری
خوردن) بمعنی سرنگونی حاصل کردن و (اسکندر
خوردن) بمعنی سرنگون شدن باشد که کنایه باشد
از پای بسنگ آمدن - به تحقیق ما این تخصیص با اسپ
ندارد و فارسیان برای غیر اسپ هم استعمال این
کرده اند (مخلص کاشی ـه) دلا بصرفه قدم نه
که در طریق معاش ۔ سکندری خورد از فاقه هر که
دارا نیست ۔ مخفی مباد که (دارا) در مصرع ثانی
مقابل ناداراست محققین محتاط تخصیص اسپ
باستناد کلام اشرف مازندرانی کرده اند که بالا مذکور
شد و تخصیص به هر دو دستش از نیکه پا بسنگ آمدن
چار پایان متعلق است از دو پای اولین شان
و خیال نکردند که در کلام اشرف لفظ (سمند) موجود
است و از مصرع ثانیش مصدر (اسکندری خوردن
سمند) پیدا می شود - پس مجرد (اسکندری خوردن)
را ذکر کردن و این را مخصوص به اسپ گردانیدن
نقص تلاش و قلت غور بیش نیست و آنچه بعض
محققین (سکندر) را بمعنی اسپی که بسر در آید و بسر

درآمدن اسپ نوشتہ اند خطای فاش کردہ حاصل
اینست کہ (سکندر خوردن) و (سکندری خوردن)
تخفف این است بحذف الف کہ بجایش می آید
(اردو) ٹھوکر کھانا - الجھ کر گر پڑنا - سنگ راہ
کی ٹکر کھانا۔

اسکندریہ بقول برہان و جامع و ہفت
نام شہریست بنا کردۂ اسکندر کہ در کنار دریا
بسر حد فرنگ واقع - صاحب ناصری در مقدمۂ

کتاب بذیل آرایش چہارم گوید کہ شہریست از
توابع مصر بکنار دریای روم و در سلسلۂ ردیف
ہم ذکر این کردہ بر ابہام بیان برہان اعتراض کند
و بقول غیاث شہریست در شمال ملک مصر بنا کردۂ
اسکندر بن فیلقوس (اردو) ایک شہر ہے جس کا نام
اسکندریہ ہے - حضرت امیر فرماتے ہیں کہ ملک مصر کے شمال میں
بحیرۂ روم کے کنارے واقع ہے یہ شہر سکندر بادشاہ کا بسایا ہوا
ملک مصر کا بڑا بندرگاہ اور بڑا عظیم الشان تجارتی مرکز ہے

(۱) اسکنک
(۲) اسکنہ بقول برہان نمبر (۱) بکسر اول و ثالث و فتح نون مرادف نمبر (۲) باشد و
آن اقراریست در وگران را و بعربی ہیرم خوانند - خان آرزو در سراج
ذکر ہرد و کردہ فرماید کہ ہرد و بکاف تازی چیزی کہ آنرا بفارسی برمہ گویند صاحبان جامع و ناصری
و ہفت و شمس و رشیدی و انندہم ذکر این کردہ اند - صاحب انند صراحت کند کہ ہرد و لغت فارسی
زبان است کہ ہندی آنرا ہنان و ہنائی خوانند صاحب سروری بر اسکنہ فرماید کہ گرد و بُرا گویند - و
بقول جہانگیری کہ بر ذکر لغت دوم قانع است (سکنہ) نیز آمدہ - (مولوی معنوی ص۵) جور و جفا
در و گری کان کنکاری کند ؛ بر دل و جان ما تبر زد اسکنہ کاری کند ؛ (مسعود سعد ص۵۲) چو حقۂ تو
شدم در غم تو سرگردان ؛ بسان چوب تو از اسکنہ شدم دلریش ؛ صاحب غیاث بحوالۂ لغات
ترکی فرماید کہ (اسکنہ) بالکسر و سین مہملہ نہان بخاران و صاحب مؤید بحوالۂ قنیہ بر اسکنہ نوشتہ

کہ بالکسر با شین معجمہ بمعنی برمہ و بحوالہ صحاح و صراح فرماید کہ ترجمہ آن مثقب و قیل اشکنہ بالکسر و بالفتح آلت شکستن صاحب خزانہ بصراحت نویسد کہ (برمہ) را در ترکی (اسکنہ) گویند **مؤلف** عرض کند کہ اگر (اسکنہ) لغت ترکی را اصل گیریم (اسکنک) مبدل آنست کہ بقاعدۂ فارسی تبدیل ہای ہوز بہ کاف عربی آمدہ چنانکہ (پروانہ) و (پروانک) و (اشکنہ) بہ شین معجمہ ہم مبدل (اسکنہ) باشد کہ مہملہ بہ معجمہ بدل شود ہمچون (سار) و (شار) و اگر (اشکنہ) را بہ شین معجمہ اصل گیریم ماخوذ باشد از (شکن) کہ بقول صاحب موارد حاصل بالمصدر (شکستن) است و چون (شکستن) بقلش بزیادت الف وصلی اشکستن ہم آمدہ پس حاصل بالمصدرش (اشکن) باشد فارسیان بزیادت ہای نسبت در آخرش اشکنہ نام آلۂ نہادند کہ بوسیلہ آن سوراخ در چوب وغیرہ کنند و از اشکنند و (اسکنک) مبدل آن بہ تبدیل شین معجمہ با مہملہ و کاف عربی با ہای ہوز و (اسکنہ) بہ تبدیل شین معجمہ بہ سین فقط کہ این ہر دو قسم تبدیل در فارسی آمدہ چنانکہ ذکرش بالا گذشت **(اردو)** برما بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ لکڑی مین چھید کرنے کا ایک اوزار جو بڑھیون کے پاس ہوتا ہے

اسکوت لند استعمال۔ بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاجار مبدل (اسکاٹلینڈ) است **مؤلف** گوید کہ فارسیان الف را با واو بدل کنند چنانکہ (تاغ) و (توغ) و تای ہندی را دال تای عربی خوانند و یای تحتانی حذف شد بکثرت استعمال (اسکاٹلینڈ) لغت انگلیسی است حصہ ملک برطانیہ کہ در شمال انگلستان واقع **(اردو)** اسکاٹلینڈ۔ انگریزی بقول امیر ملک برطانیہ کا وہ حصہ جو انگلستان کے شمال مین واقع ہے۔

اسکورہ بقول صاحب رشیدی مرادف	(اُسکرہ) کہ گذشت و ما اشارۂ این ہمہ اینجا

کرده ایم و این مفرس است و اصل این (سکورا) لغت سنسکرت - صراحت کاملش بر	(اسکره) مذکور (ا ر د و) دیکهو اسکره
(الف) اسکیز	بقول برهان (الف) بکسر اوّل و ثالث و سکون ثانی و تحتانی و زای هوز
(ب) اسکیزد	و (ج) بروزن استیزه بمعنی برجستن و آمیزه جفته انداختن ستور باشد -
(ج) اسکیزه	صاحب رشیدی (ب) و (ج) را مرادف یکدیگر و فرماید که بدون
الف (سکیزد و سکیزه) هم آمده و صاحب جامع ذکر الف و (ج) کرده - خان آرزو در سراج	
بر (الف) ب و ج - را نوشته صاحب جهانگیری بذیل (ج) الف را هم ذکر کند و برای (ج)	
از مولوی معنوی سند آرد (ه) چونکه مستغنی شد او طاغی شود ۱۲ خر چو بار انداخت اسکیزه زند ۱۲	
صاحب ناصری هم ذکر (ج) کرده و صاحب سروری بر (ج) معنی جست و خیز نوشته و صاحب	
نوادر (الف و ج) را بذیل مصدر اسکالیدن آورده حواله کند بر سکالیدن و (سکالیدن) را بکاف	
فارسی بمعنی فکر و اندیشه کردن نوشته مؤلف گوید که آنانکه ذکر هر سه بطور اسم جامد کرده اند بی خبر اند	
از مصدر و صاحب نوادر که ذکر مصدر کرده است سکندری خورده بخیال ما مصدر این هر سه لغت	
(اسکیزیدن) است بمعنی جست و خیز کردن و برجستن و آمیزدن و جفته انداختن ستور - صاحبان	
تحقیق و محققین مصادر این مصدر را ترک کرده اند و همین معنی بر مصدر (سکیزیدن) بحذف الف اورده اند	
پس باید که (الف و ب و ج) را متعلق (اسکیزیدن) کنیم - مخفی مباد که صاحب نوادر بر مصدر	
(سکیزیدن - بدون الف) اسکیز را حاصل بالمصدر نوشته و امر نیز - مؤلف گوید که بخیال ما	
(الف) اسم مصدر است یعنی اسم جامد زبان فارسی که مصدر (استیزیدن) از همین اسم وضع شد -	

و اسم مصدر مرکب است از (اس) و (خیز) آس بقول صاحب محیط کہ بر (اسگند) نوشتہ بزبان ہندی بمعنی اسپ است و جادارد کہ ما این را بزبان فارسی ہم مخفف اسپ گیریم و (خیز) حاصل بالمصدر از خاستن و بترکیب آن با (اس) (اسخیز) قلب اضافت بمعنی خیز اسپ یعنی جست و خیز آن - و (اسکیز) مبدلش کہ بقاعدۂ فارسی خای معجمہ بکاف عربی بدل شود ہمچون (خمان) و (کمان) و (تلخ) و (تلک) فارسیان بر آخر این بقاعدۂ خود یای معروف با علامت مصدر زیادہ کردہ مصدرش (اسکیزیدن) ساختند (ما بیان مصدر اصلی و جعلی بر اسم مصدر کنیم) پس (ب) مضارع ہمین مصدر است و (ج) حاصل بالمصدر و جادارد کہ (الف) را امر این ہم گیریم - نتیجۂ این ہمہ جگرکاوی این است کہ (اسکیزیدن) اصل است و (سکیزیدن) بحذف الف اوّل مخفف آن کہ می آید و جست و خیز کردن اسپ معنی حقیقی است و جفتہ انداختن و آلیز ولگد انداختن ستور مجاز آن و این مصدر مخصوص است برای اسپ بلحاظ حقیقت ماخذ و عام شد مجازاً برای چارپایان - و از سند مولوی معنوی کہ بالا مذکور شد مصدر مرکّب - - -

اسگارہ صاحب شمس بحوالۂ مؤید گوید کہ بکاف فارسی بمعنی خزندہ از شرم و صراحت کند کہ لغت فارسی است حیف است کہ ما این را در مؤید نیافتیم و دیگر کسی از اہل لغت با او نیست۔ چندانکہ جستیم از ماخذ این ہم خبری نیافتیم صاحب شمس ذمہ دار اوست (اردو) شرم سے چھپنے والا۔

(الف) اسگال این ہر سہ ہمانست کہ بکاف عربی گذشت و ماذکر این بزرگ تیر انداز۔ ماصراحت ماخذ و تعریف این بر اسکر بکاف عربی کردہ ایم (اردو) دیکھو اسکر۔

(ب) اسگالش عربی گذشت و ماذکر این بزرگ تیر انداز۔ ماصراحت ماخذ و تعریف این بر اسکر بکاف عربی کردہ ایم (اردو) دیکھو اسکر۔

(ج) اسگالیدن بکاف فارسی و صراحت ماخذ و تعریف کامل این ہمہ انجا کردہ ایم (اردو) دیکھو۔ اسکال۔ اسکالش۔ اسکالیدن۔

اسگرک بقول برہان بکسر اول و کاف فارسی بروزن فرزک برجستن گلو۔ ماصراحت ماخذ و تعریف کامل این بر (اسکرک) بہر دو کاف عربی کردہ ایم (اردو) دیکھو اسکرک۔

اسگر بقول صاحب انند بضم اول و ثالث و سکون رای مہملہ لغت فارسی است بمعنی خار پشت

(الف) اسگند صاحب محیط بر (الف) فرماید کہ (اس) ہندی اسپ را گویند و گند بمعنی پوست

(ب) اسگندہ چون از درخت تازۂ این بوی اسپ می آید باین اسم مسمی کردند و (باج گند) نیز گویند چہ (باج) نیز در ہندی بمعنی اسپ است بالجملہ بنجی است ہندی بہترین آن ناگوری شبیہ ببرگ بانسہ و بر (باجگند) گوید کہ اسم (اسگند) است بالجملہ تلخ و تیز و گرم و خشک در سوم بارطوبت فضلیہ برای وجع مفاصل و دفع بیماری جگر نافع و منافع بسیار دارد (الخ) صاحب انند (الف) را زیادت ہای ہوز در آخر بحوالۂ فرہنگ فرنگ (اسگندہ) نوشتہ فرماید کہ بفتح اول و ثالث نام درخت ہندیست و صاحب ساطع نسبت (ب) فرماید کہ بفتح اول و کسر آن و فتح کاف فارسی لغت سنسکرت است

نباتی را گویند کہ آن را (عروس در پردہ) ہم نامند و صاحب محیط (عروس پس پردہ) و (عروس در پردہ) را ذکر کردہ فرماید کہ این نام مستعمل عامۂ فرس است - کاکنج را گویند و بر (کاکنج) فرماید کہ معرّب (کاکنۂ) فارسی و نزد عامہ اہل فارس معروف بہ (عروس در پردہ) و بہ شیرازی (کچوس) و بہ یونانی (قسولیدوس) و (اوسقدنون) و بسریانی (خمری موجا) و برومی (اسقیدولیون) و بعربی (جوز المرج) و (حبّ اللّہو) و ہندی (راجپوتکہ) و (بن یوتکہ) و (پپوٹن) و بلاطینی (بلیلہ کایم) از انواع عنب الثعلب سرد و خشک در دوم - نافع اورام و نافع خنازیر و درد جگر و منافع بسیار دارد (الخ) پس متحقق شد کہ (الف) و (ب) دو دوای مختلف است (اردو) (الف) باچگند - ایک دوا کا نام جو وجع مفاصل اور بیماریہای جگر کے لئے نافع ہے (ب) صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام پپوئن لکھا ہے - ایک ہندی گھانس کا نام - صاحب آصفیہ نے پپوٹن پر لکھا ہے (اسم مونث) ایک پودے کا نام جس کے پتے زخم پکانے کے حق مین مفید ہین اس کا پھل مکو سے مشابہ -

اسگون بقول صاحب شمس ہمان آسگون است کہ در ممدودہ گذشت بہر دو معنیش کہ نام دریا ئیست و اسم ولایتی یا جزیرۂ - دیگر کسی از اہل لغت ذکر این نکرد بخیال ما این مرکّب است از (آس) و (گون) باید کہ آس را در اینجا بمعنی سوم یا ہفتم یا ہشتم یا نہمش گیریم کہ بجایش گذشت و گون بمعنی رنگ پس - اسم فاعل ترکیبی است بمعنی رنگ آس دارندہ و این کنایہ باشد از دریای کہ آبش مشابہ بہ رنگ آس است و مجازاً نام ولایتی کہ این رود خانہ از ان ولایت بگذرد - فارسیان اکثر معمورہا را بنام رود خانہ موسوم کردہ اند - بالجملہ (آسگون) بمدودہ اصل است و بمقصورہ نتیجۂ

لب و لہجۂ مقامی وجا دارد کہ این را مخفف (آسگون) گیریم کہ در معدودہ گذشت و وجہ تسمیۂ آن ہمدر آن جا مذکور (اردو) دیکھو آسگون۔

اسلام بقول بہار یعنی مسلمان شدن و بقول صاحب منتخب لغت عربست بکسر اول بمعنی مسلمان شدن و گردن نہادن و در صلح آمدن فارسیان این را بمعنی مسلمانی یعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب ہم سازند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ۵) تازہ ام در خدمت بت اعتمادی نیستم ؎ صندل و پیشانی اسلام من انصاف نیست ؎ (انوری ۵) صدر اسلام و بدر دولت و دین ؎ کہ بر و صدر ملک مقصور است ؎ (اردو) اسلام - بقول امیر (عربی) ذکر - سر جھکانا - صلح چاہنا - کفر کی ضد - دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم - (سوز ۵) جز نام محبت نہ رہے گا کوئی عالم ؎ نے کفر رہے گا نہ یہ اسلام رہے گا ؎

اسلام آوردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ یعنی مسلمان شدن و دین اسلام قبول کردن و ایمان آوردن است (حزین اصفہانی ۵) چو آن کافر کہ اسلام آورد از بی نوائیہا ؎ رہ دین میرود زاہد کہ دنیا نیست در دستش ؎ (اردو) اسلام لانا - بقول امیر مسلمان ہونا - دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرنا (انشا ۵) در حال کفر حیسے کسیکو ملال تہا ؎ اسلام لاکے اب وہ ہوا معدن ہمہ

اسلام تازہ شدن استعمال - بمعنی قوت گرفتن اسلام باشد چنانکہ عرفی شیرازی گوید (۵) زنار را نیابت تسبیح می دہیم ؎ ای اہل شرع فردہ کہ اسلام تازہ شد ؎ (اردو) اسلام تازہ ہونا کہنا کسیکے بمعنی اسلام قوی ہونا۔

اسلام دادن استعمال بمعنی عطا کردن اسلام و توفیق اسلام دادن و با ایمان کردن چنانکہ میرزی

گوید (ے) اسلام داد کافر نشناد سالہ راہ دار فساد و کفر چو دار السلام کرد ۔ (اردو) مسلمان بنانا توفیق اسلام عطا کرنا۔

اسلام فروش استعمال۔ از قبیل جد فروش است کہ برای دنیا طلبی اسلام را ذلیل کند و حرمت آن نگاہ ندارد چنانکہ عرفی گوید (ے) ہمہ سرمایہ سودائے دل خام طمع ۔ ہمہ نقصان متاع من اسلام فروش مخفی مباد کہ این اسم فاعل ترکیبی است از (اسلام فروختن) و اسلام فروختن در محاورہ فرس ضائع کردن و رسوا کردن اسلام است بمعاوضہ ثروت و دولت دنیا (اردو) اسلام فروش اس شخص کو کہہ سکتے ہین جس نے دنیا طلبی مین اسلام کی توہین گوارا کی ہو۔

اسلامیان استعمال۔ از قبیل عالمیان و جہانیان بمعنی اہل اسلام و مسلمانان چنانکہ عرفی گوید (ے) بجان رنگی کہ اینجا و رد دل اسلامیان بینی ۔ مغانرا نیز بود اما صفائی می زدود اینجا تخفی مباد کہ (اسلامی) بزیادت یای نسبت منسوب باسلام و مسلمان باشد از قبیل جہانی ہمچون (انجہانی) فارسیان الف و نون جمع در آخرش آوردہ اسلامیان کردند (اردو) اہل اسلام۔ مسلمان۔

اسلنبح بقول برہان بفتح اول و لام بر وزن شطرنج نوعی از لحیتہ التیس است کہ آنرا ذنب الخیل نیز خوانند۔ و رم جگر و استسقا را نافع است صاحبان انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند و این ہمانست کہ صراحت کامل و بیان ماخذ این بر (اسپنج) و (اسلنج) گذشت (اردو) دیکھو (اسلنج)

اسلوب بقول برہان بضم اول و لام و سکون ثانی و واو و باء ابجد (۱) نام حکیمی و پادشاہی و (۲) جنسی از طعام و خوردنی و در عربی (۳) بمعنی طرز و روش صاحبان جہانگیری و ہفت و جامع ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب انند این را بہر سہ معنی بالالغت عربی گوید عجبی نیست کہ معنی سوم اصل باشد

وفارسیان حکیمی و پادشاہی را باین نام موسوم کردند کہ دستور و آئین او مخصوص و مشہور باشد و ہمچنین طعام و خوردنی خاص را کہ بطرز خاص آنرا درست کنند و واضع آن حکیم و بادشاہ مذکور باشد (اردو) (۱) اسلوب - ایک حکیم اور بادشاہ کا نام (۲) اسلوب فارسی مین ایک غذای خاص کا نام - (۳) اسلوب - بقول امیر (عربی) مذکر بمعنی راہ صورت - طور (ناسخ ص) یان سے اسکی کوس وہ محبوب ہے ؛ وصل کا اب کونسا اسلوب ہے ؛

اسلیقون بقول برہان و انند با قاف بروزن افتیمون بلغت رومی سرنج را گویند و آن رنگی است معروف کہ نقاشان و مصوران بکار برند **مؤلف** گوید کہ این ہمان است کہ بمعنی دوم (اسرنج) ذکر این گذشت (اردو) دیکھو اسرنج کے دوسرے معنی -

(الف) اسلیم خطائی استعمال - الف - بقول انند بکسر ہمزہ و لام نوعی از نقاشی و گرہ بندی

(ب) اسلیمی کہ بر گرد نقشہا سازند و آنرا (ہندی رومی) نیز گویند و تنہا (اسلیمی) و (اسلمی)

(ج) اسلیمی خطائی نیز آمدہ - صاحب بحر ذکر (ب) و (ج) کردہ خان آرزو در چراغ بذکر (ج) قانع و وارستہ بذکر (ج) فرماید کہ (اسلیمی و سلیمی) ہم آمدہ - بہار ہمز بانش (حسن بیگ رفیع ب ص) در اسلیمی او گرہ ہای کار ؛ بود از طراوت در ثنا ہوار ؛ (اشرف ج ص) طالع شہرت چنان دارم کہ دوران گر کشد ؛ حلقہ بر نام من اسلیمی خطائی میشود ؛ (ولہ ص) خط پیشانیم را داغ سودا در بغل دارد ؛ باین سر لوح اسلیمی خطائی انچنین باید ؛ **مؤلف** گوید کہ وجہ تسمیہ (ج) جز این نباشد کہ موجد این نقش شخصی باشد سلیم نام از سکنای خطا فارسیان ایجادش را (سلیمی خطائی) نام کردہ باشند و الف وصلی در اولش آوردہ (اسلیمی خطائی) کردند و در آخر اسلیمی و خطائی ہر دو یای نسبت است

وبس ومجرد (اسلیمی) ہم ہمان والف بہ حذف یای دوم مخففش (اردو) اسلیمی خطائی۔ فارسی
مین ایک نقش کا نام ہے جو گرہ بندی کی شکل مین حاشیہ پر کیا جاتا ہے۔

(۱۵۹۷) **اسم** بالکسر لغت عرب است۔ بقول صاحب منتخب بمعنی نشان وعلامت چیزی وبقول صاحب
تحقیق القوانین کہ محقق قانون فارسی است (۱) بمعنی نشان و در اصطلاح (۲) کلمہ ایست کہ بذات
خود دلالت کند بر معنی کہ یکی از ازمنۂ ثلاثہ از و مفہوم نگردد و از خواص آنست دخول حروف جارۂ
معانی و لحوق کاف تصغیر وحروف جمع ویای وحدت ویای مصدری ونسبتی ومبتدا وفاعل
ومرجع وضمیر وموصوف بودن ومفعول ومنادی ومضاف ومضاف الیہ شدن۔ صاحب قوانین
تقسیم این برشش تبیین کند (۱) اسم جامد ومصدر ومشتق (۲) اسم غیر صفت واسم صفت (۳) اسم
نکرہ ومعرفہ (۴) اسم ظرف (۵) اسم عدد (۶) اسم کنایہ۔ وصاحب قواعد فارسی گوید کہ
از روی تقسیم صرفی مجرد اسم بر سہ قسم است (۱) اسم جامد (۲) اسم مصدر (۳) اسم مشتق۔
ما ذکر ہر یکی بجایش کنیم کہ در ملحقات می آید۔ معاصرین عجم (۳) اسم را بمعنی اسم بہ استعمال
کردہ اند واین مجاز باشد از معنی اوّل چنانکہ صاحب سرگذشت گوید "ای بذات این چہ حرفہاست
پیش خودمی سازی اسم خودت را سر من می گذاری وای وای من خود را می کشم بخدا (اردو)
اسم (۱) بقول امیر۔ (عربی) مذکر نام اور (۲) اصطلاح مین اس کلمہ کو کہتے ہین جو آپ اپنی معنی
بتائے اور کوئی زمانہ اس مین نپایا جائے (انتہی) (۳) بُرا نام۔ مذکر۔

اسمار بقول برہان بکسر اوّل وسکون ثانی وبیم بالف کشیدہ وبرای قرشت زدہ وواییست
کہ اورا (مورد) گویند وبعربی (آس) خوانند بہترین آن خسرو ایست۔ صاحبان انند وجامع

وہفت و ناصری ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب محیط بر (اسمار) فرماید کہ آس برّی است و (برآس برّی) گوید کہ این را (اسارون اسفر) و بعربی (رند) و (ریحان القبور) و بیونانی (مرسینہ) و (اذخر) و بفارسی (مورد اسفرم) نامند و بر (مورد اسفرم) نوشتہ کہ آس برّی است و اسم فارسی (اذخر) و بر اذخر گوید کہ اسم یونانی (کاہ کی) و (علف گورخر) و (گورگیاہ) و (مورد اسفرم) باشد و ہم او برآس بری فرماید کہ غلط کردہ کسی کہ این را (اذخر) گفتہ بالجملہ (آس برّی) بقولش درخت بستانی است و گرم و خشک در دوم و محلل و جاذب و مقوی است و بوئیدن آن نافع برای دفع رطوبات از دماغ و مقوی دماغ و منافع بسیار دارد (الخ) صاحب جہانگیری بر لفظ (آس) نوشتہ کہ فارسی این (اسمار) است پس این اسم جامد زبان فارسی باشد و بمدودہ (آسمار) ہم آمدہ چنانکہ ذکرش در ممدودہ کردہ ایم (اردو) بقول صاحب جامع الادویہ (اودہرہ) اور بقول محیط جو۔ لفظ (آس) پر لکھا ہے۔ حب الآس کو (ہیرا) کہتے ہین۔

اسم اعظم (اصطلاح) بقول صاحب بحر و غیاث بمعنی اسم بزرگ است از جمیع اسمای حق تعالیٰ و در تعیین آن اختلاف۔ نزد بعضی اللہ و نزد بعضی صمد و نزد بعضی الحی القیوم و نزد بعضی الرحمن الرحیم و نزد بعضی مہیمن و اللہ اعلم بالصواب صاحب انند بحوالہ کشف گوید کہ نزد قاضی حمید الدین ناگوری اسم اعظم ہو باشد کہ او اول از سر او فات عزت در عالم ظہور آمدہ و ہو یک حرف است و حرف واو از اشباع ضمہ متولد شدہ و او اسم ذات مطلق باشد نہ معلول و نہ مشتق۔ زیرا کہ اسم مشتق در اشتراک غیر خالی نبود از آنجہت بنای وحدت بر حالی نبود و با تفاق جملہ عشاق ہو مشتق و او منتہای اسم اللہ است و ہر چہ از راہ عبادت در سائر اسماء آن را اشارتی در دائرہ ہو است۔ آوردہ اند کہ

اسم ہو اصل و اُم جملہ اسماست چنانکہ سورۂ فاتحہ اصل و اُم تمام قرآن (چو ہو او بود تو کیستی - ہذا سر لطیف) و در اصطلاح - عبد الرزاق کاشی در معنی اسم اعظم این دو بیت فرموده (ے) اسم اعظم جامع اسما بود ۞ صورت او معنی اشیا بود ۞ اسم دریا و تعین موج او ۞ این کسی داند کہ او از ما بود ۞ (ظہوری ے) نیاروزون تا دم از عشق ہر کس پطلسمی بر این اسم اعظم بہ بندم ۞ مؤلف گوید کہ ما اضافت اسم مرکب توصیفی است و معنی حقیقی این اسم بزرگتر

(اردو) اسم اعظم - بقول امیر باری تعالی کا بزرگتر نام اسکے تعئین مین اختلاف ہے - کہتے ہین کہ اسم اعظم قرآن مجید مین موجود ہے مگر کسی کو اسکا علم نہین واللہ اعلم بالصواب (آتش ے) ذہن اس روی کتابی مین ہے پر ناپیدا ۞ اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا ۞

اسمان بقول برہان و انند و ہفت بفتح اول (۱) ہمان آسمان است کہ فلک باشد (در محدودہ گذشت) و (۲) نام روز بست و پنجم از ماہہای قدیم و بست و ہفتم نیز آمدہ - صاحب جامع بذکر ہر دو معنی - روز بست و ہفتم را ذکر نکرد - بخیال ما (آسمان) بمدودہ اصل است کہ ذکر ماخذش ہم در محدودہ گذشت محدودہ بکثرت استعمال و بلیب و لہجۂ تقامی بمقصورہ بدل شد دیگر ہیچ

معنی دوم مجاز باشد کہ فارسیان بعض روزہای ماہ را امر رجح و بہ مرتبت بلند خیال کنند و در آن روزہا عید کنند و عجبی نیست بہمین خیال این روزہا مخصوص را بہ آسمان استعارہ کردہ باشند و لیکن معنی دوم در محدودہ مذکور نشد و آنرا مخصوص کردہ اند با مقصورہ و ما بر (اس) معنی اصل ہر چیز و عقل را ذکر کردہ ایم - و بقول صاحب محیط کہ بر لفظ (اسگند) نوشتہ بزبان ہندی مخفف اسپ ہم و (مان) بقول برہان بروزن خان بمعنی مثل و شبہ و مانند - پس جاوارد کہ روز خاص را کہ پیش فارسیان معزز و محترم است (اسمان) نام کردہ باشند

معنی ہمچو اسپ) و (ہمچو عقل) و (مانند اصل ہر چیز
در بلندی و مرتبت) و این کنایہ باشد (اردو)
(۱) دیکھو آسمان (۲) فارسیون نے قدیم مہینون
کی ۲۵ یا ۲۷ تاریخ کو (اسمان) کہا ہے۔

اسمای اشارہ (اصطلاح) مرکب اضافی (۱۵۹۸)
بقول صاحب قواعد فارسی اسمائیکہ بواسطۂ
آن بسوی چیزی اشارہ کنند و انچیز را مشار الیہ
خوانند و آن دو اسم است یکی (این) کہ بوسیلۂ
آن اشارہ کنند بسوی چیزی کہ قریب است
و دوم (آن) برای چیز بعید و خواص این اسما
مثل ضمائر منفصل باشد۔ در باب مرجع کہ ذکرش
بجای خودش آید (اردو) جن اسماء سے کسی
چیز کی طرف اشارہ کرین اون کا نام اسمای اشارہ
ہے اور اوس چیز کو مشار الیہ کہتے ہین قریب کیلئے
(یہہ) ہے اور بعید کے لئے (وہ) ان دونون
کا مکمل بیان اوسکے مقام سے متعلق ہے۔

اسمای موصولہ (اصطلاح) بقول صاحب (۱۵۹۹)
قواعد فارسی قسمی است از معرفہ و اسم موصول
آنست کہ آنرا جملۂ بطور صلہ باشد و در آنجملہ بیان
آن اسم بود و در فارسی میان صلہ و موصول
کاف می آید کہ آنرا کاف صلہ یا تفسیر نامند چنانکہ
"طفلیکہ دیشب دیدہ بودم امروز آمدہ بود"
درین مثال لفظ طفل اسم موصول است و بعد کاف
صلہ جملۂ کہ واقع است صلۂ آن باشد (اردو)
اسم موصول وہ اسم ہے جس کے لئے ایک جملہ بطور
صلہ کے آنا ضرور ہے اور اس جملہ مین اس اسم
موصول کا بیان ہوتا ہے اور زبان فارسی مین
صلہ اور موصول کے درمیان کاف صلہ یا تفسیر
کا ہونا ضرور ہے اور اردو مین اس کاف کے
عوض جسکو اور جنکو اور جو وغیرہ موقع کے
لحاظ سے جیسے "وہ لڑکا جس کو ہم نے کل رات
دیکھا تھا آج ہم سے ملا تھا"

اسم بامسمی (اصطلاح) معنی لفظی این مسماست (۱۶۰۰)
کہ مطابق اسم خود است قریب باسم فاعل ترکیبی یعنی

کسی را (اسم بامسمی) گویند کہ خصائل و محاسن او
موافق اسم او ست یعنی معنی کہ از اسم او پیدا شود
در ذات او یافتہ شود ہمچون شاہ مغفور رضوان
مکان - محبوب علیخان) کہ ذات ستودہ صفاتش
رارعایای ملک تا ممالک غیر ش محبوب خود سیدانست
وفدائی او بود پس تواند گفت کہ او اسم بامسمی بود
صاحبان تحقیق این را ترک کردہ اند و در کلام
متقدمین ہم استعمال این بدین معنی یافتہ نشد لیکن
معاصرین عجم بر زبان دارند - مؤید عجمی کہ از مشاہیر
اہل زبان است این را نظم کردہ (قطعہ) بتی
دیدم سمن روی و سمن بو ؛ کہ بد رشک سمن آن
سیم سیما ؛ بدو گفتم کہ نام نامیت چیست ؛ کہ حسنت
بر دلم را بہ یغما ؛ سمن گفتا مرا نام است گفتم ؛ کہ
الحق داری اسمی با مسمی ؛ (اردو) اسم بامسمی -
بقول امیر اسکی نسبت کہتے ہین جس کے صفات اور
نام کے مثل ہون جیسا نام ہو ویسے ہی صفات ہون
جیسے (شجاعت علی) اگر بہادر ہو تو کہین گے کہ آپ

اسم بامسمی ہین -

اسم جامد (اصطلاح) بقول صاحب قوانین
اسمی است کہ نہ از آن گرفتہ شدہ باشد از کلمہ یا کلمہ
ازان مثل مرد و زن و خوب و زشت و
روز و شب و پیش و پس و یک و دو و نحو ہا
و دلالت آن برابر است کہ بر معنی واحد بود چنانکہ
از مثال ہای صدر واضح است یا بر معانی متعددہ
و ازین معانی اگر ہر یک وضعی باشد آن اسم بہ مشترک
نامیدہ شود مانند لفظ بار بمعنی جدا و کشادہ و مکرر
و دیگر و اگر یکی وضعی بود و دیگر غیر وضعی و آن
اسم در معنی اول غیر مستعمل و بہ ثانی مستعمل باشد موسوم
گردد بمنقول - مثلاً نماز کہ موضوعست برای معنی
بندگی و فرمان برداری و منقول است بمعنی عبادت
مخصوصہ و اگر در معنی اول و ثانی ہر دو مستعمل بود
آنرا باعتبار معنی اول حقیقت و باعتبار ثانی مجاز
گویند مثل لفظ شیر کہ معنی حقیقیش درندہ مشہور و معنی
مجازی آن مرد شجاعت - مؤلف گوید کہ جامد

(۱۰۶۱)

اسم فاعل است از جمود و بقول صاحب منتخب
در اصطلاح بمعنی کلمہ کہ از و اشتقاق کلمہ دیگر نتوان
کرد (الخ) پس اسم جامد بخیال ما اعم است از آنکہ
مادۂ مصدری باشد یا نباشد یعنی از بعض اسم جامد
مصدری وضع کردند و از بعض آن نکردند و آنچہ
گفتیم کہ نکردند بلحاظ استعمال فرس است کہ مصدرش
یافتہ نشد۔ بخیال ما ہر اسم جامد صلاحیت آن
دارد کہ اگر اہل زبان خواہند بزیادت علامت
مصدر در آخرش مصدری سازند چنانکہ از روز
(روزیدن) بمعنی روز کردن و از شب (شبیدن)
بمعنی شب کردن اگر اہل زبان این قسم تصمیم در
استعمال در روزمرہ خود ندارند تو انیم گفت کہ اسم
جامد۔ مادۂ بعض مصادر است و اسم (اسم مصدر)
یعنی اسمی کہ از و مصدر ساختہ شد شک نیست کہ
اسم جامد اسم مشتق نیست و اشتقاق ندارد ولیکن
نتوان گفت کہ مصدر اصلی ہمچون اسم جامد۔ اسم
مصدر است بمعنی اسمی کہ مصدریت دارد اگر

چنین گوئیم معنی آن بالفاظ دیگر این باشد کہ مصدر
اصلی ہم یک اسم جامد است بمعنی مصدری
و این نمیشود و استعمال فرس مخالف این خیال
حیف است کہ اکثر مقننین فرس از اہل ہند و غیر عجم
اند و بعض اہل زبان کہ قصد این کار کردہ ہیچ
اعتنا بر اصول نکردہ اند و با تباع غیر عجمیان پی بردہ
با صراحت کامل این بر (اسم مصدر) می کنیم کہ
می آید۔ بالجملہ بخیال ما ہر مصدر فارسی موضوع
و ساختہ شد از اسم جامد زبان فارسی۔ یا السنۂ
غیر۔ کہ حقیقت آن بر ہر یک مصدر بیان کنیم
(اردو) اسم جامد۔ صاحب آصفیہ نے لفظ
(جامد) پر فرمایا ہے کہ وہ لفظ جس سے نہ تو کوئی
اور لفظ بنے اور نہ وہ کسی لفظ سے بنا ہو۔ آپ
فرماتے ہین کہ جامد صفت ہے اس کی لغوی
معنی جما ہوا۔

اسم تفضیل (اصطلاح) مرکب اضافی۔
بقول صاحب تحقیق القوانین کہ بدیل اسم صفت

و غیر صفت آورده اسم صفتی است که لفظ (تر) بدان لاحق گردد و دلالت کند بر زیادت اتصاف چیزی بصفتی نسبت بغیرش و آن استعمال یا بدیا اینکه بواسطهٔ (از) چنانکه "زید دانندہ تر است از بکر" در اینجا زید مفضل و بکر مفضل علیه و دانندہ تر اسم تفضیل یا استعمال یا بدمضاف شدن بطرف مفضل علیه هم چنانکه "خوی خوش نیکتر اعمال است" و گاهی اسم تفضیل بنا بر ضرورت وزن از مفضل علیه موخر گردد چنانکه (سعدی ؎) سگ از مردم مردم آزار به یعنی سگ بهتر است از مردم مردم آزار و گاهی مفضل علیه بجهت اختصار بر قرینهٔ علمش حذف کرده شود چنانکه "خدا بزرگتر است" یعنی بزرگتر است از همه مولف گوید که اگرچه صاحب قوانین در کلام سعدی (به) را بمعنی بهتر گرفته قابل غور است (به) بقول برهان بمعنی خوب و نیک باشد (الخ) پس (بهتر) اسم تفضیل آن است که ترقی خوبی و نیکی را ظاهر کرده و درجه آخر ترقی آن به زیادت یا و نون است در آخر یعنی (بهترین) که فائق تر است از (بهتر) نمیدانیم که صاحب قوانین مرتبهٔ آخرین را درین مقام چرا ترک کرد (اردو) اسم تفضیل - (مذکر) اردو مین اوس اسم صفت کا نام ہے جس پر لفظ بہت زیادہ کرین اور اس اضافہ کی وجہ سے اوس وصف مین بہی زیادتی ہو جس کا بیان کرنا مقصود ہو - جیسے لفظ (خوب) پر لفظ بہت زیادہ کیا گیا اور (بہت خوب) کی معنی نے خوبی کو زیادہ کر دیا - اسی طرح زیادتی کا ایک اور درجہ (بہت ہی) کے زیادہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے جیسے (بہت ہی خوب) جس کی معنی زیادہ تر خوب کی ہین

اسم حالیه (اصطلاح) مرکب توصیفی است صاحب قواعد فارسی این را قسمی قرار داده از اسم مشتق و فرماید که اسم حالیه مشتقی است که ازان صدور یا وقوع فعل بطور تواتر و استمرار یافته شود چنانکه (سرایان) و (خندان) و فرماید که بر

(۱۰۰۷)

صیغۂ واحد امر حاضر معروف الف ونون زیادہ کردہ اسم حالیہ سازند چون (درخشان) از (درخش) و (تابان) از (تاب) و (خیزان) از (خیز) صاحب برہان بر کلمۂ (ان) گوید کہ افادۂ معنی فاعلیت کند ہرگاہ در آخر کلمہ در آورند۔ مؤلف گوید کہ تعریف مقتضی و تخصیص صیغۂ واحد امر حاضر معروف برای زیادت کلمہ (ان) در آخرش بہتر از تعریف صاحب برہان است و تعمیم برہان قابل غور کہ کلیہ بیان کردہ اش در اکثر جا ہا قائم نباشد (اردو) بقول صاحب قواعد فارسی اسم حالیہ اس مشتق کو کہتے ہیں کہ جس سے صدور یا وقوع فعل کا بطور تواتر و استمرار پایا جاتا ہو۔ زبان اردو میں صیغۂ امر پر (تا ہوا) زیادہ کرنے سے یہی مطلب حاصل ہوتا ہے۔ جیسے (روتا ہوا) (کرتا ہوا)

اسم صفت و غیر صفت (اصطلاح) مرکب اضافی۔ بقول صاحب تحقیق القوانین بر اسم کہ دلالت نکند بر متصف بودن چیزی بصفتی آنرا اسم غیر صفت و تنہا اسم ہم خوانند مثل (سکندر) و (سمندر) و (گل) و (مل) و ہر اسم کہ دال بود بر اتصاف چیزی بصفتی آنرا اسم صفت و تنہا صفت نیز نامند و این بر دو نوع است (۱) مشتق و (۲) جامد۔ مشتق مانند آیندہ و رونده و آورده و برده و خندان و گریان و جامد مثل بلند و پست و تند و کند و چست و سست و دراز و کوتاہ و درشت و خوب و سفید و سیاہ و کم و بیش و گران و سبک و نیک و بد۔ این ہمہ اسامی جامدہ مفید معنی اسم فاعل اند و ہم بعض این نوع اسما افادۂ معنی اسم مفعول دہند مانند آزاد و آمادہ و ہر لفظ مرکب کہ مفید و متضمن معنی اسم فاعل یا اسم مفعول باشد بصفت مرکب نامیدہ شود۔ مؤلف گوید کہ این است اسم فاعل ترکیبی و اسم مفعول ترکیبی) و فرماید کہ این ہر چہار نمط بود اوّل از دو اسم ترکیب یابد خواہ ہر دو اسم غیر صفت باشد مثل (آئینہ رو) و (کمان

ابرو) و (باربد ترانه) و (جم پیمانه) و (سنگ دل) و (ارم مخفل) و (گل بدن) و (سیم تن) و (لاله رخسار) و (کبک رفتار) و (موکمر) و (جادو نظر) و (آهو چشم) و (مریخ خشم) و ازین قبیل است (گلفام) و (می گون) و مثلهما - این همه مرکبات مفید معنی اسم فاعل اند بر سبیل تشبیه و نیز بعضی این نمط مرکبات افادهٔ آن معنی بی لحاظ تشبیه و همانند (جور پیشه) و (سپاس اندیشه) و (زیان کار) و (همیشه بهار) و نیز فرمایکه خواه یک اسم صفت باشد و دیگر اسم غیر صفت مثل (بلند پایه) و (کم مایه) و (بدرکاب) و (گران خواب) و (تندخو) و (گندبو) و (جوان بخت) و (سبک رخت) و (زشت کردار) و (سست رفتار) و (سفید جامه) و (سیاه نامه) و (گرم صحبت) و (نیک سیرت) و همچنین (جامه پارسا) و (روسیاه) و (زبان دراز) و (دست کوتاه) و هم ازین بابست (سیه فام) و (شاداب) و نخوها و این همه مرکبات هم مفید معنی اسم فاعل اند لیکن یک جزو اینها که غیر اسم صفت است بطریق تمیز واقع گشته **دوم** آنکه از اسم و فعل مرکب گردد مانند (دستگیر) و (کرمفرما) و (پامال) و (کمیاب) و (خدا ترس) و (هیچدان) و (کس مخور) و (کس گو) ما عرض کنیم این همه را هم اسم فاعل ترکیبی نام است و بقولش **سوم** آنکه از اسم و حرف ترکیب یابد مثل (دویم) و (سیم) و (جنگی) و (چنگی) و (سندی) و (هندی) و (باخبر) و (با هوش) و (بی زر) و (بی سر) و (پیشه ور) و (هنرور) و (تشنه) و (گرسنه) و (خدمتگار) و (گنه گار) و (دریوزه گر) و (کوزه گر) و (زورمند) و (دولت مند) و (سوگوار) و (شرمسار) و (غمناک) و (نمناک) و (مهربان) و (پهلوان) و (ناچار) و (ناهنجار) **چهارم** آنکه از فعل و حرف مرکب شود مانند (بینا) و (دانا) و (خریدار) و (گرفتار) و (آفریدگار) و (آمرزگار) و (ناتوان) و (نایاب) صاحب قوانین ذکر اسم تفضیل هم همینجا بطور فائده کند و ما ذکرش بجای خود کرده ایم و صراحت اسم فاعل و مفعول ترکیبی بذیل اسم فاعل

وسطہ (ردو) اسم صفت (مذکر) فارسی مین اس اسم کا نام ہے جو کسی چیز کے متصف ہونے پر دلالت کرے اور جس اسم مین ایسی دلالت نہو وہ اسم غیر صفت ہے جیسے (سکندر) اور (سمندر) یہ اسمای غیر صفت ہین - اسم صفت کے دو اقسام ہین (۱) مشتق جیسے (آنے والا) اور (جانے والا) اور (خندان) اور (گریان) (۲) جامد - جیسے (بلند) اور (پست) ان اسمای جامدہ سے فاعلی معنی پیدا ہوتے ہین اور (جیسے) (آماد) اور (آمادہ) ان دو اسمای جامدہ مین مفعولی معنی ہین - ہر لفظ مرکب جس سے معنی فاعلی یا مفعولی پیدا ہون اوسکو (صفت مرکب) کہتے ہین اور اسم فاعل و مفعول ترکیبی بھی اسی کا نام ہے (۱) یہ کہ دونون اسم غیر صفت ہون جیسے (کمان ابرو) (جوہر پیشہ) یا ایک اسم صفت ہو دوسرا غیر صفت جیسے (بلند پایہ) اور (زبان دراز) (۲) یہ کہ اسم و فعل سے مرکب ہو جیسے (کمیاب) و (ہیچدان) (۳) یہ کہ اسم و حرف سے ترکیب پائے جیسے (دوم) (نہدی) (باہوش) (بی زر) (گنہ گار) (دریوزہ گر) (شرمسار) (دوتمند) (غمناک) (مہربان) (۴) یہ کہ فعل و حرف سے مرکب ہو جیسے (بینا) (دانا) (آفریدگار) (نایاب)

اسمِ ظرف

(اصطلاح) بکسر میم - بقول صاحب تحقیق القوانین اسمی است کہ دلالت کند بر زمانے یا بر مکانی و ہر واحد ازینہا برابر است کہ مدخول فیہ چیزی باشد یا نہ و آن را در صورت اول ظرف زمان و بصورت ثانی ظرف مکان نامند و چیز مدخول را مظروف گویند و ہر یک از ظرف زمان و مکان یا محدود بود مثل (روز) و (شب) و (سال) و (ماہ) و (باغ) و (خانہ) و (شہر) و (کو) یا مبہم مانند آن) و (دم) و (گاہ) و (ہنگام) و (پس) و (پیش) و (چپ) و (راست) و (زبر) و (زیر) و لحقت باین اسمای شش جہت و لفظ (بیرون) و (درون) و (در معنی جای) و (بعید) و (نزدیک - بمعنی جای قریب) و بعضی جا لفظ (پس)

(۱۰۴)

بمعنی زمان پسین و (پیش) بمعنی زمان پیشین ہم
آمدہ چنانکہ سعدی فرماید (ع) برگ عیشی بگور
خویش فرست ؛ کس نیارد ز پس تو پیش فرست ؛
و بعض ظروف مکان بترکیب صورت گیرد مثل
(لالہ زار) و (کوہسار) و (سرمہ دان) و (گلستان)
و ہر ظرف کہ بمعنی ظرفیت استعمال نیابد یعنی در ترکیب
نحوی مبتدا یا فاعل یا مفعول واقع شود آنرا
ظرف متصرف نامند مثلاً روز درین مصرع
(ع) تاریک شد ز رفتن تو روز روشنم ؛ و ہر
ظرف کہ بمعنی ظرفیت مستعمل گردد آنرا ظرف غیر متصرف
گویند مثلاً لفظ خانہ درین مصرع (ع) یار در
خانہ و من گرد جہان می گردم ؛ و چنین ظرف
بی واسطۂ حرف ظرف استعمال نیابد۔ لیکن آن
حرف اکثر مقدر باشد بر ظروف زمان محدودہ
و بر ظروف زمان و مکان مبہمہ و بیشتر مذکور بود
بر ظرف مکان محدود (اردو) صاحب آصفیہ
نے (ظرف) پر فرمایا ہے کہ (مذکر) وہ اسم ذات
جو جگہ یا وقت کے مضمون پر دلالت کرے اور آپ ہی
نے (ظرف زمان) پر لکھا ہے کہ وہ اسم جس مین زمانہ
یا وقت پایا جاے جیسے دوپہر۔ صبح۔ شام اور
(ظرف مکان) پر فرماتے ہین کہ وہ اسم جس مین
مکانیت پائی جائے۔ جیسے باغ۔ راغ۔ گھر
قلمدان وغیرہ (الخ) پس اردو مین بھی اسکو
اسم ظرف کہ سکتے ہین۔ مذکر۔

اسم عدد (اصطلاح) بکسر میم۔ بقول صاحب
تحقیق القوانین اسمیست کہ موضوع باشد برای
شمار افراد چیزہا خواہ آن افراد منفرد باشد خواہ
مجتمع و این چیزہا را معدودات نامند مانند یک
و (دو) و (سہ) و (چہار) و (پنج) و (شش) و
(ہفت) و (ہشت) و (نہ) و (دہ) و (بیست)
و (سی) و (چہل) و (پنجاہ) و (شصت) و (ہفتاد)
و (ہشتاد) و (نود) و (صد) و (ہزار) این ہمہ اسمای
عدد و اصل اند و باقی اسماکہ حاصل شود بتوسط واو
عطف از اجتماع اسمای احاد و عشرات یا آحاد یا

الوف همه متفرعند از اینها لیکن در هر یکی از یک و
ده تا نه ده خلاف قیاس بجای واو عطف - کلمهٔ آز
آورده بنا بر تخفیف تغییر و تبدیل را راه دادند یعنی
در (یک ازده) بعد دور کردن فتحه همزه هرگاه کاف
را حذف نمودند یازده) گردید و در (دوازده)
چون فتحهٔ همزه را برو انتقل کردند دوازده شد
و بعضی همزه را باشباع فتحه الف ممدوده خوانند
و بعضی همچنان بحال دارند و در (سه ازده) بعد حذف
های مختفی هرگاه همزه را بیای ساکن بدل نمودند
سیزده گردید و در (چهار ازده) چون کلمهٔ آز حذف
نموده شد چهارده باقی ماند و در (پنج ازده) بعد
ازالهٔ حرکت همزه و حذف جیم هرگاه همزه و نون
را بجای یکدیگر در آوردند پانزده شد و در (شش
ازده) بعد دور نمودن فتحهٔ همزه چون شین دوم را
حذف کردند شانزده گردید و در (هفت ازده)
هرگاه حرف تا و کلمهٔ آز هر دو را حذف نمودند
هفده شد و در (هشت ازده) چون شین و تا و
همزه هر سه را حذف کردند هژده گردید و اینجا زا
را بعضی به زای فارسی و بعضی بجیم فارسی مبدل
سازند و در (نه ازده) بعد حذف ها و همزه هرگاه
در آخر نون یک واو جهت بیان ضمه زیاده نمودند
نوزده شد ما اسم ملفوظی و وجه تسمیه و حقیقت هر یک
عدد را بجای خودش بیان کنیم - انشاء الله تعالی
صاحب تحقیق القوانین فرماید که اگر خواهند که اسمای
الوف و مآت و عشرات و احاد را بالواو عطف یکجا
جمع نمایند باید که اول الوف و مآت را حسب مقصود
باسمای احاد مضاف کرده سپس بترتیب ذکر هر یکی
را بر دیگری مقدم کنند چنانکه "آنکس از تجارت
متاع بنگاله دو هزار و سه صد و بیست و چهار
روپیه حاصل کرد" و چون هر اسم عدد ابهامی
دارد بنابران لازمست که اسم معدودش را
برای رفع ابهام بعد آن ذکر نمایند لیکن باید که
این اسم رافع ابهام را همه جا واحد آرند چنانکه
"آنکس از دارثان خود دو پسر و سه دختر گذاشت"

دانستنی است که دلالت هر اسم از اسمای عدد مر قومه
بر معدود غیر مرتب است یعنی هر معدودی که مرتبهٔ آن
از روی ترتیب متعین نبود مثلاً اگر گویند که از ان سه کس یک
کس را با خود می بریم معلوم نشود که این کس مفرد از آن کسان
مجتمع در ترتیب آیا بمرتبهٔ اول است یا بمرتبهٔ ثانی یا ثالث
و اصل در این صورت آنست که اسم عدد بر اسم
معدود مقدم باشد چنانکه از صدر واضحست و هرگاه
خواهند که مرتبهٔ معدود متعین گردد باید که میم فاعلی
باسم عددش ملحق کنند و این اسم درین حال مفید
معنی اسم فاعل شده صفت معدود خود واقع
شود لهذا اصل درین صورت آنست که اسم
عدد از اسم معدود موخر بود چنانکه "از روزهای
این ماه روز دوم بسیار مبارک است" اینجا
مراد از روز دوم آنروز است که در روزهای
آن ماه از روی ترتیب بمرتبهٔ ثانی واقعست
نه روز مطلق و الحاق میم مزبور بنا بر غرض مذکور
بجمیع اسمای عدد درست باشد لیکن مستحسن آنست
که تا امکان بجای یکم لفظ اول اختیار نمایند - و
برای ضرورت شعر گاهی اسم عدد را در صورت
اول از اسم معدودش موخر و در صورت ثانی
بر آن مقدم گردانند چنانکه درین کلام فردوسی
(ه) بسی رنج بردم درین سال سی ؛ عجم
زنده کردم بدین پارسی ؛ و هم بقول سعدی
(ه) دوم باب احسان نهادم اساس ؛ که
منعم کند فضل حق را سپاس ؛ و گاهی اسم معدود
را بهر دو صورت بر قرینهٔ فحوای کلام محذوف
دارند چنانکه سعدی گوید (ه) ایکه بنجاه رفت
در خرابی ؛ مگر این پنج روز دریابی ؛ و له (ه)
دو بامداد اگر آید کسی بخدمت شاه ؛ سیم هر آینه
در وی کند بلطف نگاه ؛ یعنی بامداد سیم و در
نثر نیز بنا بر اختصار بصورت ثانی حذف نموده
گاهی اسم معدود تنها چنانکه "دوستان بر سه
نمط اند - اول جانی - دوم ثانی - سیم زبانی"
یعنی دوستان نمط اول جانی هستند و گاهی با هم

عدد چنانکہ یہ کلمہ ہر سہ قسم ست اسم و فعل و حرف
یعنی قسم اوّل ازان سہ قسم اسمست و قسم دویم فعل
و قسم سیم حرف - (اردو) اسم عدد - مذکر - وہ
اسم ہے جو وضع کیا گیا ہے شمار افراد اشیا کے
لئے جیسے ایک سے نو تک ان کا نام (اکائیان)
ہے اور دس سے نوے تک جنکو (دہائیان) کہتے ہین
اور سو سے نو سو تک یہ (سیکڑے) ہین اور ہزار
کا درجہ سب سے آخر ہے اردو مین برخلاف
فارسی ہزار کے بعد بھی مدارج ہین یعنی سو ہزار
کا نام (لاکھ) ہے اور سو لاکھ کو کروڑ کہتے ہین
اور سہولت شمار کے لئے اعداد زائد از کروڑ کے
بھی خاص نام ہین جیسے سو کروڑ کا ایک (ارب)
اور سو (ارب) کا ایک (کھرب) مجموعۂ اعداد
کے بیان کرنے مین اعلیٰ ترین درجہ سے آغاز
کرتے ہین جیسے یہ چھ لاکھ پانچہزار نو سو باون
روپیہ جسمین سب سے پہلے لاکھ کا بیان
ہوا اور پھر ہزار کا اور پھر سکڑوں کا اور پھر عشرات

واحاد کا - بدین وجہ کہ پچاس پر دو کا خاص نام
محاورہ مین (باون) ہے لہذا عشرات و احاد
کے لئے ایک ہی لفظ کافی خیال کیا گیا -

(الف) اسم فاعل (اصطلاح) باضافت
توصیفی بقول صاحب تحقیق القوانین از اقسام
اسم مشتق است و مشتق گردد از صیغۂ واحد غائب
مضارع مثبت معروف با الحاق ہای مختفی
و زیادت نون ساکن بر حرف آخر و مکسور گردانند
ماقبل آں را و موضوع است برای چیزی کہ معنی
مصدری بر سبیل حدوث بدان قائم بود مثل آیندہ
(روندہ) و زندہ (کشندہ) ما گوئیم کہ اکثر
مصنفین بر آنند کہ بر امر حاضر کلمہ (ندہ) زیادہ کردہ
شود - ہم او فرماید کہ در اشعار اساتذہ گاہی
این قسم اسما بفتح ماقبل نون و بحذف ہا نیز وارد
اند چنانکہ سنائی گوید (ع) ہر کہ ہست آفریدہ
او بندہ ست ؛ بندہ در بند آفرینندہ است ؛
(ظاہر وحید ع) رہ تنگ عشق است پست و بلند

ولی چون دم آرہ باشد برندہ مؤلف گوید کہ

(ب) اسم فاعل ترکیبی ہم متعلق بہ این است

معنی کہ فارسیان (۱) ہر صیغۂ امر یا نہی را بعد سہی آوردہ مجموعۂ آن را بمعنی اسم فاعل گیرند چنانکہ (گو) امر است از گفتن با اسم راست مرکب شدہ (راست گو) بمعنی راست گوینده مستعمل شد و بر (مدان) کہ نہی است نقط (ہیچ) داخل شدہ (ہیچمدان) شد بمعنی اسم فاعل و ہم ازین قبیل است (خدا ترس) و (۲) بر آخر امر الف و نون زیادہ کردہ بمعنی اسم فاعل استعمال کنند چون (کنان) و (رخشان) و بقول شان و بعض مصادر زیادتی الف بر آخر امر ہم ہمین معنی دہد چنانکہ (دانا) و (بینا) ذکر اول الذکر بر اسم حالیہ گذشت صاحب قوانین دستگیری فرماید کہ در آخر اسم الف زائد مفید معنی فاعلیت باشد چون (زیبا) و (ذریبا) مؤلف عرض کند کہ این را در قاعدۂ ششم داخل کنیم کہ بذیل مذکور است۔ (۳) و اسم جامد را کہ

(۱۴۰۸)

کہ غیر صفت باشد جمع کردہ بمعنی اسم فاعل گیرند ہمچون (سنگ دل) و (ارم مخمل) (کمان ابرو) و (آئینہ رو) (سیم تن) و (گلبدن) این ہمہ اسم فاعل ترکیبی است بر سبیل تشبیہ کہ مشبّہ بہ اکثر مقدّم باشد و در بعض مرکّبات تقدیم مشبّہ را ہم دیدہ ایم مانند (ابرو کمان) بمعنی (کمان ابرو) است و (۴) دو اسم جامد غیر صفت بدان لحاظ تشبیہ جمع شود چنانکہ (جور پیشہ) و (سپاس اندیشہ) و (زیان کار) و (ہمیشہ بہار) و درین قسم تقدیم مخصوص بر منسوب شرط است (۵) یک اسم صفت و دیگر اسم غیر صفت جمع شود چنانکہ (بلند پایہ) و (کم مایہ) و (بد رکاب) و (گران خواب) و (تندخو) و (سست رفتار) و (نیک سیرت) و (سیہ فام) و اکثر درین ترکیب اسم صفت مقدم باشد و در بعض مرکّبات مؤخر نیز مثل (جامہ پارسا) و (رو سیاہ) و (زبان دار) (۶) از اسم و حرف ترکیب یابد پس اگر حرف معیت یا حرف نفی باشد مقدم آید بر اسم ہمچو (باہوش) و

(باخبر) و (بی زر) و (بی سر) و (ناچار) و (ناہنجار) واگر حروف دیگر اقسام باشد بعد اسم آید چنانکہ پیشہ ور و (خدمتگار) و (کوزہ گر) و (دانشمند) و (دولت مند) (سوگوار) و (شرمسار) و (غمناک) و (مہربان) و (پہلوان) و (زیبا) مرکب شود از فعل و حرف ہمچون (توانا) و (دانا) و (آفریدگار) و (خریدار) و این قاعدہ ہم قانون تقدیم و تاخیر ہمچون قاعدہ ششم باشد صاحب تحقیق القوانین ذکر این قواعد بترتیب خود بذیل اسم صفت و غیر صفت کردہ و بتجدی در ترتیب و تعریف تصرفی کردہ ایم - صاحب قوانین دستگیری گوید کہ گاہی اسم فاعل برای تخفیف بحذف حرف (ندہ) بصورت امر ہم آید لیکن در ینصورت اکثر مرکب بلفظ دیگر دگاہی بر سبیل قلب بدون ترکیب ہم چون فراز بمعنی فرازندہ چنانکہ جامی فرماید (ع) مرتب ساز سقف چرخ دائر ۔ فراز چار دیوار عناصر و خود او گوید کہ در ین شعر اگر فراز بمعنی بالا گیریم استعمال نخواہد شد - و سندی دیگر از ظہوری آوردہ کہ در خطبہ نورس گوید "سطوتش زور در بازوی پنجہ شیر شکن الفتش رم از طبع آہو ربا - رزمی اجل در خون فگن بزمی جام بر جم پیما" فرماید کہ شکن و ربا و فگن و پیما بمعنی شکنندہ و رباینده و فگنندہ و پیماینده آمدہ مؤلف عرض کند کہ سکندری خوردہ است ظہوری استعمال (زور شکن) و (رم ربا) و (اجل فگن) و (جام پیما) کردہ کہ اسم فاعل ترکیبی است و ذکرش بر قاعدۂ اول گذشت و بقول صاحب قوانین دستگیری گاہی الحاق یای تحتانی با واخر اسما مفید فاعلیت است چون (کسبی) و (محنتی) و (جہتی) مؤلف گوید کہ این در قاعدہ ششم مذکور بالا داخل است (اردو) اسم فاعل - بقول صناع قواعد فارسی اوس مشتق کو کہتے ہین جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس سے فعل صادر ہوا ہو یا جس کے ساتھ فعل قائم ہو فعل صادر ہونے سے مراد وہ فعل ہے جسکے صدور کا فاعل کو اختیار ہو اور فعل کے قائم ہونے سے مراد وہ فعل ہے جس کا اختیار فاعل کو نہو جیسے

(کہنے والا) یہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے فعل اختیاری کہنے کا صادر ہوا اور (مرنے والا) یہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس کی ذات سے فعل غیر اختیاری مرنیکا قائم ہے۔ اسم فاعل کی دو قسمین ہین (۱) قیاسی (۲) سماعی۔ قیاسی اسے کہتے ہین جس کے بنانے مین قیاس کو دخل ہو اور سماعی وہ جو محض اہل زبان سے سنا گیا ہو اور قیاس کو اوس کے بنانے مین کچھ دخل نہ ہو (الخ) ہم عرض کرتے ہین کہ زبان اردو مین جب مصدر کے الف آخر کو یا سے بدل کر کلمۂ (والا) اس پر زیادہ کرین تو اسم فاعل قیاسی بنجاتا ہے جیسے (کرنا) سے کرنے والا اور (مرنا) سے مرنے والا اور یہی ہے فارسی کے (الف اسم فاعل) کا ترجمہ اور (ب) اسم فاعل یہ بھی بقاعدۂ فارسی بعینہٖ اردو مین مستعمل ہے۔

اسم کنایہ (۱۰۹) (اصطلاح) بقول صاحب منتخب کنایہ لغت عرب است بمعنی پوشیدہ سخن گفتن (انتہی) و اسم کنایہ مرکب اضافی۔ بقول صاحب تحقیق القوا مین عبارت از لفظی ست کہ بدان تعبیر کنند چیزی را کہ مدلول صریحش نبود و غرض از ذکر آن ترک تصریحست چنانکہ لفظ عمری بیای مجہول یعنی مدت دراز زیست (حزین ۵) ایدل احوال مروت راچہ می پرسی زمین شکان عزیز القدر عمری شد ز عالم رفتہ است و لفظ فلانی بیای معروف بجای اسم ظاہر چنانکہ "امروز چہ شد کہ فلانی نیامد" بخیال مؤلف و (فلانی) ہم بای مجہول است نہ معروف و فرمایند کہ لفظ کسی بیای مجہول بجای نام شخص مطلوب و نیز مقول قتیل (۵) جان زتن رفت و ہنوز م نفسی می آید ۱۲ ای اجل یک دو نفس رو کہ کسی می آید ۱۲ (اردو) صاحب آصفیہ نے لفظ کنایہ پر لکھا ہے کہ جب کوئی مطلب اختصاراً یا بغرض عدم اظہار ایک یا دو لفظون مین ادا کیا جائے تو وہ لفظ اسمای کنایہ کہلاتے ہین جیسے "یون کیا۔ وون کیا اس طرح یہی سمجھایا۔ اُس طرح یہی سمجھایا وغیرہ" ہم کہتے ہین کہ اسم کنایہ وہ لفظ ہے جس سے کوئی

ایسا مطلب ادا کرین جس کا بیان صراحت سے
ظاہر نہو جیسے "وہ عرصہ سے آپکا خط نہین آیا"
یعنی بہت دنون سے - اور "آج تو حضرت
تشریف نہین لائے" حضرت سے مراد وہ صاحب
ہین جن سے قائل آگاہ ہے اور مخاطب بھی لیکن
اور دن اُسکا اظہار مقصود نہین ہے یا کہین "ریل پر
صاحب کو ہم نے آج راہ مین دیکھا تھا"

اسم مشتق (اصطلاح) بکسر میم اول مرکب (۱۱۱۲)
توصیفی است وبقول مقتنین فرس قسم سوم اسم کہ
صراحتش بر لفظ اسم گذشت وبقول صاحب
تحقیق القوانین اسمی است کہ گرفتہ شدہ باشد از
کلمۂ وآن بر سہ قسم است اوّل (اسم فاعل) دوم
(اسم مفعول) سوم (صفت مشبہ) بعض مقتنین فرس
اسم حالیہ وحاصل بالمصدر را ہم در اقسام این داخل
کنند وبعض ورای آن ہم - ما تعریف ہر یک بجایش
کنیم واز ین اختلاف باہمی ایشان ما را درینجا سروکاری
نداریم (اردو) اسم مشتق (مذکر) لغات اردو نے
اسکو ترک کر دیا ہے - بقول صاحب قواعد فارسی
وہ لفظ جو بقاعدۂ صرفی مصدر سے بنایا گیا ہے
اور حروف مادّہ یعنی اصلی اس اسم مشتق مین رہے یا ہی
یا تبدیل ہوکر باقی رہین اسکی چار قسمین ہین (۱)
اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) اسم حالیہ (۴)
حاصل بالمصدر (الخ) بعض نے صرف اسم فاعل
اسم مفعول صفت مشبہ کو اقسام اسم مشتق مین داخل
کیا ہے -

اسم مصدر (اصطلاح) مرکب اضافی - بقول (۱۱۱۳)
صاحب تحقیق اسمی است کہ برآورد وہ شود ازان
افعال واسامی مشتقہ ودلالت کند بر حدث وحرف
آخرش نون ساکن باشد کہ ماقبلش وال مفتوح یا
تای مفتوح بود واگر آن نون را حذف نمایند صیغۂ
واحد غائب ماضی مطلق مثبت معروف بعینہ باقی
ماند وآن بر دو قسم است (۱) اصلی و (۲) جعلی
اصلی آنست کہ بحسب اصل مفرد باشد مانند (آمدن)
و (رفتن) و (آوردن) و (داند وختن) وجعلی آنکہ مرکب

بود یعنی ساخته شده باشد بالحاق یای معروف و دال
مفتوح و نون ساکن بمصدر عربی مثل (شمیدن)
و (فهمیدن) یا باسم جامد فارسی مانند (پندیدن)
و (خوابیدن) یا بامر مخاطب معروف از مصدر
اصلی مثل (پنداریدن) و (کاهیدن) و یا بترکیب
دو لفظ که اول اسم جامد بود یا اسم مفعول و ثانی
مصدر اصلی مانند (نگه داشتن) و (کشته شدن)
و ازین قبیل است (برآمدن) و (فرورفتن)
و (ترسانیدن) و نحو ها و آن مصادر جعلی که از
صیغه های امر مخاطب حاصل گردند اکثر مترادف
مصادر ماخذ خود ها می باشد چنانکه (افروزیدن)
و (افروختن) و (پنداریدن) و (پنداشتن)
و (تابیدن) و (تافتن) و (جوئیدن) و (جستن)
و (رهیدن) و (رستن) و (کاهیدن) و (کاستن)
و (گردیدن) و (گشتن) و فرمایدکه شاید که در
(انباردن) بمعنی (انباشتن) و (گذاردن)
بمعنی (گذاشتن) یا را حذف کرده اند و نیز فرماید

که همچنان بعض مصادر اصلی نیز مترادف هستند
چنانکه (آکودن) و (آغشتن) بمعنی (ملوث شدن)
و (افراختن) و (افراشتن) بمعنی بلند ساختن
و (گستن) و (گسیختن) بمعنی بریدن (الخ)
مؤلف عرض کند که (اسم مصدر) به کسر میم
اوّل دو معنی دارد (۱) باضافت توصیفی اسمی
که مصدر صفت اوست و (۲) باضافت اسم
بسوی مصدر اسمی که از و مصدر ساخته شود
بزیادت علامت مصدر که بالا مذکور شد پس
قسم دوّم بخیال ما اسم جامد است که از و مصدر
ساختند همچون (پند) که در فارسی زبان بمعنی نصیحت
است و اسم جامد و (پندیدن) مصدر آن و
(خواب) بمعنی نوم است و اسم جامد و (خوابیدن)
مصدرش آنچه صاحب تحقیق و متقنین فرس
این قسم مصادر را جعلی نام نهاده اند بر خلاف
خیال ماست که هیچ جعل در این نیست و خلاف
اصل نباشد و آنچه در مصادر جعلی لغت عرب را

مخصوص کرده اند به سند (شنیدن) و (فهمیدن) درست نباشد که بسیاری از مصادر فرس وضع شده است از لغات غیر زبان فرس و عرب هم مثلاً (استهیدن) بمعنی ستیزه کردن که از لغت سنسکرت (استهی) ساخته شد و بعض مصادر از لغت ترکی ساخته شده که ذکر آن در همین کتاب بجای خودش موجود پس فرق مصدر اصلی و جعلی همین قدر کافی است که مصدر اصلی ساخته شود از اسم جامد زبان فرس و مصدر جعلی وضع شود از لغات غیر زبان فرس و آنکه صاحب تحقیق یای معروف را علامت و خصوصیت مصدر جعلی قرار داده هم بخیال نادرست نباشد که یای تحتانی در بعض لغات بقاعدهٔ تبدیل بیاید و در بعض جا ها بر سبیل زیادت بخیال ما یای تحتانی در (پندیدن) زائد است محض برای دفع ثقالت (پندیدن) بوجه اجتماع دو دال بخواندن آسان نبود پس بقاعدهٔ خود یای زائد میان دو دال آوردند

و آنچه مقننین فرس (آمدن) و (رفتن) و (آوردن) و (اندوختن) را مصدر اصلی گیرند و خیال کنند که همچو اسم جامد این اسم هم از کلمه ساخته نه شده بمعنی مصدر یی - اصل لغت است و از اقسام ثلاثه اسم باشد که بر لفظ اسم گذشت - درست نیست زیرا که بتحقیق ما بر لفظ (آمد) و (آورد) دال مهمله و نون علامت مصدر آورده (آمدن) و (آوردن) کردند و بر لفظ (رفت) و (اندوخت) علامت مصدر (تن) آورده (رفتن) و (اندوختن) ساختند و از دو دال و تای مکرر یکی حذف شده (آمدن و آوردن و رفتن و اندوختن) شد و درین هر چهار مصدر اسم جامد بمعنی اسمی موجود است که بحث کامل آن بجایش کنیم و همین کیفیت است هر مصدر فارسی را که یا اینکه ساخته شد از اسم جامد زبان فرس یا وضع شد از اسم جامد السنهٔ غیر فرس - پس اول الذکر را مصدر اصلی و آخر الذکر را مصدر جعلی گفتن باعتبار اصلیت زبان فارسی

واخذ اسم از زبان غیر عربی ندارد و آنچه مقننین فرسا
(پندار یدن) و (کاهیدن) را مصدر جعلی نام نهاده اند
بوجه انکه بخیال شان این هر دو از امر حاضر معروف
ساخته شد خطای فاش است که چنین نباشد زیرا
که (پندار) اسم جامد زبان فارسی است بمعنی
فکر و خیال و (کاه) هم اسم جامد است بمعنی علف
خشک پس این هر دو مصدر وضع شده اند همین هر دو
اسم جامد و آنچه مقننین نسبت مصادر (نگه داشتن)
و (بر آمدن) و (فرو رفتن) می فرمایند که این همه
مصدر ساخته شده از اسم جامد و مصدر اصلی هر دو
و علی هذا القیاس (کشته شدن) وضع شده از اسم
مفعول و مصدر اصلی و این را هم مصدر جعلی نام
نهند درست نباشد که بخیال ما این هر چهار مصدر
مرکب است و اصلی است نه جعلی - حیف است
که (ترسانیدن) را هم مصدر جعلی نام نهاده اند
و نمیدانند که (ترس) اسم جامد فارسی است بمعنی
خوف و بیم و بقاعده که در آخر همین بیان بقول
صاحب تحقیق القوانین می آید مصدر لازم را
متعدی کرده اند بزیادت الف و نون و یای
معروف با علامت مصدر (دن) بر اسم جامد
نه بر امر مخاطب - پس (ترسانیدن) بزیادت
یای معروف قبل علامت مصدر و (ترساندن)
بدون زیادت یا بمعنی متعدی ترسیدن است
و نمیدانیم که چرا این را لقب جعلی عنایت شد اگرچه
لفظ (اصلی) و (جعلی) باعتبار خاص مستعمل شده است
ولیکن آنانکه کار از اصول گیرند و از ماخذ هر لفظ
خبر دارند تصفیه اختلاف ما با جمهور مقننین کنند
و نه بینند که که می گوید بلکه کار گیرند از چه می گوید و آنچه
ذکر مرادفات چند از قبیل (افروزیدن) و (افروختن)
و امثال آن خارج از بحث بیان آمده است که
بالا گذشت تصفیه حقیقت هر یکی بجای خودش
کنیم که این محل آن نیست و در اینجا همین قدر کافی
است که در (انباردن) و (انباشتن) و (گذاردن)
و (گذاشتن) آنچه بشبه صاحب تحقیق یای تحتانی

حذف شده است نه چنین باشد بلکه در وضع
این مصادر ضرورت آوردن یای تحتانی نیفتاد
وغالباً با علامت مصدر (تن) یای تحتانی نیاید - بالجمله
هر قدر که بالا گذشت در آن اختلاف ما با مقتنین
فرس در لفظ اصلی وجعلی صرف اعتباری است و
اصطلاحاً نامی را قائم کردن باختیار انهاست
و باختیار ما هم ولیکن اختلافی که مابین ما ومقتنین فرس
در وضع مصدر واقع شده است که بقول شان بعض
مصادر هیچ اسم جامد سماعی است وبقول ما همه مصادر
قیاسی وهم وضع آن از اسم جامد - البته
این چیزی است بسیار دقیق که بر هر یک مصدر وجود
اسم جامد را ثابت کردن بر ذمهٔ ماست و ما در مصادر یکه
درین کتاب گذشت لزوم آن نکرده ایم از نکه
این بحث پیش نظر نبود البته در مصادر یکه می آید
بر هر یک مصدر سعی کنیم السعی منّی والاتمام من الله
تعالیٰ واگر در مصدری خاص قاصر مانیم نقص تلاش
ما وعدم کفاف ذخیرهٔ لغت بیش نباشد واین معذرت

مبنی بر احتیاط است وبس زیرا که هندزاد یم از
اهل زبان نبوده ایم ومهما امکن جگرکاویها می کنیم
واز تحقیق ماخذ هر یک لفظ که در موضوع این کتاب
داخل است توقع داریم که خیال ما بر هر مصدر
درست بر آید من الله التوفیق وبیده ازمة التحقیق
صاحب تحقیق القوانین فرماید که چون خواهند که
مصدر لازم را متعدی بیک مفعول ومصدر متعدی
را متعدی بدو مفعول ومصدر متعدی به دو مفعول
را متعدی به سه مفعول گردانند الف ونون ویای
معروف را بالفظ (دن) بصیغهٔ واحد امر مخاطب
آن ملحق سازند چنانکه در (ترسانیدن) از (ترسیدن)
و (خورانیدن از خوردن) و (دهانیدن از دادن)
وبنای اینگونه مصادر بدون یا نیز جائز است
مانند (رساندن ونشاندن از رسیدن ونشستن)
مؤلف گوید که این قاعدهٔ کلیه حالا در محاوره
معاصرین متروک است و در کلام متقدمین هم خلاف
آن یافته شده وصراحت هر یکی بجای خودش در مصادر

بیاید و فرماید که بدستور اسم جامد چند مصادر اصلی هم مشترک اند
بمعنی لازم و متعدی هر دو مثل (آزردن) بمعنی
رنجیده شدن و رنجیده نمودن و (افروختن) بمعنی
روشن شدن و روشن کردن و همچنین آموختن
وزادن و سوختن و شکستن و بعضی بمعنی معروف و
مجهول مانند پاشیدن بمعنی ریختن و ریخته شدن و
بعضی در معانی دیگر مثل (باختن) بمعنی بازی
کردن و بخشیدن و خرج نمودن و (پرداختن)
بمعنی متوجّه شدن و خالی ساختن و آراستن و
فرماید که هر مصدر که برآورده شود از ان همه
افعال و اسمای مشتقّه بر وفق قوانین مقرره آنرا
(مصدر کامل التصریف) و (مصدر متصرّف) نامند
مانند دویدن و رفتن و زدن و کشتن و هر مصدر
که چنین نبود آن را (مصدر ناقص التصریف)
و (مصدر مقتضب) گویند مثل خستن و سختن و
سفتن و نهفتن مؤلّف گوید که صاحب بحر عجم
در مقدمهٔ کتاب این را بر چهار قسم آورده (۱)

مصدر کامل التصریف و (۲) مصدر سالم التصریف
و (۳) مصدر ناقص التصریف و (۴) مصدر
متروک التصریف - کامل التصریف آنکه همه صیغه های
آن که ماضی و مضارع و حال و مستقبل و اسم
فاعل و اسم مفعول و امر و نهی باشد یافته شود
و هم در کلام اهل لسان استعمال یابد چون از
(آموختن) آموخت - آموزد - می آموزد
خواهد آموخت - آموزنده - آموخته - آموز -
میاموز - و سالم التصریف انکه بعد از حذف نون
مصدر بنای ماضی او در مشتقات سالم باشد و
تبدیل و حذف در حروف اصلی آن راه نیابد
پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول
نخواهد بود چون از (آبادانیدن) آبادانید -
خواهد آبادانید - آبادانیده و صیغه های غیر سالم
آن که مضارع و حال و اسم فاعل و امر و نهی
باشد در استعمال اهل لسان نیامده و ناقص التصریف
آنکه بعضی از صیغه های او مستعمل و بعضی متروک چون

(پسندیدن) کہ صیغہ اسم فاعل و امر و نہی آن نیامدہ۔ و متروک التصریف آنکہ ہیچ یکی از صیغہ آن مستعمل نباشد چون (برافتن) و (بزاریدن) مؤلف گوید کہ ما صراحت این بر ہر یک مصدر می کنیم۔ الحاصل بخیال ما (اسم مصدر) بمعنی دوم بیان کردہ ما اسم جامد است و ورای (حاصل بالمصدر) کہ بیانش بجای خودش آید) زیرا کہ اسم مصدر بمعنی اسم جامد وارد و حاصل بالمصدر شامل است بر معنی مصدری و در بعض مصادر۔ حاصل بالمصدر بصورت اسم مصدر ہم می آید و فرق مضامینش بجای خودش بیان کنیم (اردو) (۱) مصدر۔ بقول آصفیہ (مذکر) وہ کلمہ جس سے افعال و صفات نکالیں یا وہ کلمہ جس سے فعل اور صیغے مشتق ہوں (۲) اسم مصدر (مذکر) فارسی میں وہ اسم جامد ہے جس پر علامت مصدر بڑھا کر مصدر بنایا جائے۔

اسم معرفہ (اصطلاح) مرکب اضافی است

صاحب تحقیق القوانین فرماید کہ معرفہ اسمی است کہ موضوع بود برای چیزی کہ نزد یک متکلم و مخاطب معہود و معیّن باشد و آن پنج قسم است اول ضمیر و دوم علم سوم اسم اشارہ و از قبیل اسمای اشارہ یای موصول یعنی یای مجہولیکہ باسم نکرہ لاحق شدہ مفید معنی آن و چنان باشد کہ ذکر کاملش بر یای موصول) بیاید چہارم اسم نکرہ کہ مضاف شود بطرف ضمیر یا علم یا اسم اشارہ چنانکہ در لفظ (بندۂ من) و (پسر بہرام) و (شتر آن) یا بسوی ملحق بہ یای موصول چنانکہ درین قول رفیع (ے) چو شاخہای درختی کہ شد ز سر ما خشک ۔ بزرآہ سرد مراگشتہ جملہ اعضا خشک ۔ پنجم اسم نکرہ کہ منادی باشد چنانکہ درین قول سعدی (ے) ایدوست برجنازۂ دشمن چو بگذری نہ شادی ۔ مکن کہ برتو ہمین ماجرا رود نہ امنیست اقسام معرفہ لیکن اعرف درین ہمہ مضمر است یعنی ضمیر متکلم و مخاطب و غائب بلحاظ ترتیب ذکر بعد ازان علم۔ پس اسم اشارہ

پستر نکرہ منادی اما اسم نکرہ کہ بطرف ضمیر یا علم یا اسم اشارہ یا بسوی ملحق بہ یای موصول مضاف بود ممکنش درین باب حکم مضاف الیہ دیست - صاحب قواعد فارسی گوید کہ معرفہ را (اسم ذات) ہم گویند - ما صراحت ہر یکی از اقسام این بجایش کنیم و ہم او معہود ذہنی یا خارجی را ہم بذیل اسم معرفہ آوردہ و باذکرش بر اسم کنایہ کردہ ایم - (ا ر د و) معرفہ - بقول صاحب قواعد فارسی اسم ذات کو کہتے ہین جو دلالت کرے شے معین پر جیسے زید - عمرو - دہلی - کلکتہ - معرفہ کے کئی اقسام ہین (۱) علم (۲) ضمیر (۳) اسم اشارہ (۴) اسم موصول (۵) معہود ذہنی یا خارجی (۶) وہ اسم جو مضاف ہو ان اقسام بالا کی طرف (۷) منادی

(الف) **اسم مفعول** (اصطلاح) باضافت توصیفی - بقول صاحب تحقیق القوانین اسمی است از اقسام اسم مشتق و این گرفتہ شود از صیغہ واحد غائب ماضی مطلق مثبت خواہ معروف باشد خواہ مجہول با الحاق ہای مخفی و دلالت کند بر چیزی کہ فعل واقع گردد بر آن مانند (آوردہ) و (کشتہ) و (آوردہ شدہ) و (کشتہ شدہ) و بعضی مثالین اولین را مخفف و مختصر ثانیین دانند پس نزدیک اینان اشتقاق آن از صیغہ واحد غائب ماضی مطلق مجہول است و بس - صاحب قوانین دستگیری فرماید کہ گاہی بنا بر کثرت استعمال ہای آخرہ ساقط شود چون (سنگ سود) بمعنی سنگ سودہ و (درد آلود) بمعنی درد آلودہ **مؤلف** گوید کہ ہمچون اسم فاعل ترکیبی ----------

(ب) **اسم مفعول ترکیبی** ہم (بترکیب توصیفی) با اتصال اسمی قبل امر حاضر یا نہی وضع شود چنانکہ دستگیر بمعنی محبوس و عالم گیر بمعنی شائع شدہ - و پائمال و پابند و (کس نخر) و (کس مپرس) ہم ازین قبیل است - صاحب قوانین دستگیری فرماید کہ حرف فیکہ مفید معنی مفعولیت باشد چون بر اسمی آید مرکب آن افادہ معنی مفعولیت کند چنانکہ

(حمایتی) و (عنایتی) بمعنی حمایت کردہ شدہ - و عنایت کردہ شدہ و (نایاب) بمعنی نایافتہ شدہ و باقاعدۂ تقدیم و تاخیر الفاظ و حروف را بر اسم فاعل ترکیبی بصراحت بیان کردہ ایم کہ گذشت و ہمہ اقسام کہ در آنجا گذشت شامل باشد بہ اسم مفعول ترکیبی ہم (اردو) (الف) اسم مفعول - بقول صاحب قواعد فارسی اس اسم مشتق کو کہتے ہین جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل فاعل کا واقع ہو جیسے (مارا ہوا) اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر مارنے کا فعل واقع ہوا تھا - اسی طرح (دیکھا ہوا) (سنا ہوا) (الخ) اردو مین اس کے بنانے کا قاعدہ عام یہ ہے کہ ماضی مطلق پر (ہوا) زیادہ کرین (ب) اسم مفعول ترکیبی جو فارسی مین مستعمل ہے اردو مین بھی اسکا استعمال ہے -

اسمند بقول برہان و سراج و ناصری و جامع بفتح اوّل و سکون ثانی و نون و دال ابجد نام قریہ ایست از قرای سمرقند - صاحب جہانگیری فرماید کہ این را بحذف الف (سمند) نیز خوانند و صاحب برہان بر (سمند) گوید کہ رنگی باشد بہ زردی مائل مر اسپ را و بمعنی تیر پیکان و نام قریہ از قرای سمرقند **مؤلف** گوید کہ جا دارد کہ فارسیان این قریہ را بدین وجہ (اسمند) نام کردہ باشند کہ آب و ہوای این محل اسپان مفید باشد کہ (اس) مخفف اسپ است و در زبان سنسکرت ہم بمعنی اسپ کہ ذکرش بر آنگشت کردہ ایم و سمند مخفف این و اللہ اعلم (اردو) اسمند فارسی مین سمرقند کے ایک قریہ کا نام ہے - مذکر -

اسمندر بقول برہان و سراج و رشیدی بفتح اوّل بمعنی سمندر است و آن جانور یست کہ در آتش متکوّن می شود - صاحب جہانگیری فرماید کہ این را (سامندر) و (سامندل) و (سمندر) و (سمندور) و (سمندل) و (سمندول) نیز گویند (شیخ عطار ؎) آتشی بر دست

دشمن در گرفت پ تا خلیلش طبع اسمندر گرفت پ وہم او بر (سا مندر) نوشتہ کہ این جانور بہیئت موش باشد و از پوستش کلاہ سازند وچون چرکین شود در آتش اندازند تا چرک آن بسوزد و پاکیزہ گردد و گروہی بر آنند کہ بصورت مرغی بود صاحب برہان بر لفظ (سمندول) فرماید کہ اصل این لغت (سام اندرون) بمعنی در اندرون آتش چہ سام بمعنی آتش باشد و بر (سام) فرماید کہ مخفف (سرسام) مرکب از ہمین لغت است و صراحت مزید کند کہ جانوری در آتش متکون می شود او را (سام اندر) نام است و (سمندر) مخفف آن مؤلف عرض کند کہ ہمین است وجہ تسمیہ این و حقیقت (سمندور) و (سمندل) و (سمندول) بجایش عرض کنیم۔ بالجملہ (سمندر) اصل است و (اسمندر) بزیادت الف وصلی در اولش (اردو) سمندر۔ بقول صاحب آصفیہ اسم مذکر یک آتشی چوہے کا نام جو آگ کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ اور امیر لوگ اسکی کھال کی ٹوپیاں بناتے ہین۔ جب اس کی ٹوپی میلی ہوجاتی ہے تو آگ مین ڈالنے سے اس کا سارا میل کچیل جل کر صاف نکل آتی ہے اور آگ اس مین مطلق اثر نہین کرتی۔ اس کی صورت گرگٹ سے بہت مشابہ ہے۔ آگ کے باہر نہین جی سکتا (ذوق ۵) تر امجنون تفتہ دشت مین آتش قدم گرمو جلادے زیر پا گر خار مژگان سمندر ہو پ

اسم نکرہ (اصطلاح) مرکب اضافی بقول صاحب تحقیق القوانین نکرہ اسمی است کہ موضوع بود برای چیزی کہ نزد متکلم و مخاطب معہود و معین نباشد مثل (مرد) و (زن) و (درخت) و (چمن) (اردو) بقول صاحب آصفیہ نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین شے کے واسطے وضع کیا گیا ہو مؤلف کہتا ہے کہ اردو مین بھی اسکو اسم نکرہ ہی کہتے ہین۔

(۱۶۱۵)

اسموسا بقول برہان وہفت وانند بفتح اول وسکون ثانی ومیم بواو رسیدہ وسین بی نقطہ بالف کشیدہ ؛ یونانی نوعی از مرو باشد وآن رستنی است کہ تخم آنرا شیرازی مروشک خوانند وبا این معنی باشین نقطہ دار ہم آمدہ مؤلف گوید کہ مقصودش جز این نباشد کہ سین مہملہ اول را بمعنی معجمہ گرفتہ اند چنانکہ خود او ذکر (اشموسا) بجایش کردہ است کہ می آید - صاحب محیط بر (اسموسا) نوشتہ کہ اسم گزربری است وبر (اشموسا) بشین معجمہ دوم گوید کہ نوعی از مرو است کہ کم بوتر است از سائر اقسام وذکر (اسموشا) بہ سین مہملہ دوم وشین معجمہ پنجم نکرد وبر (گزربری) فرماید کہ در بلاد قزوین آنرا (گزرا) وودر بربری (سرغنت) و(سرغند) و(اسرغنت) ویونانی (اسطافالیوس) و(اسموسا) وبسریانی (حراسیا) وبہندی (جنگلی گاجر) نامند - گرم در اول دوم وگویند در سوم وخشک در آخر اول ودوران حدت ولذع وتسخین بین وتلطیف وقدری تلخی است ودر جمیع افعال سوداء قوی تر از بستانی است بلکہ در تقویت باہ نیز وحمول آن منقی رحم ومخرج جنین ومدر حیض ومنافع بسیار دارد (الخ) ماذکر گزربر (اسطفین) ہم کردہ ایم - پس تسامح برہان واہل تحقیق دیگر است کہ (اسموسا) را مرو گفتہ اند کہ (مرو) وراى گزربری است کہ بر (اشموسا) بہ شین معجمہ دوم آید بحث کاملش بجایش کنیم (اردو) جنگلی گاجر - دیکھو (اسطفین) جس پر گاجر کا بیان ہے -

اسن بقول برہان وجہانگیری وناصری وجامع وانند وشمس بفتح اول وثانی وسکون نون (۱) جامۂ واژونہ پوشیدہ را گویند و(۲) کالک را نیز کہ خربزۂ نارسیدہ باشد وبا این دو معنی باشین نقطہ دار ہم آمدہ چہ در فارسی سین وشین بہم تبدیل می یابد - صاحب شمس فرماید کہ این لغت فارسی است - صاحب کنز گوید کہ در ترکی زبان بمعنی سلیم - صحیح - ہاب - نافع - صاحب ساطع فرماید

کہ در سنسکرت بفتحتین خورش و طعام و نباتی کہ خورش کرم پیلہ باشد و بقولش (اشن) بہ شین معجمہ ہم بمعنی خوراک و غذا آمدہ و بالضم گرم و حار و گرمی و حرارت نیز مؤلف گوید کہ بخیال ما خرین نباشد کہ این ماخوذ است از ترکی زبان کہ فارسیان این را برای خربزۂ نارسیدہ استعمالش کردند کہ نفاخ است و معنی اول مجاز آنست کہ جامۂ واژونہ پوشیدہ را ہم مشابہ خربزہ گرفتند چرا کہ خطوط روی آن ہمچون خطوط خربزہ نمایان باشد و ہیئت مجموعی آن ہم بالیدہ و سخت (اردو) (۱) الٹا پہنا ہوا کپڑا (مذکر) (۲) کچا خربزہ۔ مذکر۔

اسناد بقول آصفی نسبت کردن حدیث بکسی و پناہ بہ کسی بردن و پشت دادن بچیزی مؤلف گوید کہ این لغت عربست بقول منتخب پشت بچیزی دادن و تکیہ نمودن چیزی بہ چیزی و پناہ بکسی بردن و حاضر گردانیدن و نسبت کردن حدیث بہ کسی و بالفتح جمع (سند بفتحتین) سند چیزی کہ بآن تکیہ کنند (انتہی) ما گوئیم کہ فارسیان این را بالفتح (۱) بمعنی جمع سند و بالکسر (۲) بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (اردو) (۱) اسناد مذکر۔ سند کی جمع۔ حجتیں۔ دلیلیں جیسے "اسناد و امثال سے لغت کی شان بڑھ جاتی ہے" نیز وثیقہ اور رسائی ٹیفکیٹ جیسے "تم ایک عرضی کے ساتھ اپنے اسناد بھیجدو تو میں صاحب کے یہاں پیش کردوں" (۲) استناد کرنا کہہ سکتے ہیں۔ صاحب تذکیر و تانیث نے لفظ (استناد) پر فرمایا ہے مؤنث۔ دیکھو (استناد)

اسناد آوردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از ابوالفتح رونی سند آوردہ (۵) آنی کہ زکردار تو آرد گہر اسناد آنی کہ زگفتار تو سازد ہنر امثال ۔ ما می گوئیم کہ در

شعر لفظ (اسناد) را بالفتح و بالکسر ہر دو توان خواند وجا دارد کہ (اسناد آوردن) را بالفتح بمعنی سند یا آوردن گیریم و بالکسر بمعنی پناہ بکسی بردن و تکیہ نمودن ہم (اردو) استناد کرنا۔ سند لانا۔ دیکھو استناد کردن۔

اسناد دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و برسند مخلص کاشی قانع (ے) مدار باکرمش بیم از گنہ مخلص ؛ دگر نجویش تیز اسناد این گناہ مدہ ؛ مؤلف گوید کہ (اسناد دادن) درین شعر بمعنی مطلق نسبت کردن است (اردو) نسبت دینا۔ بقول آصفیہ تعلق ظاہر کرنا۔ نظیر دینا۔ مطابقت ثابت کرنا۔ ہم کہتے ہین کہ اسکا ترجمہ منسوب کرنا بھی ہوسکتا ہے۔

اسناد کردن (استعمال) صاحب آصفی ذکر این کردہ بسند و آلہ ہروی معنی این را برامی گذارد (ے) کردہ در نظر خویش استقبالش ؛ پستی فطرت و ہمت بفقیری اسناد ؛ مؤلف گوید کہ درین شعر اسناد کردن بمعنی منسوب کردن است (اردو) منسوب کرنا۔

استان بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی و کسر نون و سین بی نقطہ ساکن و فوقانی بالف کشیدہ و نون زدہ نام پدر زن و ام ق است و عاقبت او بردست و ام ق کشتہ شد و باین معنی بکسر ر ایع و تشدید فوقانی ہم آمدہ صاحبان جامع و ہفت ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ معنی (اسن) بجایش ذکر کردہ ایم و (استان) در فارسی زبان بقول برہان۔ برشت خوابیدن و جای انبوہی و بسیاری چیزہا از قبیل گلستان و معنی بی صبر و بی طاقت و مخفف آستان ہم و بفتح اول ستاننده و امر ہم مؤلف گوید کہ معنی فاعلی بدون ترکیب بانفظی دیگر نمی شود۔ پس اگر (اسن) را لغت سنسکرت بمعنی خورش و طعام گیریم معنی لفظی این ستاننده خورش و طعام است یعنی طالبی کہ مخلوق را بی رزق کند بکثرت استعمال در اعراب صحیحہ تصرف و تبدیل واقع شد۔ عجبی نیست کہ

ہمین باشد وجہ تسمیۂ این (اردو) استان - ایک شخص کا نام ہے جو وامق کا خسر تھا جس کو وامق نے قتل کیا -

اسو بقول برہان وہفت (۱) بفتح اوّل وضم ثانی وسکون واو بمعنی طرف وسو وجانب و (۲) بضم اوّل مخفف (اوسو) باشد کہ بمعنی ربودن و ربایندگی در بایش است - خان آرزو برمعنی اوّل قانع - صاحبان ناصری وسروری وجہانگیری برای معنی اوّل از سوزنی سندی آوردہ اند کہ در ہجو مردی کہ بخر تشبیہ کردہ واز معنی دوّم ساکت (۳) خری کہ کاہ وجواو زبرگ تاک تملک ۔ مراغہ کردن وغلطیدنش اسو باسو ۔ بہ تحقیق ما این اسم جامد زبان فارسی است واصل این بدون الف (سو) باشد کہ می آید فارسیان الف وصلی در اولش آوردہ (اسو) کردند ومعنی اوّل اصل است حیف است کہ صاحب برہان برای معنی دوّم سندی پیش نہ کرد ومابحث آن بر (اوسو) کنیم - وبہ تحقیق ما (۳) (اسو) بمعنی اسپ ہم باشد چنانکہ صراحت این بر (اسب) گذشت وصاحب ساطع فرماید کہ بزبان سنسکرت (اسو) بفتح اوّل وسوّم مذکر اسپ است واز ہمین است (اسوپت) بمعنی سوار پس فارسیان اسور اکہ لغت سنسکرت است در فارسی زبان بمعنی اسپ ہم استعمال کردہ اند چنانکہ بر اسوار می آید (اردو) (۱) اسو بقول آصفیہ (اسم مونث) سمت - طرف - جانب - پہلو - جیسے یک سو وغیرہ (۲) دیکھو (اوسو) (۳) دیکھو اسب -

اسوار بقول برہان وجامع بروزن رہوار (۱) بمعنی سوار باشد کہ در مقابل پیادہ است و بزبان گیلانی (۲) ہمی باشد از لشکریان کہ اقل مرتبہ تبری وچاقی ہمراہ دارند کہ بدان حرب کنند

دربر کلاہ خود یکدیگر زنند و آن نوع حرب را اسوار می گویند (۳) نام شہریست از ولایت سعید مصر کہ راہ ولایت نوبہ بر جہاز رفتنی آن شہر واقع است و کوہیست برجنوب آن کہ از دامن آن کوہ رود نیل برمی آید۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل و دوم فرماید کہ این مرکّب است از اسا سو) کہ مبدل اسپ است یا برعکس و الف وراے آن نسبت مؤلّف گوید کہ مقصودش این باشد کہ الف وراے مہملہ بر و زیادہ کردہ (اسوار) کردند بمعنی کسی کہ منسوب بہ اسپ است یعنی سوارش و بخیال ما جا دارد کہ اصل این (اسوآر) گیرم بمعنی آرندۂ اسپ۔ اسم فاعل ترکیبی۔ کنایہ از سوار اسپ صاحب ناصری نسبت معنی دوم صراحت کند کہ این نوع حرب را (اسوار) می گویند و فرماید کہ (۴) اسوار نام مردیست از لوک گیلان کہ پدرش شیرویہ نام داشت و پسرش را (مرداویج) می گفتند یعنی (مرد آویز) و آن (باسفار) مشہور شد (الخ) مؤلّف گوید کہ مقصودش چنین نباشد کہ (اسوار) بمعنی چہارم مبدّل (اسفار) است فا بہ واو مبدل شدہ باشد ہمچون (فرخ) و (ورخ) کہ بقول صاحب سراج بمعنی زبون آمدہ پس سوار کہ بدون الف می آید بمعنی اوّل مخفف (اسوار) باشد۔ و معنی دوم و سوم و چہارم مجاز آن بہ تعلّق لفظ اسپ در آن یعنی جماعت لشکریان ہم سوار اسپ باشد و در شہر معلوم ہم کثرت اسپان بود و ملک گیلان را ہم نظر بہ شجاعتش اسپ سوار نام نہادہ باشند کہ دائما مستعد پیکار باشند دیگر ہیچ

(اردو) (۱) سوار۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ پیادہ کا نقیض۔ راکب۔ گھڑ چڑھا۔ امیر نے لفظ (اسوار) پر لکھا ہے کہ (سوار) اسی کا مخفف ہے (قلق ۵) رنقاہین بہی پڑ گئی ہلچل ؛ جاگے اسوار چونک اُٹھے پیدل ؛ (بحر ۵) ہمعنان از دست رفتہ ہین بزنگ مونج گل ؛ وہ بسان بوہوا کے گھوڑے پہ اسوار ہین

(۲) اسوار فارسی مین ایک لڑائی کا نام ہے جو لشکریون کی ایک جماعت تیر اور گرز سے بایکدیگر خود دن پر ضرب لگاتی ہے (۳) اسوار ایک شہر کا نام ہے جو ولایت سعید مصر مین واقع ہے (مذکر) (۴) اسوار ملوک گیلان سے ایک بادشاہ کا نام ہے۔ (مذکر)

اسو بار بقول برہان و ناصری و انند و هفت بفتح اوّل و بای ابجد بالف کشیدہ بروزن نمودار بلغت ژند و پاژند بمعنی سوار است کہ در مقابل پیادہ باشد۔ صاحب جہانگیری ہم در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ حالا در روزمرّۂ معاصرین عجم متروک است معلوم می شود کہ فارسیان زمانۂ قدیم (اسب) را (اسوب) ہم می گفتند بزیادت واو زائد ہمچون (افتادن) و (اوفتادن) و (مغل) و (مغول) پس اندرین صورت ترکیب (اسوبار) از قبیل (اسوار) باشد۔ یا اینکہ (اسو) مبدل و بمعنی اسپ کہ ذکرش بجایش گذشت و (بار) بمعنی آنچہ بر پشت توان برداشت (کذا فی البرہان) پس این قلب اضافت (بار اسو) باشد بمعنی بار پشت اسپ و کنایہ از سوار (اردو) دیکھو اسوار کے پہلے معنی

اسودِ سالخ (اصطلاح) صاحب برہان گوید کہ بفتح اوّل و واو و کسرۂ دال ابجد و سین بی نقطہ بالف کشیدہ و لام مکسور بنجای نقطہ دار زدہ لغتی است عربی و معنی آن حیّۃ السود است کہ بفارسی (مار سیاہ) گویند و نوعی از مار است و او را سالخ از ان جہت گویند کہ در سالی چندین مرتبہ پوست می افگند و ہر حیوانی را کہ بگزد در ساعت ہلاک شود مؤلف خیال کند کہ اگرچہ ہر دو الفاظ این مرکب عربی است ولیکن فارسیان استعمال این ترکیب اضافی کردہ اند کہ از مجرد مار سیاہ تعریف وصفش ظاہر نمیشود (اردو) اسود سالخ کا لفظی ترجمہ کالا پوست اتارنے والا۔ یہ ایک

قسم کا سانپ ہے جو سال مین کئی دفعہ اپنا پوست اتارتا ہے۔ اس کا کاٹا ہوا جانبر نہین ہوتا (مذکر) دکن مین اسکو کنچلی جہاڑنے والا کالا ناگ کہتے ہین۔

اسود و احمر (اصطلاح) بقول بحر و او عاطفہ اشارہ بملک حبش و روم و بقول بعضی عرب و عجم صاحب غیاث فرماید کہ این کنایہ باشد محققی دیگر ذکر این نکرد و حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و وجہ تسمیہ جزین نباشد کہ از اسود۔ بلحاظ سیاہی رنگ حبشیان حبش مراد گرفتہ اند و از احمر ملک روم کہ رومیان سرخ و سپید می باشند البتہ برای عرب و عجم این الفاظ مناسبتی ندارد کہ در اسود نہ عرب داخل است و نہ عجم اگر از (اسود و احمر) بحر اسود و بحر احمر گیریم درین صورت بلحاظ مقبوضات و جغرافیۂ زمانہ حال بحر اسود و بحر احمر را با عرب و عجم تعلقی نیست و باشد کہ در زمانہ سلف باشد و جا دارد کہ در زمانہ پیشین رنگ نشان عجم سیاہ باشد و رنگ نشان عرب سرخ یا بالعکس آن بہمین وجہ فارسیان عرب و عجم را اسود و احمر گفتہ باشند باری حال حالا بر زبان معاصرین متروک است (اردو) فارسیون نے حبش اور روم یا عرب و عجم کو اسود و احمر کہا ہے

اسور بقول برہان بارای قرشت و حرکت نامعلوم بلغت ژند و پاژند بمعنی پریروز است کہ روز پیش دیروز باشد۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر این کردہ از حلیۂ لفظ ساکت و صاحب ناصری و انند ہم ہمزبانش **مؤلف** گوید کہ بقول منتخب در عربی زبان سور بالضم و سکون ہمزہ بمعنی پس خوردہ و پسماندہ آمدہ عجبی نیست کہ فارسیان قدیم ہمین لغت عرب الف وصلی زیادہ کردہ مفرس و بمعنی پریروز استعمال کردہ باشند کہ روز پس ماندہ است و حالا در روزمرہ عجم متروک (اردو) پرسون۔ بقول آصفیہ ہندی پریروز۔ کل سے پہلے کا دن

اسیا بقول برہان و ناصری و جامع بفتح اوّل و سکون ثانی و تحتانی بالف کشیدہ (۱) بمعنی (سیاہ) است کہ در مقابل سفید باشد و بلغت زند و پازند (۲) بمعنی سینہ کہ بعربی صدر خوانند۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر معنی دوم کردہ و صاحب بول چال فرمایدکہ (۳) معاصرین عجم (ایشیا) را (اسیا) گویند مؤلّف گوید کہ اصل این بمعنی اوّل سیاہ باشد کہ فارسیان الف وصلی در اولش آوردند و ہای ہوز آخرہ حذف کردند ہمچون (گیاہ) و (گیا) می بایست کہ این را بکسر اوّل خوانیم کہ سین مہملہ در (سیاہ) مکسور است و حالا در روزمرّۂ معاصرین بالف وصلی متروک باشد و بحذف ہای ہوز مستعمل و جا دارد کہ اصل این (سیام) لغت سنسکرت باشد کہ بقول صاحب ساطع بفتح اوّل بمعنی سیاہ آمدہ الف وصلی در اولش آوردند و میم آخر را حذف کردند از اینجاست کہ فارسیان (اسیا) را بالفتح گیرند نسبت معنی دوم عرض می شود کہ عجبی نیست فارسیان (سینہ) از ہمین لغت زند و پازند ساختہ باشند کہ الف اوّل را حذف کردند ہمچون (استر) و (ستر) و الف آخر را بہ ہای ہوز بدل ساختند ہمچون (یاسا) و (یاسہ) و نون زائد بعد یای تحتانی زیادہ کردند کہ زیادت نون در قواعد فارسی یافتہ می شود ہمچون (گذارش) و (گذارشن) و جا دارد کہ (اسیا) بمعنی دوّم مخفّف و مزید علیہ (سینا) باشد کہ بقول برہان (سینا) بلغت زند و پازند بمعنی صدر آمدہ الف وصلی در اولش زیادہ شد و نون را حذف کردند نسبت معنی سوم عرض کنیم کہ مقدّس است از (ایشیا) کہ لغت انگلیسی زبان و بقول امیر حصّہ شرقی دنیای قدیم کہ کلانتر از ہر یک بر اعظم باعتبار وسعت و آبادیست (اردو) (۱) سیاہ۔ بقول آصفیہ۔ کالا۔ اس کا ہندی ترجمہ سیام (۲) سینہ۔ بقول آصفیہ (مذکّر) فارسی۔ چہاتی۔ صدر۔ انسان کا وہ حصّہ

جس مین چوچیان ہوتی ہین اور حیوانات کا اگلا دہڑ جس مین دونون دستین ہوتی ہین (۳) ایشیا بقول آصفیہ پانچ براعظمون مین سے ایک براعظم کا نام - ایش سے مشتق ہے جس کے معنی مشرقی اور گرم ملک کے ہین وبقول امیر پرانی دنیا کا شرقی حصہ جو روے زمین کے ہر ایک براعظم سے باعتبار وسعت وآبادی بڑا ہے -

(الف) اسیاب بادی | استعمال - بقول شاہ صاحب رہنمای سہولت بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین قاچار آسیائی راگویند کہ بزور باد گردد و - -

(ب) اسیاب بخار | آسیائی رانامند کہ بزور دخان دور زند مؤلف گوید کہ جزو اول این ہر دو مرکبات ہمان (آسیاب) است کہ در ممدودہ گذشت یعنی آسیای آب ما بر لفظ (آس) و (آسیا) و (آسیاب) بحثی از ماخذش کردہ ایم چنانکہ خیال اہل تحقیق سلف است واتفاق بر آنست کہ (آسیاب) مرکب از (آس و آب) باشد و مخصوص برای آسی کہ بزور آب گردد لیکن فارسیان مطلق آسیا را کہ بزور دست گردد و (دست آسیا) نام دارد مجازاً (آسیاب) ہم گفتہ اند

آگرچہ آب را در وے دخلی نباشد و معاصرین عجم در اینجا ممدودہ را مقصورہ کردہ (اسیاب) ہم بہمان معنی مجازی گرفتہ اند و اضافت آن بسوی باد و بخار کردہ (الف) آسی را نام کردند کہ بزور باد گردد و ہیچ تعلق بآب ندارد و (ب) آسی را گفتند کہ بزور بخار و دور زند البتہ آب را درین دخل است اگرچہ (الف) مرکب توصیفی و (ب) مرکب اضافی است ولیکن در روزمرہ فرس بفک اضافت خوانند (اردو) (۱) پون چکی یعنی وہ چکی جو ہوا سے پھرے ہوا کی چکی (۲) دخانی چکی - مونث جو بخار کے زور سے چکر لگائے - اگرچہ محققین اردو نے اسکا ذکر نہین کیا ہے لیکن صاحب آصفیہ نے دخانی پر لکھا ہے کہ وہ چیز

جو بہاپ یا دھوئین کے زور سے چلے جیسے دخانی جہاز یا کل وغیرہ مؤلف عرض کرتا ہے کہ ایسے جہاز کا نام بخاری جہاز ہونا چاہیئے تھا لیکن اس لحاظ سے کہ پانی آگ کے ذریعہ گرم کیا جاتا ہے اور بخار گرم پانی سے پیدا ہوتا ہے اور آگ سے دھوان بھی نکلتا رہتا ہے۔ عام لوگون نے اسٹیمر کا نام دخانی جہاز رکھدیا اور فاضل مؤلف فرہنگ آصفیہ نے بھی نظام دخانی) کی تعریف مین یہ احتیاط ضروری کہ ذریعۂ سیرین دھوین کو داخل کر دیا آپکا خیال مبارک شاید یہ ہو کہ صرف دھوین سے چلنے والا کوئی جہاز یا کوئی کل بھی بنی ہو اس تعریف کے عوض اگر یون کہا جاتا کہ (دخانی) وہ چیز ہے جو بہاپ کی زور سے چلے اور جس سے دھوان بھی نکلتا ہو تو من وجہ بہتر ہوتا۔

اسیر بقول آصفی بمعنی بندی۔ بہار گوید کہ محبوس و اساری جمع آن فارسیان بمعنی مصدری ہم استعمال کردہ اند و دور نیست کہ بدین معنی نیز عربی باشد چرا کہ فعیل نیز از اوزان مصدر است چون نعیم بمعنی نعمت۔ صاحب انند صراحت کند کہ این لغت عرب است و صاحب منتخب کہ محقق عربی زبان است ہمزبانش مؤلف گوید کہ فارسیان استعمال این بمعنی مصدر با مصادر فرس ہم کردہ اند کہ در لحقات می آید ظہوری این را بمعنی اول الذکر استعمال کردہ (ے) دلہا اسیر آہو صیاد گیر تست ؛ آزاد کیست آنکہ بصد جان اسیر تست ؛ ملا عبداللہ ہاتفی بمعنی مصدری آوردہ (ے) متاع کسان بعد قتل و اسیر ؛ ببردیم از بور یا تا حریر ؛ (اردو) اسیر۔ بقول امیر (عربی) قیدی (میر ے) ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے ؛ اسکی زلفون کے سب اسیر ہوے ؛ اسیر کرنا بمعنی قید کرنا۔ پھنسانا۔

اسیر آوردن استعمال بمعنی اسیر کردن است چنانکہ ظہوری گوید (ے) ہمہ شیر افگنان آہو چشم

(۱۲۱۷)

ترک چشمت اسیر می آرد ۔ (اردو) اسیر کرنا۔ بقول امیر۔ قید کرنا (آتش ؎) اے بت اسیر عشق نہ کر زاہد و نکو تو ۔ قید نماز ہی انہیں قید شدید ہے ۔

اسیر افتادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از شفائی اصفہانی سند آرد (؎) دل کہ در چاہ زنخدانت اسیر افتاد است ۔ تا ری از زلفت اگر دستم دہی بالا کشم ۔

مؤلف گوید کہ بمعنی اسیر شدن است (اردو) اسیر ہونا۔ دیکھو لفظ اسیر جس پر اسکی مثال ہے۔

اسیران جمع اسیر است بقاعدۂ فارسی چنانکہ ظہوری گوید ؎) شگون دیگر و فال دگر باشد اسیران را ۔ کشاد کار ہا در عقدہای کاری منجم ۔ (اردو) اسیرون۔ جیسے "اس طرف کے اسیرون مین ہم بھی شریک ہین" اسیر۔

اسیران خاک اصطلاح۔ ترکیب اضافی بقول صاحب بحر عجم (۱) تن پروران و (۲) مردگان۔ صاحبان منت و اسند و ثمس ہم ذکر این کردہ اند۔ حیف است کہ سندی پیش نشد مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد و معنی اوّل۔ خاک ستعمرہ از دنیاست کہ تن پروران دلدادۂ دنیا و مقیّد اند بدستش (اردو) (۱) تن پرور۔ بقول اصفیہ شکم بندہ۔ خود غرض۔ آرام طلب۔ اسکی جمع داو اورنون سے آتی ہے جیسے "تن پروروں مین اونکا بھی شمار ہے۔ (۲) مردے۔ مذکر۔

(۱۹۱۶)

اسیر بردن استعمال۔ یعنی بحالت قید بردن و بہ بند اندر آوردن۔ چنانکہ انوری گوید (؎) دوش زندان بان قہرت را ہمی دیدم بخواب ۔ مرگ را دستار در گردن ہمی بردی اسیر (اردو) قید کر لیجانا۔ اسیر کرنا۔

اسیر بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مقید بودن است و در بند افتادن (سانی شیرازی ؎) بودہ ام در گنج تنہائی بدرد ۔ دل اسیر ۔ تا نہ پنداری کہ بیدردانہ صحبت کردہ ام

(اردو) اسیر ہونا - دیکھو لفظ اسیر -

(الف) اسیر جای (اصطلاح) بقول صاحب
(ب) اسیر خانہ بحر عجم بمعنی زندان خانہ
بہار و دارستہ ہم ذکر این کردہ (حیاتی گیلانی الف
ے) نگارخانۂ چین است آن نہ زلف و رخ اوست
اسیر جای دلست این نہ طرۂ گیسوست ؛ (محتشم
کاشی ب ے) تا در اسیر خانہ آن زلف بود و غیرہ
من در شکنجہ بودم و او در عذاب بود ؛ مؤلف
گوید کہ قلب اضافت است و اسیر در اینجا بمعنی مصدر
اولی (اردو) (الف) و (ب) قید خانہ بقول
آصفیہ (اسم مذکر) فارسی جیل خانہ - مجلس - زندان
بندی خانہ - قیدیوں کے رہنے کا مکان -

اسیر داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کردہ است بمعنی مقید داشتن و در بند نگہ داشتن
چنانکہ شاپور طہرانی گوید (ے) تا دگر زلف
پریشانش کرا دارد اسیر ؛ دور ازان صیاد مے بینم
پریشان خوابہا ؛ (اردو) قید رکھنا -

اسیر ساختن استعمال - مرادف اسیر
کردن و در بند افگندن - صاحب آصفی ذکر
این کردہ (ظہوری ے) بغم سازد مرا غرہش
پا اسیر ؛ نباشد اگر بخشت و دستگیر ؛ (اردو)
اسیر کرنا - دیکھو اسیر آوردن ؛

اسیر شدن استعمال - بہ بند افتادن و
گرفتار شدن است صاحب آصفی ذکر این کردہ
(ثانی مشہدی ے) اگر فرشتہ بکوشش گذرکند
ثانی ؛ اسیر قامت آن سرو سایہ رست شود ؛
(انوری ے) مرا بجہت ہجران فتاد کار بہ ؛
اسیر محنت ہجران شدم در آخر کار ؛ (اردو)
اسیر ہونا -

(الف) **اسیر طبع** (اصطلاح)
(ب) **اسیر طبع مخالف** بقول صاحبان
بحر عجم و ضمیمہ برہان و شمس گرفتار نفس امارہ صاحب
اند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ذکر الف کند و صاحب
مؤید ذکر (ب) حیف است کہ سندی پیش نشد ہر دو

مرکب اضافی است (اردو) نفس امارہ کا اسیر صاحب آصفیہ نفس پرست پرکاہا ہوس شہوت پرست نفس پرور

اسیرک بقول برہان و اند و ہفت بار ای فرشت بروزن کنیزک بیارۂ خربزہ را گویند خان آرزو در سراج گوید کہ ساق خربزہ را نام است صاحب جامع فرماید کہ بیارۂ خربزہ باشد کہ ساق بوتۂ خربزہ بود۔ صاحب برہان بر بیارہ گفتہ کہ ہر درختی را کہ ساق آن افراشتہ نبود ہمچو درخت خربزہ و ہندوانہ و خیار و کدو و مانند آن۔ آنرا بیارہ گویند مؤلف عرض کند کہ عجبی نیست کہ فارسیان این را از لغت (سیر) وضع کردہ باشند کہ بقول صاحب ساطع بزبان سنسکرت بکسر اول بمعنی تری و کشاورزی است و بقول برہان در فارسی گیاہی کہ در آب ہای استادہ روید فارسیان در اول لغت سنسکرت الف وصلی و در آخرش کاف تصغیر در آوردہ (اسیرک) بیارۂ خربزہ را نام نہادہ باشند کہ کہ زراعت صغیر است وجا دارد کہ (اسیر) درین لفظ معنی بندی باشد بزیادت کاف تصغیر کہ بیارۂ ہم باسلاسل مشابہ است واللہ اعلم (اردو) خربزہ کی بیل۔ مؤنث۔

اسیر کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از غنی کشمیری سند آوردہ و عرفی ہم استعمال این کردہ است بمعنی مقید کردن و در بند افگندن عرفی ؎ ذوق غزل بہر تبا نم اسیر کرد ۔ آسیب آن فراغتم اندماہ بہر دادہ (اردو) اسیر کرنا۔ دیکھو اسیر آوردن۔

اسیر گردیدن استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کردہ است مرادف اسیر شدن باشد کہ گذشت (نصیر ہمدانی ؎) اسیر عارض خورشید پروری گردم چہ کہ تو بہ داد ز عشق ہیل شعری را نہ (ظہوری ؎) دشمن بغلط اسیر گردید ۔ بندش بکشا کہ بیگناہ است ۔ سند اول را متعلق بہ (اسیر گشتن) ہم توان گرفت۔ برخلاف سند دوم کہ مخصوص است بہ (اسیر گردیدن) (اردو) اسیر ہونا۔ دیکھو اسیر شدن

اسیر گرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی اسیر کردن است یعنی بہ بند افگندن (سعدی شیرازی ؒ) نکونام را کس نگیرد اسیر ؛ تبرس از خدا و مترس از امیر ؛ - (اردو) اسیر کرنا - دیکھو اسیر کردن -

اسیر گشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از فغانی شیرازی سند آوردہ (ؒ) دل اسیر خود سالی گشت و این چرخ کبود ؛ پیری ساز د مرا چون او جوانی می شود ؛ مؤلف گوید کہ مرادف اسیر گردیدن است کہ گذشت (اردو) دیکھو اسیر گردیدن -

اسیر گیر اصطلاح - صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ گوید کہ آنکہ بردہ فروشی کند - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ بظاہر این اسم فاعل ترکیبی است از (اسیر گرفتن) کہ گذشت بمعنی اسیر کنندہ و باشد کہ فارسیان بردہ فروش را کنایتہ گفتہ باشند کہ او ہم برای مقاصد خود مردم دشتی را اسیر کند حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) بردہ فروش اوس شخص کو کہہ سکتے ہین جو بردہ فروشی کرتا ہے صاحب آصفیہ نے بردہ فروشی پر فرمایا ہے کہ غلام کی تجارت - غلام فروشی ایک مشہور شے ہے (ؒ) بھاگ ان بردہ فروشون سے کہانکے بھائی پیچھے ہی ڈالین جو یوسف سا برادر ہووے ؛

اسپرم آب بقول برہان بفتح اوّل و رابع و سکون سیم و اردی چندیست کہ اطبا در آب جوشانند و بدن بیمار در آن شویند و آن را بعربی نطول خوانند و ظاہر این لغت بالغت اسپرم آب کہ قبل ازین مذکور شد تصحیف خوانی شدہ واللہ اعلم - خان آرزو در سراج فرماید کہ بہ تحتانی در برہان بمعنی نطول آوردہ و این تصحیف است صحیح آن اسپرم آب بیای فارسی باشد چنانکہ بجایش ذکر شد - صاحب جامع فرماید کہ این مرادف (اسپرم آب) است کہ بہ بای فارسی گذشت مؤلف عرض کند کہ ماصراحت ماخذ (اسپرم آب) ہمدرآنجا کردہ ایم - آنانکہ از ماخذش خبر دارند - بی ساختہ گویند کہ درین لغت ہای

تحتانی بعوض بای فارسی گرفتن تحریف یا غلطی کتابت است و آنانکہ از قواعد تبدیل حروف آگاہ باشند این خیال را تسلیم کنند کہ تبدیل بای فارسی بایای تحتانی در فارسی نیامدہ و از نظر ما ہم نگذشت (اردو) دیکھو اسیرم آب۔

اسیر ماندن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از خسرو دہلوی سند آوردہ (ے) ماندہ پیاپی بہ کشاکش اسیر ۔ وامدہ از کشمکش اندر نفیر ۔ مؤلف گوید کہ اسیر ماندن بمعنی در حالت حبس آمدن و بودن است (اردو) اسیر رہنا۔ قید رہنا۔ حالت قید میں آجانا۔

اسیرمی بای دوم مجہول یعنی بزیادت کلمہ (می) بعد لفظ اسیر بقبول بہا بمعنی اسیر بودمی چنانکہ میر خسرو گوید (ے) ای کمند زلف تو گرفتہ چنین اسیرمی ۔ کی زکمان ابروت خستہ زخم تیرمی ۔ ہم او فرماید کہ (بی نظیرمی) ہم برین قیاس است کہ درہمین غزل واقع۔ صاحب انند نقلش برداشتہ و دیگر کسی از محققین فرس این را نہ نگاشتہ مؤلف گوید کہ بخیال ما یای مجہول در (اسیرمی) و (تیرمی) زاید است و بس و ہیچ ضرورت ندارد کہ (بود) را در ہر دو مصرع محذوف گیریم و این لغت مرکب در خور آن نبود کہ بطور مستقل بیانش کنیم (اردو) میں اسیر ہون۔

اسینوب صاحب محیط بحوالہ تتمہ گفتہ کہ اسم فارسی و فرماید کہ دیاسقوریدوس غفلت ازان نمودہ و ذکر آن نکردہ و آن شجری است مثمر آن مرکب القوی از قوتہا و قریب الطبع از ترنج و پوست آن گرم و مجفف۔ اگر از آب ترش آن یک رطل بگیرند و ہمو زن آن شکر اضافہ کردہ بقوام شربت آرند صاحبان امراض گرم را موافق باشد و چون از گل آن روغن بسازند خدر را مفید بود و حمول آن فضلات رحم را تحلیل نماید و چون قطع کردہ و خشک نمودہ بسایند و بعسل کف گرفتہ بشستند تریاق برای ہموم باشد

وچون از ریشہ بیخ آن دو درم سودہ بآب بخورند گزیدگی عقرب را نافع (انتہی) مؤلف گوید کہ صاحب محیط برخلاف شعار خود اسم این درالسنہ غیر نہ نوشتہ و نہ از وجہ تسمیۂ این اشارہ کردہ و نہ از حلیہ شجرش خبری دادہ ما از تحقیق مزید این قاصریم (اردو) ایک درخت کا نام فارسی مین اسنوب ہے جو بقول صاحب محیط اوسکا ثمر مرکب القوی ہے اور بلحاظ طبیعت قریب قریب ترنج اور اوس کے پوست کے ہے یعنی گرم اور مجفف - افسوس ہے کہ ہم اسکا نام اردو یا اور کسی زبان مین دریافت نکر سکے -

اسیوس بقول برہان و انند بفتح اوّل وسکون ثانی وتحتانی مضموم بہ واو وسین بی نقطہ زدہ (۱) یونانی نمک چینی را گویند کہ شورہ باشد و بارود را ازان سازند و در ہندوستان بدان آب سرد کنند و بعضی گویند (۲) سنگی باشد بغایت سست و بہ زردی مائل و چون نزدیک زبان آورند زبان را بگزد و اگر آن را با آرد با قلا بر نقرس ضماد کنند نافع باشد - صاحب ناصری بذکر معنی اوّل فرماید کہ در فرہنگہا نیافتیم - صاحب محیط گوید کہ این ہمان است کہ در ممدودہ گذشت و بہ (آسیوس) گوید کہ اسم یونانی است و معنی آن رخو یعنی سست و آن بقول شیخ الرئیس سنگی است کہ بر آن نمک مسمی بزہرۂ اسیوس پیدا می شود و شاید کہ تولد این نمک از مداوت بحر و شبنم کہ بر آن می افتد باشد و گیلانی نوشتہ کہ این نمک چینی است و اہل مغرب آنرا بارود نامند اگرچہ بارود غیر آنست و فرماید کہ بر سواحل دریای شور سنگریزہای کوچک و بزرگ سبک بسرعت شکننده پیدا می شود و بر آن از شبنم بحر و انچہ از اجزای ارضیہ بدان متشبث می گردد چیزی سفید کہ تابش آفتاب آنرا خشک کردہ باشد شبیہ باشخار و نوشادر پیدا می شود سفید رنگ نوعی ازان مائل بہ زردی باشد بالجملہ آن سنگ را اسیوس و آن نمک را ملح اسیوس و زہرۂ اسیوس نامند و این در فعل قوی تر

از رنگ آنست - چون بزبان نهند سوزش آرد الحاصل زهرهٔ آن گرم و خشک و رسوم و سنگ آن در دوم هر دو مفتح و ملحم و اندک معفن - گداز نده گوشت و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) (۱) شورہ بقول آصفیہ (اسم مذکر) ایک قسم کا کھار جو اکثر بارود یا پانی ٹھنڈا کرنے کے کام آتا ہے اور کیاریاں کھود کر جمایا جاتا ہے اور آتش بازی میں بھی کارآمد ہے (عارف ؎) شورۂ اشک میں میرے بجھے افسوس ہے کیوں ؟ تو نے پانی نہ کیا حور شمائل ٹھنڈا ؟ مؤلف کہتا ہے کہ شورے کے بنانیکا طریقہ زمانۂ سابق میں غالباً ایسا نہ تھا جیسا کہ اب ہے بلکہ سمندر کے کنارے سنگریزوں پر خود بخود جم جاتا تھا - (۲) فارسیوں نے اون سنگریزوں کو بھی (اسپوس) کہا ہے یہ زبان یونانی کا لفظ ہے

الف مقصورہ باشین معجمہ

اش بقول برہان بفتح اوّل و سکون ثانی (۱) بمعنی (او) و (اورا) باشد کہ ضمیر غائب است همچو خانہ اش و جامہ اش یعنی خانۂ او و جامۂ او - خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل گوید کہ (۲) مخفف اشک هم کہ قطرہ گریہ باشد - صاحب ناصری برای معنی اوّل سندی آورده (مولوی معنوی ؎) جامہ اش دوزد بگوید تا نیست ؟ خانہ اش سوزد بگوید نا نیست ؟ صاحب شمس نسبت معنی اوّل فرماید کہ بالضم بمعنی اینکہ مؤلف عرض کند کہ تتابع صاحب شمس است در اعراب و هم در معنی - معلوم می شود کہ او در مسوّدہ کتاب لغت ترکی (اش - بالضم) را بمعنی آهنگ نوشت و کاتبان مطبع - آهنگ را (اینکہ) کردند باقی حال بخیال ما (اش) بمعنی اوّل مزید علیہ (ش) کہ یکی از ضمائر متصلہ است باشد - بقاعدۂ فارسیان اگر خواهند کہ ضمیری را از ضمائر متّصلہ بلفظ ملحق نمایند باید کہ برای دفع اجتماع ساکنین حرف آخر آن لفظ را اگر های مختفی بود همزۂ وقایہ مفتوحہ

بعد آن افزایند چنانکہ جامہ اش وخانہ اش وخلاف این روا نیست - بیان مفصل این بر لفظ (ضمیر) آید انشاء اللہ در اینجا ہمین قدر کافی است کہ حقیقت (اش) بمعنی اول منکشف شد پس (ش) یا ضمیر مفعول بود یا ضمیر مضاف الیہ در حالت اول بمعنی او را و بعد فعل آید چنانکہ گفتندش و در حالت ثانی بمعنی او باشد و باسم ملحق شود چنانکہ (ع) رخش دلفریب ولبش جان فزای ظریف است کہ خان آرزو برای معنی دوم سندی پیش نکرد (اردو) (۱) اس کا - اسکی - اسکو - جیسے - اس کا گھر - اس کی گاڑی - اسکو دیکھو (۲) اشک - بقول امیر - مذکر - دیکھو آرس کا نمبر (۲)

اشارات لغت عرب است بکسر اول - جمع اشارہ کہ بقول صاحب منتخب بمعنی رمز و فرمان آمدہ معاصرین عجم این را بمعنی (سگنل) استعمال کنند - چنانکہ صاحب بول چال ذکر این کردہ و سگنل لغت انگلیسی زبان است - ستونی را مانند کہ بر منازل کالسکۂ دخانی قائم کنند و سر آن دست چوبین و قندیل با آئینہ ہای رنگا رنگ باشد چون کالسکہ رانان خواہند کہ کالسکہ را بر منزل رسانند نظر کنند بر آن ستون - ہرگاہ دست چوبین سرنگون شود این اشارہ و اجازت صاحب منزل باشد در روز و قندیل با آئینۂ سبز - و در شب علامت اجازت است و راستی دست چوبین در روز و قندیل با آئینۂ سرخ و در شب علامت آنست کہ صاحب منزل کالسکۂ دخانی را اجازت نمی دہد کہ داخل منزل شود الحاصل (اشارات) ترجمۂ (سگنل) است و در استعمال معاصرین فرس (اردو) سگنل - مذکر - زبان انگریزی مین ایک ستون بلند کا نام ہے جو ہر ایک ریلوے اسٹیشن پر قائم کیا جاتا ہے جس پر دن کے لئے لکڑی کا ایک ہاتھہ اور رات کے لئے رنگ برنگ آئینون کی قندیل لگی رہتی ہے جب ریل گاڑی دن مین اسٹیشن پر آنا چاہتی ہے تو انجن چلانے والا (سگنل) کو دیکھتا ہے اگر وہ دست چوبین جھک گیا ہے

اور رات مین سبز آینہ قندیل کے روبرو ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ اسٹیشن کی سڑک صاف اور خالی اور گاڑی آنیکی اجازت ہے - اگر سگنل کا ہاتھ دن مین سرنگون نہو یا سرخ آینہ شب مین نظر آیا تو وہ علامت ہے گاڑی کے روک لینے کی -

اشارت بقول بہار بالکسر رمز و فرمان و اشارات جمع آن و مخصوص است بہ سر و لب و چشم و ابرو و مژہ و غمزہ و انگشت و فرماید کہ صائب در شعر خود اشارہ میان نیز بستہ و این غریب است مؤلف گوید کہ بہار و باتباع او صاحب آصفی اشارت و اشارہ را خلط کردہ است و آنچہ اشارہ شعر صائب بالا گذشت متعلق بہ اشارہ است نہ اشارت ما می گوئیم کہ اشارت لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالکسر بمعنی گفتن بہ رمز و فرمان ہم - فارسیان استعمال این بد و طریق کردہ اند (۱) اشارت را بحال خود گذاشتہ اند (۲) تای مدورہ را بقاعدۂ خود ہای ہوز گرفتہ و ہر دو را بمعنی فرمان بہ رمز و فرمان مطلق آوردہ اند بمعنی حاصل بالمصدر و برای معنی مصدری ہر دو را بالمصدر فرس مرکب کردہ اند - ما ذکر تحقیقات اشارت در اینجا کنیم و بحث اشارہ و تحقیقش بجای خودش کہ می آید - و در استعمال فارسیان جمع اشارت بقاعدۂ فارسی (اشارت ہا) ہم آمدہ - خیال ما آنست کہ جائیکہ استعمال این ہر دو باضافت سر و چشم و ابرو و امثال آنست بمعنی فرمان یا رمز است مطلقاً و ہمین باشد ایما و جائیکہ استعمال ہر دو بدون اضافت است عام باشد بہ فرمان مطلق و فرمان بہ رمز ہر دو (انوری ؎) انگشت اشارت بہ کمالت نرسد زانکہ ز پایۂ او ہر چہ نہ قدر تو تصیرست (ولہ ؎) چشم ایام بر اشارت تو نہ گوش افلاک بر پیام تو باد نہ (ظہوری ؎) عشوہ ہای وصل پنہانی بچشم نہ از اشارت ہای ابرو کردہ ایم نہ (اردو) اشارہ - بقول امیر (عربی) - مذکر - ایما

کنایہ - آپ ہی نے فرمایا ہے کہ شعرانے اشارت اور اسکی جمع اشارات کا بھی استعمال کیا ہے (ظفر ؎) وہ مہ تو کونہ پھر آنکھ اُٹھا کر دیکھے ؛ ابرو یار جسے کہدے اشارت سے نہ دیکھ ؛ (ناسخ ؎) وہ چلے جاتے ہین لیکن مین بتا سکتا نہین ؛ ضعف سے جنبش نہین بہر اشارت ہاتھ مین ؛ مؤلف عرض کرتا ہے کہ حکم یا فرمان کا استعمال بھی اردو مین ہے -

اشارت آمدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر اینکردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ اشارت در ینجا بمعنی مطلق حکم است و این مصدر بمعنی فرمان صادر شدن و حکم رسیدن باشد (نظامی ؎) اشارت چنان آمد از شہریار ؛ کہ پیغام خاقان چہ داری بیار ؛ (اردو) حکم آنا - فرمان صادر ہونا -

(الف) اشارت باشیدن | استعمال - صاحب

(ب) اشارت بودن | آصفی ذکر (ب) کردہ و سندش متعلق بہ الف است ازین جہاست کہ ما (الف) را قائم کردہ ایم (فغانی شیرازی ؎) بسحر خامہ بہ بندم زبان طعن مخالف ؛ اگر اشارت ابروی عشوہ ساز تو باشد ؛ مخفی مباد کہ باشیدن در فارسی بمعنی ماندن آمدہ کذا فی بحر عجم و تفصیل کالش بجای خودش آید و در ینجا ہمین قدر کافی است کہ سند متعلق بہ الف باشد آنانکہ (باشد) را متعلق بہ مصدر بودن گیرند درست نباشد - بالجملہ اشارت در ینجا مضاف بسوی ابرو و بمعنی حکم بہ مرد زیبا ابروست (اردو) اشارہ ہونا جیسے "اگر اشارہ ہو جائے تو مین اپنی جان قربان کردون -

اشارت پرستیدن | استعمال - قلب اضافت از عمل کردن بر اشارت بجان و دل (حزین اصفہانی) (اشارات پرستیدن) آوردہ و صاحب آصفی ذکر این کردہ عیبی ندارد کہ اشارات جمع اشارت است (؎) سخن از خاطرم یک عقدہ نکشود ؛ اشارات خموشان می پرستم ؛ (اردو) اشارہ پر فدا ہونا

اشارت دادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر

این کردہ واز خسرو سند آوردہ کہ بمعنی مطلق حکم دادن است بدون رمز (ے) در ہمہ ملک اشارتش دادہ ؛ دستگاہ وزارتش دادہ ؛ (اردو) حکم دینا۔

اشارت دانستن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز نظامی سند آوردہ کہ بمعنی دانستن رمز و ایما است (ے) آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند ؛ نکتہ ہا ہست بسی محرم اسرار کجاست (اردو) اشارے کو سمجھنا۔

اشارت دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز خسرو سند آوردہ کہ بمعنی مشاہدہ کردن و یافتن اشارہ و ایماست (ے) ہر کہ از ابروش یک اشارت دید ؛ پیش چوگان او چو گوی دوید ؛ (اردو) اشارہ پانا۔

اشارت رسیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز نظامی سند آوردہ کہ بمعنی رسیدن حکم و فرمان است (ے) این دہ ویران چو اشارت رسید ؛ از تو و آدم بہ عمارت رسید ؛ (اردو) حکم پہنچنا۔ فرمان صادر ہونا۔

اشارت رفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز نصیری ہمدانی سند آوردہ کہ بمعنی حکم شدن است (نثر) بمذاق اقلام و مزاول اقدام اصحاب این سیاق اشارت رفت" (اردو) حکم ہونا۔

اشارت فرمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز حافظ شیراز سند آوردہ کہ بمعنی ایما کردن و حکم دادن بر فراست (ے) فرما اشارتی کہ دو چشم امیدوار ؛ پیوستہ و کرشمۂ ابرو نہادہ ایم ؛ (اردو) حکم دینا۔ اشارہ کرنا جیسے "ذرا اشارہ کیجئے تو دیکھئے مین کیا کرتا ہون"

اشارت فہمیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز محتشم کاشی سند آوردہ کہ در آن فہمیدن اشارت ہا مستعمل است کہ بمعنی دانستن رمز و ایماست (ے) بدشمن یاری در قتل خویش از یار می فہم ؛ اشارت ہا کہ ہست از طرف او در کار

می فہم (اردو) اشارہ سے واقف ہونا۔

اشارت کردن | استعمال۔ صاحب آصفی (۱) ایما کرنا۔ اشارہ کرنا۔ ذکر این کردہ واز سندش استعمال این بمعنی ایما کردن ثابت و حکم بہ رمز دادن است (حافظ شیراز ؎) قرہ سیاہت ارکرد بر خون ما اشارت ؛ تو از ین چہ سود داری کہ نمی کنی مدارا ؛ واز سند دیگرش ہم ہمان معنی کہ ضمیر او بسوے عین است (فغانی شیرازی ؎) مشکل حکایتی است کہ ہر ذرہ عین اوست ؛ اما نمی توان کہ اشارت باو کنند ؛ مؤلف گوید کہ این مرادف اشارت نمودن است (اردو) (۱) ایما کرنا۔ اشارہ کرنا۔

اشارت نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ وسندش متعلق بہ اشارہ باشد کہ می آید نہ بہ اشارت ما از کلام عرفی سندی از برای این یافتہ ایم کہ مرادف معنی مصدر اشارت کردن است کہ گذشت (؎) تا بخون ریزم اشارت ہا نمود ابروی او ؛ میل خونریزی خود فہمیدم از ہر موی او ؛ (اردو) اشارہ کرنا۔

اشارہ | ہمان اشارت است کہ ذکر مفصل این بر (اشارت) گذشت (ظہوری ؎) ابرویت اختراع زبان کرشمہ کرد ؛ صد داستان اشارۂ پیدا و روگم است ؛ (صائب ؎) بنای صبر کہ ہمنگ کوہ الوند است ؛ بیک اشارۂ موی میان او بند است ؛ (اردو) دیکھو اشارت۔

اشارہ دریافتن | استعمال۔ بمعنی حکم بر مزید دریافتن است چنانکہ صائب گوید (؎) سواد جوہر تیغ قضا بدست آورد ؛ دگر اشارۂ ابروی یار را دریاب ؛ (اردو) اشارہ معلوم کرنا۔ اشارہ پانا۔

اشارہ شدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز صائب سند آوردہ کہ بمعنی حکم بہ رمز شنست (؎) می جستم از زمین خبر صدق لب بلب ؛

ازغیب شارہ ام بدم صبحگاہ شد۔ (اردو) اشارہ ہونا۔ جیسے "اشارہ ہوتے ہی کی دیر تھی کہ ہر طرح پر بند وبست ہو چکا"

اشارہ فرمودن استعمال۔ بمعنی اشارہ کردن است یعنی حکم بہ رمز دادن (عرفی ۵) اگر اجازت عرفی اشارہ فرماید۔ تھی کنم زگہر گنج رمز۔ ایمارا۔ (اردو) اشارہ کرنا۔

اشارہ نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز وحید قزوینی سند آوردہ کہ بمعنی ایما کردن بہ رمز است (ص) بسر اشارہ نمودم بیار خود کہ بیاید۔ اشارہ ایست کہ روی تو سجدگاہ من است (اردو) اشارہ کرنا۔

(۱۴۲۱)

اشاق بقول صاحب سروری بفتح ہمزہ غلام بچہ باشد و وشاق نیز گویند (نظامی ۵) بفرمود اشاقان درگاہ را۔ زدن بر لب جوی خرگاہ را۔ صاحب برہان بذکر معنی بالا فرماید کہ بضم اول بہ ترکی کودک وطفل را خوانند۔ صاحب جامع گوید کہ بضم اول در ترکی بمعنی غلام بچہ و کودک و در بفتح اول پسر سادہ و غلام بچہ۔ صاحب لغات ترکی ذکر معنی آخر الذکر کردہ پس متحقق است کہ این لغت ترکی است و تصرف فارسیان ہمین قدر کہ ضمہ اول را بہ فتحہ بدل کردند۔ صاحب مؤید بذیل لغات فرس ذکر این بضم اول کردہ (اردو) غلام۔ بقول آصفیہ سادہ رو۔ لڑکا۔ امرد۔ مذکر

اشالوچہ استعمال بقول صاحب شمس آنچہ کہ از آلو سازند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ مؤلف گوید کہ این مرکب است از آش و آلوچہ مرکب اضافیست اہل زبان ممدودہ را بمقصورہ بدل کردہ اند و بفک اضافت (اشالوچہ) گفتہ اند ذکر این در ممدودہ گذشت (اردو) وہ آش جو آلو سے پکائی جاے۔ مؤنث۔

اشام بقول برہان بفتح اول بروزن طعام خوراک بقدر حاجت باشد کہ بعربی قوت لایموت گویند

خان آرزو در سراج بر (آشام بمدوده) فرماید که چیزی آشامیدنی مثل شراب و آشامنده و این بی ترکیب مستعمل نشود چنانکه در آشام و خون آشام و امراز آشامیدن و آش رقیق که توان نوشید و بحواله قوی گوید که در ابر آشامی وارد است که بغیر مدّه مخفف آن یعنی آشامیدن که به قوت لامیوت شهرت گرفته (کمال ۵) پناه سوی قناعت همی برم زان قوم ؛ که اهل خانهٔ خود را آشام می ندهند ؛ و فرماید که لفظ آشام در هیچ جا و هیچ مکان مستعمل نیست بلکه از الفاظ موضوعه است و بایستی که مرکب مستعمل شود چه آشام مفرد مستعمل نمیشود و بالفرض که مفرد نیز مستعمل شود اینجا مطلق مناسبت ندارد زیرا که معقول نیست که گویند اهل خانه خود را آشامیده ندهند و اگر همچنان که تفسیر باشامیدن کرده با نکه هرگز با این معنی مستعمل نشود مسلم داریم باز همان نامربوط است و عجب از مردم بزرگ که در اشعار استادان تصرف نمایند و تغییر دهند و شعر را بی معنی و نامعقول سازند و صواب درین بیت آنست که همزه در آشام زائد است و مراد آنکه پناه بقناعت برم از قومی که اهل خانهٔ خود را آشام نمیدهند یعنی در نفقه ایشان محض برچاشت اکتفا کنند و خورش شام نمیدهند و درین بیت سکته حرفیست که بزیادت یک حرف متحرک به تقطیع درمی آید - خان آرزو در آخر این بحث رای خود نوشته که کلمهٔ آشام بقصر مخفف آشامیدنی که عبارت از قوت باشد چنانکه اکثر اهل فن بدان تصریح نموده اند بلکه همین بیت کمال را سند آورده اند و باقی ماند اعتراض قوسی بر سند شعر و از ان اصل مدعا باطل نمیشود و میتواند که کاتب از روی سهو آشامیدنی بیای تحتانی را بدون یا نوشته باشد و تحقیق آنست که شام بمعنی مطلق طعام شام و قوت شام آمده و اشام بزیادت الف نیز درست باشد از عالم لیلیه و لیلیه بلکه میتواند که اشام بمعنی قوت شام در اصل آش شام بوده باشد و یک شین را حذف نموده ممدوده را بنابر تخفیف

مقصوره ومنوده باشند (الخ) صاحبان ناصری وجامع وجهانگیری بر قوت لایموت قانع وصاحب سروری فرماید که مرادف آشام است که در ممدوده گذشت وسند بالا را مال غلاق المعانی گوید مؤلف عرض کند که آش بممدوده بمعنی طعام رقیق لغت ترکی است چنانکه صاحب لغات ترکی وکنز هم ذکر آنرا کرده وصاحب انند بجوالهٔ المنتهی الارب نوشته که بالفتح وتشدید شین معجمه در عربی زبان بمعنی نان خشک باشد وبقول امیر که در ممدوده بر آش نوشته آش بمقصوره لغت سنسکرت است بمعنی مطلق غذا پس بخیال ما فارسیان برلفظ آش بممدوده یا آش بمقصوره الف دوم ومیم تخصیص زیاده کرده آشام وآشام غذائی را نام نهاده باشند که مخصوص است به شام وبمعنی مطلق قوت لایموت هم واین اسم جامد واسم مصدر است که مصدر جعلی (آشامیدن) بزیادت یای معروف وعلامت مصدر ازهمین اسم ساخته شده پس عیبی نباشد که این را در کلام کمال بمعنی قوت لایموت گیریم وهیچ ضرورت نداریم که الف اول را در آشام زائد گیریم که بتحقیق ما آشام بمعنی مطلق قوت لایموت اصل است وباقوسی ودرین خصوص اتفاق نداریم که استعمال این بدون ترکیب درست نباشد زیرا که اگر آشام را امر حاضر آشامیدن گیریم در آن صورت البته برای افادهٔ معنی اسم فاعل ضرورت دارد که باسمی مرکب کنیم همچون خون آشام ودود آشام واین قاعدهٔ کلیه اسم فاعل ترکیبی است که بجایش گذشت ودرینجا برای معنی حقیقی اسم جامد ضرورت آن قاعده نیست ونباشد وجا دارد که آشام را مخفف آش شام وبعده مجازاً بمعنی عام قوت لایموت گیریم ولیکن ضرورت این طول عمل نمی باشد بعد ازدیاد الف وميم تخصیص برلغت ترکی یا عربی یا سنسکرت ومصدر آشامیدن مؤید خیال ماست که درمعنی آن تعمیم است به خوردن الحاصل بخیال ما شام را که مقابل پگاه است درین لغت دخلی ندهیم (اردو) دیکھو آشام - قوت لایموت بقول صاحب

آصفیہ عربی - اسم مونث - اس قدر خوراک جس سے جسم خاکی کا قیام رہے - زندگی قائم رہنے کے قابل خورش - سد رمق -

اشباع حرکت (اصطلاح) اشباع بالکسر لغت عرب است بمعنی سیر کردن و بسیار و وافر نمودن و رنگ سیر خوردانیدن جامہ را و باصطلاح پر خواندن فتحہ یا ضمہ یا کسرہ بطریکہ حرفی از حروف علت کہ مناسب آن باشد بظہور آید و در عربی زبان ہم ہمین معنی اصطلاحی مستعمل است فارسیان بقاعدۂ خود لفظ اشباع را مضاف کردند بسوی لفظ (حرکت) و اشباع حرکت نامش نہادند چنانکہ اشباع فتحہ و کسرہ و ضمہ - صاحب قوانین ذکر این کردہ است (جامی ۵) مبادا ہیچ کس چون من گرفتار بنکہ نہ دلدارم اندر بر نہ دلدار بر (سعدی ع) چو مردی چہ سیراب چہ خشک لب - پس در مصرع دوم جامی کلمہ نہ را با اشباع فتح ہای ہوز خوانیم کہ ازان الف ظاہر می شود و در مصرع سعدی کلمۂ دوم چہ با اشباع کسرہ باشد کہ ازان یای تحتانی ظاہر می گردد (اردو) اشباع حرکت اصطلاح ہین حرکات کے کھینچ کر پڑہنے کو کہتے ہین جس سے حرف علت کا ظہور ہو جیسے (داغ ع) یہی نہ کہ شیرین کلامی کریں گے - اس مصرع مین کلمۂ نہ کا ہای ہوز اس طرح کھینچکر پڑھا جاتا ہے کہ اس سے الف ظاہر ہوتا ہے -

(الف) اشبو بقول برہان و ناصری و جامع و ہفت و شمس و سراج بفتح اول و ضم بای ابجد و سکون ثانی و واو و جائی را گویند کہ زغال و انگشت در آن ریزند - صاحب انند گوید کہ نام انگشت دان است و بضم ہم آمدہ و صراحت کند کہ لغت فارسی است و صاحب ناصری -

(ب) اشبو ختن را بمعنی پاشیدن آوردہ چہ آب و چہ چیز دیگر - و مگر کسی از محققین فرس و محققین مصادر

فرس ذکر این نکرده بخیال ما (الف) اسم جامد زبان فارسی است و اسم مصدر هم و اصلش سبو باشد که بمعنی ظرف می آید فارسیان الف وصلی در اولش آورده سین مهمله را به شین معجمه بدل کردند همچون سار و شار - کستی و کشتی و اشبو بمعنی ظرفی خاص استعمال کردند که برای نگهداشتن زغال و انگشت مخصوص است و (ب) مصدر است از همان سبو که پاشیدن آب و غیر ذلک متعلق است از ظرفی که آب یا غیر آن در وست - خای معجمه زائد است برخلاف قیاس یا او را زائد گیریم در مصدر اشپختن که می آید همچون افتادن و اوفتادن و این چیزی نیست که تبدیل بای عربی به فارسی و بالعکس آن می شود همچون تب و تپ (اردو) (الف) کوکلو کهنه کا ظرف (کوئلہ) کوکلہ دان (ب) چهرکنا

(الف) اشپختن بقول صاحب بحر عجم بکسر اول و ثالث مخفف اشپیختن است بمعنی پاشیدن مطلقاً - (سالم التصریف که تعریف این بر اسم مصدر گذشت) صاحبان موارد و نوادر هم ذکر این کرده اند بخیال ما این مصدر مرکب است از لفظ آش و مصدر پختن - آش بالف ممدوده و مقصوره هر دو بجایش گذشت و پختن بقول بحر بمعنی پرویز کردن باشد که بجای خودش می آید پس معنی لفظی اشپختن پرویز کردن آش است و فارسیان مجازاً برای ریختن و پاشیدن عام کرده اند دیگر هیچ (اردو) چھڑکنا

اشپش بقول رشیدی بالکسر مرادف شپش بمعنی معروف و بقول سروری جانوری که در بدن آدم متکون شود و بجذف همزه نیز آمده مؤلف گوید که این همانست که بر اشپش به سین مهمله دوم گذشت و ما هم در آنجا اشارهٔ این کرده ایم که ماخذ این بر شپش عرض کنیم که اصل است - صاحب لغات ترکی گوید که سپوش در ترکی زبان بمعنی جاروب کش است و عجبی نیست که فارسیان از همین لغت ترکی بجذف واو و همچون هوشیار و هشیار سپیش کرده باشند و تحقیق سوم هم بکثرت استعمال حذف شد و سین مهمله به شین معجمه

بدل کردند همچون سار و شار و الف وصلی در اولش آورده اشپش کردند و بدون الف سپش و شپش هم آمده که می آید و با الف وصلی و سین مهملهٔ اول و شین معجمهٔ دوم اسپش هم گذشت بالجمله این جانور را جاروب کش گفتن نادرست نیست - گویند که در سر و لباس کسی که اشپش باشد چرکش می خورد و صاف و پاک دارد اگرچه وجودش بلای جان و تکلیف دهنده است بخیال این مفرّس و اصل این بدون الف باشد (اردو) جوں - دیکھو اسپش -

اشپشه بقول برهان و ناصری و جامع و انند و شمس و هفت بکسر اول و بای فارسی و فتح شین قرشت بمعنی شپشه و آن کرمکی باشد که بیشتر در تابستان و هوای گرم در پوستین و نمد و سقرلاط و صوف و دیگر پشمینه ها و گندم و جو و دیگر غلّه ها افتد و ضایع کند - خان آرزو در سراج فرماید که این مرکب است از جانور معروف و بای نسبت تا که افادهٔ معنی تشبیه کند - صاحب جهانگیری گوید که این را سوس هم گویند (مولوی معنوی رح) آنکه در انبار ره ماند و صرفه کرد ؛ اشپشه موش حوادث پاک خورد ؛ صاحب سروری گوید که غالباً کرم پشمینه غیر اشپشه باشد و اشپشه مخصوص است به غلّه **مؤلف** عرض کند که وجه تسمیه بیان کردهٔ خان آرزو درست است و نزاکتی که صاحب سروری در معنی پیدا کرده است حقیقت را شامل تا هر دو کرمک را دیده ایم - کرم غلّه همه تن مشابه باشد با اشپش و کرم نمد هیچ شباهت با او ندارد (اردو) فارسیون نے اشپشہ اس کیڑے کو کہا ہے جو پشمینہ اور غلہ مین ہوتا ہے غلہ کے کیڑے کو صاحب آصفیہ نے گھن کہا ہے -

(الف) اشپوختن بقول برهان بکسر اول و ضم بای فارسی بروزن بفروختن بمعنی پاشیدن اعم از این که آب بپاشند یا چیزی دیگر و بقولش **(ب) اشپیختن** بروزن بگریختن بکسر اول

وثالثش ہم مرادف الف است ولبوش - - - -

(ج) آشپیختہ بکسر اول وثالث بروزن بگریختہ بمعنی پاشیدہ وترشح آب را نیز گویند - صاحب بحر عجم (الف) را ذکر کردہ نسبت (ب) فرماید کہ اصل آشپیختن است کہ بدون تحتانی گذشت - سالم التصریف وما تعریف سالم التصریف را بر اسم مصدر کردہ ایم کہ گذشت وجیم را ترک کرد بدین وجہ کہ مفعول (ب) و مشتق از آنست صاحب موارد بذکر الف و ب گویدکہ این مصدر است در شپوختن وشپیختن کہ بمعنی آسیب رسانیدن وپاشیدن می آید - صاحب بحر شپوختن را بجای خودش آوردہ بہر دو معنی ہمزبان موارد و شپیختن را بہ تحتانی سوم نوشتہ گویدکہ مرادف آشپیختن است بہ یک معنی پاشیدن - صاحب نوادر بر الف قانع داشتہ کہ بر شپوختن صاحب جامع نسبت ہر سہ متفق با برہان - صاحب ناصری بذکر (ب) فرماید کہ ہمان آشبوختن است کہ بای عربی گذشت و بر (ج) گویدکہ بمعنی ترشح وپاشیدن آب باشد واز عبد اللہ انصاری سند دہد "درویشی خاکی است پیخته وآبکی بر آن آشپیخته نه کف پارا ازان در ده نه پشت پارا ازان گردی" مقصودش از معنی مصدری کہ بیان کرد جز این نباشد کہ نشان بیدہد از مصدرش ورنہ در آشپیختہ کہ اصلا معنی مصدری نیست - خان آرزو در سراج ذکر (ب) وضمن آن ذکر (الف) کردہ وصاحب رشیدی بر (ب) و (ج) وصاحب جہانگیری بذکر (ج) از شریف تبریزی سندی آوردہ کہ در بحر غیاث کہرہ گفتہ (ه) غیاث تو بدین ناخوشی کہ در سراد نہ بہ پیش چشم تو آشپیختہ نشد دامن پ مؤلف گوید کہ (الف) ہمان است کہ بہ بای عربی گذشت فارسیان بای عربی را بہ فارسی بدل کنند ہمچو آسب واسپ وتب وتپ - صراحت ماخذش ہمدر آنجا کردہ ایم و (ب) اصل است وآشپختن کہ بدون یای تحتانی گذشت مخفف آن وصراحت ماخذ آن ہمدر آنجا مذکور و (ج) اسم مفعول وماضی مطلقش ہم بزیادت ہای ہوز (اردو) الف ویکھو آشبوختن -

(ب) دیکھو اشجختن -(ج) چھڑکا ہوا اب کا اسم | مفعول اور چھڑکا اسی کا ماضی مطلق -

اشتیم بقول صاحب شمس لغت فارسی است بکسر الف و بای پارسی - سرمائی کہ بہ ریش بہائم زند و بیا ماساند و بمیراند و فرماید کہ در پنج بختی و سکندریست کہ بیکبارہ از خراقۂ خون فراہم آید در ریش پر شود و نیز مردی کہ از نظر ماہ بہ ریش زند مؤلف عرض کند کہ للہ العجب کہ ذخیرۂ لغت بہ غلطی املا چہ قدر بہ باد شدہ است و بخیال ما این ہمان استیم باشد کہ بجایش بمعنی چہارم و پنجم گذشت صاحب شمس ہم ذکرش بہ سین مہملہ و تای مکسور و تحتانی و میم ساکن بجایش کردہ است عیبی نیست اگر در اینجا سین مہملہ را شین معجمہ گیریم کہ بقاعدۂ تبدیل درست باشد ہمچون سار و شار ولیکن تای فوقانی بہ بای فارسی بدل نشود و بر حرف پنجم سین از کجا پیدا شد بہ یقین ما جز این نباشد کہ دست تصرف کاتبین در ازشد یا نظر انجمن تالیف شمس کوتاہ کہ استیم را باین ہیئت قائم کردند بعض اہل مطابع را دیدہ ایم کہ بطور افادت حلیۂ لفظ را برخلاف مسودۂ مؤلف بیان می کنند عجبی نیست کہ در اینجا این قسم تحریف ہم راہ یافتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ما این لغت در ذخائر محققین فرس نیافتیم و از لغات غیر فرس ہم نشانی - صاحب شمس ذمہ دار خود است - معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو استیم کے چوتھے اور پانچویں معنی -

اشبیل بقول صاحب ناصری بلغت اہالی گیل تخم ماہی است چون آن را از شکم ماہی برآرند گیلانیان ہمگی برغبت ازان خورش کنند - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - ماخذ این ہیچ بفہم نمی آید جز اینکہ اسم جامد زبان فارسی است - صاحب محیط بر اشبیل بہ بای عربی گوید کہ بگیلانی اسم نوعی از بطارخ است و بر بطارخ فرماید کہ اسم مادۂ تخم ماہی است کہ در ماہی مذکور گردد و بر ماہی نوشتہ

کہ بیضہ ہای آن کہ در تقویت باہ قوی الاثر و مولد منی و جہت سرفہ نافع و غلیظ و دیر ہضم (اردو) مچھلی کا انڈا۔ مذکر۔

(الف) اشتا | صاحب برہان نسبت (الف) فرماید کہ بضم اوّل و سکون ثانی و فوقانی بالف

(ب) اشتاب | کشیدہ بمعنی شتاب و تعجیل باشد و فرماید کہ بکسر اوّل ہم آمدہ و برای (ب) گوید کہ بضم اوّل و سکون ہای ابجد مرادف و بجای حرف آخر واو ہم می آید کہ اشتاوہ باشد۔ صاحب ناصری بر ہر دو گوید کہ مخالف در رنگ و تخفیف شتاب۔ صاحب جامع ہم ذکر (ب) کردہ۔ خان آرزو اشتاب و اشتاو را نوشتہ گوید کہ اوّل بہ ہای موحّدہ و دوّم بہ واو مبدّل اوّل۔ ہمان شتاب است بمعنی جلدی و سرعت و این مخفّف آنست و ضمناً ذکر (الف) بحوالہ برہان کردہ گوید کہ محتاج سند است اعرض کنیم کہ اگر وجہ تسمیہ بیان کردہ ما را اشتالنگ درست باشد ہمین است سند این تخفیف۔ صاحب جہانگیری برای (ب) از مولوی معنوی سندی آوردہ (ـہ) چہ باید کرد ایشان را کہ ایشان چو برق و باد سخت اشتاب رفتند؛ صاحب انندہم ہمچو ناصری۔ این ہر دو را مخفّف شتاب نوشتہ

مؤلّف گوید کہ تسلیم او ست و بخیال ما (الف) مخفّف بہ تخفیف موحّدہ و مزید علیہ باضافہ الف و صلی از شتاب و (ب) مزید علیہ شتاب است صاحب کنز کہ محقق زبان ترکی است صراحت کند کہ شتاب لغت فارسی است (اردو) شتاب۔ بقول آصفیہ (فارسی) جلد۔ فوراً۔ تر ت۔ جھٹ۔ بلا توقّف۔ جھٹ پٹ۔

اشتاد | بقول برہان و جامع بفتح اوّل بروزن اشتاد (۱) نام روز بست و ششم است از ہر ماہ شمسی و (۲) نام فرشتہ کہ موکّلست بروز اشتاد و امور و مصالحی کہ در آن روز واقع می شود

تعلق با رواروونیک است درین روز حاجت خواستن وجامہ پوشیدن وصدقہ دادن و(۳) نام نسکیست از جملہ بست ویک نسک کتاب ژند یعنی قسمی است از بست ویک قسم کتاب مذکور بصاحب سروری بذکر ہر سہ معانی برای معنی اوّل سندی آورده مسعود سعد سلمان ؎ اشتاد روز تازه گل از بوستان ؛ ایدوست می ستان زکف دوستان ؛ وصاحب ناصری برای معنی دوّم (زرتشت بہرام ؎) روانت باد دژیره جان ودل شاد ؛ نگهدارت سروش وشتر اشتاد ؛ مؤلّف گوید که معنی دوّم اصل است بزبان ژند و پاژند ومعنی اوّل مجاز آن تیمناً وتبرکاً ومعنی سوم ہم مجاز به تعلّق ذکر اشتاد در رو (اردو) (۱) فارسیون نے ہر ماہ شمسی کی چھبیس تاریخ کو اشتاد کہا ہے اور (۲) ایک فرشتہ کا نام ژند و پاژند مین اشتاد ہے جس سے روز اشتاد کے مصالح متعلق ہین (۳) اشتاد کتاب ژند کے اکیسوین پارہ کا نام۔

اشتافتن | بقول صاحب انند۔ مزید علیہ شتافتن چنانکہ مولوی روم گوید (؎) برگہا چون شاخہا بشگافتند ؛ تا ببالای درخت اشتافتند ؛ اگرچہ محققین مصادر فرس این مصدر را ترک کرده اند ولیکن قطع نظر از وجود سند عیبی ندارد اگر این را بزیادت الف وصلی مزید علیہ شتافتن گیریم کہ می آید پس این مصدر موضوع است از شتاب کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود تای فوقانی را بہ فا بدل کرده اشتافتن کردند چنانکہ زبان وزفان وپس ازان تا ونون (علامت مصدر) را زیاده کرده مصدری ساختند اشتافتن شد۔ مخفی مباد کہ شتافتن وشتابیدن مرادف یکدیگر است کہ بجای خودش می آید متقنین فرس شتافتن را مصدر اصلی وسماعی نام نہاده اند وشتابیدن را جعلی وفرق ہر دو مع اختلاف خود بر (اسم مصدر) بیان کرده ایم و ہر دو را موضوع گفته ایم۔ بالجملہ اشتافتن بمعنی شتافتن باشد

وشتافتن بقول صاحب سحر عجم بمعنی تیز دویدن وشتاب کردن وراہ رو در ہر کار و ہر چیز با تحقیق کامل معنی این بر شتابیدن وشتافتن کنیم انشاء اللہ (اردو) بھاگنا - دوڑنا - تیز جانا - جلدی کرنا - چلنے میں - یا ہر کام میں -

اشتالنگ | بقول برہان وجہانگیری بکسر اوّل وفتح لام وسکون نون وکاف فارسی (۱) بمعنی شتالنگ است وآن استخوانی باشد کہ درمیان بند پا وساق پا واقع است وآنرا بجول گویند وبعربی کعب نامند و (۲) نوعی از قمار ہم ہست کہ آنرا باشش عدد بجول بازی کنند واشتالنگ بازی نامند صاحب لغات ترکی بر بجل گوید کہ بضمّہ باجیم ابجد استخوان بند بالای پاکہ بدان بازی می کنند صاحب سروری بہر دو معنی برای معنی دوم از شاہ داغی شیرازی سندی آورده (۵) زچیست خوبی ایشان زترک لہو وطرب زشتی ایشان زنرد واشتالنگ ۔ صاحبان رشیدی وجامع وشمس وانند وہفت ہم ذکر این کرده اند وصاحب ناصری فرماید کہ این بمعنی دوم در عوام قمار بازان بہ شش قاب مشہور است - صاحب برہان برلنگ فرماید کہ بکسر اوّل وسکون ثانی وکاف فارسی از بیخ ران تا سر انگشتان پای وبعضی کعب را گویند مؤلف گوید کہ بخیال ما اصل این ششتالنگ یعنی شش عدد کعب کہ ازان بازی می کردند بکثرت استعمال یک شین معجمہ حذف شد وشتالنگ باقی ماند والف اوّل وصلی در اولش آورده اشتالنگ کردند پس معنی دوم این حقیقی است ومعنی اوّل مجاز آن کہ برای محض کعب ہم ہمین لفظ مرکّب مستعمل شد بعدم واقفیت ماخذش - حیف است کہ صاحبان تحقیق در معنی اوّل متفق اللسان اند وسندی پیش نشد تا دریافت می کردیم ومطمئن می شدیم کہ استعمال این بمعنی اوّل بچہ اسلوب است وجادارد کہ اصل این بمعنی اوّل مرکّب باشد از اشتا ولنگ

اشتاخف اشتاب گذشت بمعنی شتاب ولنگ بمعنی نقص پاکہ بوجہ آن رفتار بہ درستی صورت نہ گیرد۔ پس اشتالنگ اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی زود لنگ شونده وکنایہ از کعب کہ زود متاثر شود از ضرب خفیف ہم ازیں صورت معنی دوم مجاز باشد (اردو) (۱) ٹخنا۔ بقول آصفیہ مذکر شتالنگ۔ کعب وہ اٹھی ہوئی ہڈی جو ایڑی سے اوپر ہوتی ہے۔ (۲) اشتالنگ۔ فارسیوں نے اس بازی کو کہا ہے جو چھ ہڈیوں سے کھیلتے ہیں۔

اشتاو بقول برہان وسراج وہفت بضم اول وسکون واو بمعنی اشتاب است چہ در فارسی واو بہ باو بر عکس آن تبدیل می یابد۔ صاحب سروری از سراج الدین راجی سند آوردہ (ے) مکن در کارہای وہر اشتاو کہ طوفان می برد کشتی بغرقاو۔ بنجیال باکسرۂ الف اصل است کہ اصل این شتاب بکسر اول است ازینجاست کہ برہان بر اشتا کسرۂ الف اول را ہم ذکر کردہ وآنچہ اشتاو اشتاب واشتاو بہ ضمہ اول مستعمل شد۔ استعمال فارسیان است بر خلاف اصل۔ دیگر ہیچ (اردو) دیکھو اشتا۔

اشتباہ بکسر اول وسوم بقول صاحب منتخب لغت عربست بمعنی مانند شدن چیزی بچیزی۔ و پوشیدہ شدن چیزی بر کسی۔ صاحب آصفی ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ فارسیان ایں را بمعنی شک وشبہہ استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب ہم چنانکہ در لغات آید (اردو) اشتباہ۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ شبہہ کرنا۔ شک۔ گمان (فقرہ امیر) اب اس امر میں کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا

اشتباہ افتادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز کمال اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی شبہ وشک واقع شدن است (ے) زبس زخمہ کز نیزہ در تن بود ہ نفس را فتد در گلو اشتباہ۔ (اردو) شبہ واقع ہونا۔ شک واقع ہونا۔ اشتباہ ہونا (ناصر ے) اس ادا سے چمک کے وہ نکلی

سبکو بجلی کا اشتباہ ہوا ؛

(الف) **اشتباہ داشتن** استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ واز یقینی ہروی سند آوردہ کہ بمعنی شک وشبہہ داشتن است (ے) درستی دہان تو داریم اشتباہ ؛ چیزی بگو کہ قطع شود اشتباہ ماہ ؛ مؤلف گوید کہ ازہمین سند استعمال ---

(ب) **اشتباہ قطع شدن** ہم پیدا است۔

(اردو) (الف) اشتباہ ہونا۔ شبہہ کرنا (ب) اشتباہ جاتا رہنا۔ باقی نہ رہنا۔

اشتباہ کردن استعمال بمعنی شک وشبہہ کردن است چنانکہ صائب گوید (ے) ترا بیوسف مصر اشتباہ نتوان کرد ؛ قیاس آب روان را بچاہ نتوان کرد ؛ (اردو) اشتباہ کرنا (وزیر ے) یہ کس کے منہ سے جھڑے پھول باتیں کرنے مین ؛ چمن کا غنچہ پہ سب اشتباہ کرتے ہین ؛

اشتباہ ورزیدن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ واز عرفی شیرازی سند آوردہ کہ مرادف اشتباہ کردن است (ے) بسکہ دست حرمت آرایش ہر چہرہ کرد ؛ عشق ورزد بحسن یار امید اشتباہ (اردو) دیکھو اشتباہ کرنا۔

اشتر بقول خان آرزو در سراج بالضم جانور معروف وشتر مخفف آنست ودر ہندی کتابی نیز بہمین معنی است غایتش بتای ہندیست وآن موجب چندان تخالف نیست واین لغت نیز از جملہ الفاظ مشترکہ این دو زبان است۔ صاحب سنخدان ہم ذکر این کردہ صاحب ساطع کہ محقق زبان سنسکرت است ذکر شتر کردہ فرماید کہ در سنسکرت بفتح اول بمعنی دشمن ومثل دشمن است وبالضم در فارسی بمعنی جمل وصاحب خزانہ گوید کہ در سنسکرت این را اہانگہ گویند وبراوٹنی فرماید کہ ترجمہ این در سنسکرت اشترکا۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را لغت فارسی گفتہ وذکر شتر ہم بہمین صراحت کردہ مؤلف عرض کند کہ مفرس باشد کہ فارسیان از زبان سنسکرت گرفتہ اند بہ تبدیل فوقانی ہندی بہ تای عربی وہر چہ بدون الف است مخفف این (سعدی ے)

نہ با شتر بر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم ؛ نہ خداوندم رعیت نہ غلام شہریارم ؛ (اردو) اونٹ بقول امیر مذکر۔ شتر۔

اشترابہ بقول برہان وسراج وجامع **اشتراوہ** دہلت واند بضم اول وفتح با ی ابجد نوعی از جامۂ پشمین باشد وآن را اشتراوہ نیز گویند بفتح ر او بنا بر قاعدۂ کلی۔ صاحب ناصری گوید کہ این در حقیقت جامۂ پشم شتر است **مؤلف** عرض کند اشترآب۔ اسم فاعل ترکیبی است بمعنی رونق شتر دارندہ وہای نسبت برآخرش زیادہ کردند ونظر بر استواری ودریائی این جامہ کہ از پشم شتر است اشترابہ نامش نہادند ودر اشتراوہ ہای عربی بہ واو بدل شد ہمچو آب وآو (اردو) ایک اونی کپڑے کو جس کی بافت اونٹ کے بالون سے ہے فارسیون نے اشترابہ کہا ہے۔

اشتربان استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بضم اول وثالث بمعنی شتربان است **مؤلف** گوید کہ این اسم فاعل ترکیبی است کہ از اسم وحرف مرکب شدہ افادۂ معنی فاعلیت کردہ است ہمچون مہربان بمعنی صاحب مہر ومہر دارندہ صاحب برہان بلفظ بان گوید کہ بمعنی نگاہ دارندہ ومحافظت کنندہ آید وقتی کہ با کلمۂ ترکیب یابد ہمچون باغبان ودربان ونگہبان وامثال آن (اردو) شتربان بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ اونٹ کا نگہبان ساربان۔ اونٹ والا۔

اشتربانہ استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مرادف اشترابہ کہ گذشت۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد حیف است کہ سندی پیش نشد۔ بخیال ما این وضع شد از اشتربان بزیادت ہای نسبت در آخرش بمعنی جامۂ کہ منسوب بہ اشتربان است وعجبی نیست کہ اشتربانان

ہمین جامہ رامی پوشید ندکہ از پشم شتران ساختہ
می شد واللہ اعلم (اردو) دیکھو اشترابہ۔

اشتر بگستہ زمام اصطلاح۔ بقول صاحب
اشتر بگستہ مہار ناصری کنایہ از کسی
کہ بہ ہوای نفس و نادانی حرکت کند۔ ابو المعانی
نشاط اصفہانی گفتہ (ع) رہ بآخر شد و در واکہ
ندانیم ہنوز بکجامی رود این اشتر بگستہ زمام
صاحب اند ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ این
استعارہ باشد نہ کنایہ (اردو) شتر بے مہار۔
بقول آصفیہ۔ بن نکیل کا اونٹ جو آزاد اور قابو
سے باہر ہو۔ بے لگام۔ نڈر۔ بے خوف۔ بے باک
وکن مین شتر بے مہار اوس شخص کو کہتے ہین جو
آزاد روش اور نفس پرور ہو جو نہ مخلوق کا خیال
کرے اور نہ خدا کا خوف۔

اشتر پلنگ (اصطلاح) بدون اضافت۔
بقول صاحب شمس بہیمۂ وحشی کہ عرب آن را
زرافہ خوانند و مرادف اشتر گاو دیگر کسی از محققین
فرس ذکر این نکردہ۔ مؤلف گوید کہ فارسیان
اشتر گاو ہم ہمین زرافہ را گویند و بعض محققین
(اشتر گاو پلنگ) ہم۔ صاحب بحر بر اشتر گاو
صراحت کردہ است کہ زرافہ و آن جانور ریست
میان اشتر و گاو چنانکہ اشتر میان اسپ و خر
است و صاحب برہان بر پلنگ گوید کہ جانوری
کہ آن را زرافہ گویند و ہر چیز کہ در آن نقطہ ہا
از رنگ دیگر باشد و ہم او بر زراف فرماید کہ
(اشتر گاو پلنگ) باشد و صراحت کند و گوید کہ سر
و گردن او مانند شتر و دست و پای او ہمچو گاو
و بدن او بہ پلنگ می ماند۔ حالا وجہ تسمیۂ اشتر
اشتر گاو۔ اشتر گاو پلنگ۔ ہر سہ متحقق شد۔
(اردو) زرافہ ایک چار پایہ کا نام ہے جو اونٹ
سے مشابہ ہوتا ہے لیکن گردن سیدھی اور دراز
قد اونٹ سے کم اور جسم پر سیاہ خال۔ امیر نے
اونٹ گاو پر فرمایا ہے کہ مذکر۔ اشتر گاو۔ زرافہ
ایک خوبصورت اور خوش قطع جانور جس کی اونٹ

کی سی گردن اور آگے کے دونون پاؤن لمبے اور پیچھے کے اون سے کسی قدر چھوٹے ہوتے ہین پوست چیتے کے مثل اور پاؤن اور سم گاے مشابہ اور دم ہرن کی سی ہوتی ہے بعض کہتے ہین کہ تیندوے اور اونٹنی سے جو بچہ ہوتا ہے وہ جب گاے پر پڑ جاتا ہے تو اوس سے اونٹ گاو پیدا ہوتا ہے صاحب آصفیہ نے شتر گاو کا ذکر کیا ہے

اشتر جلّال استعمال - بہار گوید کہ بضم جیم تازی و تشدید دوم شتر نجابت کش را گویند و جلّال مرغ گوخوار را نامند صاحب انند نقلش برداشتہ مؤلف عرض کند کہ صاحب منتخب برجل نویسد کہ بالفتح و تشدید لام سرگین ستور چیدن - جلول جمع آن پس بخیال ما جلّال درین اصطلاح ازین جل صفت مشبہ باشد (اردو) اس اونٹ کو فارسیون نے اشتر جلال کہا ہے جس پر نجابت بار کرتے ہین جیسے ہندستان مین سیلے کی بنڈیان فضلہ کی بنڈیان -

(الف) **اشتر خار** (اصطلاح) (الف)

(ب) **اشتر خوار** بقول برہان و انند نوعی از خار است کہ شتر آن را بر غبت تمام می خورد و خار شتری ہمانست و بر (ب) فرماید کہ با واو معدولہ (۱) یعنی الف و بقول بعض (۲) نوعی از مار است و میگویند کہ (۳) کنہ را نیز گفتہ اند و آن جانوریست کوچک و خونخوار کہ بر بدن شتر و گاو و خر و گوسفند بچسپد و خون از بدن آنہا بمکد صاحب بحر بر (ب) ذکر معنی الف و ہر دو معنی (ب) ہم کند - صاحبان سروری و رشیدی و شمس بر (الف) قانع و صاحب جامع و ہفت بر (الف) ذکر ہر سہ معنی (ب) فرمایند و صاحب ناصری بذکر ہر دو - ہر سہ معنی (ب) را مقابل آن نوشتہ - صاحب جہانگیری بر (الف) فرماید کہ این را خار اشتر و خار شتر و شتر خار نیز گویند خان آرزو بر (الف) ذکر (ب) ہم کردہ و ہر دو را بمعنی (الف) آوردہ صاحب محیط بر (الف)

فرماید که لغت فارسی است بعربی شوکة الجمل و بهندی اونٹ کٹارہ نامند و براونٹ کٹارہ فرماید که نباتیست
خاردار بقدر یک ذرع و برگ و شاخهای او خالی
بسیار گرم و خشک در دوم و اغ کف و سرفه و باد و ها ضم
و مولد صفرا و مقوی بدن و منافع بسیار دارد (الخ) بعض
محققین بر (الف) صرحت کرده اند که ازین خار ها شیر
می ریزد و شتران از خوردن این فربه میشوند مؤلف عرض
کند که الف و ب را متحد المعنی قرار دادن چنانکه
بعض محققین کرده اند خیال سطحی است که با معیان نظم
کار نگرفته اند (الف) گیاهی است خاردار از علف
مرغوب شتران و درین لغت خار و شتر هر دو بمعنی
خود است قلب اضافت خار شتر یعنی خاری
مخصوص را که شتر بر غبت می خورد فارسیان اشتر خار
نام کردند و اگر (ب) را بمعنی (الف) گیریم باید
که خوار بمعنی خوردنی قرار دهیم چنانکه برهان بر لفظ
خوار ذکرش کرده و لیکن این تکلف محض است
که اشتر خوار را بمعنی خوردنی اشتر گرفته گیاهی خاص

را نام نهیم و حالیکه نامش بدون واو اشتر خار
موجود است پس بخیال ما (ب) را بمعنی الفاظ فتن
ضرورت ندارد و نسبت (ب) عرض می شود که
انچه محققین فرس آن را بمعنی ماری گرفته اند بخیال
ما خالی از تسامح نیست که هر قدر جستیم ماری را که
تعلق باشتر دارد نیافتیم و جا دارد که همون کنده را
که بر معنی سوم است بوجه عدم تحقیق ماری گفته باشند
حاصل انیست که (ب) بمعنی کنه باشد و بس و
آن بقول صاحب محیط بضم کاف و فتح نون مشدد
وخفای با - اسم فارسی - حیوانی است کوچک
جثه که بهندی پچڑی و بعربی قراد نامند که در پوست
بعض بهائم چون شتر و سگ وغیره مثل سپش اکثر
در گوش و ران می چسپد و خون می کشد و بدشواری
جدا می شود (الخ) جا دارد که این را اشتر خوار گوئیم
یعنی خورنده شتر که خونش می خورد و اگر بقول اهل
تحقیق ماری را هم بهمین نام موسوم کنیم باید کنار
مخصوصات زهر آن تسلیم کنیم که شتر را می گزد و می

ولیکن کسی صراحت این نکرد (اردو) (الف)
اونٹ کٹارا - یا اونٹ کٹیلا - بقول امیر اشترخار
ایک چھوٹا سا خاردار درخت جو باد آورد سے
مشابہ ہوتا ہے - مشہور ہے کہ اسکو اونٹ نہایت
شوق و رغبت سے کھاتے ہین - اسکی صراحت
مزید اشترغاز پر بھی ہے (ب) (۲) سانپ کی ایک
قسم کو فارسیون نے اشترخوار کہا ہے افسوس ہے
کہ صراحت مزید نہین کی (۳) بچھڑی بقول آصفیہ
اسم مؤنث - ایک قسم کے خون پینے والے کیڑے
کا نام جو اکثر کتے - بکری - گائے بھینس وغیرہ کے
جسم پر چمٹا رہتا ہے (الخ) اسی کو دکن مین گوچڑی
کہتے ہین -

اشتروار استعمال - بقول صاحب انند بحوالہ
فرہنگ فرنگ بمعنی شتربان است و مالک شتر نیز
دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ خلاف قیاس
نیست - اسم فاعل ترکیبی است (اردو) دیکھو
اشتربان - فارسیون نے اونٹ کے مالک کو بھی
اشتروار کہا ہے -

اشتردل اصطلاح - بقول برہان وجامع
بکسر دال و سکون لام (۱) بد دل و کینہ دل را
گویند و کنایہ از مردمی است کہ این صفت داشتہ
باشد و بعضی گویند کہ (۲) کنایہ از مردم بیدل
و نامرد و ترسندہ - صاحب بحر ہم ذکر ہر دو معنی
کردہ و ناصری بذکر ہر دو معنی برای معنی اول از
کلام خود سند آوردہ کہ بر اشتردل می آید و صاحب
رشیدی و جہانگیری بر معنی دوم قانع - صاحب
جہانگیری در خاتمہ کتاب بضمن دستور اول سند
آوردہ (رضی الدین نیشاپوری ۵۲) بہار
آمد و جان حسود اشتردل ٭ بسبزہ سرخ جزیرہ و دلبوی
کنام ٭ (ولہ ۵۹) زہی بقوت جودت رجائے
اشتردل ٭ کشد بسوی چراگاہ شیر شرزہ مہار ٭
(خسروانی - از سروری ۵) خصم اشتردل
تو گرخر نیست ٭ از چہ رو فرش شد است
افسار ٭ خان آرزو در سراج بر اشتردل نسبت

معنی اول بیان کردہ بر ہان اعتراض کند وصاحب ناصری کہ از محققین معاصر عجم باشد مؤید برہان است وبس مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است (اردو) (۱) شترکینہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ وہ شخص جس کا کینہ اور کپٹ کبھی نہ نکلے بلکہ ہمیشہ دل مین رہے کیونکہ اونٹ کا قاعدہ ہی کہ یہ اپنی عداوت کا بدلہ لیکر ہی چھوڑتا ہی (۲) بزدل بقول آصفیہ ڈرپوک۔ کم ہمت۔ نامرد۔ بزدلا بھی کہتے ہین۔

اشترزہرہ اصطلاح۔ بقول صاحب انجمن بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالضم وفتح زای ہوز بمعنی نامرد وترسندہ۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ معلوم می شود کہ از معنی دوم اشتردل ترکیب نعت ہم خیال کردہ اند حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) دیکھو اشتردل کے دوسرے معنی۔

اشترخاز (اصطلاح) بقول برہان باغین نقطہ دار وبالف کشیدہ وبہ زای ہوز زبیخ درخت انجدان است وصمغ آنرا انگوزہ خوانند وبعضی گویند گیاہیست کہ بیخ آن را اچار سازند ومعنی آن بشوک الجمال است وعربان زنجبیل العجم خوانند تب لازم را مفید باشد خان آرزو در سراج فرماید کہ غاز بمعنی شگاف آید وچون خورد این بیخ اشتر را مجروح سازد بدین نام موسوم شد صاحب سروری گوید کہ از ثقات استماع افتادہ کہ بیخ انجدان است (حکیم سنائی)

بسکہ دادند مر ترا این قوم ۔ بدل گاو ورغن اشتر ناز ۔ (ظہیر فاریابی) زحاسدان اشتر دل مدار مردی چشم ۔ کہ نیشکر نہ بروید زبیخ اشتر غاز ۔ صاحبان رشیدی وجہانگیری وجامع ومؤید وشمس وناصری ہم ذکر این کردہ اند صاحب محیط فرماید کہ بیونانی اثاریون وبعربی زنجبیل العجم وضراب وزنجبیل فارسی گویند وفرماید کہ صاحب مخزن غلط کردہ کہ این را بہ رای مہملہ در آخر نوشتہ وبغلط افتاد کسی کہ این را معرب اشترخار

دانست - اشترخار گیاہ شوکی است و اشترغاز بیخی است حاد حریف شبیہہ بہ انجدان بلکہ از جنس اوست و شیر این کہ بر دست سیلان کند قرح نماید وہمین است بیونانی اثاریون - بالجملہ گرم و خشک در آخر دوم و گویند در آخر سوم و مفتح سدد و مسخن معدہ و مدر بول و منافع بسیار دارد (انتہی) صاحب مؤید صراحت کند کہ اشترغار بہ مہملہ آخر را ہندی جوانسہ نام است (اردو) بقول صاحب جامع الادویہ جوانسا ایک قسم ہے گھانس کی جس کو فارسی مین خارشتر کہتے ہین مؤلف کہتا ہے کہ صاحب مؤید نے ترجمہ مین غالبًا غلطی کی ہے یعنی اشترخار کا ترجمہ اشترغاز پر لکھدیا - صاحب ساطع نے صراحت مزید فرمائی ہے آپکا قول ہے کہ جوانسا اور جوانسا دونون ایک ہین جس کا ترجمہ فارسی مین خارشتر ہے - صاحب محیط نے وبج پر لکھا ہے کہ یہی ہے زنجبیل العجم اور اسکی ہندی بیج ہے (دیکھو ادویہ) اور یہی ترجمہ ہے اشترغاز کا -

اشترک بقول برہان و جامع بفتح رابع و سکون کاف بمعنی موجہ خواہ موجہ دریا باشد یا تالاب و رودخانہ و امثال آن - صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی خیز آب است و آن را اشترک نیز گویند صاحب برہان بر اشترک صراحت کند کہ آدمی را نیز گویند کہ خود را بصورت شتر وگوسپند و گاو و مماثل آن بسازد - صاحب سروری این را بمعنی اول مصغر اشتر گوید و مقصودش جزین نباشد کہ چون موج بر آب بلند شود اشتری کوچک را ماند و این بتمہاو باشد خان آرزو در سراج نوشتہ کہ این مجاز است و ارستہ از قاسم گونا بادی سندی آوردہ (ہ) زلشکر شد آراستہ روی آب پشتر اشترک شد جرس چون حباب ؛ بہار در معنی اول بتخصیص موج دریا قائم و ما درین خصوص با او اتفاق نداریم و سند بالا ہم مؤید تعمیم است عجب است کہ صاحب انند این را عربی گفتہ تا محی بیش نیست یا غلطی کاتب مطبع مؤلف گوید کہ انچہ برہان بر اشترک

بدون الف معنی دوم هم نوشته و بر این لغت ترک کرده متعلق باشد بجاورده و استعمال دیگر هیچ (اردو) موج - بقول آصفیه - اسم مونث - عربی - لهر (ناسخ) ؎ وه اشک بار هون که مری چشم تر کو هاتے تا رنگه کے بدلے ملی موج آب کی ؛

اشترکا (اصطلاح) بقول برهان وجامع وانند بفتح اوّل وثالث وکاف بالف کشیده نام جانوری که آنرا بعربی عنقا خوانند - خان آرزو در سراج این را بذیل اشترگاو بحذف واو آورده گوید حیوانی است عجیب الخلقت در نواحی مصر گردنش چون گردن شتر وسمش چون سم گاو ورنگ او چون رنگ پلنگ وبعربی زرافه گویند مقصودش جزین نباشد که این مخفف اشترگاو وبه کاف فارسی است **مؤلف** گوید که اگر این را باتفاق محققین به کاف عربی گیریم مخفف (اشترکاو) باشد بحذف واو - کاو - بقول برهان قاطع شجاع ودلیر وخوش قد که صفت اشتر باشد وکنایه از عنقا مخفی مباد که بقول برهان گاو بکاف فارسی هم به همین معنی آمده واضح باد که صاحبان تحقیق بر لغت عنقا در بیان حلیه اش گویند که طائریست دراز گردن (الخ) که بیان کاملش بسیمرغ آید پس درازی گردنش مناسبت دارد به نام اشترکاو وبخیال ما تسامح خان آرزو دست که این را ورای زرافه خیال نکرد - صاحب منتخب بر عنقا گوید که زن دراز گردن وسیمرغ را گویند - ودر عنقا هم عنق داخل است که بمعنی گردن آمده (اردو) عنقا - بقول آصفیه عربی - اسم مذکر - ایک دراز گردن معلوم الاسم مجهول الجسیم پرنده کا نام - بعض لوگون کے نزدیک اس کا وجود فرضی ہے - کیونکہ آج تک کسی نے نہین دیکھا فارسیون نے اسکو سیمرغ کہا ہے یعنی وہ پرند جس مین تین پرندون کی مشابہت یا رنگ پایا جاتا ہے - اس کا کامل بیان سیمرغ پر آویگا -

اشترکه کاه می خورد گردن دراز می کند مثل

صاحبان خزینہ و امثال فارسی و حسن ذکر این کردہ اند و از معنی ساکت فارسیان این مثل را بجائے زنند کہ مقصودشان از بیان سعی باشد کہ حیوان مطلق ہم بدون سعی کامیاب نشود و رزق نیابد۔ شتر کہ بہ نسبت دیگر چارپایان گردن بلند و دراز دارد علفش حاصل نشود تا آنکہ گردن خود را سعی در اتر نکند (اردو) دکن مین کہتے ہین "جبتک بچہ نہ روئے ماں دودھ نہین پلاتی"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باوجودیکہ بچہ کی نگرانی ہر طرح پر اوس کے ماں باپ کرتے رہتے ہین لیکن اوسکو بہی اپنے رزق کے لیئے سعی شرط ہے۔

اشترگاو اصطلاح۔ بقول برہان زرافہ را گویند و آن جانوریست میان اشترو گاو چنانکہ استر میان اسپ و خر است۔ صاحب بحر گوید کہ مراد از (اشترگاو پلنگ) است کہ می آید۔ و ماصراحت این بر اشترپلنگ ہم کردہ ایم۔ صاحبان جہانگیری و جامع و ہفت و اندو شمس و مؤید ہم ذکر این کردہ اند خان آرزو در سراج نسبت (اشترگاو پلنگ) و اشترگاو) تعلیقی کہ کند ما ذکرش بر (اشترگاو) کردہ ایم بالجملہ ہمان یک چارپای زرافہ نام است کہ فارسیان آنرا اشترپلنگ و اشترگاو۔ و اشترگاو پلنگ گویندش دیگر ہیچ وجہ تسمیۂ این ہر سہ اسما از تعریف بینہ ما بر لفظ اشترپلنگ پیدا است (اردو) دیکھو اشترپلنگ۔

اشترگاو پلنگ اصطلاح۔ ہمان اشترپلنگ و اشترگاو است کہ گذشت۔ صاحبان بحر و رشیدی و ناصری و شمس ذکر این کردہ اند و صاحب محیط بر این لغت حوالۂ زرافہ کردہ و بر زرافہ فرمود کہ بضم زا و گویند بہ فتح رای ہملہ مشدد و یا مخفف و الف و فتح فا و ہا بہ فارسی (اشترگاو پلنگ) نامند بہت آنکہ حیوانیست کہ گردن آن بلند مانند گردن شتر و سر آن نیز مانند سر شتر و کوچک تر از ان مانند سر گاو کوہی و جلد آن مثل جلد پلنگ برنگ آہو و بر آن نقطہای سفید و دم آن مثل دم آہو و شاخ آن مثل شاخ گاو

بدستور پای آن و دست آن دراز تر از پای آن
و دندان آن کوچک و چون برفتار می آید تقدیم
پای چپ و دست راست نماید بخلاف سائر جها
پایان که آنها تقدیم راست بر چپ کنند و آن در
نواح مصر و به زمین نوبه و حبش کثیر الوجود است
و از جمع شدن زرگاو و وحشی باشتر ماده متولد می گردد
و لهذا شاخ گاو و سر شتر یافته می شود گویند که از
سه حیوان یعنی ناقهٔ وحشی و بقر وحشی و کفتار زر پیدا
می شود باین طور که دو کفتار بناقه جفتی می کنند پس
بچه میان ناقه و کفتار حاصل می شود پس اگر بچه
نر باشد و با بقر وحشی جفتی کند زرافه پیدا می شود
و بعضی گویند که حیوانات مختلف الصور و فصل تابستان
بطرف جنوب بخط استوا بر منبع آب جمع می شوند
و بعضی با بعضی دیگر جفتی می کنند و از آن حیوانات
مختلف الاشکال متولد می شوند از آن جمله زرافه
و سمع و اغشا وغیره هاست بالجمله مزاج زرافه بیابا
گرم است و خشک در اول و گوشت آن غلیظ تر

اولی آنست که گوشت آن نخورند - خان آرزو
در سراج بضمن اشتر مرغ فرماید که وجه تسمیهٔ اشترگاو
پلنگ محض مشابهت است (اردو) دیکھو اشترگاو پلنگ

اشتر گربه اصطلاح - بقول ناصری دانند کنایه
از چیزهای نامتوسط و نامناسب است چنانکه شتر
با گربه مناسبتی ندارد - صاحب بحر ذکر شتر گربه کند
و فرماید که هر چیز مخالف و نامتجانس و مکر و حیله و دو چشم
که در غایت بلندی و پستی و کوچکی و بزرگی باشد و کنایه
از قول و فعل بهم آمیخته از ملائم و نا ملائم - بهار بر شتر
گربه گوید که کاری که نه داشته باشد متقدمین استعمال
این کرده اند که سندش بجای خودش می آید (اردو)
ناهموار یان - بے ٹکلیان - بے ڈھنگے کام -
بے تکے کام - مکر و فریب -

اشتر گیا (اصطلاح) - بقول برهان و جهانگیری
و جامع مرادف اشتر خار است که گذشت و بعضی گویند
که دوائی است سلیخه نام صاحب بحر باتفاق برهان
گوید که نزد بعضی گیا هیست دوائی - صاحب مؤید

بحوالہ قنیہ فرماید کہ این را بتازی سلیخہ گویند۔ صاحب منتخب بر سلیخہ نوشتہ کہ در عربی دارو میت اور ابہندی کھیلا کھیلی گویند و صاحب محیط ہمزبان مؤید و بر سلیخہ نوشتہ کہ بیونانی اسلیوس و بہندی بیخ و بعربی ریحان الجمال و بفارسی اشترگیا و بہندی قدیم ولو و ملو و در عوام کہیلی و کہیلا و آن پوست درخت کوچک است برگ آن مثل درخت سوسن و پوست رقیق آنرا کسیلا نام است۔ بقول شیخ گرم و خشک و گویند در آخر دوم و در ان تسخین و تحلیل و تجفیف و تفتیح و قبض اندک و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف گوید کہ اصل این اشترگیاہ است بہای ہوز در آخر کہ حذف شدہ اشترگیا بماند و بدون الف اول شترگیا۔ ہم بالجملہ این مرادف اشترخار نیست۔ ورائے آنست و بدین وجہ کہ ہمچو اشترخار این علف ہم مطبوع شتر است فارسیان اشترگیا و عربان ریحان الجمال نام کردند قلب اضافت۔ گیاہ اشتر باشد (اردو) صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام کہیلی و کہیلا لکھا ہے اور فارسی ترجمہ کسیلی و کسیلا۔ ایک درخت کی لکڑی مشابہ بہ تج غیر سمی خشکی لاتی ہے لطافت کرتی ہے۔ مفرح۔ مقوی معدہ اور عورتوں کے اندام نہانی کی رطوبت کو خشک کرتی ہے۔

اشترمرغ اصطلاح۔ بقول برہان و بحر جوہر وشمس و اسند و مؤید پرندہ ایست کہ پای او شبیہ بہ پای شتر است و سنگ و آتش خورد و با پاہای خود سنگ بر ہر چیز کہ خواہد زند و خطا نکند و عربان او را نعامہ گویند۔ خان آرزو در سراج در ذکر این گوید کہ در ابہمی شترمرغ را اشترگاو پلنگ نیز گفتہ مؤلف عرض کند کہ تسامح اوست صاحب محیط بر شترمرغ گوید کہ این را بعربی نعام و ابل الدیک و خفید گویند۔ مرغی است عظیم الجثہ گردن بلند۔ شبیہ بہ شتر و پای آن مشابہ بہ پای گاو و سم آن مثل او دریدہ و رنگ آن تیرہ مائل بہ سپیدی جست و خیز نماید۔ گویند چندان محتاج بآب نیست بر استشناق ہوا اکتفا می نماید و بہترین آن بچہ آنست

گرم وخشک تا آخر سوم وتا چہارم نیز گفتہ اند وگوشت ان محلل ریاح وقاطع بلغم ودافع فالج ولقوہ ومنافع بسیار دارد (الخ) (اردو) شتر مرغ۔ دیکھو ارنج کے تیسرے معنی۔

اشتر مور اصطلاح۔ بقول برہان وبحر ورشیدی وسراج وہفت جانوریست مانند مور لیکن برابر بہ گوسفندی وبعضی گویند بہ بزرگی بزکوہی و در جنگل ہای مغرب بسیار است۔ صاحب محیط بر شتر مور ذکر این کند وگوید کہ کشندہ شتر است وخورندہ آن **مؤلف** گوید کہ قلب اضافت مور اشتر باشد کہ اشتر را بچسپد وبخورد ویکشد۔ (اردو) فارسیون نے اس بڑی چیونٹی کو شتر مور کہا ہے جو قدمین بکری کے برابر ہوتی ہو اور اونٹ کو ہلاک کرتی ہے اور کھاتی ہے۔

اشتعال لغت عربست بکسر اوّل وبقول صاحب منتخب افروختہ شدن آتش وآشکارا شدن سپیدی در موی **مؤلف** گوید کہ فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر اوّل استعمال کنند وبا مصادر فارسی مرکب ساختہ بمعنی مصدر گیرند کہ در لطائف می آید ما استعمال این را بدون اضافت آتش ونائرہ ومرادف آن در کلام متقدمین ندیدہ ایم بعض معاصرین اشتعال طبع بمعنی برافروختگی طبع وزیادتی خشم ہم استعمال کنند کہ بجا یش مذکور شود (اردو) اشتعال۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ بھڑکنا۔ شعلہ اٹھنا۔ (فقرہ امیر) "دوا سے تپ زائل تو نہیں ہوئی مگر اس اشتعال میں ضرور کمی ہوگئی"

(الف) **اشتعال پذیرفتن** استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز منشی اصفہانی سند آوردہ (نثر) دیگر بارہ نائرۂ حقد وحسد کہ در کانون درون مرتضا جہان شاہ بود اشتعال پذیرفتہ" بخیال ما این سند مصدر ----------

(ب) **اشتعال پذیرفتن نائرہ** پیدا است بمعنی مشتعل شدن آتش چنانکہ ذکرش بر لفظ اشتعال کردہ ایم (اردو) آگ بھڑکنا۔ آگ کو اشتعال ہونا

امیر نے لفظ اشتعال کے ذیل مین کلام ناصر سے سند دی ہے (ے) سنی جو آہ تو غصہ بڑھا شعلہ کا ہوا جو پانی آگ اور اشتعال ہوا ؛

(الف) اشتعال داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نصیر ہمدانی سند آوردہ (نثر) تا ہنگام عصر ہنگامۂ قتال بہمین روش گرم بود و آتش جدال بدین گونہ اشتعال داشت" مؤلف گوید کہ ازین سند - - - - - - - - - - - -

(ب) اشتعال داشتن آتش | پیدا است بمعنی تند و مشتعل بودن آتش چنانکہ ذکرش بلفظ اشتعال کردہ ایم (اردو) آگ کا شعلہ زن رہنا مشتعل رہنا - جیسے "فلان محلہ مین آگ لگی اور شام تک مشتعل رہی"

اشتعال طبع | اصطلاح - مرکب اضافی بمعنی برافروختگی طبیعت و غلبۂ خشم باشد معاصرین عجم استعمال این می کنند و فی الحقیقت اصل این اشتعال آتش طبع باشد چنانکہ "از زبان وی آتش

(۱۶۲۵)

او اشتعال طبع ماند" (اردو) اشتعال طبع بقول امیر - طبیعت مین برہمی اور جوش پیدا ہونا - جیسے "کچھ کہئے تو سہی آخر آپ کے اشتعال طبع کا باعث کیا ہے"

(الف) اشتعال کردن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و از منشی اصفہانی سند آوردہ (نثر) در موکب ہمایون صف قتال آراستہ از جانبین آتش حرب اشتعال کردہ" بخیال ما ازین سند استعمال - - - - - - - - - - - -

(ب) اشتعال کردن آتش | بمعنی مشتعل شدن آن پیدا می شود چنانکہ ذکرش بلفظ اشتعال کردہ ایم (اردو) آگ مشتعل ہونا - بھڑک اٹھنا -

اشتعال نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کاشفی ہروی سند آوردہ کہ مرادف اشتعال کردن است (نثر) بدین سبب ہر کہ پیش او صفت حاتم کردی آتش

غضنفر اشتعال نمودہ بایذای وی مشغول گشتی" (اردو) دیکھو اشتعال کردن۔

اشتغال بکسر اوّل وسوّم وفتح غین معجمہ لغت عرب است۔ بقول صاحب منتخب بہ کاری درشدن۔ فارسیان بمعنی شغل استعمال کنند وبامصادر فرس ہم کہ در لحقات می آید (اردو) مصروف کسی کام کا ہو رہنا۔

(الف) **اشتغال داشتن** استعمال۔
(ب) **اشتغال نمودن** صاحب آصفی
(ج) **اشتغال ورزیدن** ذکر این ہر سہ کردہ کہ قریب یکدیگر است بمعنی شغل کاری داشتن (حزین اصفہانی الف) تا دزمان سلطان سلیمان الصفوی برحسب استقلال بوزارت اعظم رسیدہ باین شغل خطیر اشتغال داشت" (نصیر ہمدانی ب) ہمان روز بہ تہیہ اسباب جدال اشتغال نمودہ (عالی شیرازی ج) از افراط اشتغال بہ وچراغ ومشعل در تماشای اشتغال لواہب بعلاب اشتغال ورزیدند" (اردو) مصروف ہونا متوجہ ہونا مشغول ہونا۔

اشتقاق بکسر اوّل وسوّم لغت عرب است بقول منتخب گرفتن کلمہ از کلمہ ونیمہ گرفتن وسیزم وجزآن شگافتن وسخن را برچپ وراست بردن درخصومت بی قصد وبہ چپ وراست رفتن در آن حال۔ صاحب انند فرماید کہ در بلاغت آوردن لفظی چند است کہ مشتق منہ آن واحد باشد لیکن مقارنت معنی شرط است چنانکہ (محمد قلی سلیم ۵) مدّاحی ذات تو زاقسام عبادات ۔ قسمی است کہ قسّام ازل قسمت ما کرد ۔ (ولہ ۵) تنم آشیان عقاب عقوبت ۔ دلم پاسبان متلاع متاعب ۔ فرماید کہ بیشتر در کلمات تازی این صنعت یافتہ میشود ونادراً از الفاظ پارسیہ ہم توان یافت چنانکہ عبدالرزاق فیاض گوید (۵) بچشم ونازاو یک ذرہ روی دل نگردانم ۔ نگردم گرد

وقتی کہ گردانی زمن رورا پس (عقاب عقوبت ومتاع متاعب ونگردم گرداو گردانی) بدیعۂ اشتقاق است۔ صاحب مجمع الصنائع این را ذکر کردہ گوید کہ در اصطلاح بلغا چنانست کہ در نظم خواہ در نثر کلماتی جمع کردہ شود کہ مرادف انہا در گفتار متقارب ومتجانس یکدیگر باشد و بہتر آنست کہ از یک کلمہ مشتق باشند اکثری از فصحا این را برابر سہ صنعت شمردہ اند واز جملہ تجنیس حساب نمودہ اند مؤلف گوید کہ در فارسی زبان ہم این بدیعہ بہمین اسم عربی مستعمل است واسمی دیگر از لغت فرس یافتہ نشد (اردو) اشتقاق۔ بدائع بلاغت سے ایک بدیعہ کا نام ہے یعنی نظم یا نثر مین ایسے کلمے جمع کرنا جو ان کا مرادف لفظاً ایک دوسرے کا متجانس ہو اور بہتر یہ ہے کہ وہ ایک کلمہ سے مشتق ہون جیسے (امانت ۵) سچ اگر پوچھو تو یہ ساعد ونکی جانین ہین کشور حسن مین شانون کی بڑی شانین ہین ۔

اشتک بقول برہان وجہانگیری وجامع وسراج وانند بکسر اول بروزن خشتک جائہ را گویند کہ طفلان وکودکان نوزائیدہ را در آن پیچند وصاحب شمس گوید بضم اول وفتح ثانی وتشدید فوقانی وبفتح اول ہم آمدہ وبہ تازی قماط خوانند۔ ازین ہیچ متحقق نشد وگوئیم کہ اسم جامد زبان فرس باشد ووضع لفظ مشابہ لغات ترک است ولیکن محققین ترکی زبان ازین ساکت اند (اردو) وہ کپڑا جس مین نومولود کو لپیٹ دیتے ہین تاکہ وہ سردی سے بچے اور اس کے اعضا سیدھے رہین بلاد فارس مین اس کا رواج ہے۔

اشتلابوس اصطلاح۔ بقول برہان وسہت وانند بکسر اول وثالث ولام بالف کشیدہ وبای ابجد بہ واو رسیدہ وبہ سین بی نقطہ زدہ بیونانی درختیست سطبر وخارناک۔ پوست آن

مانند قرفه - سرخ - وضخیم - وسواس سودائی را نافع وضماد آن با سرکه درد دندان را تخفیف دهد وبعبارت دیگر آزاد ارشیشعان گویند وبجای بای ابجد یای حطی هم بنظر آمده - صاحب محیط گوید اشتلابوس گوید که همان دارشیشعان است وبردارشیشعان فرماید که اسم فارسی است وبعربی قندول وبه بربری ازدوی وبرومی اشهابوس واشتلابوس وبه یونانی اصفلاوس واندرون وبشامی عیدان ودر بلاد افریقه عود البرق وبهندی کاسنی پهل نامند وآن بوستی است سرخ مانند سلیخه مائل بسرخی وگویند که آن درختیست هندی که آنرا بهندی پهانکرا گویند - مائل بگرمی وخشک درد وم وگویند گرم در اول وخشک در آخر دوم مرکب القوی ودر آن حراقت وقبض است در تکثیف وتفتیح قوی تر ومنافع بسیار دارد (الخ) ذکر این برآزوری هم گذشت وازین که در اینجا صراحت کامل نبود تلافی مافات کرده ایم (اردو) کاسے پھل - دیکھو ازوری -

اشتلم | بقول برهان وهفت بضم اول وثالث ولام وسکون ثانی ومیم بمعنی تندی وغلبه وزور وتعدی کردن بر کسی وبه زور چیزی گرفتن وبقول شمس فر یقینن هم وبقول خان آرزو در سراج تندی وغلبه وزور وتعدی وفرماید که اشتلم بحذف الف مخفف آن صاحب جهانگیری گوید که بمعنی تندی وغلبه کردن است چنانکه امیر خسرو فرماید (ے) اندیشه متاع صبر گم کرد ۽ غم بر دل ودیده اشتلم کرد ۽ وخواجه حسین ثنائی راست (ے) زلیس هول شب اشتلم کرده بود ۽ ره دیده را خواب گم کرده بود ۽ صاحب سروری باتفاق معنی با سراج از امیر خسرو سند آورده (ے) چه پوئی بدنبال لشکرکشان ۽ مباش اشتلم خوی باسرکشان ۽ صاحبان جامع وبهار وانند وناصری ورشیدی هم ذکر این کرده اند - صاحب غیاث گوید که این لغت ترکی است بمعنی ستم مؤلف عرض کند

کہ نہ چنین باشد بلکہ صاحب لغات ترکی (اوشولوم) را بمعنی ظلم وستم نوشتہ۔ فارسیان واو اول و دوم علامت ضمہ را کہ در رسم الخط ترکی نوشتہ می شود حذف کردند و بر ضمہ قناعت کردند و تای عربی زائد تبعین معجمہ آوردند ہمچو (پاداش) و (پاداشت) پس (اوشولوم) اشتلم شد۔ صاحب قوانین دستگیری ذکر تای زائد کردہ است بالجملہ اشتلم بخیال ما مقرر است آنانکہ این را بمعنی مصدری بیان کردہ اند تسامح و کم التفاتی آنہاست و عجب اینست کہ صاحب جہانگیری معنی این تندی و غلبہ کردن نوشت و از سندش استعمال (اشتلم کردن) بمعنی مصدری پیدا است و چرا نباشد کہ لفظ کردن با اوست و در مجرد اشتلم معنی کردن را داخل کردن نشاید انچہ صاحب شمس معنی فریفتن ہم نوشتہ است محتاج سند و قابل غور است (اردو) جبر۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ زیادتی۔ سختی۔ سینہ زوری۔ ظلم۔ ستم۔ جور۔ جفا۔ غلبہ۔ دیکھو استیلا

اشتلم آوردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از ظہوری سند آوردہ کہ بمعنی غلبہ کردن و غالب شدن است (ظ) نیارد و گر موج غم اشتلم ؛ فتد رخت عقل ار بگرداب خم ؛ (اردو) غلبہ کرنا۔ غالب ہونا۔

اشتلم داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خزین اصفہانی سند آوردہ کہ مبتلای ستم بودن است (نثر) حاکم وسپا در ما یحتاج یومیہ عنف اشتلم داشتند۔ (اردو) گرفتار ستم ہونا۔ سختی سہنا۔

اشتلم کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی غالب آمدن و غلبہ کردن است (ظہوری ظ) سخن چیست سرجوش این ہفت خم ؛ کزو ہوشیاران کنند اشتلم ؛ (خسرو ظ) اندیشہ متاع صبر گم کرد ؛ غم بر دل و دیدہ اشتلم کرد ؛ (ناظم ہروی ظ) آلہی از خودم رستان و گم کن ؛ بنور پاک بر من اشتلم کن (اردو) غالب

آنا۔ غلبہ کرنا۔	کشیدن و مبتلای سختی شدنست (ص) ازان باد و در
اشتم کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر	ساغرم کن زخم پر کہ قلزم زرشکش کشد اشتم (اردو)
این کردہ و از ظہوری سند آوردہ کہ بہ معنی ستم	ستم سہنا۔ مبتلاے ستم ہونا۔

(الف) اشتو بقول برہان بفتح اوّل بروزن بدرو (۱) بمعنی انگشت وزغال باشد و (۲) جای را گویند کہ زغال در آن ریزند و فرمایدکہ ظاہر آنکہ درین معنی با اشتو بہ بای ابجد تصحیف خوانی شدہ باشد و بضم اوّل (۳) بمعنی سبزہ آمدہ و (۴) بمعنی انگشت کہ عربان اصبع خوانند و مرادف این است ----------

(ب) اشتوا بفتح اوّل بروزن کدخدا۔ خان آرزو در سراج ذکر الف کردہ معنی (۱) را بحوالۂ ادات الفضلا و معنی (۲) را بحوالۂ ابر ہیمی نوشتہ و معنی سوم ہم آوردہ و بحوالۂ قوسی فرمایند کہ تحقیق آنست کہ اشتو بیای موحدہ تصحیف است و صحیح بہ تای قرشت بمعنی اول باشد و معنی دوم مجاز آن۔ ما عرض کنیم کہ بیان ماخذش بجای خودش گذشت و نسبت معنی سوم گویدکہ محققین این را بسند کلام منصور شیرازی گفتہ اند (ص) اگر زقلزم لطف تو قطرۂ بچکد بدرون کورۂ دوزخ لہب شود اشتو و حقیقت آنست کہ درین شعر ہم اشتو بمعنی اول است۔ صاحب رشیدی الف را بضم اوّل وسوم و یا بفتح اول بمعنی دوم آوردہ و بضم اوّل وسوم بمعنی اول و سوم۔ صاحب جہانگیری نسبت (الف و ب) فرمایدکہ با اول مفتوح بمعنی دوم و با اول مضموم بمعنی اول وسوم۔ صاحب جامع گویدکہ (الف) بروزن بدگو و (ب) بروزن بددعا بمعنی اوّل و دوم و بضم اوّل بمعنی سوم و چہارم۔ صاحب سروری بر (الف) ذکر (ب) ہم کردہ بر معنی اوّل وسوم

و پنجم قانع - صاحب ناصری بر (الف) قانع و فرماید کہ (۵) بمعنی انگشتوانہ باشد و صاحب سروری و رشیدی ہم باو دست - صاحب شمس بذکر ہر دو بر معنی اول و سوم و پنجم قناعت کند - صاحب مؤید بر الف ذکر معنی چہارم ہم فرماید مؤلف عرض کند کہ انگشتوبہ کاف فارسی مکسور اصل است بزیادت واو و نسبت بر لفظ انگشت یعنی منسوب بہ انگشت کنایہ از زغال دان و معنی اول مجاز از ان و نسبت معنی سوم ہا را باخان آرزو اتفاق است کہ بوسیلہ سندی کہ معنی سوم پیدا کردہ اند دران انگشتو بمعنی دوم است پس معنی سوم نتیجہ تسامح اہل تحقیق باشد بالجملہ الف مخفف انگشتو باشد و (ب) ہم بزیادت الف زائد در آخرش و نسبت معنی چہارم عرض می شود کہ باید کہ انگشت را مخفف انگشت بہ ضم کاف فارسی گیریم و واو در آخر الف) و واو و الف در آخر (ب) زائد قرار دہیم کہ ہمچو الف - و او ہم در ابتدا و وسط و آخر کلمہ زائد آید ہمچون لیکن و ولیکن و افتادن و اوفتادن و غم و غمو - حیف است کہ اہل تحقیق برای معانی (الف و ب) سندی پیش نکردند و حالا ہر دو در زبان معاصرین عجم متروک است - بالجملہ بلحاظ ماخذ بیان کردہ ما باید کہ الف و ب را بمعنی اول و دوم بالکسر خوانیم و بمعنی چہارم بالضم - فافہم (اردو) (الف و ب) (۱) کوئلا - مذکر - بقول آصفیہ انگشت - زغال - جلی ہوئی لکڑی کا بجھا یا ہوا ٹکڑا یا کان سے نکلا ہوا سیاہ اور وزنی مادہ جو کوئلے کی طرح جلتا ہے (۲) کوئلے رکھنے کا ظرف - کوئیلا دان مذکر (۳) اس کے ترجمہ کی ضرورت نہیں خیال کیگئی اسلئے کہ غلط ہے (۴) انگلی - مونث (۵) انگشتانہ - بقول امیر مذکر - شام کی مثل لوہے یا پیتل کا خول جسے کپڑا سینے کے وقت چھنگلیا کے پاس کی انگلی میں پہن لیتے ہیں تاکہ سوئی نہ چبھے -

اشتود بقول برہان و ناصری و ہفت و جامع و انند بفتح اوّل و ثالث و رابع و سکون ثانی و دال ابجد نام روز دوم است از خمسۂ مسترقہ قدیم و بودن آفتاب در برج عقرب و درین روز مغان یعنی آتش پرستان جشن کنند و بمعنی اوّل الذکر بجای فوقانی نون ہم آمدہ ما صراحت خمسۂ مسترقہ بر سفند کردہ ایم - صاحب (وری و پہلوی) گوید کہ (اشتود) بہ تای فوقانی سوم و دال در آخر روزی از ایام مسترقہ کہ روز جشن مغانست - بخیال ما اسم جامد ژند و پاژند باشد مرکب از شت کہ بمعنی حضرت آمدہ تعظیماً برای ممدوح و مخاطب استعمال کنند و او نسبت و دال زائد در آخر و الف وصلی در اوّل آوردہ اشتود کردہ باشند کہ بمعنی منسوب بحضرت است یعنی روزی متبرک کہ نسبت دارد بہ بارگاہ ایزدی - جادارد کہ بہ تصحیف تای فوقانی را نون کردہ اشنود ہم گفتہ باشند کہ می آید و باشد کہ اشنود مبدل شنون و مخفف شنونہ کہ اسم مفعول است از (شنوتن) کہ بمعنی نوشتن می آید یعنی نوشتہ شدہ و منقول باشد - الف وصلی در اولش آورند و نون آخر را بدال بدل کردہ اشنود کردند کہ تبدیل نون بہ دال می شود چنانکہ نمونہ و نمودہ - و گزینہ و گزیدہ - بالجملہ (اشنود) بمعنی منقول اشارہ از روزی باشد کہ ذکرش در ژند و ساتیر نوشتہ (اردو) خمسۂ مسترقہ سے ایک دن کا نام ژند و پاژند میں اشتود یا اشنود ہے جو مبارک مانا جاتا ہے -

اشته بقول صاحب شمس نوعی از سمارو غ صراحت کند کہ لغت فارسی است و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و صاحب محیط ہم ازین ساکت - بخیال ما این ہمان اشنہ بہ نون سوم است کہ می آید تسامح صاحب شمس باشد کہ نون را تای فوقانی نوشت (اردو) دیکھو اشنہ

اشتہا لغت عرب است بکسر اوّل وسوم بقول منتخب بمعنی آرزو کردن - بہار گوید کہ فارسیان بمعنی آرزوی طعام استعمال کنند وصاف وسوختہ از صفات اوست وبا لفظ - داشتن و سوختن مستعمل مؤلّف گوید کہ در استعمال فرس بمعنی جوع است وخصوصیت استعمال باد ومصادر بالا نیست چنانکہ از لحقات می کشاید (اردو) اشتہا - بقول امیر - عربی - مونث - خواہش - بھوک (مصحفی ۵) کہا گئی مردے ہزاروں ہی مگر نہ اشتہا لیکن نہ اس کی کم ہوئی ؎

اشتہا آوردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ بمعنی پیدا کردن جوع است (طالب ۵) حریص کردمرا تیغ او بخوردن زخم ؎ برندہ بود دلے آب اشتہا آوردہ (اردو) بھوک پیدا کرنا -

اشتہا خواستن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز سحابی استرآبادی سند آوردہ کہ بمعنی خواہش اشتہا داشتن است دیگر ہیچ - (۵) کس بی حاجت نمی تواند بودن ؎ درویش غذا شہ اشتہا می خواہد ؎ (اردو) بھوک کا طالب ہونا

اشتہا داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز طالب آملی سند آوردہ کہ بمعنی داشتن جوع است ومعنی مرادی این رغبت و خواہش داشتن (۵) زبانم سیر بود از گفتگو لیک ؎ لبم در بوسہ خوردن اشتہا داشت ؎ (اردو) بھوکا ہونا -

اشتہار بکسر اوّل وسوم لغت عربست بقول صاحب منتخب شہرت دادن وشہرت یافتن لازم ومتعدی ہر دو آمدہ - فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی شہرت کنند وبرای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند (اردو) شہرت - بقول آصفیہ (عربی) اسم مونث - اشاعت - دہوم دھام - ناموری -

اشتہار داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز منشی اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی

شہیر و مشہور و نامور بودن است (نثر) پسرش بقریش اشتہار داشت" (اردو) مشہور ہونا نامور ہونا۔

اشتہار یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از منشی اصفہانی سند آوردہ کہ یعنی شہرت گرفتن و ناموری حاصل کردن است (نثر) بدین جہت آن طبقہ علی الشان بقرلباش اشتہار یافت" (اردو) شہرت پانا۔ ناموری حاصل کرنا۔ مشہور ہونا۔

اشتہا سوختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از صائب سند آوردہ کہ یعنی زائل شدن و باقی نماندن اشتہاست (ع) اشتہا چون سوخت دارد لذت مرغ کباب ؛ خوان ما را مرغ بریان گر نباشد گو مباش ؛ (اردو) بھوک مرنا۔ بقول آصفیہ اشتہا زائل ہونا۔ بھوک بند ہونا بھی کہتے ہین۔

اشتہا نیست جان من مرض است

(مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را استہزاً برای کسی زنند کہ بسیار مشتاق و حریص خوردن باشد (اردو) دکن مین جب کسی شخص کو کھانے مین حریص اور بہت سیر خوراک دیکھتے ہین تو استہزاً کہتے ہین کہ" یہ تو جوع البقر ہے"

اشتہای مردان زیروندان (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان در تعریف مردانگی مردان این مثل زنند مقصود و شان این باشد کہ مردان از اشتہا عاجز نمی شوند و اعتنا بہ آن نمی کنند و زبان طلب نمی کشایند (اردو) "بے صبر بھوکون مرے اور صابر کو بھوک" دکن مین کہتے ہین یعنی جو لوگ بے صبر ہین وہ تو بھوک سے تباہ حال ہوتے ہین اور مرتے ہین۔ برخلاف اون کے صابرون کی

بھوک خود مرجاتی ہے اور وہ اسکی پرواہ نہیں کرتے "جان جائے زبان نہ ہلے"

اشتیم بقول برہان وہفت وناصری وانند وجامع بفتح اول بروزن تسلیم چرک وریمی راگویند که در جراحت باشد مؤلف گوید که این همان استیم است که به سین مهمله گذشت وهمین معنی بر معنی پنجبش مذکور - جزین نیست که این مبدل آنست فارسیان سین مهمله را به شین معجمه بدل کنند همچون کستی وکشتی (اردو) دیکھو استیم کے پانچوین معنی -

اشتینه بقول صاحب شمس باشین منقوطه موقوف وتای فوقانی مکسور ویای معروف بمعنی آستینه است که گذشت - صراحت کند که لغت فارسی است دیگر کسی از محققین ذکر این نکرده حیف است که سندی پیش نشد مؤلف گوید که همین لغت به سین مهمله وبالف ممدوده هم بجایش گذشت ممدوده ومقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب ولهجه مقامی است واصل این اشتینه به سین مهمله باشد وذکر ماخذش هم بمدد آنجا کرده ایم واین متبدل آنست که فارسیان سین مهمله را به شین معجمه بدل کنند همچون کستی وکشتی (اردو) دیکھو استینه -

اشخار بقول برهان وجامع بفتح اول وخای نقطه دار بالف کشیده (۱) قلیا راگویند که نمک سیاه است وزنگ زدان بکار برند و (۲) نوشادر را نیز گویند وآن نمک مانند است که استادان سفیدگر بکار برند صاحب رشیدی وناصری بر معنی اول قانع - خان آرزو در سراج صراحت مزید کند که ساجی که قلیا نیز گویند زاج سیاه است که از شوره گیاهی سوخته وخاکستر شده سازند وگیاه مذکور را اشنان نام است وچندگاه خاکستر مذکور را در زمین گذارند تا اشخار شود وبرای زخت شستن بکار آید وگاهی بعد از خاکستر خون بدان سیاه کنند ونوشادر نیز - صاحب مؤید در ذیل لغات

فرس نسبت معنی اول فرماید کہ انچہ گاذران و رنگرزان بکار برند ہندش ساجی و کہار زامندو
شخار بدون الف اول ہم آمدہ کذا فی القنیہ۔ صاحب محیط بر اشخار گوید کہ لغت خراسان است
و در کابل اشقار و در اصفہان کہلا و در گیلان و شیراز قلیا و بعربی قلی و قلی الصباغین و
بیونانی قیفومیور و بہندی سجی و ساجی و سوڈا۔ و آن چیزیست از اشنان سوختہ خشک
و در چہارم باقوت سمیت و حاد و جالی و محرق و اکال و قوی تر از نمک بمراتب و مجفف بسیار الخ
و انچہ بر نوشادر گوید ما ذکرش برار مینا کردہ ایم۔ بالجملہ تحقیق آنست کہ قلیا و نوشادر دو قسم جدا گانہ
نمک است و در فارسی زبان اشخار بمعنی اول باشد محققین طب۔ نوشادر را اشخار نگفتہ اند
صاحب کنز فرماید کہ آشق در ترکی زبان صمغ نشادری را گویند بخیال ما برای معنی اول شخار
اصل است کہ بمعنی خراش و خلیدن آمدہ کذا فی البرہان۔ فارسیان زیادت رای مہملہ نسبت
در آخرش شخار کردہ باشند۔ ہمچون انگشت و انگشترو نکی را نام نہادہ باشند کہ اکال است و الف
در اول اشخار وصلی است و نسبت معنی دوم عرض میشود کہ این موضوع باشد از لغت ترکی آشق
کہ صمغ نشادری را گویند بزیادت الف زائد بعد قاف و رای نسبت در آخر و نمک نوشادر را نام
کردند و اقفین ماخذ قاف را بجای معجمہ بدل کردہ نوشادر را ہم اشخار گفتہ باشند محدودہ و مقصورہ
چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است۔ صاحب سروری برای ہر دو معنی سند آوردہ (فخر
زرکوب ؎) آب او دل خراش چون زنگار ۔ خاک او جان گزای چون اشخار (امیر خسرو
؎) خدای جوئی یکرنگ باش چون مردان ۔ کہ زن بسرخ و سپید حنا و اشخار است ✤
(اردو) (۱) ہجی۔ بقول آصفیہ ایک قسم کے کہار کا نام جو ایک اسی نام کے پودے کی راکھ سے

بنایا جاتا ہے جس کو فارسی مین شنجار کہتے ہین اور عربی مین قلی - اسی کا نام رنج بھنگ ہی
(۲) دیکھو ارمینا -

اشخیص بقول برہان بکسر اول وثالث بہ تحتانی رسیدہ وبصاد بی نقطہ زدہ بعضی گویند کہ این لغت یونانی است بمعنی درخت کرمدانہ وآن نوعی از مازریون باشد خوردن آن باشراب گزندگی جانوران را نافع وبعربی شوکت العلک خوانند - صاحب انند این را لغت عرب گوید مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ماذکرش برآداد کردہ ایم وتحقیق صاحب محیط ہم درآنجا مذکور
(اردو) دیکھو ادادا -

اشراش بقول برہان وجامع وہفت خشک شود آرد کنند وکفش گران وصحافان بدان چسپانند مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ما صراحت کامل وبیان ماخذ این بہ اسرشیم کردہ ایم (اردو) دیکھو اسرشیم -

دانند بکسر اول ورای بی نقطہ بالف کشیدہ وشین نقطہ دار زدہ سرپش را گویند وآن نباتیست کہ در سبزی وتازگی بپرند وباماست بخورند وچون

اشراف بقول بہار بالفتح جمع شریف چون احباب جمع حبیب واین مقابل اجلاف است وفارسیان بمعنی نیک بخت وجوان مرد استعمال کنند (محسن تاثیر ۵) نمیدارد شکر اشراف پندارد لب لعلش ؛ تاثیر ار کند بوسی عطا اشراف خواہد شد ؛ فرماید کہ بنا بر نسخہ ناخوف فاعل فعل پندارد تاثیر است کہ در مصرع ثانی واقع شدہ ولب لعل مفعول اول وشکر نمیدارد مفعول ثانی واشراف پندارد مفعول ثالث درین صورت معنی بیت چنین باشد کہ تاثیر لب لعل محبوب را گمان آن می کند کہ جوان مرد است وشکر نمیدارد لیکن اگر بوسی باو عطا کند

اینچه مظنون اوست متیقن خواهد شد یعنی به یقین خواهد دانست که جوان مرد است و میتواند که اشراف بالکسر و سین مهمله بمعنی خرچ کردن بیجا و بی ضرورت بود و قوله نمیدارد تحریف صحیح نمیداند بنون بجای رای مهمله پس معنی بیت آن باشد که لب لعل محبوب که صاحب شکر است می پندارد که اعطای شکر بمستحق اسراف نیست برخلاف تاثیر که استحقاق آن ندارد اگر باو ازین شکر عطا کرده شود البته اسراف خواهد بود لهذا اجرت در عطای آن نمی کند و شکر را از وی دریغ میدارد و معهذا خللی که در بنای ترکیب این بیت واقع شده بر سخن فهم مخفی نیست تا بمعنی آن چه رسد **مؤلف** گوید که هندیان بزبان اردو اشراف را بمعنی واحد یعنی شریف استعمال می کنند ما در کلام قدمای فرس ندیدیم و در روزمرهٔ معاصرین عجم استعمال این به معنی شریف یا نیک بخت یا جوان مرد نه شنیدیم و محققین فرس هم ازین استعمال ساکت اند برخلاف این فارسیان اشراف را بمعنی حقیقیش استعمال کرده اند چنانکه انوری گوید (ع) زنی لاف خدمت اشراف نه کشتی بارمنت اصحاب ؛ (و له ع) افلاک را زمانهٔ اقبال تو ندیم ؛ اشراف را ستانهٔ والای تو آب ؛ بهار که در استعمال فرس معنی نو پیدا کرده است سند او همان کلام محسن تاثیر است که بالا مذکور شد - اگر قبولش در هر دو مصرع لفظ اشراف بمعنی جوان مرد گیریم معنی بیان کرده بهار خلاف ذوق زبان و مائل بسوی ذم ممدوح می شود یعنی یار را که شکر ندارد و اشراف خیال می کنیم و اگر او بوسه دهد اشراف خواهد شد (الخ) بخیال ما لغو است حقیقت اینست که کاتبین چابکدست اشراف را بزیادت سه نقطه اشراف کرده اند و فی الواقع در هر دو مصرع لفظ اشراف مستعمل معنی شعر اینست که لب لعل او مسرف شکر نیست و اسراف شکر پسند ندارد و خوب میداند که

بوسہ دادن بہ محسن تاثیر اسراف است وبس واین معنی نہایت لطیف است کہ ذوق آن زباندانان دانند۔ (اردو) اشراف بقول امیر شریف کی جمع۔ نجیب۔ وہ لوگ جن کا حسب ونسب اچھا ہو واحد کے لئے بھی بولتے ہیں جیسے "وہ اشراف وہ ہے جس کے پاس اشرفی ہو" جمع کا استعمال اسیر نے کیا ہے (ے) اشراف سے کمینے ہیں برتر تو کیا ہوا؟ گوہر بزیر آب ہے بالائے یم حباب ہے۔ ہمارے مغنون کے لحاظ سے دیکھو لفظ اسراف۔

(الف) اشراق | الف۔ بقول منتخب لغت عرب است بکسر اوّل بمعنی روشن شدن و درخشیدن و (ب) بقول صاحب تحقیق الاصطلاحات طائفہ اہل تصفیہ از حکما در مقابل آن مشّائیان بفتح میم وتشدید شین معجمہ۔ طائفہ اہل استدلال از حکما چنانچہ در اسلامیان صوفیہ ومتکلمین و در کتب مسطور است کہ اشراقیان تلامذہ را غالباً تلقین می کردند بی وساطت زبان مؤلف گویند کہ فارسیان (الف) را ہم بہ معنی (ب) استعمال کردہ اند چنانکہ صائب گوید (ے) صحبت اشراق را تیغ زبان درکار نیست ۔ شمع را خاموش باید کرد تا مہتاب ہست ۔ صائب درین شعر اشراق را بمعنی اشراقیان آوردہ صاحب انند بر (ب) فرماید کہ بالکسر اشراقیین گروہی است از حکمای سلف کہ از باعث اشراق و روشنی باطن خود ہا کہ از کثرت ریاضت پیدا کردہ بودند تعلیم وتعلّم مکاشفہ ومراقبہ می کردند وحاجت برفتن پیش کسی نداشتند بخلاف حکمای مشّائین چنانچہ افلاطون ولقراط وغیرہ از زمرۂ اشراقین بودند (اردو) اشراقیین۔ بقول امیر دہ مرتاض گروہ حکما جو بذریعہ تصفیۂ قلب وکشف اپنے شاگردوں کو دور بیٹھے ہوئے تعلیم دیا کرتے تھے مثل مشّائین کے

(۱۲۲۴)

ایک کو دوسرے کے پاس جانے کی ضرورت نہوتی تھی۔

اشرف لغت عرب است بفتح اوّل وسوّم (۱) بمعنی شریف ترکہ اسم تفضیل است صاحب مؤیّد صراحت کند کہ بمعنی بلند سر و بزرگوار تر و بلند تر باشد۔ بہار گوید کہ (۲) قصبۂ از مضافات مازندران۔ چنانکہ سکندر بیگ در تاریخ عالم آرای عباسی نوشتہ (طاہر وحید ۵) ہوای اشرف است و آب شیراز؛ اگر آب و ہوائی در جہان است؛ صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ نام باغی است در مازندران مرزا صائب در وصف آن قصیدہ گفتہ کہ این دو بیت از آنست (۵) کیمیای خوشدلی خاک دیار اشرف است؛ صیقل جانہا ہوای بیغبار اشرف است؛ نیست جز مازندران دارالامانی خاک را؛ وقت آنکس خوش کہ ساکن در دیار اشرف است؛ خان آرزو در چراغ ہدایت ذکر معنی اوّل و دوم فرماید کہ (۳) تخلص شاعر مازندرانی کہ محمد سعید نام داشت پسر ملا محمد صالح مازندرانی کہ از علمای قرار دادۂ ایرانست گویند کہ اشرف ہمشیرہ زادۂ اخوند محمد باقر مجلسی است کہ از مجتہدان شیعہ بود و احوال اشرف در تذکرۂ الشعرای ہندوستان و ایران مسطور و نسبت معنی دوم فرماید کہ نام جائیست از ایران و ظاہراً در صفاہان است۔ و نسبت معنی دوم ہمزبان بہار۔ مؤلف گوید کہ (۴) نام بادشاہی ہم کہ ذکرش بر اشرفی آید (اردو) (۱) شریف تر۔ بلند تر۔ (۲) ایک قصبہ یا باغ کا نام اشرف ہے جو مازندران میں واقع ہے۔ ذکر (۳) ایک عجمی مشہور شاعر کا تخلص اشرف ہے جس کا نام محمد سعید تھا (۴) ایک بادشاہ کا نام بھی اشرف تھا جس نے اشرفی ایجاد کی۔ دیکھو اشرفی۔

اشرفی بقول صاحب انند بحوالۂ غیاث بالفتح و فتح رای مہملہ و کسر فا لغت فارسی است بمعنی

درست زر و این منسوب است با شرف کہ بادشاہی بود سکہ زر بوزن دو ماشہ بزبان او رواج یافت چنانکہ از شرح دیوان خاقانی پیدا است و فرماید کہ کسانیکہ بفتح شین و سکون را خوانند محض غلط است۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ طلای مسکوک رائج ہندوستان را گویند چنانکہ فارغی شیرازی گوید (ے) صرّاف چرخ صبح کہ دیوان خود کشاد ۔ ہر خورده کہ داشت یک اشرفی بداد ۔ و اشرف مازندرانی ہم گوید (ے) اشرف از حرص چہ چیپی بزر و سیم مگرد ۔ چون بت اشرفی از بہر زرت ساختہ اند ۔ صاحب بحر بر بت اشرفی گوید کہ صورتی کہ بر اشرفی مسکوک می کردند بالجملہ اشرفی را بیای نسبت منسوب بسوی معنی حقیقی اشرف کنیم یا بادشاہ بہر دو صورت سکہ طلا را نام است و در عہد اشرف مازندرانی و فارغی شیرازی رواج او متحقق (اردو) اشرفی بقول امیر فارسی۔ مؤنث۔ سونے کا سکہ جو دو ماشہ سے ایک تولہ تک کا ہوتا ہے۔ صاحب غیاث نے شرح دیوان خاقانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اشرف ایک بادشاہ تھا جس کے عہد میں یہ سکہ رائج ہوا۔ اسی نسبت سے اشرفی کہتے ہیں۔

اشعب بقول بہار بفتح اول و عین مہملہ و ثای مثلثہ و صحیح در منتخب بای موحدہ نام طمّاعی نعمت خان عالی (ے) توبہ عباس دوس بردہ نسب او است دیدان معدہ اشعب و فرمود کہ عباس دوس بدال مہملہ نام داما د اشعب کہ در طمع از اشعب بیشتر بود دوس بالفتحہ قبیلۂ در یمن وارستہ فرماید کہ این بہ ثای مثلثہ آخر است ولیکن نعمت خان عالی بای موحدہ آوردہ۔ صاحب منتخب مؤید استعمالش۔ صاحب غیاث ہمزبان وارستہ صاحب انند بحوالۂ منتخب گویند کہ در بعض کتب لغت بہ ثای مثلثہ بجای بای موحدہ فصیح یافتہ و آن غلط است و اشعث بہ ثای

ششۂ آنر لغتی است در عربی بمعنی آشفتہ موی و گرد آلودہ موی (کذا فی المنتخب) مؤلف گوید کہ بخیال ما ضرورت نداشت کہ این لغت را ذکر کنیم کہ از موضوع ما خارج است ولیکن اتباع صاحب بہار عجم کردہ ایم کہ فارسیان در بیان طمع استعمال این نام کردہ اند (اردو) اشعب نام ایک شخص گزرا ہے جو بہت طامع تھا۔

اشعر بقول برہان وجامع وجہانگیری بضم اول وغین نقطہ دار وسکون ثانی وراے بی نقطہ ہمان اشعر کہ ذکرش با سین مہملہ گذشت وما اشارہ باین ہمہ را انجا کردہ ایم واین مبدل اشعر باشد کہ فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ بدل کنند ہمچون کشتی وکشتی (اردو) دیکھو اشعر۔

اشفند بقول برہان وجامع وناصری و سروری بفتح اول وفای مفتوح بر وزن الوند نام بلوکی است از بلوکات نیشاپور مشتمل بر شصت و دو قریہ۔ ما ذکر این سین مہملہ بمعنی دوم اشفند کردہ ایم واز وجہ تسمیہ ہم ہمدران جا بحثی آمدہ ایم واز وجہ تسمیہ ہم ہمدران جا بحثی آمدہ ایم واین مبدل آن است کہ فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ بدل کنند۔ ہمچون کشتی وکشتی۔ انچہ درین جا الف را فتح داده اند نتیجۂ لاعلمی از ناخذ است وغلط العام۔ (اردو) اشفند۔ مضافات نیشاپور سے ایک حصۂ ملک کا نام ہے جو تراسی قریوں پر شامل ہے۔ اسی کا ذکر سین مہملہ کے ساتھ لفظ اسفند کے دوسرے معنی پر گزرا ہے۔

اشق بقول برہان بضم اول وفتح ثانی وسکون قاف صمغ گیاہی است کہ آنرا بدران گویند وبعربی صمغ الطرثوث۔ استسقارا نافع است وبعضی گویند جوہریست معدنی کہ آنرا بعربی لذاق الذہب نام است وان غیر معدنی ہم ہست کہ علی باشد کہ بول کودکان را باسر کہ در باون مسین کنند و در آفتاب چندان بسایند کہ منعقد شود وطبیعت آن گرم وخشک وجراحت ہای کہنہ را نافع وبعربی الحام الصناعہ خوانند واشج باجیم نیز

گویند و معرب او اشہ با ہاست دہم او بر آوشہ گوید کہ رطوبتی است کہ شہا بر سبزہ نشیند - صاحبان
انند و غیاث و مؤید و ہفت و شمس ہم ذکر این کردہ اند - صاحب منتخب این را لغت عرب و نام صمغ
درختی نوشتہ - و صاحب مؤید بذیل لغات فرس بحوالۂ بعض لغات طب آوردہ و معنیٔ بابرہان متفق و
صاحب شمس معترف لغت عرب و معنی برہان - صاحب محیط فرماید کہ این معرب اشم فارسی است
و بہ فارسی اوشہ کلیانی ہم گویند و بعربی او شیح و شیح و بیونانی اثانقون - و امونیاقن - و بہندی
کاندر و بلغزگی امی موناکم و بقول شیخ صمغ طرثوث است و گویند صمغ اشترغاز و بقول صاحب
اختیارات صمغ بدان - بالجملہ صمغ درختی است بہترین آن سفید و نرم و صاف و بقول شیخ گرم
در آخر دوم و خشک در اول در آن تحلیل و تجفیف قوی است و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو)
کاندر - بقول صاحب جامع الادویہ - اوشہ - اشق لذاق الذہب - ایک درخت کا گوند -

اشقاقل | بقول برہان و ہفت و انند بکسر اول و ثالث بالف کشیدہ و قاف مضموم بلام
زدہ زردک صحرائیست و آن را شقاقل بحذف الف نیز گویند و بہترین آن زرد و سطبر و سنگین
باشد - قوت باہ دہد - اگر زن حاملہ بخود بر گیرد بچہ بیندازد - صاحب محیط ذکر این کردہ گوید کہ ہمان
شقاقل است و بر شقاقل فرماید کہ گزر دشتی است و بہندی دودھالی - یعنی شیر دار و معنی افزاینده
و شالی - یعنی بسیار اولاد پیدا کنندہ - و سوالی - یعنی آرام دہندہ و کاکول - یعنی امید زیادہ کنندہ
گرم و خشک در اول - ملین و منافع بسیار دارد - صاحب منتخب این را بالفتح و ضم قاف ثانی لغت
عرب گوید یعنی گزر دشتی - پس فارسیان بزیادت الف وصلی در اول و تصرف در حرکات مقرس
کردہ اند و این ہمان است کہ ذکر کالمش بر اتموساگذشت (اردو) دیکھو اسموسا -

اشقردیون بقول برہان وہفت بفتح اوّل وثالث وسکون ثانی وراے قرشت وکسر دال ابجد ویاے حطی بواو رسیدہ ونون زدہ لغت یونانی شقردیون باشد کہ سیر صحرائی است وبعربی توم البری وحافظ الاجساد۔ مؤلف گوید کہ این ہمان اسقوردیون است کہ ذکرش گذشت۔

واصل این (سقوردیون) باشد فارسیان الف وصلی در اولش آوردند وسین مہملہ را بہ شین بدل کردند ہمچون کستی وکشتی ۔ وواو اول کہ علامت ضمہ بود حذف شدہ ضمہ باقی ماند۔ توانیم گفت کہ مفرّس است۔ (اردو) ویکھو اسقوردیون۔

اشقرہ بقول صاحب ضمیمہ برہان ہیزم نیم سوختہ را گویند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مخفی مباد کہ شقرہ۔ بقول منتخب بالضم لغت عرب است کہ سرخی یا سیاہی آمیختہ را گویند۔ پس عجبی نیست کہ فارسیان بزیادت الف وصلی برای ہیزم نیم سوختہ نام کردہ باشند کہ دو رنگ باشد پس باید کہ بفتح اوّل خوانیم وضم دوم وسکون سوم وفتح چہارم حالا بزبان عجم متروک است (اردو) آدہی جلی ہوئی لکڑی کو فارسیون نے اشقرہ کہا ہے ۔ لکھتی بقول آصفیہ ہیزم نیم سوختہ۔ مؤنث۔

اشک۔ بقول برہان وہفت وجامع بفتح اوّل وسکون ثانی وکاف۔ (۱) مطلق قطرہ را گویند عموماً و (۲) قطرۂ آب چشم را خصوصاً و (۳) نام یکی از سلاطین عجم و (۴) سالک راہ خدا۔ خان آرزو در سراج بذکر ہر چہار معنی نسبت معنی سوم صراحت کند کہ طبقۂ اشکانیان بدو منسوب است۔ صاحب ناصری بمعنی دوم وسوم قانع۔ صاحب سروری این را بکاف فارسی آورده وبذکر معنی اول ودوم بمعنی قطرۂ باران ہم گفتہ بخیال ما متعلق است بمعنی اوّل (شیخ عطار ۵۱) چنان شد ظلم در ایام او کم کہ اشکی در میان بحر قلزم نہ (کمال اسمعیل ۵۲) چون نار دانہ کہ در آن

استخوان بود و پنهان شده است شخص من اندر میان اشک ۱۲ صاحب رشیدی و جهانگیری بر معنی اول و دوم اکتفا کرده - صاحب شمس بذکر معنی اول و دوم گوید که جامه که بچه طفل بدان پیچند و قیل بدانچه خود را بندند مؤلف عرض کند که لغت معنی آخره بیان کرده صاحب شمس بقول صاحب مؤید اشک است که ذکرش گذشت و جز این نیست که تسامح صاحب شمس این را بذیل تعریف اشک شریک کرد و انچه صاحب شمس بعد لفظ قیل نوشته دران هم غلطی کتابت راه یافته که بقول مؤید بحواله دستور "انچه بچه خورد را بدان بندند" بالجمله ما صراحت این درین مقام برای رفع غلطی صاحب شمس کرده ایم - صاحب مؤید بر اشک بذکر معنی دوم بحواله زفانگو یا گوید که نمی که بر گیاه و بر زمین نشیند اشک است و بخیال ما این صراحت معنی اول است ولیکن طرز بیان محقق فاضل تعمیم معنی اول را با سبزه و زمین مخصوص می کند و این درست نیست - اشک شبنم به معنی قطره شبنم در لغات می آید ولیکن مجرد اشک بمعنی قطره شبنم یا قطره باران از نظر ما نگذشت - صاحب ضمیمه برهان فرماید که اشک در ترکی فراغ باشد و صاحب سخندان گوید که اشک را در سنسکرت اشرو گویند و رای مهمله حذف شود و صاحب خزانة اللغات نوشته که ترجمه اشک در سنسکرت اشر باشد به فتح الف و ضمه شین معجمه مؤلف عرض کند که بخیال ما فارسیان بقاعده خود اشر را به تبدیل رای مهمله با کاف فارسی اشک کردند همچون ریمازو گیمازو و بعد ازان کاف فارسی بکثرت استعمال بعربی بدل شد چنانکه گند و کند و بتبدیل حرکات حروف هم نتیجه لب و لهجه فارسیان است پس توان گفت که اشک مفرس است از لغت سنسکرت و قول صاحب سروری مؤید خیال ما - الحاصل صاحبان بهار عجم و انند ذکر این معنی اول و دوم کرده اند و بقول هر دو و تحقیق ما از صفات اشک است (۱) از

مژگان افتادہ (۲) از مژگان چکیدہ (۳) اضطراب فروش (۴) بہانہ جو (۵) بی آرام (۶) بی اثر (۷) بی بہا (۸) بی قرار (۹) پریشان سفر (۱۰) پریشان نظر (۱۱) جگر پرواز (۱۲) جگرخوار (۱۳) جگرسوز (۱۴) حسرت آلود (۱۵) درد آلود (۱۶) دریادل (۱۷) دشت پیما (۱۸) دل پرواز (۱۹) دلفروز (۲۰) دمادم (۲۱) رعنا (۲۲) سبک گام (۲۳) سرنگون (۲۴) سینہ فرسا (۲۵) صحرا پسند (۲۶) عنانی (۲۷) کم فرصت (۲۸) گرم رو (۲۹) گلگون (۳۰) محنت کش (۳۱) مژگان پرور (۳۲) مژہ آرا (۳۳) ناب (۳۴) نظرباز (۳۵) نگاہ آلود بعض اسناد این و تشبیہات اشک و بعض اسناد در ملحقات می آید و بسیاری از صفات اشک ورای این است کہ از ملحقات معلوم شود و از تشبیہات اشک است (۱) آئینہ (۲) الماس۔ مفید بلخی (ے) زینت حسن است از الماس اشک ما مفید پنگل ز شبنم تکمۂ چاک گریبان می کند ؂ (۳) برق۔ ظہوری (ے) ز برق اشک بسوز دسرای خواب ایدل چراغ مجلس افسانہ نور طور مکن ؂ (۴) بیضہ۔ جامی (ے) بلبل شو از شوق تو ای گلشن خوبی ؂ ہر بیضۂ اشکی کز چشم ترم افتاد ؂ (۵) تاب۔ ظہوری (ے) نگاہت نشد شعلہ از تاب اشک ؂ شبی ترنکردی بہ مہتاب اشک ؂ (۶) تار۔ صائب (ے) از اشتیاق ذکر تو در دیدہا شد است ہر تار اشک سبحۂ صد دانۂ دگر (۷) تخم (۸) تسبیح۔ ظہوری (ے) ز مژگان بیا و نیز تسبیح اشک ؂ کہ ذکر تو آرد ملک را بر شک ؂ (۹) تکمہ۔ ظہوری (ے) فریاد ازین دریدہ چشمی فریاد ؂ جیب نگہت بہ تکمہ اشک بسوزہ ؂ (۱۰) حباب (۱۱) خوشہ۔ صائب (ے) صائب از سیمای ما گر دکدورت را شست ؂ خوشۂ اشکی کز و شد طارم افلاک سبز ؂ (۱۲) دانہ۔ ظہوری (ے) دانہ نبودی اگر از اشک غم ؂ طائر عشرت نہ شدی رام ما ؂ (۱۳) دجلہ (۱۴) دُر۔ عرفی (ے) گو۔ مرا از آب و آتش گریکی دانہ

چہ عیب ؛ آنکہ گوید اشک عرفی با در مکنون یکی ست ؛ انوری (ے) حسرت ترتیب عقد گوہر
گلکاش ؛ در ثمین کرد اشک در ثمین را ؛ (۱۵) زنجیر (۱۶) سبحہ - ظہوری (ے) از اشک صبح و شام
ظہوریست سبحہ ساز ؛ اندیشہ لطرادت اوراد کردہ ایم ؛ (۱۷) ستارہ (۱۸) سیل (۱۹) سیلاب
(۲۰) سیم - زلالی (ے) چو نامہ متمع را جان خراشید ؛ نثار نامہ سیم اشک پاشید ؛ (۲۱) سیماب
مفید ملجی (ے) مرا سیماب اشک از دیدہ ہر دم کم نمی باشد ؛ بیاض دیدہ ام صحبت بی شبنم نمی باشد
(۲۲) شبدیز (۲۳) شبنم - زلالی (ے) رخش در شبنم اشک چکیدہ ؛ بر نگ زعفران نم کشیدہ
(۲۴) شعلہ (۲۵) شوربا - خان آرزو (ے) عشق کی فارغ ز اصلاح مزاج حسن شد
شوربای اشک بہر زگس بیمار داشت ؛ (۲۶) شیشہ - ظہوری (ے) در جگر زخمی بچنیدن مگر
لب کرد باز ؛ شیشۂ اشکی فرستادم بہ بین احوال چیست ؛ (۲۷) طفل (۲۸) طوفان (۲۹) غنچہ
نعمت خان عالی ے از نسیم آہ ممنونم کہ در گلزار عشق ؛ غنچہ ہای اشک گلگون مرا وامی کند ؛
(۳۰) قرعہ - ظہوری (ے) غلطیدہ بخون زگردش چشم ؛ از قرعۂ اشک فال گیرند ؛ (۳۱)
کمیت (۳۲) گل - ابو طالب کلیم (ے) شد دامن الوندکنارم ز گل اشک ؛ کردیم دوا داغ
فراق ہمدان را ؛ (۳۳) گلبرگ - زلالی (ے) نکردہ نو بر گلبرگ اشکی ؛ نچیدہ لالۂ از داغ
رشکی ؛ (۳۴) گلشن (۳۵) گوہر - ظہوری (ے) بر نجوشد تا باشک از سینۂ گوہرہای غم ؛
دمیدم بر دیدۂ تر آستین افشردہ ایم ؛ (۳۶) لالہ (۳۷) لعل - (۳۸) مرغ - والہ ہروی
(ے) آرام در راحتی کہ ز دل ماتم تو برد ؛ چون مرغ اشک باز نیاید بآشیان ؛ (۳۹) مسافر -
ملا رضی (ے) چگونہ بار بمنزل برد مسافر اشک ؛ کہ رہزنی بکمین ہمچو آستین دارد ؛ (۴۰) مضراب

(۴۱) موج - ملا قاسم مشہدی (ص) موج اشکم بی سخن اظہار مطلب می کند ؛ جنبش ریگ روان با نمک دراباشد مرا ؛ (۴۲) مہتاب سند این بر تشبیہ پنجم گذشت (۴۳) میخانہ (۴۴) ناقہ - ظہوری (ص) کجا بہ ناقۂ اشک این گریوہ طی گردد ؛ اگر نہ از حدی ہای ہای راندش ؛ (۴۵) نقطہ (۴۶) نمک ؛ صائب (ص) ہیچکس زہرۂ نظارہ چشم تو نداشت ؛ نمک اشک من این تلخی بادام گرفت (۴۷) یاقوت - مفید ملخی (ص) از اشک ماست زینت موی میان ترا ؛ یاقوت خویش زیب کمر کردہ ایم ما ؛ (اردو) (۱) قطرہ - مذکر - بقول آصفیہ - عربی - پانی کی بوند (۲) اشک بقول امیر - فارسی - مذکر - آنسو (آتش ص) اس ماہ کی فرقت مین جو تارے نکل آئے ؛ تارون کے سوا اشک ہمارے نکل آئے ؛ امیر نے اسکے صفات اور تشبیہات کا ذکر آنسو پر کیا ہے - (۳) سلاطین عجم سے ایک بادشاہ کا نام اشک تھا جس سے طبقۂ اشکانیان منسوب ہے (۴) سالک راہ خدا کو فارسیون نے اشک کہا ہے -

اشک آتش ناک اصطلاح - بکسر کاف اول - بقول صاحب بحر عجم وبہار و انند اشک گرم است **مؤلف** گوید کہ در اول آتش ناک و در دوم آتشین - صفت اشک است و فارسیان اشک گرم - اشک غم را گویند کہ مقابل اشک شادی است گویند کہ در حالت غم اشکیکہ از چشم ریزد گرم باشد و این علامت سوز دل است برخلاف اشک شادی کہ گرم نباشد (اردو) اشک آتشین - مذکر - امیر نے آنسو کے صفات مین اس کا ذکر فرمایا ہے (آتش ص) جوش اشک آتشین کا باعث آہ سرد ہے ؛ گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا ؛

اشک آل استعمال - بکسر کاف عربی مرکب

توصیفی ست وبقول صاحب بحر وبہار روانند بمعنی اشک سرخ باشد کہ آل در ترکی زبان بمعنی سرخ است کذا فی لغات ترکی - فارسیان استعمال این کردہ اند بمعنی اشک خونین حیف است کہ محققین بالاسندی پیش نکردند و ما در کلام ظہوری یا فتیم (ے) از چہرۂ کاہی ظہوری ؎ پیرایۂ اشک آل گیرند (اردو) سرخ آنسو (مذکر) امیر نے آنسو کے صفات مین اس کا ذکر فرمایا ہے - (ناسخ ے) فصل گل ہے کیون نہ ہو ہمہ پر بہار ؎ سرخ آنسو ہین تو چہرہ زرد ہے ؎ اشک خانی بھی مستعمل ہے (میر ے) اب اشک خانی سے جو تر نہ کرے مژگان ؎ وہ تجھ کف رنگین کا مارا نہ ہوا ہوگا ؎

(الف) اشک آلود استعمال - بہار

(ب) اشک آلودن نسبت (الف) فرمایدکہ در صفات روی وچشم مستعمل وصاحب آصفی ذکر (ب) کردہ از معنی ساکت واز نظیری نیشاپوری سندی آوردہ کہ (الف) راست موئی گویدکہ (ب) بمعنی آلودہ شدن بہ اشک است کہ آلودن لازم ومتعدی ہر دو آمدہ و (الف مخفف) اشک آلودہ کہ اسم مفعول (ب) باشد (ے) نظیری را بہ مجلس بردم امروز و غلط کردم ؎ مرا رسوای عالم کرد چشم اشک آلودش ؎ (اردو) الف آلودہ اشک - یا اشک آلود - آنکھہ اور چہرے اور رخسار کی صفت مین کہ سکتے ہین - امیر نے آنکھ پر صفات چشم عاشق مین اشک آلود کا ذکر کیا ہے (آتش ے) کوچہ تیرا عیش باغ ای یا بے تاویل ہے ؎ چشم اشک آلود عاشق اس مین موتی جھیل ہے ؎ (ب) اشک آلود ہونا -

اشک آمدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز حزین اصفہانی سندی آوردہ کہ در آن استعمال این بہ معنی آمدن وپیدا شدن اشک در چشم ورختن آن باشد (ے) آبی ای زخم تشنہ بردارہ ؎ اشک در یا نوالم آمد ؎

(اردو) آنسو آنا - بقول امیر آنسو وہ پانی آنکھ سے
ٹپکنا (ناسخ ؎) کس کے دانتوں کی چمک کا
وہ بیان ہے جو رات دن ہ متصل آتے ہیں آنسو
سبحۂ بلور سے ہ ہماری رائے میں آنکھ میں آنسو آنا
معنی آبدیدہ ہو جانا بھی کہہ سکتے ہیں امیر نے
آنسو بھر آنا انہیں معنوں میں لکھا ہے (صبا
؎) دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو
بھر آئے ہ بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

اشک ابر | اصطلاح - بہ کسر کاف عربی
مرکب اضافی است و بقول صاحب بحر قطرات
باران بہار گوید کہ این کنایہ باشد صاحب
اند ہم ذکر این کردہ و مرادف اشک سحاب
نوشتہ کہ می آید مؤلف گوید کہ اشک بمعنی عام
قطرۂ آب بجایش گذشت - ہر گاہ اضافت

آن بسوی ابر یا سحاب کنیم معنی لفظی آن قطرۂ
باران است پس ضرورت ندارد کہ این را کنایہ
گیریم (اردو) برسات کی بوندیں - مؤنث جنسیہ
بھی کہہ سکتے ہیں لیکن اس کے معنی میں صاحب آصفیہ
نے ہلکی بارش خفیف سا مینھ لکھا ہے اور پہار
پر ترشح اور چھوٹی چھوٹی بوندیں بہ نیوجہ کہ فارسی
معنوں میں مطلق قطرات باران کا استعمال ہے
لہذا چھینٹے اور پہار خاص ہیں -

اشک اختر | اصطلاح - مرکب اضافی است باضافت
تشبیہی کہ مراد از اشک باشد کہ ہمچون اختر است فارسیان
اشک را باختر تشبیہ دادہ اند و اختر اشک ہم تواں گفت
سند این از کلام کلیم بر اشک چکیدن می آید (اردو) امیر نے
آنسو کی تشبیہات میں اشک کو اختر سے تشبیہ دی ہے (ناصر
؎) لعل تر نا سفتہ گوہر اشک ہے ہ یا شفق آلود اختر اشک ہے ہ

(الف) اشکار | بقول برہان بکسر اول بروزن دلدار (۱) بمعنی شکار باشد کہ نخچیر است و (۲) شکار
کردن را نیز گویند - خان آرزو در سراج ذکر معنی مصدری نکردہ صاحب سروری از حکیم فرخی سند
آوردہ (؎) غیر محمود کہ واندکردن ہ نرہ شیری بخدنگی اشکار ہ صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی

نخچیر و آهو یعنی افادهٔ معنی شکار و شکار کننده کند صاحب جامع بر معنی اول قانع - بهار بر لفظ شکار گوید که باید دانست که قصد کشتن آدمی مر حیوانی را در عرف شکار نام است و گاه بمعنی شکار کرده شده و حیوانی که شکار کردنش مطلوب بود نیز آمده و آرسته بر لفظ شکار فرماید که قصد کشتن طائر و حیوان کردن و نیز بر جانوران قابل شکار اطلاق آن کنند و برای معنی مصدری از قاسم گونابادی سند دهد (ـه) تا بندمردان رخ از کار زار نه بهر بران ندانند غیر از شکار نه و صاحب انند بحوالهٔ ناصری بر شکر نوشته که بروزن جگر در فارسی زبان بمعنی شکار است و شکننده را نیز گویند و بر نیقیاس است دل شکر و جان شکر و شکردن و شکردین بمعنی شکار کردن مؤلف عرض کند که شکر بکسر اول و فتح دوم اسم جامد فارسی بمعنی اول است و همین است اسم مصدر شکردن و شکردین که به معنی شکار کردن می آید فارسیان الف زائد بعد شین معجمه آورده شکار کردند همچون مهار و مهاریدن پس ازان الف وصلی در اول این آورده اشکار ساختند و نسبت معنی دوم عرض می شود که شکر حاصل بالمصدر شکردن و شکردین هم آمده کذا فی المواردهمین است اصل اشکار بمعنی دوم بزیادت هر دو الف پس در کلام قاسم گونابادی که بالا مذکور شد استعمال لفظ شکار بمعنی حاصل بالمصدر است و انچه صاحب ناصری اشکار بمعنی آهو گفته متعلق به معنی اول باشد که آهو بمعنی شکار هم آمده و انچه این را بمعنی فاعل گیرد تسامح اوست که بقاعدهٔ اسم فاعل ترکیبی این معنی بترکیب پیدا می شود نه غیر آن همچون شیر اشکار یا شیر شکار - صاحب انند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ ذکر - - - - - - - - -

(ب) اشکاری بمعنی شکاری کرده فرماید که به معنی شکاری و صیاد است مؤلف عرض کند که الف وصلی در اول و یای نسبت در آخر لفظ شکار زیاده کرده اند دیگر هیچ سلار و و الف

(۱) شکار۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی۔ اسم مذکر۔ صید۔ نخچیر (۲) اس کا مصدر شکار کرنا ہے اور حاصل بالمصدر شکار جیسے ہم نے شکار کا ارادہ کیا ہے (ب) شکاری۔ بقول آصفیہ فارسی۔ اسم مذکر۔ شکار کرنے والا۔ صیاد۔

(۱۹۲۸)

اشک از دیدہ افتادن استعمال۔ بمعنی حقیقی گریہ وزاری کردن۔ چنانکہ صائب گوید (ہ)

از دیدۂ یتیم نیفتادہ است اشک ❊ دنیا بخوار یکہ مرا از نظر فتاد ❊ (اردو) آنکھ سے آنسو ٹپکنا۔ بقول امیر رونا (مسرور ہ) اسکی نظر پڑی جو مرے حال زار پر ❊ بے اختیار آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے ❊

اشک از دیدہ جستن استعمال۔ بمعنی برآمدن اشک است از چشم۔ صراحت و سند این بر اشک جستن می آید (اردو) دیکھو اشک جستن۔

اشک از دیدہ چکیدن استعمال۔ بمعنی برآمدن اشک است از چشم۔ صراحت و سند این بر اشک چکیدن می آید (اردو) دیکھو اشک چکیدن۔

اشک از دیدہ دمیدن استعمال۔ بمعنی برآمدن اشک است از چشم و گریستن صراحت کامل و سند این بر اشک دمیدن می آید (اردو) دیکھو اشک دمیدن۔

(الف) اشک از رخسار چیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر الاسا و غم خواری کردن و الف گوید کہ این کنایہ باشد و اگر کسی اشک خود از رخسار خود چیند برای او استعمال این نمی شود۔ بہار و آصفی و امثال ذکر این بر اشک چیدن کردہ مؤلف گوید کہ این مراد باشد کہ ذکرش بر اشک چیدن آید (اردو) (الف و ب) آنسو پونچھنا

(ب) اشک از مژگان چیدن

بقول امیر مجازاً تسکین اور دلاسا دینا (مومن ہ) کوئی زہا کہ پوچھے آنسو ❊ کیا رو ؤں مین اپنی بیکسی کو ❊

اشکاف بکسر ہمزہ بمعنی زخنہ باشد مطلقاً۔ صراحت کامل این بر شگاف بہ کاف فارسی کردہ ایم

کہ می آید (اردو) دیکھو انشگاف

(الف) اشک افتادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از شفائی اصفہانی سند آوردہ کہ ----------

(ب) اشک افتادن برخاک | راست یعنی گریستن بمعنی حقیقی (ط) آتشی دارم کہ گر برخاک افتد اشک من ؛ ہمچو خون گرم خاک مردہ می آید بجوش ؛ (اردو) آنسو بہنا - بقول امیر آنسو جاری ہونا (آغا حجو شرف ط) فردوس مین رو لو نگا شرف اتنے ہی موتی ؛ بہتے ہین جو میرے غم شبیر مین آنسو ؛ آنسو جاری یا روان ہونا - آنسو چلنا - آنسو ڈھلنا بھی کہتے ہین - دیکھو امیر اللغات - اور آنسو گرنا بھی کہ سکتے ہین -

اشک افسوس | استعمال - بقول بہار معروف و صاحب انند این را با اشک حسرت و اشک مصیبت و اشک ندامت و اشک پشیمانی آورده حیف است کہ سندی پیش نشد بخیال ما من وجہ مرادف اشک حسرت تو ان گرفت یعنی اشکی کہ با فسوس واقعہ بچشم آید یا از چشم ریزد آنرا اشک افسوس تو ان گفت و تعریف ہر یکی بجای خود مذکور شود (اردو) اشک افسوس - اور اشک حسرت کہ سکتے ہین یعنی وہ اشک جو کسی امر کے افسوس یا حسرت مین آنکھ سے نکل پڑین یا آنکھ مین آئین

(۱) اشک افشاندن (مصدر اصطلاحی)

(۲) اشک افشاندن دیدہ | بمعنی گریستن است (عرفی ط) جای رحم است بہ عرفی کہ بسی بی اثر است ؛ اشک گرمی کہ بشبہای دراز افشاند پنہاں ط) دیدہ اشک فشان بہر سبکباری اشک ؛ قرعہ انداختہ یار سفری خواہم بست ؛ (اردو) آنسو بہانا - بقول امیر رونا (نسیم ط) پہر مین بہی کچھ کہونگا دیکھو زبان بند کو پھر منہ چھپا کے مجھ سے آنسو بہائیے گا ؛

اشکال | بفتح اوّل لغت عرب است بقول صاحب منتخب جمع شکل بمعنی صورتہا و مانندہا - فارسیان

بمعنی واقعات ہم استعمال کنند و استعمال این بترکیب فارسی ہم کردہ اند کہ در لطفات آید (انوری ؎) نہ ہیچ عقل بر اشکال دور او واقف نہ نہ ہیچ دیدہ بر اسرار حکم او بینا ست ؛ (اردو) تشکلیز صورتین - مؤنث - نقشے - واقعات - مذکر -

اشکالِ جنوبی و شمالی اصطلاح - اشکال لغت عرب است بفتح اول جمع شکل و باضافت آن بسوی جنوبی و شمالی - مراد از اشکال ثوابت کہ منسوب است بہ جنوب و شمال - صاحب غیاث و انند فرمایدکہ بدانکہ بر فلک اشکال ثوابت چہل و شست قرار دادہ اند منجملہ آن دوازدہ شکل بر منطقۃ البروج واقع کہ دوازدہ بروج مشہورہ عبارت از ہمین است و پانزدہ اشکال بجانب جنوب منطقۃ البروج باشد وبست و یک شکل بطرف شمال مؤلف گوید کہ مقصودش چنین نباشد کہ ہمین پانزدہ وبست و یک را اشکال جنوبی و شمالی گویند (اردو) اشکال جنوبی - و اشکال شمالی سے وہ پندرہ اشکال ثوابت مراد ہین جو منطقۃ البروج کے جنوب مین - اور اکیس اشکال ثوابت جو منطقۃ البروج کے شمال مین واقع ہین - مذکر

اشکالِ دورنما اصطلاح - مرکب توصیفی است بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار نقوش و تصاویر کہ در خانہا و پردہ ہا تمام کنند معنی لفظی این نقوشی کہ حال زمانہ را نماید - اضافت اشکال بسوی اسم فاعل ترکیبی است کہ صفت اشکال باشد (اردو) معاصرین عجم نے اون تصاویر کو اشکال دورنما کہا ہے جو مکانون کی آرایش کے لئے دیوارون اور پردون پر قائم کئے جائین جن سے زمانہ کے حالات معلوم ہوتے ہین

اشکال را حل کردن استعمال - بمعنی تحقیق است یعنی آسان کردن و دریافتن حقیقت اشکال چنانکہ انوری گوید (؎) آنکہ رایش دہد اجرام کواکب را نور نہ دانکہ کلکش کند اشکال حوادث را

حل ؛ (اردو) اشکال کو حل کرنا۔ یعنی حقیقت اشکال سے واقف ہونا۔

اشکال شکار استعمال۔ مرکب اضافی است بمعنی حقیقی و بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار نقشہ شکارگاہ را گویند و این استعمال معاصرین عجم است (اردو) شکارگاہ کا نقشہ۔ مذکر۔

اشکال گرفتن استعمال بمعنی عکس پذیر شدن و صورت گرفتن است چنانکہ انوری گوید (ق) زنعل مرکب از طیل باز تو گیرند ہلال دہد بر بحر خ بلند بر اشکال ؛ (اردو) صورت پکڑنا۔ بقول آصفیہ ڈھنگ پکڑنا رنگ اختیار کرنا۔ عکس پذیر ہونا۔ بھی کہ سکتے ہیں

(۱) **اشکانی** صاحب ضمیمہ برہان بہ (۱) گوید کہ قومی کہ از ملوک است۔ و بہار و انند بہ (۲)

(۲) **اشکانیان** فرمایند کہ بالکسر طبقہ از سلاطین عجم۔ اشارہ این بہ معنی سوم اشک کردہ ایم (غور سے) نظر بخشیم ترمن زروی عبرت کن ؛ زخانوادہ اشکانیان ہمین ماند است ؛ (اردو) اشکانی۔ منسوب بہ سلطان اشک اور اسکی جمع (۲) اشکانیان فارسی میں اون اشخاص کو کہتے ہیں جو خانوادہ سلطان اشک سے ہوں جس کی صراحت ہم نے لفظ اشک کے تیسرے معنی پر کی ہے۔

اشکاوند بقول برہان و انند بفتح اول و واو و سکون نون و دال مرادف اشکاوندکہ گذشت صاحب ہفت صراحت کند کہ بکاف عربی است ما صراحت ماخذ و تعریف کامل ہمہ ران جا کردہ ایم و این مبدل اشکاوند است کہ سین مہملہ بہ شین معجمہ بدل شدہ ہمچو کشتی و کشتی (اردو) دیکھو اشکاوند

اشکبار بقول بہار و انند بموحدہ و رای مہملہ (۱) اشک ریختن و (۲) امر بدین معنی و (۳) اشک ریزندہ ہم (ملاطغرا ل) تمش کردہ از دولت اشکبار ؛ مقامات پروانہ را استوار ؛ (ابوطالب

کلیم ؎) بحیرتم چو در ابر سفید باران نیست ۔ چہ وجہا ست کہ در چشم اشکبار من است ۔ (اردو) (۱) اشکبار کہ سکتی ہین آنسو بہانیوالا ۔ بمعنی آنسو بہانیوالا ۔ روتا ہوا ۔ رونیوالا ۔

؎) بر خاک آدم این ہمہ باران غم کہ ریخت ۔ سیلش روان از ین مژۂ اشکبار نیست ۔ مؤلف گوید کہ در سند اول اشک بار بمعنی حاصل بالمصدر آمدہ کہ مخفف اشکباری است و نسبت معنی دوم عرض می شود کہ امر است از (اشک باریدن) کہ می آید و بمعنی سوم اسم فاعل ترکیبی است و بس فارسیان این را بمعنی سوم بصفت عاشق ہم آوردہ اند (ظہوری ؎) برای شستن گرد رکاب می باید ۔ کہ در عنان تو باشند اشکباری چند ۔ (عرفی ؎) در آن مقام کہ عرقی ز دل گذشت و ہنوز ۔ گہی کہ می گذرد اشکبار می گذرد ۔ مخفی نماند کہ فارسیان این را با مصادر فرس مرکب ہم کردہ اند کہ در ملحقات می آید (اردو) (۱) اشکباری کہ سکتی ہین آنسو بہانا ۔ بمعنی حاصل بالمصدر (۲) آنسو بہانے کا امر (۳) اشکبار ہی کہ سکتی ہین

اشکبار کردن مژہ استعمال ۔ بمعنی حقیقی است کہ گریہ آمدن باشد (ظہوری ؎) مژہا اشکبار باید کرد ۔ شہا چشمہ سار باید کرد ۔ (اردو) رونا ۔ اشکبار ہونا ۔

اشکبار گشتن چشم استعمال ۔ بمعنی حقیقی است کہ گریستن باشد (حکیم قاآنی ؎) از بہر خفر چاہ زبس تیشہ زد بخاک ۔ چشم زمین ز سوز درون گشت اشکبار ۔ (اردو) رونا ۔ اشکبار ہونا ۔

اشکباری استعمال ۔ حاصل بالمصدر اشک باریدن است کہ بمعنی گریہ کردن می آید ۔ یای تحتانی مصدری بر آخر صیغۂ امرش زیادہ کردند و بعضی بر آنند کہ یای مصدری بر اسم فاعل ترکیبی زیادہ کردہ اند کہ اشک بار اسم فاعل ترکیبی ہم ہست با ی حال ۔ اصراحت قواعد ساختن حاصل بالمصدر بجایش کنیم و برخی ازان بر لفظ آموی گذشت (ظہوری ؎) شد است گل ہمہ جا راہ خندہ

تالب ہا پُر کہ اشک باری صبحم ہمہ بشام کشید پُر (اردو) اشکباری۔

اشکباری اردو مین رونے کے لئے کہ سکتے ہین

اشک باریدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند معروف مؤلف گوید کہ معنی لفظی این بارش اشک کردن وکنایہ باشد از اشک ریختن وگریستن (صائب ؎) نا امیدی بر دہد اشکی کہ می باریم ما پُر رزق قارون می شود تخمیکہ می کاریم ما پُر ظہوری ہم استعمال این کردہ بمعنی گریستن (ظہوری ؎) شب از ستارہ چرا این چنین بنا بد اشک پُر بپاک کردن رو دامن سحر دارد پُر (اردو) آنسو بہانا۔ دیکھو اشک افشاندن۔ آنسو ٹپکانا۔ رونا۔

اشکباریہا استعمال۔ فارسیان بر لفظ اشکباری کہ گذشت کلمہ ہا آوردہ بطور جمع استعمالش کنند چنانکہ ظہوری گوید (؎) گزیری نیست چشم را چو صبح از اشکباریہا پُر اگر خود را بطفلان وقت پیری وا نمیدادم پُر (اردو) دیکھو اشکباری۔

(الف) اشکبازہ بہ زای ہوز در آخر بقول بہار بمعنی اشکبار است کہ گذشت (ظہوری ؎) زنور گریہ بشور آوریم دریا را پُر اشکبازہ ما جای برگہر تنگست پُر صاحب اند ہمزبانش مؤلف عرض کند کہ ظہوری درین زمین غزلہا نوشتہ است حیف است کہ ما دیوانش این شعر را نیافتیم۔ اگر اشکبازرا بہ زای ہوز تسلیم کنیم اسم فاعل ترکیبی باشد از مصدر اشک بازیدن و حاصل بالمصدرش ----------

(ب) اشکبازی واستعمال ہمین اشکبازی درسند بالاست نہ اشکباز اندرین صورت لازم آید کہ ----------

(ج) اشکبازیدن بمعنی بازی کردن با اشک گیریم وکنایہ از گریستن ولیکن بخیال ما تا آنکہ استعمال این از سند دیگر بدست نیاید قول بہار را نشاید اعتبار را نشاید زیرا چہ در کلام ظہوری

که بالا مذکور شد اشکباری به رای مهمله بهتر (اشکباری)
به زای هوز است یعنی دریا را بشور آوردن و
جای بر گهر تنگ کردن این همه لازمهٔ اشکباری
است که چون باران در دریا بارد دریا بشور
می آید و این انتهای مبالغه شاعر است که اشکباری
جای بر گهر تنگ کرده است یعنی همهٔ دریا مملو
از گوهر اشک ماست و گوهر اصلی را مقامی باقی
نمانده بالجمله لطف معنی شعر از اشکباری به رای
مهمله می فزاید و از اشکبازی به زای هوز کم می شود
اگر بهار این شعر را که در دیوان ظهوری که مطبوعه
یا قلمی پیش او باشد موافق خیالش یافته باشد چنین
نیست که بر دست تصرف کاتبان اشک باری
کنیم یا یک قطرهٔ اشک مانقطه شود برای اشکبازی
و الزام کاتب رحیم ناظر به دارد خدا داند و روح
ظهوری که حقیقت حال چیست (اردو) دیکھو
اشکبار۔ و اشکباری و اشک باریدن۔

اشک بالب همزبان گشتن (مصدر

(اصطلاحی) کنایه باشد از متصل جاری بودن اشک
که فارسیان این را تار اشک گویند یعنی چنانکه
لب بسلسل آه و فغان کند و سلسله نشکند
همچنان اشک هم همزبان اوست یعنی متصل
گریستن چنانکه ظهوری گوید (ص) بحصول
آشناست مطلب ما ؛ همزبان گشته اشک
بالب ما ؛ (اردو) آنسو نکا تار بندهنا۔ بقول
امیر لگا تار آنسو بهنا۔ (صبا ص) انکهون کے
نیچے پهر گئی تصویر زلف یار ؛ جب تار آنسو نکا
بند ها جال هوگیا ؛ آپ ہی نے انهیں مضمون مین
(آنسو نکا تار نه ٹوٹنا) بهی لکها ہے۔

اشک بر انداختن استعمال بمعنی اشک
ریختن و گریه کردن است چنانکه ظهوری گوید (ص)
چون ظهوری ور ارزوی نثار ؛ اشک رشک
گهر بر اندازند ؛ (اردو) آنسو گرانا۔ بقول امیر
رونا (غافل ص) تو نے تربت پہ مری دو نہ گرائے
آنسو ؛ غم فرہاد مین شیرین نے بہائے آنسو ؛

(۱۹۳۶)

اشک برچیدن از رخ استعمال۔ بمعنی حقیقی است وکنایہ از دلاسا وغمخواری کردن مرادف (اشک از رخسار چیدن) است کہ گذشت چنانکہ ظہوری گوید (ے) بجا باشد شکایت زاستینت ؛ اگر اشکی زرخ برچیدہ باشی ؛ (اردو) دیکھو اشک از رخسار چیدن ؛

اشک بقم اصطلاح۔ بہ قاف پنجم۔ بقول صاحب شمس یعنی اشک خون آلود است وضاحب ضمیمہ برہان بہمین معنی (اشک خون بقم) را بہ قاف آوردہ۔ مخفی مباد کہ قم بقول صاحب منتخب بہر سہ حرکت یعنی دہان است ومعنی (اشک خون بہ قم) اشکی کہ خون در دہان دارد۔ یعنی اشک سرخ وکنایہ از اشک خون آلود توان گرفت وبقم باقاف دوم بقول صاحب منتخب بالفتح چوب درختی کہ ساقش سرخ است وبطبخ آن رنگ کنند پس باضافت اشک بسوی بقم مجازاً اشک سرخ را توانیم گفت ولیکن تا آنکہ برای ہر دو سند استعمال

(۱۴۳۸)

فرس بنظر نیاید۔ اعتبار را نشاید کہ دیگر اہل تحقیق ازین ساکت اند (اردو) امیر نے آنسو کے صفات کے ذیل مین اشک خونین کا ذکر فرمایا ہے۔ (ذوق ے) ذوق اس پای نگارین کا جو ہے وصف نگار ؛ اشک خونین سے ہے کاغذ کو حنائی کرتا ؛

اشکبوس بقول برہان وناصری بفتح اول وثالث وبای ابجد بواو رسیدہ وبسین بی نقطہ زدہ نام مبارزیست کشانی کہ بعد وافراسیاب آمدہ بود وافراسیاب او را بیاری پیران ویسہ فرستاد ورستم پیادہ بمیدان او آمدہ بیک تیرش بقتل آورد (فردوسی از ناصری ے) سواری کہ بدنام او اشکبوس ؛ ہمی برخروشید برسان کوس ؛ صاحبان رشیدی وناصری وجامع وسراج وشمس وہفت واند ہم ذکر این کردہ اند وو ارستہ از محسن تاثیر سندی آوردہ (ے) از اشکبوس گریہ تا شرغم خورد ؛ کز رستم است عشق تو فیروز جنگ تر ؛ موصوف

گوید کہ بخیال ما در نام این مبارزہ اشک بمعنی شاہ معروف است کہ ذکرش بر معنی سوم اشک گذشت و این اسم فاعل یا مفعول ترکیبی باشد یعنی مبارزی کہ بوسندہ یا بوسیدۂ شاہ اشک بود و بوسیدن بمعنی بوسہ دادن و بوسہ گرفتن ہر دو آمدہ صاحبان تحقیق از وجہ تسمیۂ این ذکری نکردہ اند (اردو) اشکبوس فارسی مین ایک مشہور پہلوان کا نام ہے جو رستم کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اشک بی اثر استعمال۔ مرکب توصیفی۔ بمعنی اشکی کہ اثر ندارد۔ بی اثر را در صفات اشک ذکر کردہ ایم (صائب ۵) مرا بہر قطرۂ اشک بی اثر چسپد بچوغرقہ کہ بہر موجہ خطر چسپد (اردو) اشک بی تاثیر کا ذکر امیر نے لفظ آنسو کے صفات مین فرمایا ہے (ناسخ ۵) اشک بی تاثیر کو نادم کیا برسات نے پہ نیمہ کے باعث رات میرے گھر مین جانان رہ گیا۔

اشک پاشیدن استعمال۔ بمعنی حقیقی اشک ریختن و کنایہ از گریستن است ظہوری اشک پاش را بہ صفت مژہ آوردہ کہ اسم فاعل ترکیبی ہمین مصدر است (۵) چندانکہ پای سیر رود دشت آزرد دست نہ از تخم حسرت مژۂ اشک پاش ما نہ (اردو) آنسو بہانا۔ دیکھو اشک افشاندن۔

اشک پردازی کردن (مصدر اصطلاحی) معنی حقیقی این آراستن و مشغول شدن بہ اشک است و کنایہ از گریستن (ظہوری ۵) اشک پردازی کن از گوہر بر آبی پنبۂ او گرد واز کوثر بر آبی پہ (اردو) رونا۔ اشک بہانا۔

اشک پرشور استعمال۔ مرکب توصیفی است بمعنی اشکی کہ شور باشد فارسیان اشک شور را بمعنی اشک اندوہ و فراق گفتہ اند کہ می آید و این مرادف آنست گویند کہ اشک غم و در ذائقہ شور می باشد برخلاف اشک شادی کہ شیرین بود و بعضی بر انند کہ صرف امتیاز لفظی است برای ہر دو کہ شکر مرغوب است و نمک غیر مرغوب (صائب ۵) زمین

از اشک پر شورم بطوفان میزند پہلو ؛ زآب گوہرم ساحل بعمان میزند پہلو ؛ (اردو) اشک شور۔ کہ سکتے ہین یعنی اشک غم۔ امیر نے آنسو کے صفات مین اشک شور کو ترک فرمایا ہے۔ اور اشک شیرین بہی متروک ہے۔

اشک پشیمانی استعمال مرکب اضافی است بہار و صاحب انند ذکر این کردہ بر معروف قانع و این مرادف اشک ندامت است یعنی اشکی کہ بحالت ندامت و پشیمانی در چشم آید یا از چشم بریزد (صائب ۵) روز محشر را کند شب نامۂ ناشستہ اش ؛ ہر کہ دست از دامن اشک پشیمانی کشید (اردو) اشک ندامت کہ سکتے ہین یعنی وہ اشک جو ندامت کی حالت مین آنکہون مین آئین یا آنکھ سے گرین۔

اشک پیازی اصطلاح۔ مرکب توصیفی بقول صاحب بحر و بہار و انند اشک سرخ باشد مؤلف گوید کہ کنایہ باشد از اشک خون ضائع

انند از علی خراسانی سند آوردہ (۵) تا چشم تو آراستۂ سرنامۂ ناز است ؛ از دیدۂ عشاق وہد اشک پیازی (اردو) اشک حنائی و اشک سرخ۔ دیکھو اشک آل۔

اشک تاک اصطلاح۔ مرکب اضافی است بقول صاحب بحر شراب انگوری۔ بہار گوید کہ کنایہ باشد از شراب انگوری (صائب ۵) با اشک بشوئید زخم ہای مرا کہ شیشہ بر سر من خشکی خمار شکست ؛ (لہ ۵) اشک تاک ازی پرستی عذر خواہ من بس است ؛ این رگ ابر از گناہان پاک می سازد مرا ؛ مؤلف گوید کہ ہر دو محققین بالا در تعریف این کار بنزاکت معنی نگرفتہ اند بخیال ما اشک تاک قطرہ ہای شراب انگوری باشد از قبیل اشک ابر کہ قطرہ ہای باران است و این مرادف اشک دختر تاک است کہ می آید (اردو) قطرہ ہای شراب انگوری کو اشک تاک کہ سکتے ہین

اشک تلخ اصطلاح۔ مرکب توصیفی است

یقول برہان وہفت وجامع بفتح ثانی (۱) کنایہ از شراب انگوری باشد و (۲) اشک چشم را نیز گویند صاحب بحر بذکر معنی اول نسبت معنی دوم فرماید کہ اشکی کہ از گریۂ غم بریزد۔ صاحب رشیدی بر معنی دوم قانع وصاحب جہانگیری از معنی اول تخصیص انگور را حذف کند ونسبت معنی دوم گوید کہ اشک چشم عاشق مہجور باشد وبقول ناصری مطلق شراب واشک چشم۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بمعنی گریۂ غم است وبس۔ صاحب مؤید بہ حوالۂ آنات وقنیہ گوید کہ آب چشم کہ از گریہ بر اندوہ برآید وصاحب شمس وجہانگیر ہمزبانش مؤلف عرض کند کہ معنی پروران کار از ذاکت معنی نگرفتہ بخیال مادر معنی اول کنایہ از قطرہ ہای شراب است ومجازاً شراب را توان گفت وہم بسبیل مجاز شراب انگوری را۔ مخفی مباد کہ قطرۂ تلخ ہیچ خصوصیت باشراب انگوری ندارد از ینجاست کہ ما معنی اول را بطور عام گرفتہ ایم ونسبت معنی دوم عرض میشود کہ ہر قطرۂ اشک تلخ نمی شود وتقاضائے اہل زبان است کہ ذائقہ اشک غم تلخ می باشد وبدین وجہ کہ فارسیان اشک شکرین واشک شیرین اشک شادی۔ اگر بیند کہ می آید لازم است کہ اشک تلخ اشک غم را گویند وتعمیم بیان کردہ متقدمین مجاز باشد نہ حقیقی۔ وانیہم کنایہ است صف است کہ سند معنی اول پیش نہ شد (ظہوری ۵۲) باشک تلخ پرشد جوی شیر از صورت شیرین۔ سخن در بیستون از حسرت فرہادی کردم (صائب ۵۲) چنان غوم کہ اشک تلخ در چشمم نمی گردد۔ قیامت گر نمکدان بشکند در چشم حیرانم (والہ ۵۲) زود باشد اشک تلخش نقل محفل ہا شود۔ ہر کرا افتد نظر بر لعل شکر خای تو (اردو) (۱) شراب انگور (۲) اشک تلخ۔ غم کے آنسو کے لئے کہ سکتے ہین۔ امیر نے آنسو کے صفات کے ذیل مین تیز وتند آنسو کا ذکر کیا ہے۔ تلخ آنسو یا اشک تلخ بھی ویسے ہی ہین۔

اشک چسپیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کردہ از ابو القاسم کاذرونی سند آوردہ (ع)
شب چو برخاست پی رفتن و وامان بشکست ؎
اشکم از دیدہ چنان جست کہ مژگان بشکست ؎
مؤلف گوید کہ ازین سند مصدر (اشک از دیدہ
جستن) پیدا است کہ بمعنی بی اختیار بر آمدن اشک
از چشم و گریستن باشد از ینجاست کہ ما این را بجای
خودش ذکر کردہ ایم (اردو) آنسو پھوٹ نکلنا
بقول امیر آنسو نکل پڑنا - بہ نکلنا - (انشا) جھوٹے
اپنے آنسو کچھ ایسے پھوٹ نکلے ؎ فوارے کی
کسی نے جیسے ہونٹ کو توڑا ؎

اشک جگر سوز اصطلاح - مرکب توصیفی
است و بقول بحر عجم مرادف اشک گرم مؤلف
گوید کہ این کنایہ از اشک غم باشد - ما جگر سوز را
در صفات اشک بیان کردہ ایم - بہار و انند ہم را ن
بحر عجم حیف است کہ سندی پیش ننہد (اردو)
اشک جگر سوز کو امیر نے آنسو کے صفات کے ذیل
مین لکھا ہے (میر ع) یہ اتصال اشک جگر سوز
کا کہان ؎ زردی ہے یون تو شمع بہی کم کم تمام شب

اشک جگر گون اصطلاح - مرکب توصیفی
است - بقول بحر عجم بمعنی اشک سرخ مؤلف
گوید کہ کنایہ از اشک خونی است بہار و انند ہم
ہمزبانش - مانند استعمال این در کلام صائب
یافتہ ایم (ع) این اشک جگر گون چہ اثر داشتہ
باشد ؎ پیدا است کہ طفلی چہ جگر داشتہ باشد ؎
(اردو) اشک جگر گون کا ذکر امیر نے آنسو کے
تشبیہات کے ذیل مین فرمایا ہے - جو اشک خونین
سے مراد ہے (ناسخ ع) دل کو ہجر یار مین اشک
جگر گون کیجئے ؎ گوہر نایاب کو اک قطرۂ خون کیجئے

اشک چکیدن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از کلیم ہمدانی سند این آوردہ کہ از ان
اشک از دیدہ چکیدن پیدا است - بمعنی گریستن
از ینجاست کہ ما ذکر این بجا پیش کردہ ایم (ع)
اشک اختر ہمہ از دیدۂ گردون بچکد ؎ مصلحت نیست

کہ دو دی بکند مجمر ماہ (اردو) آنکھ سے آنسو ٹپکنا - بقول امیر رونا - دیکھو اشک از دیدہ افتادن

اشک چون بقم اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم و ہفت بمعنی اشک خون آلودہ - صاحب مؤید این را اشک خون بقم نوشتہ ما صراحت این را اشک بقم کردہ ایم - اگر چون را کلمہ تشبیہ قرار دہیم بقم را ہمان چوب سرخ ساق گیریم کہ بر اشک بقم گذشت یعنی اشکی کہ ہمچون بقم است کہ کنایہ از اشک سرخ باشد - صاحب ضمیمہ بہ ہان این را اشک خون بقم آوردہ کہ می آید - بخیال ما محققین تسامح و کاتبین تصرف و تحریف کردہ اند و ہیچ متحقق نشد کہ از (اشک بقم - اشک چون بقم اشک خون بقم - اشک خون بقم) کدام صحیح است و ہیچیک ازین ہر چہار را صحیح نہ پنداریم تا آنکہ سندش پیش ما بنا شد - حیف است کہ پیش نہ شد و حالا از زبان معاصرین عجم متروک است و نہ در کلام متاخرین یافتیم (اردو) دیکھو اشک بقم -

اشک چیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از صائب سندش آوردہ کہ در این استعمال (اشک از مژگان چیدن) است از نیجا کہ ما ذکر این بجایش کردہ ایم (ع) می کند با آئین جوہر زروی تیغ پاک ۔ آنکہ می چیند بہ دامن اشک از مژگان من ۔ (اردو) دیکھو اشک از مژگان چیدن -

اشک حسرت استعمال - مرکب اضافی است و بقول بہاروانند معروف مؤلف گوید کہ از قبیل آب حسرت است کہ در دہن آید و اشک حسرت متعلق است از دیدہ و این مرادف اشک افسوس باشد کہ گذشت (میرزا جلال اسیر ع) بہار غنچہ تصویر صفحہ چمن است ۔ شگفتگی گل سیراب اشک حسرت کیست ۔ (ظہوری ع) خوشہ چینی آرزو دارد اثر در کشت ما ۔ در زمین زار نالی اشک حسرت دانہ باد ۔ (ولہ ع) با شک حسرتم از دیدہ آرزو تبراود ۔ زبیم رفتنت از بس باضطراب

بگریم ؛ (صائب ۵) چون صدف تا چند پیش
ابر دست افراشتن ؛ اشک حسرت را فرو خوردن
گہر پنداشتن (اردو) اشک حسرت کہ سکتے ہین
دیکھو اشک افسوس۔

اشک حنائی اصطلاح۔ بقول بہار و بحر و
اند اشک سرخ باشد مؤلف گوید کہ بہ ترکیب
توصیفی معنی حقیقی است و کنایہ از اشک خونین
و مرادف اشک آل کہ گذشت (اردو) دیکھو
اشک آل۔

اشک خاستن استعمال۔ صاحب آصفی نے
این کردہ و از مجیر بیلقانی سند آوردہ مرادف
اشک جستن باشد کہ گذشت (۵) ندانم کز چہ
خیزد این ہمہ اشک ؛ کہ چندین اشک در دریا نجنبد
(اردو) دیکھو اشک جستن۔

(الف) اشک خنک اصطلاح۔ بقول صاحب
بحر عجم اشک ساختہ بہار از حکیم زلالی سندی بر این
معنی آوردہ (۵) کہ ای خون گرمی بازار رحمت ؛
لکن اشک خنک در کار رحمت ؛ صاحب انند گوید
کہ مرادف اشک دروغ است مؤلف عرض کند
کہ اشک خنک مقابل اشک گرم است یعنی اشک
گرم در چشم از درد دل پیدا شود و اشک خنک ساختہ
و مصنوعی باشد یعنی چون کسی کہ دلش در رنج مردہ است
اشک مصنوعی در چشم پیدا کند یا بہ زبان فارسیان
گویند کہ اشک خنک و اشک دروغ است از ہمین
است مصدر اصطلاحی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) اشک خنک کردن در کاری بمعنی
سرد مہری کردن در کاری سند این ہمان است
کہ بر (الف) مذکور شد (اردو) (الف) مصنوعی
آنسو۔ جھوٹے آنسو۔ دکھاوے کے آنسو۔ نمایشی
آنسو۔ بناوٹ کے آنسو وہ کہ سکتے ہین
جو بغیر درد دل تکلف کے ساتھ آنکھونمین پیدا کر
جائین یا آنکھون سے ٹپکائے جائین (ب) کسی
کام مین سرد مہری کرنا۔

اشک خوردن استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کرد و از کلام صائب سندی آورد و اضافت
ے) چون صدف تا چند پیش ابر دست افراشتن
اشک حسرت را فرو خوردن گہر پنداشتن
بخیال ما اشک فرو خوردن ضبط گریہ کردن و سعی کردن کہ
وجود اشک در چشم و علامت گریہ نمایان نہ شود ما
این را بجای خودش نویسیم و اشک خوردن را مرادف
اشک فرو خوردن نگیریم تا آنکہ سند دیگر بدست نیاید
(اردو) آنسو پی جانا - بقول امیر ایسا ضبط کرنا
کہ بہرے ہوے آنسو آنکھ ہی مین خشک ہو جائین
اور باہر نہ نکلین (قلق ے) آنسو آنکھون مین گاڑھ
بھر لانا - خوف کے مارے گاڑھ پی جانا - (بحر ے)
نشتر لگا جگر مین اگر ضبط غم کیا - آنسو جو پی گیا کوئی
تیزاب ہو گیا -

اشک خوش نمک اصطلاح - مرکب توصیفی
است کہ خوش نمک را بصفت اشک آورده صاحب
بحر عجم گوید کہ اشکی کہ از گریۂ غم بریزد و اشک شور کہ از
درد فراق زاید و بقول شمس و نفت اشک پر سوز
کہ از دیدہ بر آید - صاحب ضمیمہ بر ہان این را مرادف
اشک شور گیرد و بقول بہار مرادف اشک تلخ صاحب
مؤید بحوالہ قنیہ و مؤید الفواید گوید کہ این مرادف
اشک شور و تلخ و گرم است بخلاف اشک خوشی
و فرحت کہ آن شیرین و سرد بود مؤلف عرض کند
کہ آنچہ صاحب مؤید اشک خوشی و فرحت را اشک
سرد گوید ما بحث این بر اشک شادی کنیم کہ متعلق
ازین مقام نیست و اشک خنک کہ مرادف اشک
سرد است برخلاف ادّعایش گذشتہ است حیف
است کہ اشک خوش نمک را سندی پیش نشد -
(اردو) اشک گرم - امیر نے آنسو کے صفات مین
اس کا ذکر فرمایا ہے (تاسخ ے) ایک اشک گرم
تاسخ گر خزانے مین گرے - طعنہ زن فوارہ ہو منفعل

موسیقار پر -

(۱) **اشک خون آلود** استعمال - مرکب توصیفی
(۲) **اشک خون آلودہ** است و بقول صاحب
بحر (۱) مرادف اشک خونین کہ سرخ باشد مؤلف

گوید کہ ہر دو بمعنی حقیقی است یعنی اشکی کہ آلودہ بخون
است بہار ذکر (۲) کردہ کہ بدون تخفیف ہای ہوز
است و (۱) مخفف آن (اردو) امیر نے آنسو کے
صفات کی ذیل مین اشک خون آلود کا ذکر فرمایا ہی
(اسیر ۵) عجب کیا ہے جو نکلین اشک خون آلود
ماتم مین پہ کہ گلگون دانۂ تسبیح ہوتے ہین محرم مین ؛

اشک خون بقم صاحب ضیمہ برہان ذکر
این کردہ و این ہمان است کہ حقیقتش بر اشک بقم
و اشک چون بقم بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو اشک
بقم و اشک چون بقم۔

(۱) اشک خونی استعمال - صاحب انند

(۲) اشک خونین ذکر (۱) کردہ و صاحبان
بہار و بحر و انند (۲) را و ہر دو بمعنی حقیقی و مرکب
توصیفی است یعنی اشکی و قطرۂ کہ سرخ و خون آلود
باشد یای نسبت در اول و یا و نون نسبت در دوم
بر آخر لفظ اشک زیادہ کردہ اند و بقاعدۂ فارسی ہم
درست است (صائب ۵) از غم فرہاد آن رنجی

کہ بر شیرین رسید ؛ اشک خونی می چکد از چشم تمثالش
ہنوز ؛ (ولہ ۵) خندۂ کبک در قفا دارد ؛ اشک
خونین چنگل شہباز ؛ جا دارد کہ در سند اول ہم لفظ
خونین بہ یا و نون نسبت باشد کہ کاتبین نون را
حذف کردہ باشند - زیرا چہ اہل عجم درین مقام استعمال
تحتانی مجرد کم کنند و اکثر یا و نون نسبت ہر دو را می آرند
ہم در کتابت و ہم در قرارت و لفظ خونی بہ یای نسبت
در محاورۂ فرس برای کسی مستعمل است کہ خون بر
گردنش باشد پس (۱) بترکیب اضافی بمعنی اشک
کسی ہم باشد کہ خون بر گردن اوست مخفی مباد کہ در سند
دوم اشک بمعنی مطلق قطرۂ باشد چنانکہ بر معنی اول
لفظ اشک گذشت (اردو) (۱ و ۲) اشک خونین
دیکھو اشک بقم - اگر (۱) کو مرکب اضافی قرار دین
تو اوس کا ترجمہ خونی کے آنسو۔

(الف) اشک داو اصطلاح - الف

(ب) اشک داود بہ دال مہملہ چہارم

(ج) اشک داودی و واو ششم و یا

به واو ششم مضموم و دال مهملهٔ آخر و (ج) بزیادت یای نسبت بر (ب) هر سه مرکب فارسی است. صاحب شمس نسبت الف گوید که بمعنی اشک بسیار و اشک اندوه باشد دیگر کسی از محققین ذکرش نکرد و (ب) بقول صاحب بحر اشک بسیار و اشک خونین و بقول غیاث بحوالهٔ شرح تحفة العراقین مهرهٔ باشد سرخ بغایت شفاف و صاحب انند همزبانش و (ج) بقول جهانگیری که در خاتمهٔ کتاب بذیل دستور دوم نوشته کنایه از گریهٔ بسیار و صاحبان رشیدی و شمس و ناصری همزبان او. و فرمایند که نیز بمعنی اشک گلگون است و حق آنست که بمعنی اشک سفید باشد چه اشک شور که از غم ریخته شود سپیدی باشد خان آرزو در سراج فرماید که کنایه از گریهٔ بسیار است و بس چرا که پیغمبر داؤد علیه السلام در وقت گریه بسیار کرده بود و نسبت صراحت فرید صاحب رشیدی گوید که درست نیست. بهار گوید که صاحب مرآت جهان نما در ذکر ابو البشر آورده که در خبر است که هنگام عرض ذریت نظرش بر جوانی افتاد که می گریست از جبرئیل پرسید که این کیست و سبب گریه او چیست گفت این داؤد نبی است و موجب بکای او زلتی است که از و صدور خواهد یافت (الخ) حاصل این است که ب وج در استعمال فارسیان مبنی بر واقعهٔ گریه داؤد است و محاوره قرار یافت برای گریهٔ بسیار و دیگر هیچ (خاقانی از رشیدی و ناصری ـه) قدح های چون اشک داؤدی ازمی ۞ پری خانهای سلیمان نماید ۞

مؤلف گوید که آنچه از اشک سرخ و سپید بخشی میان رشیدی و خان آرزو پیدا شد ضرورت آن نیست زیرا که نتیجهٔ گریه بسیار است که خون از اشک بریزد پس درین شعر خاقانی اشک داؤدی را مجازاً بمعنی اشک سرخ هم توان گرفت که معنی شعر لطیف کند و همین معنی در (ج) پیدا شود بر سبیل مجاز و یای نسبت در آخر (ج) زائد است و نسبت الف خیال ما این است که یا اینکه مخفف (ب) باشد اندرین

صورت طالب سند باشیم یا تسامح صاحب شمس یا تصرف کاتب کہ دال آخر حذف شد و آنچہ صاحب غیاث بر (ب) معنی خاص نوشتہ متحقق نشد کہ محققین فرس ازان ساکت اند و جا دارد کہ مہرہ سرخ و شفاف را فارسیان اشک داؤدی گفتہ باشند بہ شباہت اشک سرخ حیف است کہ سندی پیش نشاہ این استعارہ از کنایۂ اشک گلگون است کہ ذکرش بالا گذشت (اردو) الف و ب درج رونے کی کثرت اشک گلگون امیر نے آنسو کے صفات مین اسکا ذکر کیا ہے (ناسخ ۵) بھر لئے انگارے مین نے عشق کے اعجاز سے ۔ واہ ای اشک گلگون میرے دامن مین نہین ۔ فارسیون نے اشک داؤدی مہرہ سرخ اور شفاف کو بھی کہا ہے ۔

اشک داوری اصطلاح ۔ بقول برہان و بحر و جامع و ہفت کنایہ از گریۂ بسیار ۔ صاحب ناصری فرماید کہ کنایہ از گریۂ مظلومان بہ پیش حکام صاحب اند گریۂ بسیار و نیز گریۂ مظلومان بہ پیش حاکم را اشک داوری گفتہ مؤلف گوید کہ داور بقول برہان نام خدا و بادشاہ عادل آمدہ پس یای نسبت بر و زیادہ کردہ اشک را بسوی او مضاف کردند کہ بمعنی اشکی است کہ منسوب بہ پادشاہ عادل است یعنی گریہ کہ مظلومان پیش او کنند و مجازاً بمعنی گریہ بسیار (اردو) دیکھو اشک داؤدی ۔

اشک دختر تاک اصطلاح ۔ بقول صاحب بحر و بہار و انند مرادف اشک تاک است کہ گذشت و ما در اینجا ہم بر خیال خود قائیم کہ بر اشک تاک ظاہر کردہ ایم کہ کنایہ از قطرۂ شراب انگور است نہ شراب انگور (حکیم زلالی ۵) چہ خلوت زہرہ و رو امن خاک نگوارا تر ز اشک دختر تاک ۔ (اردو) دیکھو اشک تاک ۔

اشک در چشم گردیدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی حرکت کردن اشک در چشم است و آب در چشم آمدن و دور زدن آن در چشم کہ آب در چشم از افتادن چیزی در آن و خصوصاً از افتادن قیر تلخ

(۱۱ اردو)

وتیز در چشم پیدا شود و حرکت کند و این حرکت فطری است که خلش و ناگواری را دفع کند چنانکہ صائب گوید (ے) چنان محوم کہ اشک تلخ در چشم نمی گردد ۔ قیامت گر نمکدان بشکند در چشم حیرانم ۔ (اردو) آنکھ مین پانی آنا ۔

اشک در دریا نگنجیدن | استعمال - تعریف این بر اشک گنجیدن می آید مبالغہ در بیان کثرت اشک است دیگر ہیچ (اردو) دیکھو اشک گنجیدن

اشک در دیدہ شکستن | (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و اندو بحر یعنی بند شدن اشک در دیدہ (باقر کاشی ے) رفتی و بشکست از دوری تو ۔ در دیدہ ام اشک در سینہ ام آہ ۔ مؤلف گوید کہ از قبیل آہ در سینہ شکستن است کہ در محمودہ گذشت یعنی چون اشک جاری دفعتاً در چشم بشکند یا آہ جاری دفعتاً در سینہ بند شود تکلیفی در چشم و سینہ پیدا شود پس این کنایہ باشد از مبتلای تکلیف و زحمت شدن و رای معنی حقیقی - (اردو) آنکھ مین آنسو رک جانا یعنی قطع گریہ سے جی کھول کر نہ رو سکنا اور تکلیف مین مبتلا ہونا ۔ اگرچہ امیر و صاحب و ننگ آصفیہ نے اسکو ترک کیا ہے لیکن یہی اسکا ترجمہ ہے اور اسکو خلاف محاورہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہین سوا اسکے کہ اس کا استعمال کسی کے کلام مین ہمکو نہین ملا ۔

اشک در روغ | اصطلاح - مرکب توصیفی است و بقول بحر و بہار و اندکنایہ از اشک ساختہ مؤلف گوید کہ بہ معنی حقیقی است نہ کنایہ و کنایہ از گریہ مصنوعی توان گفت و مرادف اشک خنک با شد کہ گذشت (مولوی جامی ے) چراغ کذب را کافروزدش زن ۔ بجز اشک در روغش نیست روغن ۔ (اردو) دیکھو اشک خنک ۔

اشک دمیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از علی خراسانی سند آوردہ کہ بمعنی بی اختیار بر آمدن اشک از دیدہ و مبتلای گریہ شدن است (ے) تا چشم تو آراستہ سرمہ ناز است ۔ از دیدہ عشاق دمد اشک پیازی ۔ مؤلف گوید

کہ ازین سند مصدر اشک از دیدہ دمیدن بدست
می آید از ینجاست کہ ما ذکر این بجایش کردہ ایم۔
(اردو) دیکھو اشک جستن۔

اشک دواندن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از ظہوری سندی آوردہ کہ بہ معنی
اشک ریختن و گریستن است (ے) گو خضر کہ از معذرت
اشکی بدواند ۔ از تشنہ لبان چشمۂ حیوان گلہ دارد ۔
(اردو) آنسو بہانا۔ دیکھو اشک افشاندن۔

(الف) اشک دویدن | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ و از صائب سند آوردہ (ے)
میدود اشک یتیمی بسکہ بر رخسارہ ام ۔ سینہ چون کشتی
بدریا میزند گہوارہ ام ۔ مؤلف گوید کہ ۔۔۔۔

(ب) اشک دویدن بدامن | این ہر سہ
(ج) اشک دویدن بر رخسار | از لحقات
(د) اشک دویدن بر عنان | الف است
بمعنی اشک ریختن بر دامن و رخسار و عنان کنایہ باشد
از گریستن۔ صائب استعمال (ب) کردہ (ے) بدامن

می دود اشکم گریبان میدرد ہوشم ۔ نمیدانم چہ می گوید
نسیم صبح در گوشم وسند (ج) ہمان است کہ بر الف
از کلام صائب مذکور شد و سند (د) از ظہوریست
(ے) اشک دویدہ بر عنان توسن ہایہا یراہ ۔ وای
کہ کردہ صد زبان شوق تو وای وای راہ ۔ (اردو)
(الف تاء) آنسو چلنا۔ بقول امیر آنسو بہنا یعنی
رواں ہونا۔ (ناسخ ے) کس طرح اسکو روانہ
کردن ناسخ مکتوب ۔ بجای قاصد میرے آنسو دم
تحریر چلے ۔

اشک دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ و از حزین اصفہانی سند آوردہ (ے) عشق
آتشناشد شمع من طبع ہوا خواہش نگر ۔ دارد سری با
سوختن اشکش ہمین آہش نگر ۔ بخیال ما این قابل
ذکر نبود و بمعنی حقیقی است یعنی اشکش را مشاہدہ کن
(اردو) اشک کو دیکھنا۔

(۱) اشک راندن | استعمال۔ (۱) بمعنی
(۲) اشک رانی | اشک ریختن و کنایہ از

(باقی در دل)

گریستن است چنانکہ انوری گوید (ے) اشک ما ہم کہ ہی غرقہ شود کشتی نوح ؛ آہ کردم کہ جہی خیمہ بیفگند ناری ؛ و (۲) حاصل بالمصدر (۱) چنانکہ ظہوری گوید (ے) شد ظہوری علم باہ کشتی ؛ دعوی اشک رانی ہم ہست ؛ (اردو) آنسو چلنا۔ بقول میر آنسو رواں ہونا۔ دیکھو اشک دویدن اسکا سعدی آنسو ملانا اردو میں مستعمل نہیں ہے۔ آنسو بہانا کہ سکتے ہیں۔ دیکھو اشک افشاندن۔ دونوں سے مراد رونا ہے۔

(الف) **اشک ریختن** | استعمال۔ بضم رای مہملہ باشد۔ بہار و آنند و آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی پیدا شدن اشک است و گریستن و از سند زلالی کہ پیش شدہ است مصدر

(ب) **اشک ریختن از چشم** | پیدا است (ے) ز چشم شمع اشک گرم روید ؛ کہ آتش از پر پروانہ شوید ؛ و جا دارد کہ ہمین سند را متعلق بہ (اشک روئیدن از چشم) ہم گیریم کہ مضارع مصدر ریختن و روئیدن۔ رویدن آمدہ (اردو) آنسو نکلنا۔

اشک رسیدن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ از سندش مصدر ----------

اشک رسیدن بہ خشک و تر | پیدا است کہ بمعنی حقیقی است یعنی ہمہ دنیا تر شدن از اشک و مقصود از مجرد اشک رسیدن پیدا نمی شود۔ نظیری نیشاپوری (ے) چنان اشکم بخشک و تر رسیدہ ؛ کہ چو بم می نسوزد آذر امروز ؛ (اردو) آنسوؤں سے سارا جہان تر ہو گیا۔

(الف) **اشک رفتن** | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ از سندش

(ب) **اشک رفتن از چشم** | پیدا کہ بمعنی گریستن است (فطرت قمی ے) اشکی کہ مرا از چشم نم دیدہ برفت ؛ لخت دل من بود کہ غلطیدہ برفت ؛ (اردو) آنسو چلنا۔ دیکھو اشک دویدن۔

اشکرہ | بقول برہان و جامع و مفت بکسر اول و کاف و فتح رای قرشت (۱) مرغان شکاری را گویند

مطلقاً و بعضی گویند (۲) مرغیست شکاری از جنس باشه لیکن از باشه کوچک تر و آرنیگو خوانند و هم او بر شکره گوید که پرنده ایست شکاری از جنس باشه از و کوچک تر - خان آرزو در سراج فرماید که شکره بمعنی شکار کردن است و معنی اول که عام است نظر بر اصل است و معنی دوم مخصوص - مؤلف گوید که شکر بکسر اول و فتح ثانی بروزن جگر بقول برهان بمعنی شکار آمده - اسم جامد زبان فارسی است و مصدر شکردن از همین اسم جامد وضع شد و بزیادت های هوز لیاقت در آخرش شکره جانور شکاری را نام نهادند و مجازاً مرغ خاص را که شکاری است و الف وصلی در اولش آورده اشکره کردند - صاحبان ناصری و سروری بمعنی اول قانع و صاحبان رشیدی و شمس بمعنی دوم اکتفا کرده (امیر خسرو از سروری ۵) اشکره را از پی چرز و پلنگ نهست چو آویزش قصاب خنگ پنجیال ماتسامح اهل تحقیق است که در معنی اول صیغهٔ جمع را استعمال کردند (اردو) (۱) شکاری جانور - (۲) شکره - بقول صاحب آصفیه فارسی - اسم مذکر - باز کی قسم کا ایک شکاری پرند - اسم مؤنث ایک قسم کا باشه -

اشک ریختن مصدر اصطلاحی - بقول صاحب بحر و چراغ و مصطلحات و بهار (۱) خوش و محظوظ شدن - کسی گوید که "من حرف عجبی شنیده ام یاران گویند که با هم بشنویم و اشکی بریزیم - یعنی خوش شویم" (شرف الدین پیام ۵) میکرد دلم نهان ز چشم پر آب ؛ دریا دکسی گریهٔ بیرون ز حساب ؛ با شوق تمام دیده ام گفت بدل ؛ من هم اشکی بریزم ای خانه خراب ؛ مؤلف گوید و بهار هم بلفظ معروف اشاره این کرده که (۲) بمعنی حقیقی است یعنی گریه کردن (عرفی ۵۲) چه کند عرفی ار نریزد اشک ؛ از جگر خون ناب می چکدش پنهانی مباد که اشک ریختن از غم و شادی هر دو صورت گیرد

(۱۶۴۵)

ومعنی اوّل مجاز باشد ولیکن سند آن بخیال متعلق
بہ معنی دوم است نہ اوّل فتامل - مجرد اشک ریختن
بمعنی اشک طرب ریختن محتاج سند دیگر باشد اردو
(۱) خوش ہونا اشک شادی بہانا - امیر نے آنسو کے
صفات میں اشک شادی کا ذکر فرمایا ہے (۲) رونا

اشک ریختن ابر مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی است بمعنی بارین ابر و کنایہ از گریستن
ابر ہم کہ اشک بمعنی مطلق قطرہ و آب چشم ہر دو آمدہ
و اشک ابر باران را ہم گفتہ اند کہ گذشت (ظہوری
ع) ز شور گریہ در آہم کہ ابر اشک کہ ریزد ز تاب
سینہ کبابم کہ لالہ داغ کہ دارد ز (اردو) ابر برسنا
ابر کا رونا -

(الف) اشک ریز استعمال - الف بقول

(ب) اشک ریزان بہار بمعنی اشک بار
و (ب) مزید علیہ و جمع آن و نیز بمعنی اشک ریختن
چون آب ریزان - و گل ریزان کہ بمعنی ریختن آب

(الف) اشکس صاحب انند نسبت (ب) گوید کہ بقول فرہنگ فرنگ بکسر اوّل و ثالث بمعنی

وگل است - خان آرزو در چراغ و صاحب بحر عجم
گوید کہ (ب) جمع اشک ریز و بمعنی اشک ریختن نیز
مؤلف عرض کند کہ (الف) (۱) امر حاضر از
مصدر اشک ریختن کہ گذشت و (۲) اسم فاعل
ترکیبی بمعنی اشک ریزندہ و (ب) (۱) جمع معنی دوم
(الف) و (۲) مزید علیہ معنی دوم (۳) بمعنی مصدری اضافی
ب ۵ ہر لخت دل شہید یست دست
از حیات شستہ ؛ دامان اشک ریزان صحرای
کربلائیست ؛ (عرفی ب ۵) اشک ریزان ترا
نازم کہ از لخت جگر ؛ یک چمن گل در کنار قطرہ شبنم
نہند ؛ مرزا طاہر وحید ب ۵) آن کسانیکہ در تشکدہ
می باشند ؛ اشک ریزان مراجوش شہر می دانند ؛
مخفی مباد کہ آنانکہ (ب) بمعنی اشک ریختن نوشتہ اند شان
ہمین (اردو) (الف) (۱) آنسو ٹپکا - امر - (۲)
اشکبار یعنی آنسو ٹپکانے والا (ب) (۱) اشکبار -
یعنی اشک ٹپکانے والے (۲) اشکبار (۳) اشکبای

(ب) اشکستن | شکستن و صاحب شمس نسبت (ج) فرماید کہ بمعنی شکستہ مؤلف عرض کند کہ

(ج) اشکستہ | کہ درین ہر سہ لغت الف وصلی است و اصلش بدون آن (الف) بہ تحقیق ما (شکست) بود۔ بقول صاحب ساطع بالفتح لغت سنسکرت است بمعنی قدرت و تیز و زور و بسین مہملہ اول سکت ہم آمدہ۔ فارسیان بقاعدۂ خود تای فوقانی را بہ سین مہملہ بدل کردند چنانکہ تیز و سیز و پس ازان بر شکس علامت مصدر (تن) در آخرش زیادہ کردہ مصدری ساختند پس معنی اصلی شکستن زور و قوت کردن است و مجازاً مستعمل شد برای معانی کہ بر مصدر شکستن می آید و (ج) اسم مفعول آن مقننین فرس این را مطابق تعریف خود کہ بر اسم مصدر گذشت مصدر اصلی قرار دادہ اند و ما بر بنیاد تعریف خود کہ ہمدرآنجا گذشت این را مصدر جعلی گوئیم کہ از لغت سنسکرت بقاعدۂ تبدیل وضع شدہ است مقننین فرس گویند کہ این مصدر ہمچو اسم جامد بمعنی مصدری مصنوع شد و ساختہ نشد و ما وضع این را ثابت کردہ ایم کہ بالا گذشت۔ مخفی مبادکہ اختلاف اعراب حروف کہ بمقابلۂ ماخذ این راہ یافتہ تصرف اہل زبان است دیگر ہیچ (اردو) الف زور۔ بقول آصفیہ قوت۔ طاقت۔ آپ ہی نے سکت کو بھی انہین معنون مین لکھا ہے۔ اسکے ذیل مین شکتی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ (ب) توڑنا۔ ٹوٹنا (ج) شکستہ۔ بقول صاحب آصفیہ ٹوٹا ہوا

اشک سحاب | اصطلاح۔ مرکب اضافی بقول صاحب بحر قطرات باران است۔ بہار گوید کہ این کنایہ باشد مؤلف عرض کند کہ معنی حقیقی است کہ اشک بمعنی مطلق قطرہ بجایش گذشت (انوری ۹) زدست بخشش او حاکیست اشک سحاب ؛ زحزم محکم او راوی است سنگ جبال ؛ مخفی مبادکہ این مراد اشک ابر است کہ گذشت و صاحب انند ذکر این

باد کردہ (اردو) دیکھو اشک ابر۔ جس پر تفصیلی بیان ہے۔	
اشکش بقول برہان وسراج وجامع وجہانگیری وشمس ونفت واند بفتح اوّل بروزن سرکش نام پہلوانی۔ صاحب ناصری فرماید کہ پہلوانی کہ از ترکستان بجنگ ایران آمدہ از دست رستم کشتہ شد مؤلف عرض کند کہ بخیال ما وجہ تسمیۂ این ہمان است کہ بر (اشکس۔ بہ سین مہملہ چہارم) نوشتہ ایم یعنی اصل این ہم (شکست) لغت سنسکرت باشد کہ بمعنی زور وقوت آمدہ (کذا فی الساطع) فارسیان درین لغت تای فوقانی آخرہ را بقاعدۂ فارسی بدل کردند بہ شین معجمہ چنانکہ رخت و رخش کہ اسپ را گویند۔ پس وجہ تسمیۂ پہلوان مذکور معلوم شد (اردو) اشکش۔ فارسی مین ایک پہلوان کا نام تہا جو ترکستان سے جنگ ایران مین آیا اور رستم کے ہاتھ سے مارا گیا۔	
اشک شادی اصطلاح۔ مرکّب اضافی۔ بقول صاحب بحر گریۂ کہ از غایت فرح رود بہار ہنر بانش مؤلف گوید کہ قطرہ ہای آب کہ بحالت انتہای فرح از چشم ریزد۔ صاحب اند فرماید کہ این مرادف اشک طرب و اشک شکرین وشکری باشد (صائب ؎) ولی کہ آتش روی تو کباب کند ۔ز اشک شادی خود مستی شراب کند (ظہوری ؎) اشک شادی بہ کنج دیدہ دوید ۔ مستعدّ فرو دیدن باد ۔ (اردو) اشک شادی	بقول امیر جوش مسرت سے جو آنسو نکلین۔ (مومن ؎) آبرو رہگئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ ۔ اشک شادی ہی سے گو چشم کو تر کرتے ہین ۔
اشک شبنم استعمال۔ مرکّب اضافی است بمعنی قطرۂ شبنم کہ اشک بمعنی مطلق قطرہ بجایش گذشت۔ فارسیان در محاورۂ خود بمعنی جمع استعمال کنند (صائب ؎) حسن را روشن گری چون دیدہ ہای پاک نیست ۔ اشک شبنم دامن گل را نمازی می کند ۔ (اردو) شبنم کے قطرے۔ مذکر۔	

(۱۸۱ ب ۱)

اشک شدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ بمعنی حقیقی است یعنی قرار یافتن اشک و مبدل شدن باشک و قطرہ شدن و مجازاً ریختہ شدن ہم حزین اصفہانی (ے) دل در پریدن است چو شبنم ز روی تو ؛ خون اشک می شود بہ رگ گل ز بوی تو ؛ (اردو) اشک ہو جانا - ٹپک جانا -

(الف) **اشک شکری** | اصطلاح - بقول

(ب) **اشک شکرین** | بہار ہر دو بمعنی اشکی کہ از گریۂ شادی بریزد (زلالی ۱) ذرہ در کلبہ بخونابہ گری ؛ مست خلطیدن اشک شکری (خاقانی ۲) بس اشک شکرین کہ فرو ریزد از نیاز ؛ بس آہ عنبرین کہ بعد ابر آورم ؛ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور اول ذکر نمبر (۱) کردہ و وارستہ در مصطلحات نسبت (۱) فرماید کہ اشکی کہ از خندۂ بسیار بچشم آید - صاحب بحر بذکر (۲) فرماید کہ مرادف اشک شادی است کہ گذشت و با معنی وارستہ ہم متفق - صاحب رشیدی و شمس نسبت (۲) گوید کہ گریۂ شادی است و اشک گلگون - و بقول صاحب انند ہر دو مرادف اشک شادی و طرب و شیرین مؤلف گوید کہ (۱) بہ یای نسبت و (۲) بہ یاو نون نسبت ہر دو مرکب توصیفی است بمعنی حقیقی اشک شیرین کنایہ از اشک شادی - بعضی بر انند کہ اشک شادی فی الحقیقت شیرین می باشد برخلاف اشک غم کہ نمکین بود و بعضی بر انند کہ نہ چنین است بلکہ ہیچ فرق در ذائقہ ہر دو نیست - صرف اعتبار لفظی است کہ اشک شادی و طرب را خاصان شیرین و شکرین گفتہ اند نسبت اختلاف تعریفات ہر دو عرض میشود کہ این بمعنی حقیقی اشک شیرین است یعنی قطرہای آب کہ بحالت سرور و انبساط و خندۂ بسیار در چشم آید یا بریزد - آنانکہ این را اشک گلگون گفتہ اند غور بر لفظ و معنایش نکردہ اند اشک گلگون بمعنی اشک سرخ است و اشک

سرخ کنایہ از اشک خون و اشک خون اشک غم باشد نہ اشک شادی قاتل (اردو) دیکھو اشک شادی۔

اشک شکستن اصطلاح۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و این ہمان است کہ بر (اشک ریدن شکستن) گذشت مجرد اشک شکستن نہ متعلق از سند آصفی است و نہ در خوریان (اردو) دیکھو اشک دریدہ شکستن۔

اشک شور اصطلاح۔ مرکب توصیفی است بقول صاحب بحر معنی اشک اندوہ و فراق بہار گوید کہ مرادف اشک تلخ است (خاقانی ؎) رخ را نمک ستان کنم از اشک شور از انکہ نہ چشمم نمک چندان زلب نوش خند او نہ مخفی مباد کہ در مصرع ثانی لفظ چند مخفف چیند باشد۔ خان آرزو در سراج گوید کہ این مقابل اشک تلخ است مؤلف عرض کند کہ نیم شوریت اشک۔ فطری است و تلخی و تیزی اشک مبالغہ ایست۔ البتہ شیرینی و شکرینی تخییل است فارسیان نیم شور را ہم بصفت اشک آوردہ اند کہ بجایش می آید (اردو) اشک شور۔ اشک غم کے لئے کہ سکتے ہیں۔ اور اشک تیز و تند کا استعمال امیر نے فرمایا ہے دیکھو اشک تلخ۔

اشک شیرین اصطلاح۔ مرکب توصیفی است۔ بقول برہان و جامع و ناصری و سروری (دری و پہلوی) کنایہ از گریۂ شادی۔ صاحب بحر عجم مرادف اشک شادی گفتہ و بقول بہار اشکی کہ از گریۂ شادی بریزد۔ خان آرزو در سراج معنی متفق با برہان و گوید کہ شیرینی آن باعتبار تخییل است و مؤلف عرض کند کہ شیرینی مرغوب است برخلاف نمکینی و بدین وجہ کہ اشک فی الحقیقت نمکین باشد و اشک غم غیر مطبوع است فارسیان آن را اشک شور و تلخ نام کردند و برخلاف آن اشک شادی را کہ مطبوع است تخییلاً اشک شکرین و شیرین گفتند و بخیال ما معنی این کنایۃً اشک شادی

است کہ بقطرہ مسرت در چشم آید یا بریزد (اردو) دیکھو اشک شادی۔

اشک صدف اصطلاح۔ مرکب اضافی است بمعنی قطرۂ آب کہ در صدف باشد و کنایہ از دُر۔ و فارسیان (اشک غلطان صدف) ہم گفتہ اند کہ غلطان را صفت اشک آوردہ اند (صاحب سلمان ؎) نیست ممکن پاک گوہر بر زمین ماند مدام ۔ زیب گوش دلبران شد اشک غلطان صدف (اردو) موتی۔ بقول آصفیہ۔ اسم مؤنث۔ مروارید۔ در۔ گوہر۔ وہ چھوٹے چھوٹے یا بڑے بڑے گول چمکدار دانے جو سیپی کی ہڈی میں پیدا ہو جاتے ہیں۔

اشک صراحی اصطلاح۔ مرکب اضافی است بمعنی قطرہای صراحی کہ فارسیان اشک را بمعنی جمع ہم استعمال کردہ اند و کنایہ از قطرہای شراب و مجازاً آن مطلق شراب۔ صاحب بحر و بہار این را مطلق شراب گفتہ اند (خواجہ جمال الدین سلمان ؎) زشوق بزم تو در دیدہ و دل سلمان ۔ حرام اشک صراحی و نالۂ عود است ۔ بخیال ما درین شعر کنایۃً بمعنی قطرہای شراب است بلحاظ لفظ دیدہ در مصرع اوّل وجا دارد کہ بمعنی مطلق شراب ہم گیریم بلحاظ لفظ دل در مصرع اوّل۔ (اردو) قطرہ ہای شراب (مذکر) شراب (مؤنث)

اشک طرب اصطلاح۔ بقول بحر گریہ کہ از غایت سرور باشد و بہار ہمزبانش و بقول جامع و برہان کنایہ از گریۂ شادی۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور دوم ذکر این کردہ و نوشتہ کہ کنایہ از گریہ بود کہ از غایت فرح روی دہد و مؤلف گوید کہ مرکب اضافی است مرادف اشک شادی یعنی اشکی کہ از غایت فرح در چشم آید یا بریزد ضرورت ندارد کہ کنایہ گیریم و معنی گریہ پیدا کنیم (اردو) دیکھو اشک شادی۔

اشک عذر اصطلاح۔ مرکب اضافی است بمعنی اشک ندامت کہ می آید یعنی اشکی کہ بعذر خواہی

(اردو)

ریزند (عرفی ؎) شستن لوح گنہ دستور ابر
رحمت است ؛ ورنہ سیل اشک عذر و آب استغفار
ہست ؛ (اردو) اشک ندامت کہ سکتے مین یعنی
وہ اشک جو گناہ سے نادم ہو کر بطور عذر خواہی
ٹپکاوین ۔

اشک عقیقی اصطلاح ۔ مرکب توصیفی است
بقول بحر و بہار یعنی اشک سرخ مؤلف گوید کہ
نگ عقیق سرخ و یای نسبت در آخر است و این
کنایہ باشد حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو)
دیکھو اشک آل ۔

اشک غلطان صدف اصطلاح ۔
ہمان است کہ بر اشک صدف گذشت و صراحت
کاملش ہم در آنجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اشک صدف

اشک غلطیدن (استعمال) بمعنی روان شدن
اشک باشد چنانکہ ظہوری گوید (؎) چند روز است
کہ بر چہرہ نمی غلطد اشک ؛ خندۂ یار بگرد لب جامی گردد ؛
(ولہ ؎) بر روی نیاز اشک غلطید ؛ تر باد سر
آستین نازی ؛ و مثالی بر اشک شکری ہم گذشت

اشک غماز (اردو) آنسو گرنا ۔ آنسو روان ہونا ۔
استعمال ۔ بمعنی اشکی کہ غمازی
عشق کند (ظہوری ؎) بکام دشمن از افشای
راز دل نمی بردم ؛ تف حسرت اگر می خورد
خون اشک غمازی ؛ (اردو) امیر نے آنسو
کے صفات مین اشک غماز کی سندی ہے ۔
(مومن ؎) دیکھہ گریان مجھے وہ چشم کو تر کرتا ہے ؛
اشک غماز بھی کیا آنکھو نمین گھر کرتا ہے ۔

(الف) اشکفت (الف) بقول برہان بکسر اوّل و فتح ثالث و سکون ثانی و فا و قافی
(ب) اشکفتہ بمعنی (۱) غار و رخنہ کوہ بضم ثالث (۲) بمعنی عجب و (ب) بقول برہان
بکسر اوّل و ضم ثالث و فتح فا (۱) بہار و شگوفۂ درخت را گویند و بمعنی (۲) قی و استفراغ سامراحت
کامل این بود اشکفت و اشکفتہ بہ کاف فارسی کنیم (اردو) دیکھو اشکفت ۔ و اشگفتہ ۔

اشک فروخوردن (مصدر اصطلاحی) همان است که بر اشک خوردن گذشت واز کلام صائب سند این هم همدر آنجا مذکور۔ صاحب آصفی وبهار ذکر این کرده (اردو) دیکھو اشک خوردن

اشک فروریختن استعمال۔ بمعنی اشک افشاندن وگریستن است چنانکه ظهوری گوید (ے) خوشا حالی که بر بالین بیماری ستمگاری ؛ بانگشت ترحم اشک از مژگان فروریزد ؛ (اردو) دیکھو اشک افشاندن۔ (۱۶۵۱)

اشک فروگرفتن بدامان استعمال بمعنی حقیقی است یعنی ریختن اشک بدامان وکنایه از غم خواری کردن چنانکه شفائی اصفهانی گوید (ے) بدامان اشک گرم از دیدهٔ حیرت فروگیرم ؛ برای غم بسان غمگساران آستین نالم ؛ (اردو) اشک دامن مین لینا۔ دامن سے آنسو پوچھنا امیر نے آنسو پوچھنا۔ پر فرمایا ہے کہ مجازاً تسکین اور دلاسا دینا۔ دیکھو اشک از رخسار چیدن۔ (۱۶۵۲)

(۱) اشک فشان استعمال۔ بهار ذکر (۱) کرده گوید که بمعنی اشک ریزه است و (۲) را بمعنی اشک ریختن نوشته۔ کاتب بهار عجم در بهر دو بزیادت الف افشان و افشاندن نوشته وسلسلهٔ ردیفش را درهم کرده خدایش بیامرزد که دست تصرف دراز کرده است صاحبان آصفی وانند هم ذکر این کرده اند مؤلف گوید که (۱) امر حاضر (۲) هم توان گرفت از مصدر مرکب و اسم فاعل ترکیبی هم از مصدر مفرد باقی حال (۲) بمعنی گریستن و (۱) بمعنی گریه کن وگریان۔ مخفی مباد که فارسیان (۱) را اکثر بصفت چشم استعمال کرده اند (ظهوری ے) دیده اشک فشان بهر سبکباری اشک ؛ قرعه انداخته بار سفری خواهم بست ؛ (صائب ے) دیدهٔ زنده دلان اشک فشان می باشد ؛ آب از قوت سر چشمه روان می باشد ؛ (اشرف مازندرانی ے) شمع روشن شد چو اشک از دیده بیتابی فشاند ؛ خوشهٔ برداشت هر کس دانهٔ اینجا فشاند ؛

(اردو) (۱) رو۔ امر۔ رونیوالا اسم فاعل (۲) رونا۔ مصدر۔

اشکفہ بکسر اول وضم کاف عربی مرادف اشکفہ بکاف فارسی است کہ می آید ومخفف اشکونہ واشکوفہ (اردو) دیکھو اشکفہ۔

اشک کباب اصطلاح۔ مرکب اضافی است بقول بحر رطوبتی کہ از کباب بر سر آتش ریزد وبہار دانند ہمزبانش مؤلف گوید کہ آن رطوبت در وقت ریختن بہ قطرہای آب صورت گیرد (حکیم زلالی ؎) چکید اشک کباب ونغمہ سر کرد ۔ لب خشکی بخون دیدہ تر کرد (صائب ؎) نیست جز دلہای خونین مہربانی عشق را ۔ روی آتش را کمی شوید بجز اشک کباب (اردو) پانی کے وہ قطرے جو کباب بھونتے وقت گوشت سے آگ پر گرتے ہین امیر نے اشک کباب کا ذکر نہین فرمایا اردو مین اسکو ترکیب فارسی اشک کباب کہ سکتے ہین۔

اشک کشادن مصدر اصطلاحی یعنی اشک ریختن وکنایہ باشد از گریستن۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (قاسمی گوناپادی ؎) ز اشک وما دمم کہ نرگس کشاد ۔ برون رفتش از دیدہ تر سواد (اردو) دیکھو اشک ریختن۔

اشک کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت واز ظہوری سندی آوردہ کہ ازان مصدر مرکب ۔۔۔۔۔۔

اشک کشیدن از بن مژگان پیدا می شود کہ بمعنی برآوردن اشک از چشم وگریستن باشد۔ (؎) اشک عقیق از بن مژگان ہمی کشم ۔ تا پنجۂ بہ پنجۂ مرجان در افگنم ۔ مخفی مباد کہ درین شعر بوجہ لفظ عقیق معنی گریہ خون کردن پیدا شدہ (اردو) آنکھون سے آنسو بہانا۔ آنسو بہانا۔ اور بلحاظ معنی آخر آنکھون سے خون بہانا ہی کہ سکتے ہین امیر نے اسکو ترک فرمایا ہے۔

اشک کوہ | اصطلاح - مرکب اضافی - بقول صاحب بحر لعل و یاقوت باشد بہار گوید اند ہنر بانش کہ کنایہ از لعل و یاقوت چنانکہ درویش دالہ ہروی گوید (ے) گر محبت را نہ در ہر چیز تاثیریست خاص ؛ پس چہ اشک کوہ را یاقوت حمرا ساختہ ؛ مؤلف گوید کہ ہمین یک شعر است کہ محققین بالا بسند این معنی بالا پیدا کردہ اند و بخیال ما تسامح آنہا ست چرا ہمین شعر ثابت می شود کہ اشک کوہ کنایہ از مادہ کہ در سنگ پیدا می شود و بالاخر مبدل بہ جواہر کانی شود عموماً مانند لعل و یاقوت فتامل (اردو) لعل و یاقوت نذکر اور بلحاظ ہماری راے کے وہ مادہ جواہر جو سنگریزوں میں ہوتا ہے۔

اشک گردیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندی کہ از صائب آوردہ ہمانست کہ بر (اشک در چشم گردیدن) گذشت - بخیال ما مجرد اشک گردیدن چیزی نیست (اردو) دیکھو اشک در چشم گردیدن۔

اشک گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندی کہ آوردہ بر (اشک فرو گرفتن بدامان) گذشت و بخیال ما مجرد اشک گرفتن چیزی نیست (اردو) دیکھو اشک فرو گرفتن بدامان

اشک گرم | اصطلاح - مرکب توصیفی است و بقول صاحب بحر مرادف اشک شور سپید این بر اشک افشاندن و اشک فرو گرفتن بدامان) گذشت صاحب مؤید گوید کہ اشک اندوہ و فراق را گویند و ہمین است اشک شور مؤلف عرض کند کہ کہ مقابل اشک سرد است کہ تعریفش بر اشک خنک گذشت یعنی اشکی کہ بدرد دل بریزد گرم باشد و این نظری است و نتیجہ سوز دل بر خلاف این اشک دروغ سرد بود (اردو) اشک گرم۔ دیکھو اشک خوش نمک۔

اشک گلگون | اصطلاح - مرکب توصیفی است بقول صاحب بحر و بہار یعنی اشک سرخ باشد

مؤلف گوید کہ کنایہ باشد از اشک خون (ظہوری)
۵) اشک گلگون بر رخ زرد گنہ گاران دید
عذر رنگین شد خوناب جگر بر ما گیر (نظام شہرازی)
ع) دل از خیال لبت ریخت اشک گلگون را
(اردو) اشک گلگون۔ دیکھو اشک داؤدی۔

اشک گنجیدن استعمال۔ صاحب اصفی ذکر این کردہ و از مجیر بیلقانی سند آوردہ کہ (اشک در دریا نگنجیدن) راست و این مبالغہ باشد بافراط و کثرت اشک دیگر ہیچ (۵) ندانم کہ چہ خیزد این این ہمہ اشک ؛ کہ چندین اشک (در دریا نگنجد) (اردو) اشک دریا میں نہ سمانا۔ یہ ایک مبالغہ شاعری ہے اور بس۔

اشکل بقول برہان و ہفت و جامع بکسر اوّل و ثالث و سکون ثانی و لام بقول صاحب سراج بہ کاف تازی (۱) اسپی کہ دست راست و پای چپ او سفید باشد و (۲) بمعنی مکر و حیلہ و تزویر صاحب ناصری بذکر ہر دو معنی صراحت مزید کند کہ مرادف اشکیل باشد بزیادت یای تحتانی۔
مؤلف عرض کند کہ صاحب غیاث بحوالۂ منتخب گوید کہ پای بند و رسنی کہ بآن پالان شتر بندند و بمعنی سرخ چشم و سرخی و سپیدی آمیختہ و خوشتر و پوشیدہ تر و دشوار تر و بہ معنی اسپی کہ دست راست و پای چپ او سفید باشد و ہم از بحوالۂ لطائف بر اشکال گوید کہ ریسمانی کہ بر دست و پای شتر بندند و بمعنی مکر و حیلہ۔ صاحب منتخب از معنی بیان کردۂ غیاث بر (اشکل) اسکت در اشکال فرماید کہ اسپی کہ سہ پای او سپید بود و یکی بزنگ دیگر یا برعکس آن و پای بند شتر و جز آن صاحب اسند اشکل را بمعنی بیان کردہ بر ہان لغت فارسی گفتہ ما اشارۂ این بر اشکال بہ سین مہملہ ہم کردہ ایم و بخیال ما این ماخوذ است از شکال لغت عربی کہ بقول منتخب گذشت و صاحب محیط المحیط ہم کہ از محققان معاصرین عرب است ہمزبانش۔ پس فارسیان ہمین لغت را بہ حذف الف

سوم و زیادت الف وصل در اول شکل بمعنی (۱) گرفتن بتصرف خفیف در معنی و معنی (۲) فجاز یعنی دورنگی کنایہ از مکر و حیلہ و تزویر و در اشکیل کہ بہمین معنی می آید یای تحتانی زائد است (اردو) فارسیون نے اس گھوڑے کو اشکل لکھا ہے جس کے آگے کا سیدھا اور پیچھے کا بایان پاؤن سپید ہو۔ مذکر۔ (۲) مکر۔ بقول آصفیہ اسم مذکر۔ دھوکا۔ فریب۔ حیلہ۔ بہانہ۔

(۱) اشک لالہ فام | اصطلاح۔ بقول بحر
(۲) اشک لالہ گون | ہر سہ بمعنی اشک
(۳) اشک لعلی | سرخ است بہار

لعلیست روان بر رخ چون زر کہ مراست ؎
بحر و کان را نبود این زر و گوہر کہ مراست ؎

(اردو) امیر نے آنسو کے صفات مین اشک لالہ گون کا ذکر فرمایا ہے (ذوق ۵)

زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون ؎
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین ؎

ہماری راے مین اشک لالہ فام اور اشک لعلی بہی بترکیب فارسی بسبیل تشبیہ اشک خونین کہہ سکتے ہین۔

و اند ہمزبانش مؤلف گوید کہ (۱) اشکی کہ ہمچو لالہ سرخ روست و (۲) اشکی کہ ہمچو لالہ سرخ رنگ است و (۳) اشکی کہ منسوب بہ لعل است و سرخی ہر سہ کنایہ باشد از اشک خونین (ظہوری ۵) دانہ اشک لالہ فام آوردہ ام ؎ تا مدد و غم بدام آوردہ ام ؎ (صائب ۵۳) اشک

اشکلہ | بقول صاحب شمس بالفتح بمعنی حاجت است۔ صراحت کند کہ لغت فارسی است و دیگر کسی از محققین فرس با او نیست۔ بقول صاحب انند بحوالۂ منتہی الارب لغت عربست پس تسامح صاحب شمس است کہ این را فارسی نوشت (اردو) حاجت۔ بقول آصفیہ دیکھو اشکم

اشکم | بقول صاحب انند بمعنی شکم فرماید کہ شاعری در ہجو کسی گفتہ (۵) اشکمش آمد فروخ آماس

زبطن مادرش ؛ شور پشتی دارد از پشت پدر آن بد لجام ؛ صاحب ہفت ہم سند استادی آوردہ (ے) شیر بی گوش و سر و اشکم کہ دید ؛ این چنین شیری خدا خود نافرید ؛ صاحب شمس ہم ذکر این بند اول کردہ حیف از محققین کہ نام شعرا را ترک می کنند و سند را غیر مستند کنند - بخیال ما جزین نیست کہ بر شکم الف وصلی زیادہ کردہ اند (اردو) شکم - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر پیٹ - بطن (آتش ے) ساقی شراب سے رہے تصر فلک بھرا ؛ شیشے کی طرح مے سے شکم حلق تک بھرا ؛

اشک مصیبت استعمال - مرکب اضافی است و بقول بہار و انند مرادف اشک ندامت مؤلف گوید کہ اشکی کہ بحالت مصیبت در چشم آید یا از چشم بریزد بر خلاف اشک ندامت کہ بحالت خجلت و ندامت در چشم آید یا از چشم ریزد (ابو طالب کلیم ے) چنان باید فشاند اشک مصیبت ؛ کہ پشتیبان شود بحر کمر ہا ؛ (اردو) اشک مصیبت - اشک غم اردو مین کہ سکتے ہین

اشک میغ استعمال - مرکب اضافی است و مرادف اشک ابر و اشک سحاب کہ گذشت و بقول ناصری کنایہ از قطرۂ باران مؤلف گوید کہ معنی حقیقی است و میغ کنایہ نیست و من وجہ کنایہ از باران توان گرفت نہ قطرۂ باران فافہم (نظامی ے) چپ و راست بر است و از برق میغ ؛ چو آراید ش گلشن از اشک میغ ؛ (اردو) دیکھو اشک ابر - اشک سحاب -

اشکنبہ بقول صاحب ضمیمۂ برہان بمعنی شکنبہ باشد و بقول انند لغت فارسی است بہ معنی شکنبۂ حیوانات و صاحب غیاث بر شکنبہ گوید کہ بمعنی معدۂ حیوانات کہ آب و غذا در آن جمع شود مؤلف گوید کہ فارسیان چیزی را کہ منسوب بہ شکم است یعنی معدہ - بزیادت ہای نسبت

و در آخر و الف وصلی در اول لفظ شکم و تبدیل میم بہ نون و بای موحدہ ہر دو را شکنبہ کردند کہ
این قسم تبدیل در فارسی زبان آمدہ چنانکہ دمبہ و دنبہ - صاحب کنز این را لغت ترکی نوشتہ
(اردو) معدہ - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - پیٹ مین کھانا ہضم ہونے کی جگہ مؤلف کہتا
ہے کہ جانورون کے لئے پوٹا کہا جاتا ہے اور انسان کے لئے معدہ -

(۱) اشکنج | بقول برہان و جامع (۱) بکسر اول و ضم ثالث و سکون ثانی و نون و جیم
(۲) اشکنجیدن | گرفتن عضوی باشد بسر دو ناخن چنانکہ آن عضو بدرد آید - خان آرزو در
سراج بذکر معنی برہان گوید کہ ظاہرا تصحیف است چرا کہ شکنج بدین معنی بہ نون آمدہ - صاحب
ناصری فرماید کہ اشکنج و شکنج ہر دو مرادف یکدیگر و برہان بر شکنج و نشکنج ہم ہمین معنی نوشتہ و صاحب
بحر بر شکنجیدن گوید کہ مخفف نشکنجیدن است کہ می آید - صاحب کنز فرماید کہ اشکنجہ بہ سین مہملہ و
و شکنجہ بہ شین معجمہ در ترکی زبان بمعنی عذاب است پس متحقق شد کہ فارسیان لفظ اشکنج را بحذف
ہای ہوز آخرہ از ترکی زبان گرفتند و بمعنی متذکرۂ بالا استعمال کردند کہ در آن ہم تکلیف و عذاب
است و از ہمین (اشکنج) مصدر (اشکنجیدن) ساختند کہ بر (۲) قائم کردہ ایم محققین مصادر فرس
این را ترک کردہ اند و شکنجیدن را بدون الف بہ ہمین معنی آوردہ اند و بخیال ما اشکنجیدن اصل
است و شکنجیدن مخفف آن - زیرا کہ الف درین مصدر وصلی نیست بلکہ اصلی است - و
نشکنجیدن مبدل اشکنجیدن بہ تبدیل الف بانون موافق قاعدۂ فارسی - چنانکہ نغل مبدل
اغل بمعنی جای خوابیدن گوسپندان و رکوہ و صحرا - نتیجۂ این ہمہ جگر کاوی آنست کہ نشکنج
و مصدرش نشکنجیدن اصل نباشد چنانکہ صاحب بحر بر شکنجیدن ذکرش کردہ و بخیال خان آرزو

نسبت تصحیف اشکنج و اصلیت شکنج ہم درست نباشد کہ اصلیت اشکنج متحقق شد (اردو) (۱) چٹکی ۔ بقول صاحب آصفیہ ۔ ہندی ۔ اسم مؤنث ۔ دو انگلیوں سے پکڑ کر گوشت مسلنے کو چٹکی کہتے ہیں اور (۲) چٹکی لینا اسی کا مصدر ہے ۔

اشک ندامت استعمال ۔ مرکب اضافی است و بقول بہار مرادف اشک مصیبت کہ گذشت ۔ صاحب اند این را با اشک اسوس و حسرت و مصیبت و پشیانی ذکر کردہ بر ہر کدام معروف قانع و بقول ما بمعنی اشکی کہ از خجلت و ندامت در چشم آید یا از چشم بریزد مرادف

اشک پشیانی کہ گذشت (ابو طالب کلیم) ؎ صد رہم اشک ندامت اگر از سر گذرد عرق شرم کجا رہ بہ جبین خواہد برد (صائب) ؎ روی سیہ بہ اشک ندامت شود سپید باران بر آورد ز سیاہی سحاب را (اردو) دیکھو اشک پشیانی ۔

اشکنش بقول صاحب جہانگیری و ناصری و سروری و ہفت بفتح اول و کاف مرادف اشکنش است کہ بکاف فارسی می آید و صراحت کامل ہمدرانجا کنیم (اردو) دیکھو اشکنش ۔

اشک نمک پرورده اصطلاح ۔ بقول صاحب بحر مرادف اشک شور است کہ گذشت و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و حیف است

کہ سندی پیش نشد و این کنایہ باشد از اشک اندوہ و فراق (اردو) دیکھو اشک شور ۔

(الف) اشکنہ بقول برہان و رشیدی و سروری و ناصری و ہفت و شمس و اند بکسر اول و ثالث و نون معروف (۱) نانی باشد کہ در آب گوشت ریزہ کنند و (۲) بمعنی چین و شکن اندام نیز آمدہ و (۳) نام نوائی از موسیقی ہما رود و آرستہ بر معنی اول قانع و گوید کہ اسمش ترید است

(ملا نیر در ہجو اکول ۵ل) خوردہ مانندۂ غم آشوبان ؛ از پئی اشکنہ غم خوبان ؛ (خسرو ۵ل) فتنہ رخش نرگس بیمار ہم ؛ اشکنۂ زلف بخروار ہم ؛ (منوچہری ۵ل) مطربان ساعت بساعت بر بنای زیر و بم ؛ گاہ سروستان زنند امروز گاہی اشکنہ ؛ صاحب غیاث گوید کہ (۴) مرادف اسکنہ ہم کہ بر مئہ نجاران باشد۔ مؤلف گوید کہ از سند سوم مصدر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) اشکنہ زدن | پیداست کہ بمعنی نشکنج زدن باشد بخیال ما (الف) بمعنی اول مرکب از (شکن) کہ الف وصلی در اول و ہای نسبت در آخر زیادہ کردہ اشکنہ شوربائی را نام نہادند کہ ریزہای نان در وست و نسبت معنی دوم (الف) عرض می شود کہ این مرکب است از (شکن) و ہای زائد و (شکن) بزیادت الف وصلی مزید علیہ شکن و شکن بمعنی چین اندام کہ می آید بنسبت معنی سوم بخیال ما محققین بالاتسامح کردہ اند و کار از تحقیق نہ گرفتہ اند فارسیان اشکنج را کہ (شکنج) ہم گویند بہ تبدیل جیم عربی با ہای ہوز اشکنہ کردند ہمچون تاج و تاہ و ناکاج و ناگاہ۔ پس اشکنہ بمعنی اشکنج و شکنج باشد فارسیان اشکنہ زدن از قبیل سروستان زدن بمعنی اشکنج زدن استعمال کردہ اند کہ خنیاگران در رقص و سرود دستک و اشکنج ہر دو می زنند سند منوچہری مؤید تحقیق ماست معاصرین عجم تحقیق ما را می پسندند۔ حالا عرض می شود نسبت معنی چہارم کہ آن مبدل اسکنہ باشد کہ بہ سین ہملہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود سین را بہ شین معجمہ بدل کردند ہمچون کستی و کشتی دیگر ہیچ (اردو) (الف) (۱) فارسیون نے اس شوربے کو اشکنہ کہا ہے جس میں روٹی کے ٹکڑے شریک کرکے پکاتے ہیں جس کو دلّی والے سلونے ٹکڑے کہتے ہیں (۲) شکن بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ جھول۔ چین بل۔ جھری (۳) چٹکی دیکھو اشکنج

(۴) برمہ۔ دیکھو اسکنہ (ب) چٹکی بجانا۔ بقول آصفیہ انگشتک زدن کا ترجمہ۔ انگوٹھے کو بیچ کی انگلی سے ملاکر آواز نکالنا۔

اشک نیسان اصطلاح۔ مرکب اضافی است و بقول بحر قطرات باران بہار گوید کنایہ از قطرات نیسان کہ مادہ مروارید است مؤلف گوید کہ معنی لفظی این قطرات نیسان باشد ہیچ کنایہ نیست و اگر این را بمعنی قطرات باران یا مطلق باران گیرند مجاز باشد (اردو) قطرۂ نیسان۔ یا قطرات نیسان کہ سکتے ہین۔ مذکر۔ بارش کی وہ بوندین جو بیساکھ مین برستی ہین۔ صاحب آصفیہ نے نیسان پر سکا ذکر کیا ہی اور فرمایا ہی کہ ایشیائی لوگ خیال کرتی ہین کہ اس مہینے کی بوند سے سیپی مین موتی پیدا ہوتا ہی۔

اشک نیم شور اصطلاح۔ مرکب توصیفی است و بقول بہار بمعنی اشک شور کہ گذشت (حکیم زلالی ؎) ز اشک نیم شور حسرت آلود ۔ نمک گیرد مذاق دیدہ محمود (اردو) دیکھو اشک شور۔

اشکو بقول برہان و ناصری و شمس و جہانگیری بفتح اول و ضم ثالث بروزن بدخو سقف خانہ و ہر مرتبہ از پوشش خانہ را گویند کہ بعربی طبقہ خوانند و مرادف اشکوب و بقول خان آرزو در سراج مخفف (آشکوب۔ بمدہ و بای موحدہ) ماذکر این در ممدودہ ہم کردہ ایم بخیال ما اصل این (آشکوب) است بمعنی لفظی کوبیدہ بہ آش اسم مفعول ترکیبی۔ فارسیان سقف خانہ را بدین نام موسوم کردند کہ در تعمیر آن آش بر بنج را لازماً با آہک و سنگریزہا آمیختہ می ریزند و می کوبند و بخیال معماران ازین طرز عمل استواری در سقف پیدا می شود ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ آش و آش ہمزد آمدہ و بای موحدہ درین حذف شد (اردو) دیکھو آشکوب کے پہلے اور دوسرے معنی۔

اشک و آہ را قضا کردن (مصدر اصطلاحی) بر قیاس قضا کردن نماز است یعنی بروقت معینہ اش اشک و آہ نکردن و ترک کردن چنانکہ خزین گوید (ے) اشد از من ادا یک بار فرض و سنتی امّا قضا ہرگز نکردم اشک و آہ صبحگاہی را۔ (اردو) آہ و زاری کو اوسکے مقررہ وقت پر نہ کرنا۔ ناغہ کرنا۔

اشکوب بقول برہان و اند و ہفت ہمان اشکوب است کہ گذشت مؤلف گوید کہ اشکوب مخفف این است و صراحت کامل مع بیان ماخذ ہمدر انجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اشکوب

(الف) اشکوخ بقول برہان (الف) بکسر اوّل و سکون ثانی و ثالث مضموم بہ واو مجہول و خای نقطہ دار زدہ (۱) لغزش را گویند و (۲) امر بدین ہم یعنی بلغز و از پای در آی و (ب) مصدر اشکوخ است کہ لغزیدن و بسر در آمدن و افتادن باشد صاحب رشیدی فرماید کہ بدون الف شکوخیدن ہم آمدہ۔ صاحب سروری بذکر (الف) بر (ب) فرماید کہ بالفتح و بالکسر ہر دو آمدہ خان آرزو در سراج بر (ب) ذکر (الف) ہم کردہ بقول بحر عجم (ب) کامل التصریف و مضارعش اشکوخد و صاحب نوادر بر شکوخیدن گوید کہ شکوفیدن بفا و شکوہیدن بہ ہا و شکرفیدن بہ راو فا۔ مرادف یکدیگر باشد ظاہر ا این ہمہ تحریفات است الاول ہو الصحیح (الخ) صاحب موارد ذکر (ب) کردہ حوالہ بر شکوخیدن کند و بر شکوخیدن فرماید کہ شکوخ بمعنی لغزش و بسر در آمدگی حاصل بالمصدر است و بضمن آن صراحت کند کہ شکوفیدن و شکوہیدن مثلہ۔ مؤلف عرض کند کہ معنی ہر یکی از مصادر بالا فرق است و ما تعریف ہر یکی بجداگانہ کنیم و تعریف سالم التصریف بر اسم مصدر کردہ ایم۔ صاحب برہان بر شکوخ گوید کہ بضم اول و بکسر اول ہر دو درست است بمعنی لغزش بخیال ما ہمین است اسم جامد زبان فارسی و شکوخ

بزیادت الف وصلی فارسیان از ہمین اسم جامد مصدر ساختہ اند کہ بقول مقتنین فرس مصدر جعلی است وبقول ما اصلی وفرق ہر دو بر اسم مصدر مذکور وامرش اشکوخ وحاصل بالمصدر بر وزن امر آمدہ (۱) معنی لغزش کردن اصل است و (۲) افتادن مجاز آن (اردو) (الف) (۱) لغزش بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث پھسلن۔ رپٹن۔ ڈگمگاہٹ۔ لڑکھڑاہٹ (۲) لغزش کر۔ گر۔ امر حاضر (ب) (۱) لغزش کرنا (۲) گرنا۔

اشکوفہ بکسر اوّل وضم کاف مرادف اشکوفہ کہ بکاف فارسی می آید وصراحت معانی وماخذ ہمہ آنجا می شود (اردو) دیکھو اشکوفہ۔

(الف) اشکوہ بقول برہان وناصری وجہانگیری وجامع وسروری وشمس بضمّ اوّل وثانی

(ب) اشکوہہ وسکون ثانی وواو وہا (۱) بمعنی شان وشوکت وشکوہ وعظمت (موی)

(ج) اشکوہیدن معنوی ؎) صدق موسیٰ بر عصا و کوہ زد ؛ بلکہ بر دریای پر اشکوہ زد ؛ خان آرزو فرماید کہ شکوہ کہ می آید مخفف این است وبقول بعض (۲) بمعنی ترس وہیبت ہم صاحب رشیدی بر معنی دوّم قانع و (ب) بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی آہ و (ج) بقول موارد ونوادر مصدریست کہ بر (اشکوہیدن) مذکور شود وبقول شان اشکوہیدن بالکسر (۱) ہیبت زدہ شدن وترسیدن وبالضم (۲) اظہار بزرگی کردن وزیبا شدن و (۳) گوش بسخن مردم انداختن صاحب برہان ہم بر اشکوہیدن ہر سہ معنی بالا را ذکر کردہ مؤلف عرض کند کہ شکوہ اسم جامد زبان فارسی است بقول برہان بالضم بمعنی اہل باقوت وصلابت وشان وشوکت وبزرگی وآنر العربی حشمت خوانند وبالکسر بمعنی ترس وبیم خان آرزو در سراج بر شکوہ گفتہ کہ ضمّ وکسر باشی از تفاوت لہجہ والسنہ واین در اصل بمعنی ترس

وبیم است ومجازاً بمعنی حشمت که از دیدن آن ترس بهم رسد وبجوالۂ برہان ذکر دیگر معانی هم کرده فرماید که شکه بحذف واو مخفف شکوه باشد - صاحب کنز که محقق ترکی زبان است این را لغت فارسی گفته ما با خان آرزو اتفاق نداریم وعرض کنیم که شان وشوکت معنی اصلی لفظ شکوه باشد که الف وصلی در اول آورده اشکوه کردند ومعنی ترس وبیم مجاز آن که از دیدن شکوه ترس وبیم پیدا شود وعرض کنیم که (ج) مصدر است از همین اسم جامد بقاعدۂ که بر اسم مصدر گذشت والف وصلی در اول اوست ومعنی حقیقی آن اظهار بزرگی کردن وزیبا شدن ومجازش هیبت زده شدن وترسیدن که شخصی اظهار شکوه خود کند وبرنخاطب ومقابل هیبت وترس طاری شود - معنی سوم بیان کردۂ اهل تحقیق را بر شکوهیدن تحقیق کنیم ودرین جا همین قدر کافیست واین مصدریست بقول ما مصدر اصلی که از اسم جامد زبان فارسی ساخته شد وبقول مقننین فرس جعلی - اختلاف تعریف را بر اسم مصدر بیان کرده ایم (کامل التصریف) ونسبت (ب) عرض می شود که بجز صاحب انند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد وصاحب کنز که محقق ترکی زبان است شکوهیدن بدون الف اول را بمعنی جمال وظرافت ولیاقت لغت فارسی گفته واین هر سه معنی با (ب) هیچ تعلق ندارد ونه این موقع تحقیق هر سه معانی مذکور است جا دارد که در آخر شکوهیدن های لیاقت وقابلیت باشد یعنی چیزی که لائق ترس وبیم است کنایه باشد از آنچه است که سندی پیش نشد

(اردو) (الف) (۱) شان وشوکت - مونث - (۲) ڈر - مذکر (ب) دیکھو آہ (ج) (۱) ڈرنا - (۲) بزرگی کرنا -

(الف) اشک تیمان	(اصطلاح صاحب)	(ب) اشک تیمی	بحر فرماید که (ب) بمعنی

اشک بکیسی است بہار ہنر بانش (صائب ۵) می دود اشک یتیمی بسکہ بر رخسارہ ام ؛ سینہ چون کشتی بدریا میزند گہوارہ ام ؛ و برای الف ہم سندے از صائب یافتہ ایم (ص) از گلستانی کہ بلبل روی گردان می شود ؛ شبنم رخسار گل اشک یتیمان می شود ؛ مؤلف عرض کند کہ اشک یتیم بمعنی حقیقی است یعنی اشکی کہ در چشم یتیم آید یا از چشمش بریزد و (الف) بالف و نون جمع و (ب) بزیادت یای نسبت در آخر متعلقش و مجازاً بمعنی مطلق اشک بی کسان و اشک بی بسی گرفتہ اند (اردو) امیر نے آنسو کے صفات مین اشک یتیم کا ذکر کیا ہے (مومن ۵) ہم بہا اسکی در فشانی سے ؛ تار اشک یتیم سلک گہر ؛ اس شعر مین اشک یتیم بمعنی حقیقی مستعمل ہے الف کا ترجمہ بے کسون کے اشک ۔ مذکر۔ (ب) اشک بکیسی کہ سکتے ہین ۔ مذکر۔

اشکیل بقول برہان بکسر اول و ثالث و سکون ثانی و تحتانی و لام بمعنی اشکل است کہ گذشت باصراحت کامل اشکل و اشارہ این ہمہ را بجا کردہ ایم کہ یای تحتانی درین زائد است چون نسبت و نسبت صاحبان جامع و ہفت و امثال ہم ذکر این کردہ اند و خان آرزو صراحت کند کہ اشکیل اصل است و اشکل مخفف آن تحقیق ما برعکس این است کہ بر اشکل گذشت (اردو) دیکھو اشکل ۔

اشکیل چشم اصطلاح ۔ بقول برہان و ہفت و امثال نام دوائیست کہ آنرا عوسج گویند اگر برگ آنرا بکوبند و آب آنرا بگیرند و ہفت روز بچشم چکانند سفیدی چشم را کہ بہم رسیدہ باشد زائل کند ۔ صاحب محیط بر اشکیل گوید کہ عوسج است و بر عوسج فرماید کہ بفارسی سپید خار و بعربی حماض و بسریانی شیا و طلحا و بیونانی قولوسافلوس و قولو اطلس گویند ۔ مجموع آن سرودر اول و خشک در آخر دوم و چکانیدن آب برگ آن در چشم تا ہفت روز متواتر در رفع بیاض کہنہ مجرب و منافع بسیار دارد (الخ) مختصر اینست کہ از اکثر اجزای این درخت علاج امراض

چشم می شود عجبی نیست که فارسیان این را اسم فاعل ترکیبی گرفته باشند بمعنی چیزی که چشم او همچو اشکیل است و اشکیل بمعنی قسم اسپ گذشت و در وجہ تسمیہ این شباہت ثمر یا چزو دیگرش با چشم اسپ باشد واللہ اعلم - خیال ما مبنی بر قیاس است و از تحقیق نرسید وجہ تسمیہ حاصل یم که محققین فرس و کتب لغات طب ازین لفظ مرکب ساکت اند (اردو) صاحب جامع الادویہ نے لفظ حماض پر مشہور نام کا اشارہ جس نمبر پر کیا ہے اسکے مقابل مشہور نام چوک لکھا ہے - اور صاحب محیط نے حماض کا ہندی نام چوکا کہا ہے اور (حماض ارنا) پر لکھا ہے کہ اسی کو عوسج کہتے ہین جس کا نام علیق بہی ہے اور علیق کا لکھا ہے کہ عوسج کی ایک قسم ہے جس کو ہندی مین اچھو کہتے ہین - صاحب مخزن الادویہ نے حماض کا اردو ترجمہ چوکا فرمایا ہے - چوکا بقول آصفیہ ایک قسم کا ساگ - اور صاحب محیط نے چوکا پر لکھا ہے کہ ہندی زبان کا لفظ ہے اور موجب امراض - اور چوک پر فرمایا ہے کہ اسم کندش اور کندش پر چوک کا ذکر کیا ہے اور اچھو پر فرماتے ہین کہ ثمر علیق کا نام ہے افسوس ہے کہ ان حضرات کی بے تحقیقی اور پریشان بیانی نے ہم کو اشکل چشم کے ترجمہ پر مطمئن نہ ہونے دیا -

اشکیود بقول برہان و سراج و ناصری و جامع و ہفت و انند بفتح اول و سکون ثانی و ثالث و یای حطی بواو رسیدہ و بہ دال زدہ مرکب را گویند کہ در مقابل مفرد است - صاحب انند صراحت کردہ است کہ این لغت فارسی زبان است و در دیگر السنہ این را نیافتیم - پس اسم جامد زبان فارسی گوئیم و الف اول اصلی است کہ اشکیود بدون الف نیامدہ (اردو) مرکب - بقول آصفیہ مفرد کا مقابل - ترکیب دیا ہوا - کئی چیزون سے ملکر بنا ہوا -

اشکاف بقول صاحب سروری بکسر ہمزہ بمعنی رخنہ باشد مطلقاً و بحذف ہمزہ نیز آمدہ - صاحب

ذکر که محقق لغات ترک است ذکر شکاف بکاف عربی کرده گوید که لغت فارسی است بمعنی شق و عجب است از برهان و سراج و ناصری و غیاث که اشگاف را هم ترک کرده اند و شگاف را هم و صاحبان ناصری و برهان و سراج شکاف را بکاف عربی بهمین معنی آورده اند - خان آرزو صراحت کند که در اکثر فرهنگها با کاف تازی است و مشهور به کاف فارسی - صاحب بحر بر مصدر شکافتن بکاف تازی نوشته نه فارسی که بجای خود ش می آید بالجمله از تحقیق بالا که گذشت اصل این شکاف بکاف عربی است بمعنی رخنه و این مفرس باشد و عجبی نیست که فارسیان این را گرفته اند از شکو که بزبان عرب با لفتح بمعنی شگاف کردن آمده (کذا فی المنتخب) پس واو را بقاعدهٔ فارسی بدل کرده به فا همچون دام و فام و یافته و الف زائد میان کاف و فا آورده شگاف بمعنی شق مستعمل کردند پس مصدر شکافتن که می آید مرکب و موضوع است از همین اسم جامد و آنانکه با کاف فارسی استعمال این کرده اند یا اینکه از ما خذ خبر ندارند یا کاف عربی را به فارسی بدل کرده اند چنانکه کنند و گنند ولیکن اتفاق اهل لغت بر کاف عربی است و الف در اشکاف وصلی است (اردو) شگاف بقول آصفیه (فارسی) اسم مذکر - دراڑ - درز -

اشگرف بقول برهان بفتح اول و کاف فارسی بر وزن شنجرف (۱) نیکو و خوش آینده را گویند و بکسر اول (۲) بمعنی سطبر و قوی و گنده و بزرگ و (۳) بمعنی شان و شوکت و حشمت هم آمده - خان آرزو بر شگرف بدون الف بذکر معنی اول و دوم نسبت معنی سوم فرماید که بمعنی محتشم و گوید که فی الحقیقت (۴) بمعنی طرفه و عجب است و معانی دیگر مجاز آن و بفتح اول شهرت دارد صاحب ناصری بذکر معنی اول و سوم و چهارم فرماید که (۵) بمعنی چست و چابک هم آمده و صاحب سروری

وجامع بمعنی اوّل و دوّم وسوّم وصاحب (وری وپہلوی) براوّل و دوم وصاحبان شمس و رشیدی برسوم قانع (مولوی معنوی از سرروری ۵۲) قصّہ آن آبگیر است ای عنود پنکہ در آن سرہای اشکرف بود پنہ مؤلّف گوید کہ شگرف بدون الف اول اسم جامد زبان فارسی است و اکثر اہل تحقیق صراحت این کردہ اند فارسیان الف وصلی در اولش آوردہ اشگرف کردند انچہ خان آرزو معنی چہارم را اہل قرار می دہد از اکثر کلام قدما ثابت می شود کہ بمعنی طرفہ و عجیب و بدیع آوردہ اند خود صاحب برہان بر لفظ شگرف نوشتہ کہ مرادف شگفت است پس معنی اول و دوم مجاز آنست و نسبت معنی سوم ہم قول خان آرزو و قیع باشد کہ خود برہان بر شگرف تصدیق آن می کند و بہمین معنی یا دیگر معانی مجازی تعلق دارد پس معنی سوم و چہارم ہم مجاز است (اردو) (۱) نیک بقول آصفیہ (فارسی) بہلا اچھا - عمدہ - نفیس (۲) قوی - بقول آصفیہ عربی - زبردست - طاقت ور (۳) محتشم - بقول آصفیہ (عربی) صاحب خدم وحشم (۴) عجیب - بقول آصفیہ (عربی) نادر - تعجب خیز شگفت (۵) چست - بقول آصفیہ (فارسی) چالاک - پھرتیلا -

(الف) اشگفت | (الف) بقول برہان بکسر اوّل و فتح ثالث و سکون ثانی و فا و فوقانی

(ب) اشگفتن | (۱) بمعنی غار و رخنہ کوہ و بضم ثالث (۲) بمعنی عجب کہ از تعجب باشد

(ج) اشگفتہ | و صراحت نکند کہ بکاف فارسی است یا عربی امّا لفظ (شگفت) را بدون الف بکاف عربی بمعنی اوّل آوردہ و معنی دوم را بکاف فارسی نوشتہ خان آرزو در سراج گوید کہ بکسر اوّل و کاف فارسی بمعنی عجب و تعجب و بحوالہ برہان ذکر معنی اوّل ہم کردہ فرماید کہ (۳) بالضم خندیدن گل وغیرہ و صراحت مزید کند کہ این معنی در گل حقیقی است و در جبین و دل مجاز و بدون الف

ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ طرز بیان معنی سومش کلفت انگیز است و مقصودش جز این نباشد
کہ اشکفت بالضم بمعنی شگفتگی و کشادگی است۔ صاحب رشیدی اشارہ معنی سوم اجمالا کردہ بر معنی
دوم قانع۔ صاحب سروری بذکر معنی دوم نسبت معنی سوم گوید کہ بمعنی کشود است از برای
گل و دل و خاطر و برای معنی دوم کسرہ و ضمہ کاف ہر دو را جائز قرار دادہ و برای معنی سوم کسرہ ہمزہ
و ضمہ کاف۔ صاحب جہانگیری در ہر سہ معنی با خان آرزو متفق و سلسلہ ردیف لغتش این را
بکاف عربی قائم کند و صاحب جامع بذکر ہر سہ معانی بالا برای معنی دوم کاف عربی و فارسی
ہر دو را جائز پندارد۔ صاحب ناصری بکسر ثالث بر معنی دوم قانع۔ صاحب ہفت برای ہر سہ
معنی کاف فارسی آوردہ مؤلف عرض کند کہ (الف) بمعنی اول مفرس است از شکوکہ
بقول فتحب لغت عرب است بالفتح بمعنی شگاف کردن فارسیان بقاعدۂ خود او را بہ فایدل
کردند ہمچون دام و فام و تای فوقانی بر آخرش زیادہ کردند ہمچون پاداش و پاداشت و الف وصلی
در اولش آوردہ اشکفت را بمعنی غار و رخنہ کوہ استعمال کردند و اشکاف کہ بمعنی شگاف۔ گذشت
در ماخذش ہم شکوک داخل است کہ ذکرش ہمدر انجا کردہ ایم۔ پس این معنی حقیقی است۔ نسبت
معنی دوم عرض می شود کہ مجاز معنی اول است کہ تعجب و عجب ظاہری شود از غار و رخنہ کوہ
و معنی سوم ہم مجاز است کہ کشادگی تعلق دارد از رخنہ و غار۔ اختلاف حرکات در تفریس چیزی
نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است آنانکہ این را بکاف عربی گرفتہ اند اتباع اصل کردہ اند و
آنانکہ کاف عربی را بفارسی بدل کردہ اند بر قاعدۂ تبدیل رفتہ اند ہمچون کند و گند۔ حالا عرض
می شود نسبت (ب) کہ مصدر الف است و بقول متقنین فرس مصدر اصلی و سماعی و بقول ما

مصدر جعلی و قیاسی - فرق اصلی و جعلی را بر اسم مصدر بیان کرده ایم - فارسیان این را از اسم جامد (شگفت) بزیادت (تن) علامت مصدر وضع کردند (شگفتن) شد و تای فوقانی جمع گردیدی را حذف کرده (شگفتن) گردند پس شگفتن بضم اول بمعنی (۱) تعجب نمودن و حیران و متحیر گشتن و (۲) واشدن و از هم باز گردیدن و (۳) خندان و خرم شدن باشد بجز صاحب رشیدی و دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این بالف وصلی نکرده و صراحت کامل هر یک معنایش بر شگفتن می آید درین جا همین قدر کافی است که فارسیان این مصدر را بمعنی حقیقی یعنی معنی اول لفظ شگفت استعمال نکرده اند که رخنه کردن و شگاف کردن باشد بلکه برای آن مصدری خاص از لفظ شگاف ساختند که شگافتن است و بجای خودش می آید - عیبی ندارد که ماخذ آن هم متعلق است از ماخذ این چنانکه صراحتش بر (الف) کرده ایم بالجمله همه معانی این مصدر که بالا مذکور شد مجاز است از معنی حقیقی - صاحب بحر عجم بر شگفتن صراحت کند که بکاف تازی است و مضارعش شکفد و بقولش صیغه امر و نهی این نیامده و صاحب موارد حاصل بالمصدرش را شکفت نوشته و مخصوص بمعنی اول کرده مؤلف عرض کند که حاصل بالمصدر این بمعنی اول و دوم و سوم شگفتگی است و بمعنی چهارم شگفت و مضارع این شگفد و نسبت (ج) عرض می شود که بقول برهان و هفت و انند بکسر اول و ضم ثالث و فتح فا (۱) بهار و (۲) شگوفه درخت و (۳) بمعنی قی و استفراغ هم آمده مؤلف عرض کند که (ج) اسم مفعول (ب) باشد جیف است که برای این هر سه معانی سندی پیش نشد اگرچه بهار و شگوفه مجازاً در معنی مفعولی (ب) داخل است و لیکن استعمال (ج) بدین معنی محتاج سند است و خصوصاً برای معنی سوم که نسبت این

ہر سہ معنی بر اشگوفہ بجہتی کنیم کہ معنی اول اصل است و معنی دوم و سوم مجاز آن (اردو) الف (۱) غار۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ گڑھا۔ کھڈا۔ کھوہ۔ رخنہ کوہ کا ترجمہ۔ پہاڑوں کا شگاف اور غار (۲) عجب۔ بقول آصفیہ (عربی) انوکھا نادر۔ طرفہ۔ تعجب انگیز۔ (۳) شگفتگی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ کشادگی۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ فراخی وسعت۔ (ب) (۱) تعجب کرنا۔ حیران و متحیر ہونا (۲) کھلنا (۳) ہنسنا۔ خوش ہونا۔ (ج) (۱) بہار۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ موسم ربیع۔ پھول کھلنے کا موسم (۲) شگوفہ۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ غنچہ۔ کلی۔ بغیر کھلا ہوا پھول۔ (۳) قی۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث۔ ردّ طعام۔ الٹی۔ استفراغ۔

اشگفہ بقول صاحب رشیدی بمعنی اشگوفہ باشد کہ می آید۔ صاحب جامع این را بکسر اوّل و ضم کاف عربی بمعنی شگوفہ درخت و قی و استفراغ آوردہ مؤلف عرض کند کہ کاف عربی و فارسی چیزی نیست و ما صراحت این بر اشگفت کردہ ایم و بیان ماخذ این بر اشگوفہ می آید و این بحذف تای فوقانی مخفف اشگفتہ باشد ہمچون راس

و راست۔ صاحب سروری بذیل اشگوفہ ذکر این کردہ و سندی آوردہ (اثیر الدین اخسیکتی ؎) ای گل بستان آنکہ خندہ زدی در روغا نہ از سر نیلو فرش اشگفتہ ارغوان تہ پس بخیال ما این بر ہر سہ معانی شگفتہ شامل است چنانکہ بر اشگوفہ صراحت کنیم (اردو) دیکھو اشگوفہ۔

اشگنش بقول برہان و جہانگیری و انند و شمس و جامع بفتح اوّل بکاف فارسی بر وزن سرزنش۔ دیوار برآوردن و عمارت کردن را گویند کہ بکسر اوّل نیز آمدہ صاحبان جہانگیری و ناصری و سروری و ہفت ہم ہمزہ باشد

ولیکن محققین مابعد الذکر صراحت کاف فارسی نکرده اند مؤلف گوید که صاحبان تحقیق که معنی مصدری نوشته اند مقصودشان جز این نباشد که حاصل بالمصدر است و این حاصل بالمصدر اشکندن مقصدر است که متروک التصریف باشد محققین مصادر فرس این مصدر را ترک کرده اند و وجود اشکنش خبر میدهد از وجودش و شک نیست که اصل مصدر و حاصل بالمصدر هر دو بکاف عربی باشد آنانکه بکاف فارسی گرفته اند بر سبیل تبدیل است و بس همچون کنند و گنند پس اشکندن مرکب است از اشکن و دن (علامت مصدر) و اشکن بزیادت الف وصلی در اول مزید علیه شکن و شکن به کسر اول و کاف عربی بقول برهان بمعنی چین و شکنج اندام و زلف و جامه می آید و ورای این معانی بسیار دارد که بجای خودش مذکور شود پس اشکندن بمعنی حقیقی شکن زدن بر اندام و زلف و جامه باشد و اشکنش حاصل بالمصدر آن و معنی مجاز این مصدر دیوار برآوردن که دیوار هم تبته بتبته همچو مدارج شکن اندام وغیره قائم می شود که سنگ یا آجر را در بنای دیوار تبته تبته قائم کنند. و معنی عمارت کردن درین مصدر کنایه باشد از معنی دیوار برآوردن پس این یادگار مصدر معدوم است (اردو) دیوار اور عمارت کی چنائی - تعمیر - بناوٹ - ساخت - مؤنث -

اشکنه بقول جامع بفتح و کسر ثالث بروزن اسکنه (۱) چین و شکن و (۲) نام نوائی است از موسیقی و (۳) آب گوشت که نان خورد کرده در ان ریزند مؤلف گوید که این همان است که ذکرش بکاف عربی گذشت بجز صاحب جامع دیگر کسی از محققین فرس ذکر این با کاف فارسی نکرده و جز این نیست که این مبدل آن باشد که فارسیان کاف عربی را بفارسی بدل کنند همچون کنند و گنند (اردو) دیکھو اشکنہ -

(الف) اشگوفه بقول برهان بضم اول (۱) بمعنی بهار (۲) شگوفهٔ درخت و (۳) قی و استفراغ را نیز گویند صاحب هفت فرماید که بعضی بکسر اول خوانند و شگوفه مخفف این باشد صاحب سروری بذکر هر دو معانی بالا سندی که پیش کرده از ان استعمال - - - - - - - -

(ب) اشگوفه کردن بمعنی (۱) سرسبز شدن از بهار و (۲) شگوفه پیدا کردن و (۳) قی کردن پیدا است و فرماید که اشگفه بدون واو مخفف این باشد (ابو علی حاجی ۵۲۱) باش تا دوحهٔ اقبال تو اشگوفه کند ؛ کز شمیمش همه آفاق معطر گردد ؛ (مولوی معنوی ۵۳) بنگر بدرخت ایجان در رقص و سر اندازی ؛ اشگوفه چرا کردی گر باده نخوردستی ؛ صاحب سروری گوید که درین شعر هم معنی اول بکنایه ظاهری شود صاحب رشیدی و سراج هم ذکر الف بهر دو معنی کرده - مخفی مباد که همهٔ اهل تحقیق برین لغت صراحت نکرده اند که بکاف عربی است یا فارسی و سکوت شان متضمن کاف عربی است - ازینجاست که ما این را هم بکاف عربی بجایش ذکر کرده ایم و تصفیه این بر لفظ اشگفت نموده ایم بالجمله اصل این اشگفته باشد اسم مفعول از اشگفتن که بهر سه معنی اشگوفه گذشت صراحت ماخذ اشگفتن بجایش مذکور شد - فارسیان واو زائد درمیان کلمه می آورند همچون افتادن و اوفتادن و تای فوقانی را حذف کنند همچون راست و راس - پس بهمین قاعده اشگفته را اشگوفه کردند و برای بهار و غنچه و قی نام نهادند و در اشگفته واو زائد را نگرفتند و محض بر حذف تای فوقانی اکتفا کردند پس اشگفته مخفف اشگوفه نیست بلکه مخفف اشگفته باشد مخفی مباد که درین لغت الف اول وصلی است نه اصلی چنانکه صراحت این بر اشگفت کرده ایم و شگوفه اصل است و اشگوفه مزید علیه آن پس نباید که شگوفه را مخفف

اشگوفہ خیال کنیم۔ بہ تحقیق ما معنی اوّل این حقیقی است و معنی دوّم و سوّم مجازی کہ غنچہ نتیجہ بہار است و استفراغ وقتی ہم حرکتیست کہ غنچۂ دہن انسان را وا می کند چنانکہ بہار شگوفہ را گل نماید و بدین وجہ کہ فارسیان بہار را ہم شگوفہ گفتہ اند مجازاً قی را ہم شگوفہ نام کردند (اردو) الف (۱) بہار (۲) غنچہ (۳) قی۔ دیکھو شگفتہ (ب) (۱) سرسبز ہونا۔ بہار آنا۔ (۲) شگوفہ پیدا کرنا (۳) قی کرنا۔

اشم بضم اوّل و فتح ثانی گیاہیست کہ بیان مجلش بہ اشق گذشت و ہم بہ اشہ می آید۔ (اردو) دیکھو اشق و اشہ۔

اشموسا بقول برہان و ہفت و انند بفتح اوّل و سین بی نقطہ بالف کشیدہ بہ وزن محمودا بلغت یونانی نوعی از مرو است (الخ) ما اشارۂ این بہ اسموسا بہ ہر دو سین مہملہ کردہ ایم کہ گذشت و این و رای اسموسا باشد تسامح اہل تحقیق است کہ اسموسا بہ ہر دو سین مہملہ مرو را نام کردند اشموسا گزربری است کہ ذکرش گذشت و اشموسا نوعی از مرو است۔ و بقول صاحب محیط کم بو تر از سائر اقسام و ہم او بر مرو نوشتہ کہ انواع آن چہار است یک نوع آن خوشبوست و آن مرا حوز باشد گرم تر و خشک تر و دیگر کم خوشبو و آنرا اشموسا نام است و این گرم و خشک بود و سوّم را مرو سفید نامند و آن معتدل است و این غالباً گاو زبان باشد و نوع چہارم را مرو ماہوس نام نہادہ اند و این حار یابس و ملطّف و بارد است و ما صراحت مرو بر اردوشیران کردہ ایم کہ گذشت (اردو) مرو کی ایک قسم جس مین بو کم ہو۔ دیکھو اردوشیران۔

اشن بقول برہان و جامع و سروری و ناصری و سراج بفتح اوّل و ثانی بر وزن کفن (ا)

جامهٔ باژگونه پوشیده و (۲) بمعنی کالک هم آمده که خرپزهٔ مارسیده باشد مؤلف گوید که این مبدل اسن است که بسین مهمله گذشت - فارسیان سین مهمله را به معجمه بدل کنند همچون کستی و کشتی (اردو) دیکھو اسن -

اشنا بقول برهان بفتح اول وسکون ثانی بالف کشیده (۱) گوهر گرانمایه را گویند و (۲) بمعنی شناکننده و آب ورزنهم (۳) صاحب رشیدی این را مرادف اشناه و اشناو و اشناب گفته بمعنی شناوری - صاحبان جهانگیری وجامع وسروری بر معنی اول قانع - خان آرزو در سراج ذکر هر سه معنی کرده و فرموده که مخفف آشناست که بمدوده گذشت مؤلف عرض کند که اصل این (اشنا آب) بود و اشناور ترکی زبان - بقول صاحب کنز بالفتح بمعنی شناور - فارسیان چیزی وکسی را (اشناب) نام نهادند که در آب بود یعنی دُرُوشناور ممدوده آب حذف شد بوجه اجتماع دو الف و شناتخفیف آن است بحذف بای آخر - پس معنی اول حقیقی است کنایتہً و معنی دوم مماثل آن که شناور هم در آب می ماند و معنی سوم مجاز است که شنار ا بمعنی شناوری استعمال کردند و مصدر شنائیدن که بجایش می آید از همین اسم جامد ساخته شد که بمعنی سوم مستعمل شده و وجه این مصدر سند معنی سوم است و آشنا که در ممدوده گذشت از همین لغت اشناست ممدوده ومقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی است وجا دارد که اصل این شن گیریم که لغت ترکی است وبقول صاحب کنز بمعنی مسکون فارسیان الف وصلی در اولش آورده اشن کردند و ترکیب آن با آب اشناب بمعنی باشندهٔ آب کنایه گرفتند از دُرُوشناور هر دو بحذف بای آخر اشنا مخفف آن مستعمل شد (اردو) (۱) موتی - بقول آصفیه اسم مذکر - مروارید - در - گوهر - دیکھو

اشک صدف - ۲ و ۳ کے لئے دیکھو آشنا کی دوسری اور تیسری معنی -

(الف) **اشناب** بقول برہان وجامع بکسر اول بروزن محراب بمعنی شنا وشناوری و بملاحظہ معنی کہ او برشتا نوشتہ مرادف شناوری است وصاحب رشیدی بدون صراحت حرکات حروف متفق با برہان وبقول جہانگیری بالکسر مرادف اشناو واشنا وراذ کرنکرد ومقصودش غیر از اتفاق با برہان نیست (عطار ؎) دوات سیاہانی باشناب ؎ بردن برند جان از دست غرقاب ؎ وبسند سروری کہ برای معنی بالا آورد ؎

مصدر ----------

(ب) **اشناب کردن** بمعنی شناوری کردن پیداست ؎ (عطار ؎) زمین راخون چنین غرقاب می کرد ؎ کہ ماہی زمین اشناب می کرد ؎ خان آرزو در سراج فرماید کہ (الف) مرادف اشنا و باشد بمعنی شنا وروشناوری ہر دو وبر جہانگیری اعتراض کند کہ بکسر اول چرا گرفت وہم او بذیل آشناہ در محمدودہ گوید کہ شنا مخفف اشناب و اصلش آشنای آب کہ شناور را آب غرق نکند بہا بر (الف) فرماید کہ فرید علیہ آشنا باشد بمعنی دست و پا زدن در آب مؤلف عرض کند کہ خیال ما ہمان است کہ بر مخفف این (اشنا) ظاہر کردہ ایم کہ اشناب بمعنی باشندہ آب است و کنایہ از گوہر شناور ہر دو ماخذش ہم ہمدیگر اند مذکور بمعنی دوم مصدری آن کہ بر آشنا گذشت مجاز نیست وانچہ فارسیان آشنا را بمعنی آشنا گرفتہ اند ہم مجاز است از اشنا - بالجملہ در اینجا ہمین قدر صراحت کافی است کہ فارسیان تخفف (الف) (یعنی اشنا) را بہر سہ معنی اشناب استعمال کردند واصل را بیک معنی شناوری مخصوص وخیال ما جز این نیست کہ نقص تلاش محققین است وبوثوق عرض کنیم کہ (الف) ہم بر ہر سہ معانی اشنا شامل است (اردو) (الف) دیکھو آشنا کے دوسرے اور تیسرے معنی (ب) تیرنا

(الف) اشنان | بقول صاحب برہان وناصری وجہانگیری ورشیدی بضم اوّل بروزن نقصان گیاہی باشد کہ بدان رخت می شویند وبعد از طعام خوردن نیز دست بدان صاف کنند و بعربی غاسول نامند وچون آنرا بسوزانند اشنخار شود وہم او بر ----------

(ب) اشنان دارو | گویدکہ اشنان - معلوم وبدال بی نقطہ بالف کشیدہ ورای بواو رسیدہ زوفای خشک باشد کہ مشہور بہ زوفای مصری وآن گیاہی است دوائی شبیہ بہ برگ خاہ استعمال - نافع - خان آرزو در سراج گویدکہ بخیال بعض (الف) لغت عربی واصح آنکہ معرب وبعربی غاسول - نام است - صاحب سروری برای الف از اثیر الدین اخیکتی سند آوردہ (ب) اشنان برنگردہ مہراز بادبان خاک ؛ کز شعلۂ سموم شدی در زمان شخار ؛ صاحب جامع نسبت (الف) گویدکہ مرادف اشنہ وبعربی غسول اما متعارف غیر علف شخار است وبہ (ب) فرمایدکہ زوفای خشک مصری باشد - صاحب سوداالسبیل گویدکہ (الف) معرب است ولغت فارسی است صاحب محیط نسبت (الف) فرمایدکہ لغت عربی است وآنرا حرض وغاسول نیز گویند بہرآنکہ پارچہ بدان شویند وبہ رومی اروفلس ویونانی مرسیون وبفارسی ----------

(ج) اشنان گاذران | وچغان وکاگل وکرمک وکنست وکنستو وکنستواک نیز وبہندی کٹول گویند وازان اشنخار می سازند ونسبت آن شورہ زار گرم وخشک در دوم وگویند گرم در سوم وخشک در آخر دوم - جالی ومنقی ومفتح سدوکہنہ ومحرق ومدر قوی ومسہل ومحلل فضول غلیظ ومنافع بسیار دارد (الخ) ونسبت (ب) فرمایدکہ زوفای خشک را نامند ونامش اشنان داؤد است وبرزوفای خشک نوشتہ کہ بفارسی اشنان داؤد نامند وزوفای مصری ہم - گرم

ورد وم وخشک در آخر ملتف مثل صعتر رافع بلغم ومحلل اورام مخرج ریاح غلیظ ومنافع
بسیار دارد (الخ) صاحب مخزن (الف) را لغت عرب گوید وصاحب منتخب ہم ذکرش کردہ
مؤلف گوید کہ اگر (الف) را لغت عربی گیریم ضرورت تحقیق باخذ خارج از موضوع ماست
واگر بقول بعض فارسی قرار دہیم عجبی نیست کہ فارسیان لغت سنسکرت آشان را کہ بقول
صاحب ساطع بالفتح بمعنی غسل آمدہ در فارسی زبان گیاہی را نام کردہ باشند کہ پارچہ ودست
بدان شویند و (ج) مرادف آنست کہ اضافت آن بسوی گاذران کردہ اند از آنکہ گاذران
بکار پارچہ متن استعمالش کنند بالجملہ نسبت (ب) این قدر متحقق شد کہ آن ورای (الف
وج) است ولیکن بہ تحقیق نہ پیوست کہ نامش آشان دارو ست یا اشنان داؤد۔ ہمقدر
عرض کنیم کہ ترکیب (ب) متقاضی آنست کہ معنیٔ مرادف اشنان باشد ہرگاہ این ورای
اشنان است جز این نباشد کہ فارسیان گیاہی خاص را کہ بکار دارو استعمال می کنند (اشنان
دارو) نام نہادند وگیاہی خاص را کہ ورای دارو استعمال آنست مجرد اشنان گفتند وشک
نیست کہ در ہر دو شباہت ظاہری باشد انچہ صاحب محیط (ب) را اشنان داؤد گفتہ یا اینکہ
غلطی کتابت باشد یا حکیمی کہ داؤد نام داشت این گیاہ را یافتہ وتجربہ کردہ باشد کہ لفظ اشنان
بنامش مضاف شد وصاحب مخزن انیز وفای یا بس گفتہ ودر تعریف این (ب) یا اشنان داؤد
را ذکر نکردہ (اردو) (الف وج) بقول صاحب محیط کنٹول اور صاحب ساطع نے اسکی
تصدیق کی ہے۔ ایک نبات کا ہندی نام ہے اور صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور
نام اشنان کہا ہے اور فرمایا ہے کہ غاسول اسکا فارسی نام ہے اور اشنان عربی (غالباً تسامح

ہوا ہے) اور (ب) کی نسبت صاحب جامع الادویہ نے زوفای خشک کو زبان فارسی کا نام کہا ہے اور اسکی عربی زوفای یابس اور مشہور نام کے خانے کو صفر زدہ رکھا ہے افسوس ہو کہ اسکا ہندی نام دریافت نہ ہو سکا۔

اشنا و بقول خان آرزو در سراج مرادف اشناب کہ گذشت وصاحب رشیدی ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ مبدل اشناب است کہ بای عربی بہ قاعدۂ فارسی بہ واو بدل شود ہمچون آب و آو۔ پس ضرورت تعریف مزید نیست کہ معنی و ماخذ این بر اشناب بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو اشناب۔

اشناہ بقول صاحب سروری مرادف اشنا و اشناب و اشنا و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ہمین لغت در ممدودہ گذشت ممدودہ مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجہ لب ولہجۂ مقامی است بخیال ما این مبدل اشناب باشد کہ فارسیان بای عربی را بہ ہای ہوز بدل کنند ہمچون بوش وہوش کہ ہر دو بمعنی کر و فر است (اردو) دیکھو اشناب۔

(الف) اشنوا
(ب) اشنود
(ج) اشنودن

(الف) بقول صاحب رشیدی بالضم بمعنی شنوا یعنی شنوندہ وہم برین قیاس است (ب) اشنود و (ج) اشنودن۔ صاحب سروری نسبت (الف) فرماید کہ بکسر ہمزہ وفتح نون نیوشندہ۔ صاحب برہان نسبت (ب) گوید کہ (۱) بضم اوّل وثالث ماضی شنیدن است و (۲) بفتح اول نام روز دویم از خمسہ مسترقہ قدیم۔ خان آرزو در سراج نسبت (ب) فرماید کہ ماضی (ج) وشنودن مخفف (ج) وصاحب سروری برای (ب) مذکر معنی اوّل سندی آورده (عراقی ؎) پروانہ چو ذوق سوختن یافت نہ بود بشعاع شمع خوشنود نہ این حال اگر عجب نماید نہ

شنود من ار توانی اشنود و بجای دیگر ذکر معنی دوم (ب) هم کرده صاحب ناصری و مؤید بر معنی دوم فانع - صاحب جامع بذکر معنی اول نسبت دوم فرماید که بروزن (صد صدد) باشد یعنی بفتح اول و نون و واو و نسبت (ج) عرض می شود که بجز صاحب رشیدی و سراج دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرده و اشنوائی حاصل بالمصدر (ج) چنانکه حکیم فرخی گوید (ه) روشنائی یابد از دیدار او و در چشم کور اشنوائی یابد از آواز او در گوش کر و مخفی مباد که صاحب بحر عجم (شنودن) را بمعنی شنا وری کردن هم گفته و دیگر محققین مصادر معانی دیگر هم و بحث کامل ش هدر آنجا کنیم - بالجمله این مصدر یست کامل التصریف از شنودن بدون الف مالف اول وصلی است صاحب موارد که پابند بیان حاصل بالمصدر مصادر فرس است بشنودن حاصل بالمصدر را ترک کرد و ما بر اشنودن ذکرش کرده ایم که بالا گذشت و ضرورت ندارد که در اینجا از حاصل بالمصدر شنودن بحثی کنیم مختصر انیست که اشنودن مزید علیه شنودن و شنودن مخفف شنودیدن - و شنودیدن مزید علیه شنیدن بزیادت واو و ید چنانکه افتادن و افتادن پس شنیدن اصل است مرکب از شن که لغت ترکی بمعنی مشحون و بقاعدهٔ فارسی بزیادت یای معروف و علامت مصدر (شنیدن) شد بمعنی مشحون شدن و کنایه از گوش را پر کردن بحرف کسی و سماعت کردن - و جا دارد که اصل شنیدن - سنیدن بسین مهمله باشد مرکب از لغت سنسکرت که سنائی بیک نون بمعنی سماعت آمده و سنتا بدو نون مصدرش پس بحذف الف و یای اول از سنائی فارسیان مصدری ساخته بقاعدهٔ خود سین مهمله را بشین معجمه بدل کرده باشند همچون کشتی و کشتی و الله اعلم بحقیقة الحال این است حقیقت (ج) و (ب) یعنی اول که ماضی نیست (الف) اسم فاعل ترکیبیش - نسبت یعنی دوم (ب) عرض میشود که ماذکرش بر اشنودن کرده ایم که بتای فوقانی سوم گذشت و اشاره ماخذ

این ہم ہمدرا نجا مذکور (اردو) (الف) سننے والا۔ (ب) (۱) سنا۔ (۲) دیکھو اشنود (ج) سننا سماعت کرنا۔

اشنوشہ بقول برہان وناصری وسروری بکسر اوّل بروزن بی توشہ ہوائی را گویند کہ باصدا وحرکت سراز دماغ برآید وآن را بالعربی عطسہ خوانند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بعضی بفتح اوّل نوشتہ اند۔ صاحب رشیدی بالفتح گوید (ابوالخیر ؎) دماغ خشک او اشنوشہ تر ؎ چو آرد گوش گردون را کند کر ؎ صاحب جامع این را بفتح اوّل بروزن باتوشہ نوشتہ۔ صاحب برہان بشنوشہ بدون الف فرماید کہ بفتح وکسر اوّل ہر دو آمدہ وبسین مہملہ ہم وہم او ہمین لغت را ستوسر بسین مہملہ اوّل وتای فوقانی ورای مہملہ آخر وستوسہ بہر دو سین مہملہ وتای فوقانی دوم ہم آوردہ مؤلف گوید کہ الف وصلی در آغاز این زائد است بخیال ما اصل این شنوشہ باشد کہ بدون الف وصلی می آید واین مرکب باشد از شن وشہ۔ شن بقول صاحب کنز بالفتح در ترکی زبان بمعنی فرح وشہ مبدل سر کہ فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ ورای مہملہ را بہای ہوز بدل کنند ہمچون کستی وکشتی وہوبر وہوبہ پس واو زائد درمیان (شن) و(شہ) آوردہ شنوشہ را کہ معنی حقیقی این فرح دماغ است برای عطسہ استعمال کردند کہ ازان فرح دماغ حاصل ودماغ مسرور شود وزیادت این قسم واو در قواعد فارسی مذکور ہمچون تونمند کہ اصلش تن۔ مند است وانچہ صاحب برہان این را بہ سین مہملہ ہم ذکر کردہ در آن صورت در (شنوسہ) ضرورت تبدیل سین مہملہ بہ شین معجمہ ہم نباشد واز وجود لغت ستوسر کہ بالا گذشت تصدیق خیال ما می شود کہ شہ یا سہ۔ در اصل سر است وانچہ در ستوسہ وستوسر بجای نون تای فوقانی است این قسم تبدیل در فارسی زبان البتہ نیامدہ خلاف قیاس باشد

وجاد اردکہ کاتبان نون را تصحیفاً وتسامحاً تاکردہ باشند خان آرزو بر شتوسہ گوید کہ شتوسہ بہای ہوز وشتوسہ بہ شین معجمہ اوّل ہم آمدہ وخیال کند کہ شتوسہ اصح باشد ودر بواقی تصحیف راہ یافتہ ووجہ این خیال را ظاہر نکردہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بالجملہ اگر اشنوشہ را اسم جامد فارسی زبان گیریم ضرورت تکلّفات دیگر باقی نماند (اردو) چھینک۔ بقول آصفیہ (اسم مونث) عطسہ۔ وہ آواز جو ناک سے خلط کے دفع کرنے کے واسطے حالت زکام یا کسی سلسلاہٹ وغیرہ کے باعث صادر ہو۔

اشنہ بقول برہان بضمّ اوّل وفتح ثالث (۱) بمعنی اشنان است کہ گذشت وبدان رخت شویند و (۲) نام داروئی ہم۔ خوشبوی کہ آنرا دوالہ می گویند وبعربی شیبۃ العجوز ومشک القرود خوانند عشقہ ولبلاب۔ بر درخت پیچد واگر بسایند ودر چشم کشند چشم را جلا دہد۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ عطری است سفید رنگ کہ بر درخت بلوط وصنوبر پیچد وبصورت پوست بیخ باشد وبقول بعض برنگ بستہ شود وخوشبوی باشد وگویند این عربی است وفارسی آن دوالہ وذکر معنی اول بیان کردہ برہان ہم کردہ صاحب رشیدی بر معنی دوّم قانع وفرماید کہ این را دوالۂ مشک گویند اگرچہ مشہور بہ دوالۂ المسک شدہ وصاحب سروری ہم معنی دوّم را اصح پندارد وفارسی آن دوالہ۔ صاحب جامع بر معنی اوّل قانع۔ صاحب محیط کہ محقق لغات طب است فرماید کہ لغت عربی است وہم بعربی سیبۃ العجوز ومسک القرود وبیونانی آبرویون وبفارسی دوالہ ودوالک ودوالی وبقول گیلانی ایدا اریدا وبہندی چھترلیہ وچڑیرہ ورکسیر وسلج گویند وآن پوستی است باریک شبیہ بہ ریسمانہای باریک وپہن باہم پیچیدہ وبر شاخہای درخت بلوط وصنوبر وجوز ہند پیچد

وبیخ وگل وتخم ندارد وبا تلخی وقبض اندک وخوشبوست - گرم وخشک در اوّل وگویند گرم در اوّل و خشک در دوّم ودر آن قوّت قبض وتحلیل سمّ قاتلیین است ومنافع بسیار دارد (انج) مؤلّف گوید که بقول محیط که اعتبار را شاید می کشاید که این ورای اشنان است وبس (اردو) صاحب جامع الادویہ نے چھڑیلہ کا ذکر کیا ہے جو رسی کی سی ایک چیز ہے جو درختوں پر پیدا ہوتی ہے جس کے پتے نہیں ہوتے غیر سمّی دواؤں میں مستعمل -

اشنیدن بقول صاحب انند بحالۂ فرہنگ نرنگ بالکسر یعنی شنیدن - ماذکر این وماخذش مصدر اشنودن کردہ ایم کہ گذشت وصراحت معانی برشنیدن آید کہ اصل این است فارسیان الف در اولش زیادہ کردہ اشنیدن کردہ اند کامل التصریف (اردو) دیکھو اشنودن -

اشو بقول برہان وناصری بفتح اوّل وضم ثانی بواو رسیدہ بلغت ژند وپاژند بہشتی باشد کہ در مقابل دوزخی است - خان آرزو در سراج ذکر این بفتح اوّل وواو معروف کردہ - صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بدیل دستور چہارم فرماید کہ باوّل مفتوح وثانی مضموم وواو مجہول لغت ژند وپاژند بہشت را گویند (زرتشت بہرام ۵) ہزاران درود وہزاران دعا بر آن ارجمند اشو پاک راپ (دلہ ۵) نظر ہرچند می کردم در وبیش نہ بچشم بود نور آن اشو پیش نہ صاحب ہفت معنی باجہانگیری متفق مؤلّف گوید کہ واو نسبت بر لفظ آش داخل شدہ است بمعنی منسوب بہ او واشارہ بہ مقبول ومخصوص بارگاہ ایزدی وکنایہ از بہشتی واین ترکیب فارسی قدیم است وحالا متروک (اردو) بہشتی - بقول آصفیہ (اسم مذکر) بہشت کا رہنے والا -

اشوغ بقول برہان وناصری وجامع وہفت بضمّ اوّل بروزن دروغ (ا) شخص مجہول النسب

(د ر) مفقود البلد - اگویند مؤلف گوید که همین لغت در ممدوده بمعنی شخص مجهول و غیر معروف گذشته و بسند طرطری بمعنی غریب الوطن متحقق شده و قول صاحب برهان هم همد آنجا مذکور عجب است که در اینجا معنی اوّل هم پیدا شد - ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجه لب و لهجه مقامی است ماخذ این هیچ ظاهر نمی شود بجز اینکه این را بمعنی آخر الذکر اسم جامد زبان فارسی گیریم و معنی اوّل بیان کرده برهان را طالب سند باشیم بمعنی غریب الوطن را که در ممدوده گذشت بسند طرطری معتبر دانیم و جا دارد که این مبدّل و مزید علیه شوخ باشند که فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اولش آورده اند و خای معجمه را بغین معجمه بدل کرده همچون تاخ و تاغ که بیک معنی آمده و شوغ را که بمعنی عام شوخ بود مجازاً بمعنی خاص غریب الوطن گرفته باشند که شوخی دارد و آزادمنش بود (اردو) دیکھو آشوغ -

اشوه بقول شمس بالفتح مرد بدخشم که زود خشم کند - صراحت کند که لغت فارسی است و صاحب انند این را به معنی بدشکل و زشت رو و مرد متکبّر و خشم رساننده نوشته و بحوالهٔ منتهی الارب گوید که لغت عرب است و در منتهی الارب موجود پس تسامح صاحب شمس بیش نیست و دیگر کسی از محققین فرس با او نیست (اردو) بدشکل - متکبّر شخص - غصیلا - مذکر -

اشه بقول برهان بضم اوّل و فتح ثانی گیاهیست که کمان گران بر بازوی ارجا بدر رفته ببندد و اشق معرب آنست - هم او بر اشق نوشته که معرب آشه باشد و صاحب محیط اشق را معرب اشم فارسی گفته و او شتار ابهر دو الف آورده فرماید که شکیسر است و اشه را ذکر نکرد - صاحب منتخب اشق را لغت عربی گوید بالضم و فتح شین مشدد - نام صمغ درختی - و اشج بقول صاحب محیط همان اشق

وہم او بر اشتق صراحت کردہ است کہ اشتج ہم عربی است۔ صاحبان جامع وسروری ورشیدی و ناصری ہم ذکر این کردہ اند مؤلف عرض کند کہ بخیال ما اشتہ اسم جامد فارسی زبان است و اشتم مبدلش کہ تبدیل میم وہای ہوز با کیدیگر آمدہ چنانکہ باسرہ و باسرم و عجبی نیست کہ اشتج و اشتق ہر دو معرب باشد اگر این ہر دو یا یکی از ینہا را اصل قرار دہیم و اشتم و اشتہ را منفرس گیریم بقاعدہ تبدیل درست نمیشود زیرا کہ تبدیل جیم و قاف با میم وہای ہوز در فارسی نیامدہ (اردو) دیکھو اشتق۔

(الف) اشہب | بقول اند بفتح اول وثالث لغت عرب است (۱) بمعنی ہر چیز سیہ رنگ کہ سپیدی در و غالب باشد و (۲) بمعنی اسپ سبزہ کہ کثرت موہای سپید بر موہای سیاہ او غالب باشد (الخ) مؤلف گوید کہ فارسیان این را بہ معنی دوم استعمال کردہ و لغت فارسی برای این معنی بنظر نیامدہ و در استعمال فرس ----------

(ب) اشہب انداختن | بمعنی اسپ انداختن آمدہ کہ حقیقی است و ----------

(ج) اشہبِ روز | ترکیب اضافی مراد از روز است و ہمچنین ----------

(د) اشہبِ روزگار | مراد از روزگار مخفی مبادا کہ در (د) سپیدی و سیاہی روز و شب موجود است و در (ج) مجرد از معنی عام اسپ کار گرفتہ اند۔ بہ تشبیہ روانی و سیر روز کہ ہمچون اسپ می گذرد روز را اشہب روزگفتہ اند یا بدین وجہ کہ در رنگ اشہب سپیدی بر سیاہی غالب می باشد روز را اشہب گفتند (انوری الف ۵) صدر دلیر سراپردہ او اوج حضیض را اشہب داد ہم کرد آخر ازلیل و نہار ؛ (عرفی ب ۵) عنان گرم ستایش کہ بہر سجدۂ شاہ ؛ ہزار اشہب داد ہم بہر کان انداخت ؛ (انوری ج ۵) اشہب روز و داد ہم شب را ؛ پیشہ لیسین لگام تو

(۱۹۵۴) (۱۹۵۵) (۱۹۵۶)

باد ۔ (انوری دے) ورنژندی بچشم بدخواہت ۔ شہب روزگار اد ہم باد ۔ (اردو) (الف)
(۱) شہب ۔ بقول امیر (عربی) (۱) وہ سیاہ رنگ جس مین سپیدی غالب ہو (۲) سبزہ گھوڑا ۔
(ذوق ۵۲) لکھون شوخی جو ترے توسن چالاک کی مین ۔ شہب خامہ بھی ہو موج دم برق جہان
(ب) گھوڑا ڈالنا ۔ دیکھو اسپ افگندن (ج) شہب روز اور (د) شہب روزگار کہہ سکتے
ہین ۔ برسبیل تشبیہ ون اور زما کے لئے ۔

اشیاف مامیثا استعمال ۔ بقول برہان بفتح اول وکسر فا یعنی عصارۂ مامیثا و مامیثا بلغت
سریانی نام رستنی باشد کہ آنرا در قوابض بکار برند کہ آن را رہبانانی کہ در نواحی موصل می باشند
سازند ۔ در وچشم را نافعست صاحبان ہفت و انند ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ شیاف بالکسر
بقول منتخب دارو ئی چندکہ یکجا کردہ در چشم وجز آن کنند پس فارسیان ہمین لغت عربی را بزیادت
الف وصلی در اوّلش اشیاف کردہ اضافت آن بسوئی مامیثا کردہ اند وبس ۔ صاحب محیط ذکر این
کردہ و بر مامیثا فرمایدکہ اسم نبطی است و آن را ہنبانیز مانند دبیونانی حلاوینون و غلوفن و آن نباتی
است شبیہ بخشخاش مقرن و برگ آن مائل بہ سپیدی و آنرا بفارسی یرو نام است و برگ نبات
آن را کوبیدہ از عصارۂ آن اقراص بوطی شکل می سازند و آنرا عصارۂ مامیثا و اشیاف مامیثا نامند
گیلانی گفتہ کہ عصارۂ مامیثا چون خشک می شود آنرا اشیاف مامیثا گویند سرد و خشک در دوم و عصارۂ
آن بارد و قابض و محلل و مقوی و در امراض چشم نافع و منافع بسیار دارد (الخ) ماذکر مامیثا بر
ارغاموني ہم کردہ ایم کہ قسم آنست (اردو) مامیثا ایک مشہور دوا ہے جس کے بنوٹے ہوئے پانی
کو فارسیون نے اشیاف مامیثا کہا ہے اور بعض کا قول ہے کہ جب یہ پانی خشک ہو کر رہجاتا ہے

تو اسوقت اسکو اشیاف مایثا کہتے ہین مایثا کی تعریف اور ترجمہ ہم نے ارغامونی پر لکھا ہے۔ اشیاف مایثا کا ترجمہ بن پوستہ کا قرص جو عرق سے بنایا جاتا ہے۔

اشیہہ بقول برہان بفتح اوّل وکسر ثانی بہ تحتانی رسیدہ وہای مفتوح آواز وشیہہ اسپ باگو ید خان آرزو در سراج فرماید کہ شیہہ مخفف این است۔ صاحب ناصری گوید کہ این را شنہ نیز گویند۔ صاحب جامع ہم ذکر این کردہ وشیہہ بدون الف بمعنی مطلق آواز ہم آمدہ وہمین لغت در ممدودہ ہم گذشت۔ ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب ولہجہ مقامی است ترجمۂ این در عربی صہیل الفرس۔ بخیال ما اصل این بدون الف شیہہ است کہ اسم جامد زبان فارسی باشد بمعنی مطلق آواز یا مفرّس باشد از صیحۂ عربی کہ بالفتح بمعنی بانگ آمدہ (کذا فی المنتخب) فارسیان صاد را بہ سین مہملہ بدل کردہ باشند کہ خلاف قیاس نیست چنانکہ قفص وقفس وحای حطی را بہ ہای ہوز چنانکہ نوح آوند را نہاوند کردند۔ صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ پس ازان سین مہملہ بقاعدۂ فارسی باشین معجمہ بدل شد ہمچون کستی وکشتی والف وصلی در اولش آوردہ اشیہہ یا آشیہہ کردند وبرای معنی خاص مشتاق سند باشیم کہ گیر نیامد (اردو) دیکھو آشیہہ۔

الف مقصورہ باصاد مہملہ

اصابع بفتح اوّل وکسر بای موحّدہ بقول منتخب کہ بذیل اصبع نوشتہ جمع اصبع واصبع بکسر اوّل وفتح ثالث انگشت ونشانۂ نیک فارسیان استعمال این بترکیب فرس کردہ اند چنانکہ در ملحقات می آید (اردو) انگلیان۔ مؤنث۔

اصابع صفر (اصطلاح) بضمّ صاد دوم و سکون فا مرکّب اضافی است وگیاہی را نام است

کہ بشکل کف دست می باشد و جنون و سم را نافع۔
مصنف مؤید بذکر این فرماید کہ ہمین است زرد چوبہ مؤلف
عرض کند کہ زرد چوبہ ورای این است صاحب
محیط گوید کہ ہمین است کف مریم و کف عایشہ
و شجرۃ الکف و بفارسی پنجۂ مریم و ہندی ہتھ جوڑی
مؤلف عرض کند کہ بحث کامل این بر ارتنگذشت
مخفی مباد کہ صفر بقول منتخب بالضم در عربی زبان
بمعنی چیزہای زرد است و صفر بمعنی خالی ہم بر سبیل اضافت
اصابع بسوی این گیاہی را نام شدہ کہ مشابہ انگشتان
زرد رنگ و انگشتان خالی فارسیان از ہر دو لغت
عربی این را ترکیب فارسی استعمال کردہ و صاحب الصفر
در عربی ہم بہمین معنی آمدہ و صاحب مخزن الادویہ
ذکر این کردہ (اردو) دیکھو اثلق وارتد۔

اصابع فرعون اصطلاح۔ مرکب اضافیست
بقول صاحب برہان و بحر و اتندنگی است مانند
انگشت آدمی و آن را از بحر حجاز آورند و
بعربی امساک الخراج گویند۔ صاحب محیط فرماید
کہ این را اصل فرعون و مدمل الجروح نیز گویند
و آن سنگہائی است بمقدار انگشت مانندی
مجوف و گرہ دار باندک پہنائی و نرمی و چون
برہم خورند صدای سنگ از آنہا بر آید و قسمی از آن
با رطوبتی سیاہ می باشد و این را در افعال قائم مقام
مومیائی دانستہ اند گرم و خشک در آخر دوم۔ قاطع
نزف الدم و ملحم جراحات و محلل اورام بارد و
بجہت التیام بی عدیل است و منافع بسیار دارد (انج)
(اردو) اصابع فرعون۔ فارسیون نے ایک پتھر کا
نام رکھا ہے جو انسان کی انگلیون سے مشابہ ہے جو
بحر حجاز سے لایا جاتا ہے اور اسمین گرہین بہی ہوتی ہین
اسکی رطوبت کا استعمال بطور مومیائی کیا جاتا ہے افسوس
ہے کہ ہمکو اس کا ہندی نام نہین ملا۔

اصالت تاب بی حرمتی ندارد مثل۔ صاحب خزینہ الامثال ذکر این کردہ و از معنی
و محل استعمال ساکت۔ مؤلف عرض کند کہ این مثلی است کہ فارسیان برای شعر فازنند بموقع ذلت

وخواری نگویند کہ شرفا بمقابلۂ ذلت پروای جان نکنند کہ مردن بحرمت بہ از زندگی است کہ بذلت وخواری باشد (اردو) وکن میں کہتے ہیں "شریفوں کو آبرو بہاے رزیلوں کو دولت" "آبرو پرسے جان فدا" امیر نے لکھا ہے "آبرو جان سے زیادہ عزیز ہے" یہ جملہ آبرو کی تعریف میں بولا جاتا ہے "آبرو کا صدقہ جان" "حرمت پر جان قربان"

اصباہان بقول برہان وہفت واند (۱) معرب اسپاہان است کہ گذشت (ارلخ) وفارسیان استعمال این ہم کنند وہم او گوید کہ (۲) نام مقامی است از جملہ دوازدہ مقام موسیقی وآنرا (اصفاہانک) ہم گویند۔ مؤلف گوید کہ ماصراحت ماخذ این معنی اوّل برا سپاہان کردہ ایم وعجبی نیست کہ اصل معنی دوّم ہم بہ سین مہملہ باشد وتعریبش بہ صاد مہملہ وجاد ارد کہ این مقام موسیقی از اسپاہان ایجاد شد (اردو) (۱) دیکھو اسپاہان (۲) موسیقی کے بارہ پردون سے فارسیون نے ایک پردہ کا نام اصباہان رکھا ہے۔

اصحاب بفتح اول لغت عرب است بمعنی صاحب وبقول صاحب منتخب بمعنی یار فارسیان استعمال این بہمین معنی وبترکیب فارسی مرکب ہم کنند کہ در محققات می آید (انوری ۵) نزنی لاف خدمت اشراف ؎ نہ کنی بار منّت اصحاب ؎ (اردو) اصحاب۔ بقول امیر عربی۔ صاحب کی جمع۔ دوست۔ مصاحب (اسیر ۵) اصحاب نیاز کہانے لائے ؎ ارباب نشاط گانے آئے ؎

اصحاب السبت اصطلاح۔ بقول بحر یاران روز شنبہ کہ قومی از بنی اسرائیل بودند کہ حق تعالےٰ امر کرد کہ روز شنبہ ماہیان صید نہ کنند اتفاقاً در آن روز ماہیان بسیار جمع می شدند ایشان حیلہ کردہ ماہیان را در ہمان آب بندی می کردند وبروز یکشنبہ می گرفتند چون ظلم ایشان از حد گذشت حق تعالےٰ

همه را مسخ کرده بوزینه ساخت و بعد چند روز هلاک شدند مؤلف گوید که این لفظ مرکب عربی زبان است و فارسیان همین را در فارسی استعمال کنند (اردو) اصحاب السبت - اون بنی اسرائیلیون کو عربون نے کہا ہے جن کے لئے بروز شنبہ مچھلیون کا شکار ممنوع تھا۔

اصحاب الشمال | اصطلاح - بقول بحر دوزخیان - صاحب غیاث هم ذکر این کرده مؤلف گوید که شمال بقول منتخب بمعنی چپ باشد مقابل یمین پس عربان اضافت اصحاب بسوی آن کرده کنایتہً دوزخیان را گفتند که نامۂ اعمال ایشان بدست چپ دهند - صاحب اند بحوالۂ تفسیر حسینی گوید که بمعنی یاران دست چپ که بوقت اخراج ذریات در شمال آدم علیه السلام بودند و نیز دو نوع بر چپ عرش است بدین وجه هم دوزخیان را بدین نام موسوم کرده باشند بالجمله فارسیان همین مرکب عربی را در فارسی استعمال کنند حیف است که سندی پیش نشد - اصحاب الیمین در مقابل این بمعنی بہشتیان هم آمده که صاحبان تحقیق ذکر کرده اند (اردو) عربون نے اصحاب الشمال دوزخیون کو کہا ہے جن کے اعمال نامے قیامت کے دن بائیں ہاتھ مین دیئے جائینگے

اصحاب حرم | اصطلاح - مرکب اضافی است بمعنی یاران حرم کنایه از ساکنان حرم و اهل حرم چنانکه عرفی گوید (ے) کی مسلمان کندم صحبت اصحاب حرم ؛ که دران زمره بسی حلقه بگوشان دارم ؛ (اردو) اہل حرم - حرم شریف کے رہنے والے

اصحاب کهف | اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم بمعنی صاحبان غار و ایشان هفت تن بودند از دوستان حق که از خوف دقیانوس از شهر گریخته در غاری پنهان شده خفتند و سگی همراه ایشان بود بحکم الهی بعد سه صد سال بیدار شده باز بخفتند و باز بقیامت خواهند برخاست - صاحب غیاث و انند هم ذکر این کرده مؤلف گوید که درین مرکب هر دو لغت عرب است و کهف بقول منتخب بمعنی

غار و پناہ آمدہ فارسیان استعمال این بترکیب فارسی کردہ اند (اردو) اصحاب کہف دیکھو آئینہ شش جہت کا نمبر ۲۔

اصحاب منقل اصطلاح۔ بقول صاحب بحر عجم۔ یعنی یاران ہم صحبت و مشیر۔ چہ در ایران موسم دی یاران منقلہا پیش گذاشتہ شب نشینی کنند و از ہر باب باہم حرف زنند و در امور ہم مشورت نمایند۔ و ارستہ از محسن تاثیر سند آوردہ (ے) در محفلی کہ بستہ زبان سپید من ۔ صد آتشین عذار ز اصحاب منقل اند۔ بہار ہم ذکر این کردہ (اردو) فارسیون نے اصحاب منقل۔ یاران ہم صحبت کو لکھا ہے جو جاڑے کے موسم میں آگ کے پاس بیٹھکر مشورت کیا کرتے ہیں۔

اصرار بقول صاحب انند بجوالہ منتہی الارب بالکسر بہر دو رای مہملہ لغت عربست بمعنی تنہا بر کردن کاری مستعد شدن و منع کردن کسی۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی ابرام و تکرار استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب کردہ بمعنی مصدری گیرند کہ در ملحقات آید۔ (اردو) اصرار۔ دیکھو ابرام۔

اصرار کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از شرف ماز ندرانی سند آوردہ کہ بمعنی ابرام کردن است (ے) کند در خوشتن ہا چو اصرار شمش آب سیاہ آرد قلم وارہ (اردو) اصرار کرنا۔ بقول امیر سجد ہونا۔ دیکھو ابرام کردن

اصرار نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ مرادف اصرار کردن است کہ گذشت (ظہیر فاریابی ے) مجال صبر کجا ماندم چو در حق من ۔ ز زمانہ بر سر باطل نماید این اصرار (اردو) دیکھو ابرام کردن

اصطبل بقول صاحب انند بفتح اول و فتح طای مہملہ و سکون بای موحدہ مکان بستن اسپان را گویند۔ صاحب غیاث این را بکسر اوّل و سکون صاد مہملہ آوردہ۔ صاحب منتخب اللغات بالکسر و بفتح طای مہملہ بمعنی طویلہ و جای ایستادن و دواب لغت شامی گفتہ۔ صاحب سوار السبیل

فرماید که به لاطینی این را استابلم گویند و معنی حقیقی این جای اقامت و برای جای بستن اسپان مستعمل صاحب از احته الاغلاط صراحت کند که بفتح اول یا بحرکت باچنانکه شهرت دارد خطاست (فیضی ؎) انگه بشتافت سوی اصطبل ۞ بر عقل گهرشناس زد طبل ۞ (قاآنی ؎) گه رفت باصطبل و گهی گشت نمد پوش ۞ گاهی ز قضا شکوه و گاهی ز قدر کرد ۞ (اردو) اصطبل۔ بقول امیر طویلہ۔ دیکھو آخته خانہ کا نمبر ۲۔

اصطخر بقول برہان وہفت بکسر اول بروزن ومعنی استخر است که قلعه فارس باشد و آن تخت گاه داراب این دارا ب است و آبگیر و تالاب هم۔ صاحب ناصری در دیباچه کتاب بذیل آرایش چهارم بر لفظ استخر فرماید که بصاد وطای حطی معرب استخر است و صاحب جامع نمر باشد ما صراحت کامل این مع بیان ماخذ بر استخر کرده ایم که گذشت (اردو) دیکھو استخر۔

اصطرخ بقول برہان بروزن ومعنی استخر است۔ صاحب مؤید این را بذیل لغات عربی آورده گوید که نام شهرے است در ایران زمین۔ و در عجائب البلدان که لشکرگاه سلیمان علیه السلام در انجا بود و این معنی منقول از فضلاست و اصطخر بروزن افتعل بمعنی اصراخ بود و بعده نام آن شهر نهادند و صراخ بمعنی رسیدن بفریاد و فریاد کننده۔ مؤلف گوید که بخیال ما جز این نیست که همان اصطخر را که گذشت عوام الناس به تقدیم و تاخیر راے مهمله و خا اصطرخ کردند۔ همچون جذب و جبذ که بمعنی کشیدن آمده و این قسم لغات مقلوبه در السنهٔ فارسی وارد و هم یافته می شود و حقیقتش همین قدر است که عوام الناس غلط کردند و بالآخر استعمال قرار یافت و همین قسم تصرف در اسطرخ به سین مهمله گذشت (اردو) دیکھو استخر۔

اصطرک بقول برهان وهفت و انند بروزن احمدک صمغی است سرخ بسیاهی مائل و بعضی گویند که صمغ درخت زیتون است نزله را نافع - صاحب محیط گوید که بسین مهمله نیز آمده و بعضی گویند که در یونانی زبان میعهٔ یابسه را گویند و بقول بعضی صمغ زیتون و بقولی صمغ شجر رومی و بقول دیسقوریدوس نوعی از میعه و گیلانی گفته که حق آنست که صمغ زیتون شیرین و تند باشد چون بمالند مانند عسل نرم گردد - سیاه آن بد است و خالص آن کمیاب گرم و خشک در اول و گویند در دوم بغایت ملین و سخن و منضج - نافع زکام و نزلهٔ بارد و صرفهٔ نفرس و سنا نفع بسیار دارد (انخ) (اردو) درخت زیتون کا گوند - مذکر -

اصطرلاب بقول برهان وهفت و انند و مؤید همان است که بر استرلاب و اسطرلاب به سین و تای فوقانی و طای مهمله گذشت - چنین نیست که سین مهمله را بصاد بدل کرده اند همچون شمست و شمص و قمس و قمص (اردو) دیکهو استرلاب -

اصطرلاب چهارم اصطلاح - بقول شمس کنایه از آفتاب است مؤلف عرض کند که با صراحت معنی و تعریف این به سین مهمله کرده ایم و درین جا تبدیل سین به صاد مهمله واقع شده و دیگر هیچ همچون شمست و شمص و قمس و قمص (اردو) دیکهو اسطرلاب چهارم -

اصطفی بقول برهان و انند وهفت بفتح اول و ثالث و فا و تحتانی ساکن بلغت یونانی صمغی است که مانند عود بسوزد و بعربی میعهٔ سائله گویند و بعسل لبن اشتهار دارد - صاحب محیط ذکر این نکرده و بر اصطفن فرماید که میعهٔ سائله را نام است و بر میعهٔ سائله گوید که بیونانی اسطراکس و صطرق و طیفسون و بهندی سلارس نام دارد و آن صمغ یا شیره درختی است بسیار خوشبو

دو درخت آن را در بلاد شام عنبہر گویند۔ گرم در سوم و خشک در دوم و بقول شیخ آنرا قوت منضجہ ملینہ بغایت و منفعۃ محللہ است و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) سلارس۔ بقول اصفیہ سلاجیت۔ سیمۂ سائلہ۔ پہاڑ کا پسینہ۔ ایک سیاہ رنگ پیشاب کی سی بو والے رقیق مادے کا نام جو پہاڑ میں سے از خود ٹپکتا ہے۔ صاحب جامع الادویہ نے سلارس پر لکھا ہے کہ ایک درخت کا گوند یا دودھ ہے اس درخت کو مالک شام میں عنبہر کہتے ہیں۔

اصطفین بقول برہان مانند ہفت بفتح اول و ثالث بروزن درگزین بلغت یونانی بمعنی زردک است و آنرا گزر نیز گویند صاحب محیط بر اصطفلن گوید کہ بلغت اہل شام معرب اصطافالیس یونانی است کہ گزر باشد مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ما تعریف این بر اسطفین بسین مہملہ کردہ ایم و تبدیل سین باصاد موافق قاعدۂ فرس است ہمچون شست و شصت (اردو) دیکھو اسطفین

اصطلاح بقول اند بالکسر لغت عرب است بمعنی باہم صلح کردن و بمعنی اصطلاحی باہم اتفاق نمودن قومی برای معین داشتن معنی لفظ سوای معنی موضوع آن لفظ و اصطلاح ماخوذ از صلح است و بقول صاحب تحقیق القوانین قرار داد جماعتی خاص (الخ) فارسیان مصدر عربی را بمعنی اصطلاحی مفعولی استعمال کنند (اردو) اصطلاح۔ بقول امیر (عربی) اسم مؤنث۔ کسی گروہ کا کسی بات پر اتفاق کر لینا۔ یہ مصدری معنی ہیں۔ لیکن اسم مفعول یعنی مصطلح کے معنی میں مستعمل ہے جس طرح خلق۔ مخلوق کے معنی میں۔

اصغا صاحب آصفی بحوالہ مدار الافاضل گوید کہ بمعنی گوش نہادن مؤلف گوید کہ بالکسر و بغین معجمہ بقول منتخب لغت عرب است بمعنی گوش داشتن۔ فارسیان استعمال این بمعنی

حاصل بالمصدر کنند یعنی سماعت بتوجہ و معنی مصدری با مصادر فارسی کہ در ملحقات آید (اردو) کان رکھنا - بقول آصفیہ کان لگانا - توجہ سے کر سننا - دل سے سننا - اس کا حاصل بالمصدر سماعت بتوجہ اور توجہ ہے (سودا ؎) غیر وں کی بات پر نہ کہو ہاں کان مت رکھو ۔ لیکن کبھی تو میری بھی فریاد کی طرف

اصغا کردن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ متوجہ شدن شنیدن بہ التفات و توجہ باشد کہ گوش داشتن است - نصیر ہمدانی ؎) قصہ غصہ بی آبی من اصغا کن ۔ تا گروست دہد از کرمت روی بہی (اردو) دیکھو اصغا کا ترجمہ - جس پر مصدری معنی کا بھی بیان ہے

اصفاہان ہمان اسپاہان است کہ بسین مہملہ و بای فارسی گذشت و صراحت ماخذ ہم ہمہ را نجا کردہ ایم و این مبدل آنست کہ فارسیان بقاعدۂ خود سین مہملہ را بہ صاد مہملہ و بای فارسی را بہ فا بدل کنند ہمچون شست و شصت و سپید و سفید پس معنی دوم اصل است و معنی اول مجاز آن کہ صراحتش بر معنی دوم اصباہان گذشت (اردو) (۱) دیکھو اصباہان کے دوسرے معنی (۲) دیکھو اسپاہان و اسپہان

اصفہان بقول بہار (۱) نام پردۂ از موسیقی (فرہنگ انجمن آرا) بقول ؎) مطرب در اصفہان چو سرود این غزل بقول ؎ از جزر و مد نالۂ او زندہ رود شد ۔ صاحب انند بذکر معنی اول گوید کہ (۲) شہری مشہور است در عراق - صاحب غیاث ہم ذکر ہر دو معنی کردہ مؤلف عرض کند کہ ما صراحت ماخذ این ہر سہ ہا ن و اسپہان کردہ ایم - جز این نیست کہ این مبدل اسپہان باشد کہ فارسیان سین مہملہ را بصاد مہملہ و بای فارسی را بہ فا بدل کنند ہمچون شست و شصت و سپید و سفید پس معنی دوم اصل است و معنی اول مجاز آن کہ صراحتش بر معنی دوم

اصفہان نصف جہان مثل - صاحبان

خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و
از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان
این مثل را بہ انتہای تعریف ملک اصفہان زنند کہ
ہم بہ وسعت رقبہ و ہم بہ اعتبار آبادی و خوبی ہای آن

گویا نصف جہان است دیگر ہیچ (اردو) فارسیون
نے اصفہان کو نصف جہان کہا ہے اور یہ صرف مبالغہ
ہی جو اس ملک کی تعریف مین کیا گیا ہی جیسے حیدرآباد
کو مینو سواد یا فرخندہ بنیاد کہتے ہین۔

اصل بقول۔ صاحب منتخب لغت عرب است بالفتح بمعنی بیخ و نسب و اصول جمع آن فارسیان
استعمال این کنند و ترکیب فارسی ہم کہ در لطائف آید (انوری ۵) جاہ تو جہانیست کہ سکان
سواوش ۔ در اصل لغت نام ندانند کران را ۔ (اردو) اصل۔ بقول امیر (عربی) مونث۔ نوع
کی ضد بنیاد۔ ماخذ۔ مادّہ ۔ دیکھو استانمبر ۶) نسب۔ ذات (دیکھو استخوان ۔ نمبر (۲)

اصلاح لغت عربست۔ بقول صاحب منتخب باہمدیگر صلح کردن و بصلاح آوردن کار و پیشہ
و چیزی قرار دادن۔ بہار گوید کہ نیکو کردن و بصلاح آوردن خلاف و فساد و فرماید کہ بالفظ کردن
و کوشیدن و یافتن مستعمل۔ مؤلف عرض کند کہ در ای این ہم کہ از لطائف معلوم می شود۔
(فیاض لاہجی ۵) حاجتی نیست باصلاح خط خوب ترا ۔ کہ خط ساختہ پیش ہمہ کس معیوب است ۔
(اردو) اصلاح۔ عربی۔ مؤنث۔ درستی۔ ترمیم۔ دفع فساد۔

(۱) **اصلاح پذیر** استعمال۔ بہار ذکر
(۲) **اصلاح پذیرفتن** (۱) کردہ فرماید کہ بمعنی
قبول کنندۂ اصلاح است (ابو طالب کلیم ۵)
از سخن حال خرابم نشد اصلاح پذیر ۔ ہیچ ویرانہ

کہ از گنج خود آباد نشد ۔ مؤلف گوید کہ امر حاضر
است از نمبر (۲) باعتبار مصدر مرکب و اسم فاعل
ترکیبی است باعتبار مصدر پذیرفتن و (۲) بقول
صاحب بحر بمعنی بہ شدن مؤلف گوید کہ مجاز معنی

حقیقی است کہ درستی قبول کردن است و سندش همان کہ بر (۱) گذشت (اردو) (۱) اصلاح پذیر (۲) اصلاح پذیر ہونا۔ اصلاح پر آنا۔

اصلاح چیزی کوشیدن | استعمال بقول بہار۔ باصلاح چیزی کوشیدن باشد مؤلف گوید کہ بحذف با محاورۂ فارسیان است (خسرو ۵) چون بازنیاید زبت و بتکدہ خسرو ؎ اصلاح مزاج سگ دیوانہ چہ کوشم ؎ (اردو) اصلاح کی کوشش کرنا۔

اصلاح دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از شاپور طہرانی سند آوردہ مؤلف گوید کہ مرادف اصلاح یافتن و حاصل کردن اصلاح است (۵) ورق ہستیم از ہم بدر آیند کہ من ؎ دیدہ ام آنقدر اصلاح کہ باطل شدہ ام ؎ (اردو) اصلاح پانا۔ درست کیا جانا۔

اصلاح کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی درست کردن باشد از ہمین است (اصلاح حال کردن) و (اصلاح خاطر کردن) و (اصلاح دل کردن) و (اصلاح دماغ کردن) و (اصلاح رقمزدہ کردن) و (اصلاح مزاج کردن) (ظہوری ۵) ہنوز اصلاح حال زار خود شاید توان کردن ؎ زحد بگذشت بی پروائیش پروای خود دارم ؎ (سلیم طہرانی ۳ ع) مشکل است اصلاح کردن خاطر رنجیدہ را ؎ (ولہ ۳ ع) از نصیحت چند اصلاح دل سخنش کنم ؎ طالب آملی ۳ ع) اصلاح دماغی بمی ناب نہ کردیم ؎ (اثر شیرازی ۵) مکن رقمزدۂ کلک صنع را اصلاح ؎ کہ خط ساختہ بی بہرہ باشد از تحسین ؎ (سلیم طہرانی ۵) بدفع سرکشی آتش آب می تابد کجاست بادہ کہ اصلاح این مزاج کنم ؎ (اردو) اصلاح کرنا۔ درست کرنا۔ امیر نے اصلاح دینا یعنی درست کرنا غلطی اور نقص رفع کرنا لکھا ہے

اصلاح کوشیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و این ہمان است کہ بر (اصلاح چیزی کوشیدن گذشت۔ (اردو) دیکھو اصلاح چیزی

کوشیدن۔

اصلاح یافتن استعمال۔ حاصل کردن اصلاح باشد۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز موجی اصفہانی سند آوردہ واین مرادف اصلاح دیدن است کہ گذشت (ے) گر چنین اصلاح خواہد یافت خطّ عارضش ؛ نالۂ مقراض در گوشش نواخواہد شدن ؛ (اردو) دیکھو اصلاح دیدن۔

اصل بد از خطا خطا نکند مثل۔ صاحبان خزینہ واشال واحسن ذکر کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان در مذمت اجلاف این مثل را زنند۔ مقصود اینست کہ کسی کہ اصلش بد باشد یعنی از شر خانہ دانستہ بدی کند ودر ارادۂ بد از وخطا نمی شود (اردو) دکن مین کہتے ہین "اشراف سے خطا نہین کم ذات سے وفا نہین"۔ "اجلاف برائی سے نہین چوکتا"۔ امیر نے فارسی مثل ہی کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بد ذات ضرور ہی بدی کرتا ہے۔ کمینہ برائی کرنے سے کبھی نہین چوکتا۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ یہی فارسی مثل اردو مین بھی مستعمل ہے۔ نیز آپ نے لکھا ہے "اصل سے خطا نہین کم اصل سے وفا نہین" یہ مقولہ ہے یعنی شریف کبھی برائی نہین کرتا اور کمینہ سے بھلائی نہین ہوتی۔

اصل واران پاک اصطلاح۔ بقول صاحب بحر (۱) انبیا واولیا واصفیا واتقیا وازکیا۔ (۲) ملائک مؤلف گوید کہ مقصود وجزین نباشد کہ نبیاد ونسب انہا پاک است واین کنایہ باشد۔ صاحب ضمیمہ برہان بر معنی اول قانع۔ صاحبان ہفت وانند ومؤید ذکر ہر دو معنی کردہ اند (اردو) (۱) (۲) فارسیون نے انبیا اور اولیا اور ملائک کو اصل واران پاک کہا ہے۔

اصل واران فلک اصطلاح۔ بقول صاحب انند وشمس۔ مرادف اصل واران پاک

حیف است کہ سندی پیش نشد و مقصود چنین نباشد کہ انبیا و اولیا و ملائک تعلق از افلاک دارند در حلو و این کنایہ باشد (اردو) دیکھو اصل و اران پاک۔

اصل داشتن استعمال۔ بمعنی صاحب بنیاد بودن کہ مقابل بی بنیاد است چنانکہ ظہوری گوید (ے) ندارند اصلی ہوسہا مبادا کہ ہمت زوالانژادی برآید (اردو) بی بنیاد ہونا۔ (۱۴۵۸)

اصل قلہ اصطلاح۔ معاصرین عجم بمعنی سر کوہ و راس الجبل استعمال کنند۔ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ قلہ لغت عرب است بقول منتخب بالضم بمعنی سر کوہ فارسیان معاصر فقط اصل بر آن زائد کردہ اند و ہیچ دخل در معنی ندارد (اردو) پہاڑ کی چوٹی صاحب آصفیہ نے اس کو پہاڑ کا درمیانی راستہ۔ درہ کو کوہ لکھا ہے۔ غالباً آپ سے تسامح ہوا ہے کیونکہ آپ ہی نے لفظ قلہ پر فرمایا ہے۔ سر کوہ پہاڑ کی چوٹی۔

اصل کردن استعمال۔ بمعنی بنیاد و قرار دادن باشد۔ چنانکہ انوری گوید (ے) فرخندہ بود رضا کہ رضای دلش خدای ؛ اصل نجات خلق جہان کرد در ازل ؛ (اردو) اصل قرار دینا بنیاد قرار دینا۔ (۱۴۵۹)

اصم بہ فتحتین و تشدید۔ بقول بہار بمعنی کر۔ و فارسیان بہ تخفیف آوردہ اند (حیاتی گیلانی ے) زاری نالم و سودی نہ کند ؛ گوش گردون کہ ہمانا اصم است ؛ صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ۔ لغت عربست (اردو) بہرا۔ بقول آصفیہ وہ شخص جس کی قوت سامعہ جاتی رہی ہو۔ کر۔ اصم۔

اصناف بالفتح۔ بقول بہار بازارہا چنانکہ ملا طغرا در مرآت الفتوح آوردہ کہ ؛ اصناف

به آئین بستن دکانہا کف کشودند" خان آرزو در چراغ به استناد ہمین سند گوید که یعنی اہل حرفه بازاریان است - صاحب منتخب گوید که بمعنی گروه ہاست (ے) حسّاد ترا در بدن از خوف تو خون نیست ؛ ور ہست چنان نیست که اصناف امم را پنجیال ما تاریخ بہار یا غلطی کتابت یا تحریف اہل مطبع باشد که بازاریان را بازارہا نوشت - اصناف جمع صنف لغت عربی است - تصرّف فارسیان است که آنرا با اہل حرفه و بازاریان مخصوص کرده اند - (اردو) اہل بازار - اہل حرفه - مذکّر -

اصنافِ قابل استعمال - معاصرین عجم این را بمعنی استادان قابل استعمال کرده اند صاحب رہنمای سہولت بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده است فرماید که "اصناف قابل از ہر قبیله نشسته اند" یعنی استادان کامل از ہر یک قوم نشسته اند مؤلّف گوید که ازین استعمال و نیز از استعمال مجرد لفظ اصناف که گذشت واضح میشود که اضافت اصناف لفظاً بسوی قابل یا اہم یا مماثل آن و بدون اضافت ہم بلحاظ قرینه بمعنی گروه است (اردو) قابل لوگ - مذکّر -

اصنامِ چین اصطلاح - مرکّب اضافی است و بقول صاحب اند بحوالهٔ فرہنگ فرنگ کنایه از مردان یا زنان جمیل و نیکو روی - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلّف گوید که معنی حقیقی این بت ہای چین که کاربت تراشی ملک چین مشہور است و این استعاره باشد که زنان یا مردان جمیل را اصنام چین نام کردند حیف است که سندی پیش نشد - مخفی مبادکه اصنام بالفتح لغت عرب است جمع صنم و صَنَم بقول منتخب بمعنی بت آمده (اردو) خوبصورت او حسین مرد او عورتین -

اصول بقول بہار باصطلاح موسیقیان ولایت ایقاع است کہ عرف ہند تال خوانند و باصطلاح موسیقیان کشمیر و ہل کوچک کہ بانگستان نوازند و فارسیان بمعنی حرکات موزون و خوش آیندہ نیز استعمال کنند۔ خان آرزو در چراغ گوید کہ لفظ عربیست و معنی بابہار متفق دارستہ فرماید کہ نقلی است مقابل فروع و بحرہای اصول موسیقی کہ مثال بحور شعر مرکب اندازد و ما صلہ چنانکہ از شرح اخلاق ناصری معلوم شد (وحید) ز تاب سیلی غم چون صدای دف گاہی برون زد دائرہ پا می نہم ولی باصول: و فرماید کہ کنایہ از حرکات و سکنات ناز آلود۔ چون کسی بناز و غرور حرف زند گویند چہ اصول گرفتہ صاحب غیاث گوید کہ (۱) اصول جمع اصل است کہ بمعنی بیخ باشد و (۲) نام علمی کہ در آن از چہار اصول فقہ کہ ادلہ شرعیہ عبارت از آنست بحث کنند و آن این است (الف) کتاب (ب) سنت (ج) اجماع امت (د) قیاس و (۳) باصطلاح فارسیان بمعنی حرکت موزون و خوش آیندہ و (۴) باصطلاح موسیقیان ترجمہ تال ہندی۔ پس اصول موسیقیان نزد اہل عجم ہفدہ است۔ یکی تخمس۔ دوم بحر ترک ضرب و آنرا ترکی نیز گویند۔ سوم دویک۔ چہارم دور۔ پنجم ثقیل شصتم خفیف ہفتم چہار ضرب ہشتم درافشان نہم مانین دہم ضرب الفتح۔ یازدہم اصول فاختہ۔ دوازدہم خیبر۔ سیزدہم خیم ثقیل۔ چہاردہم اذ فرمانزدہم ارصد۔ شانزدہم رمل۔ ہفدہم ہزج۔ و بقول صاحب شمس اصول در فارسی بمعنی ساز ہم آمدہ مؤلف گوید کہ مانیت معنی دوم و سوم و چہارم بیان کردہ صاحبان تحقیق عرض کنیم کہ در ہر یک معنی لفظ اصول بر معنی حقیقی قائم است یعنی در معنی دوم ہم معنی حقیقی است و مراد از علمیکہ بی بنیاد نیست بلکہ مبنی بر چہار چیز است کہ بالا گذشت کہ آنرا علم اصول و اصول فقہ گویند و مجازاً لفظ اصول را

بمعنی اصول فقہ استعمال کردہ اند سند این بر اصول گرفتن می آید و نسبت معنی سوم عرض میشود
کہ حرکتی کہ موزون و خوش آیندہ و درست باشد فارسیان آن را اصول رعنائی نام نہند
ماسند این بر اصول آوردن پیش کنیم و این معنی و لفظ اصول مجاز باشد از اصول رعنائی -
حالا عرض می شود نسبت معنی چہارم کہ ترجمہ آن در ہندی تال نباشد چنانکہ محققین بالا گفتہ اند
بلکہ اصول موسیقی بوجہ اضافت آن بسوی موسیقی از قبیل اصول شرع و اصول قانون است
و استعمال اصول در موسیقی ہم در دستک زنی است و ہم در نغمہ و ہم در رقص چون ہر یک را بر قواعد
مقررہ اش بکار برند گویند کہ بر اصول موسیقی است والا خارج از اصول - مثلاً رقاصان اصول
رقص را بر آواز دف و دستک زنی نگاہ دارند و دف نوازان و دستک زنان پابند قواعد و بحر
سرود و اصول آنند - پس وحید در کلام خود کہ بالا گذشت گوید کہ پا نہادن من بیرون از دائرہ
مبنی بر اصول است یعنی اصول رقاصی را از دست ندادہ ام و اصول رقص قائم داشتہ ام
بر آواز سیلی غم کہ قائم مقام صدای دف است حقیقت تعریف ما و بعض ملحقات این روشن
ترشود و قاری و مستمع این مضمون را زود بفہم نیاید تا آنکہ چیزی از اصول موسیقی خبر نداشتہ باشد
بالجملہ معنی چہارم و مجرد لفظ اصول نیست و نباشد البتہ جا دارد کہ این معنی را و لفظ اصول بمجاز گیریم
(اردو) (۱) اصول - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - اصل کی جمع بنیاد - قاعدہ - قانون -
امیر نے فرمایا ہے کہ اب واحد کی جگہ بھی استعمال ہونے لگا ہے (الخ) ہر ایک فن مین اسکی
جو قواعد مقرر کر لئے جائین انہین قواعد کو اس فن کے اصول کہتے ہین - جیسے اصول شرع
اصول قانون - اصول موسیقی وغیرہ - (۲) علم اصول وہ علم ہے جو مبنی ہو اصول چار گانہ فقہ

پردہ جس کو اصول فقہ بھی کہتے ہین - مذکر (۳) اصول رعنائی کہ سکتے ہین جس سے ناز و نخرہ مراد ہے اور بتانا یعنی وہ حرکات جو موافق مضمون غزل یا ٹھمری وغیرہ ہاتھون اور شانہ چشم و ابرو سے ظاہر کرین اس کو بہاؤ بتانا بھی کہتے ہین - یعنی گیت کے انداز کا روپ دکھانا (۴) تال - بقول آصفیہ (ہندی) لکھنو مین مذکر اور دہلی مین مؤنث - اصول نغمہ کے ضبط کرنے کے واسطے ہاتھ پر ہاتھ مارنا -

اصول آوردن استعمال - یعنی ناز و نخرہ و حرکات موزون و خوش آیندہ کردن و این متعلق است از معنی سوم لفظ اصول کہ گذشت و این معنی در لفظ اصول مجازی است از اصول رعنائی محمد قلی سلیم گوید (ے) نکارا بے موافق مخور فریب جہان بہ چو آن اصول کہ زنان در دوم جماع آرند (اردو) ناز اور نخرے کرنا

اصولِ ثقیل اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم و اند کی از ہفدہ اصول موسیقی است مؤلف گوید کہ مرکب توصیفی است و این ہا نسبت کہ ذکر این بذیل لفظ اصول در ہفدہ اقسام قسیم پنجم کردہ ایم و وجہ تسمیہ این جزا بین بنا شد کہ

(۱۹۴۲)

واضعان فن موسیقی درین ثقالت یافتہ باشند و اصول ثقیل نامش نہادہ (اردو) فارسیون نے اصول ثقیل فن موسیقی کے سترہ اصول سے جن کی صراحت لفظ اصول پر کی گئی ہے پانچویں اصول کو کہا ہے جو غالباً بہ نسبت اور اصول کے ثقیل ہوگا - مذکر -

اصولِ خفیف اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم و اند کی از ہفدہ اصول موسیقی است مؤلف گوید کہ ما ذکر این بر لفظ اصول بذیل ہفدہ اقسامش بر اصول ششم کردہ ایم - مرکب توصیفی و وجہ تسمیہ این بلحاظ خفت باشد و بس (اردو) فارسیون نے علم موسیقی کے سترہ اصول

سے چھٹے اصول کا نام اصول خفیف رکھا ہے مذکر۔

اصولِ فاختہ | اصطلاح - بقول بحر و جہانگیری و برہان نام اصولی از عہدہ بحر اصول موسیقی و نیز نام صوتی۔ بہار گوید نام اصولی کہ در عرف ہندسور فاختہ گویند (میر خسرو ؎) باز بلبل چنگ زد در پردہای تنگ گل ؛ در اصول فاختہ بلبل پریشان گشت باز ؛ (ولہ ؎) بلبل از اوراق گل کردہ درست ؛ منطق الطیر و اصول فاختہ ؛ خان آرزو در چراغ فرماید کہ انچہ صاحب جہانگیری نام صوتی از موسیقی گفتہ تحریف است مؤلف عرض کند کہ ماذکر عہدہ اصول متذکرۂ بالا بر لفظ اصول کردہ ایم و عجبی نیست کہ این راز آواز فاختہ قائم کردہ باشند (اردو) فارسیون نے ایک راگ کا نام اصول فاختہ رکھا ہے۔

اصول کردن | استعمال - بمعنی پابند اصول موسیقی شدن در رقص و در ینجا اصول بمعنی اصول موسیقی مجاز باشد چنانکہ ملا تشبیہی گوید و بہار نقلش

بدیل لفظ اصول کند (؎) بعشق اگر بہی مست بی شراب شوی ؛ چنانکہ بی دف و نی خود بخود اصول کنی ؛ (اردو) رقص مین اصول موسیقی کی پابندی کرنا - قاعدے سے ناچنا۔

اصولِ کلام | اصطلاح - بقول بحر و اسند و غیاث عبارت از مسائل علم کلام کہ در ان مطالب علم نقلی را بدلائل عقلی ثابت کنند مؤلف گوید کہ ہمین است کہ بعلم کلام مشہور است (اردو) اصول کلام فارسیون نے مسائل علم کلام کو کہا ہے جس مین مطالب علم منقول کو عقلی دلائل سے ثابت کرین - صاحب آصفیہ نے علم کلام پر اس کا ذکر فرمایا ہے - مذکر۔

اصول گرفتن | استعمال - بمعنی عمل بر اصول فقہ و علم اصول کردن و اصول فقہ اختیار کردن در ینجا لفظ اصول مجاز از بمعنی اصول فقہ آمدہ چنانکہ محسن تاثیر گوید (؎) زاہد ز نجگانہ نماز ریائیش ؛ بردین حق بہ بین چہ اصولی گرفتہ است ؛ (اردو) اصول فقہ پر عمل کرنا - اصول فقہ اختیار کرنا

اصول و کچول اصطلاح - بقول صاحب	معروف بروزن قبول بمعنی جنبانیدن جنبش کردن
آنند بجواله بهار جنبانیدن سرین در رقص و بهار	رقصیدن آمده (اردو) فارسیون نے اصول و
بدیل لفظ اصول ذکر این کرده مخفی مبادکه معاصرین	کچول چوتڑ ہلانے کو کہا ہے جو اہل عجم و عرب حالت
عجم تصدیق این می کنند و کچول بقول برہان باواو	رقص مین ہلاتے ہین یہ ایک مسخرہ پن کی حرکت ہی۔

الف مقصورہ باضاد معجمہ

(الف) اضافت بکسر اول و فتح فا و تای مدوره لغت عربست بقول منتخب بمعنی نسبت کردن و میل دادن و مضاف کردن کلمه به کلمه و به تای دراز در فارسی - بقول صاحب تحقیق القوانین که بدیل مرکب اضافی ذکر کرده عبارت از نسبت کردن اسمیست بطرف اسمی بواسطه حرف جار مقدر مانند از و برای و در و اسم اضافت کرده را مضاف و اسمی را که دیگر اسم اضافت نموده شود و بسوی مضاف الیه نامند و مضاف بر مضاف الیه مقدم آید و حرف آخرش مکسور باشد بشرطیکه مضاف الیه ضمیر متصل یا آنحرف یکی از الف و واو مده و های مختفی و یای معروف نبود و آن کسره را کسره اضافت گویند و غرض از اضافت یا تعریف مضافست و این جای صورت بندد که مضاف الیه معرفه باشد چنانکه در اسپ بهرام و تیغ رستم یا تخصیص آن و این در صورتی حاصل گردد که مضاف الیه نکره بود چنانکه در انگشتر زر و پیل پادشاه و بعضی اسمای نکره همچو پس و پیش و مانند و مثل بنا بر توغل ابهام و شدت نکارت با وجود مضاف شدن بطرف معرفه - معرفه نمی شوند - بهر کیف اضافت باعتبار تقدیر حرف جار بر سه نوع است اول بمعنی از چنانکه انگشتر زر دوم بمعنی برای چنانکه اسپ بهرام - و سوم بمعنی در چنانکه زدن امروز - و باعتبار حال مضاف و مضاف الیه

برچہار نوع باشد اوّل ----------

(ب) اضافتِ استعارہ | کہ بسبیل مجاز میان لازم مشبّہ بہ و مشبّہ واقع شود - و این اضافت ہمیشہ بمعنی برای بود چنانکہ تیغ اجل - زبان حال - سپر تدبیر - گوش ہوش و دوم ----------

(ج) اضافتِ بیانی | و درین نوع اضافت - مضاف الیہ بیان مضاف و اصلش بود چنانکہ انگشتر زر - پیکر موم - تیر آہن - جام نقرہ و سوم ----------

(د) اضافتِ تشبیہی | کہ بحذف حرف تشبیہ میان مشبّہ و مشبّہ بہ واقع شود و چنین اضافت مثل اضافت بیانی ہمیشہ بمعنی از باشد - چنانکہ آئینۂ دل - بلبل زبان - خانۂ تن - دف ماہ و چہارم ----------

(ہ) اضافتِ مطلق | و درین نوع اضافت مضاف الیہ نہ بیان مضاف افتد نہ مشبّہ بی و آن اکثر بمعنی برای آید چنانکہ اسپ بہرام - پیل بادشاہ - تیغ رستم - زر انگشتری - و گاہی بمعنی در چنانکہ زدن امروز - شہید کربلا ----------

مخفی مباد کہ در اضافت بیانی و اضافت مطلق ذات مضاف مقصود باشد و ذکر مضاف الیہ فقط برای بیان ابہام و نشان مضاف بود برخلاف اضافت تشبیہی و استعارہ کہ درین ہر دو مقصود بالذات مضاف الیہ باشد و ذکر مضاف محض بنا بر قرینۂ تشبیہ و استعارہ و حاصل استعارہ مبالغہ در تشبیہست یعنی مشبّہ را عین مشبّہ بہ ادّعا نمودن چنانچہ قائل (تیغ اجل) اول اجل را در ذہن خلاد قرار داد و سپس تیغ را کہ لازم جلّاد است از و مستعار گرفتہ بنا بر قرینہ و تقویت مدعا بطرف اجل مضاف نمود و اضافت مطلق با وصف افادۂ تعریف و تخصیص جای فایدۂ ملکیت دہد چنانکہ سپہ

بہرام - پیل پادشاہ - و جائی افادہ لیاقت و قابلیت - چنانکہ آدم کار - مرد میدان - و جائی فائدہ ترجیح و فوقیت چنانکہ پیر پیران - شاہ شاہان و مصدر لازم ہر گاہ مضاف گردد - مضاف شود یا بسوی فاعل چنانکہ "خوشوقت شدم از آمدن دوست" یا بطرف ظرف بی ذکر فاعل چنانکہ "رنجور گشتم از رفتن دیروز" و مصدر متعدی چون مضاف شود - مضاف گردد گاہی بسوی فاعل - خواہ مفعول مذکور بود خواہ محذوف چنانکہ "غمگین ہستم از کشتن زید بکر را" "بیہوش شدم از سرائیدن مطرب" یعنی از سرائیدن مطرب نغمہ را و گاہی بطرف مفعول با ذکر فاعل چنانکہ (ع) خوردن خون دل از چشم تر آموختہ ام و گاہی بی ذکر فاعل چنانکہ "اختیار کردن نکوئی بہتر است" و گاہی بسوی ظرف بی ذکر فاعل و مفعول چنانکہ خورسند گشتم از زدن امروز" یعنی از زدن یار رقیب را درین روز - و بوجہ استعمال اہل زبان یا بضرورت شعر بعض مرکبات اضافیہ بقلب مضاف و مضاف الیہ و بعضی بقطع کسرۂ اضافت ہم و ہر دو احداز انہا و بصورت اول بمرکب اضافی مقلوب موسوم شود مانند انصاف دشمن برادر زادہ جہان بادشاہ - خداداد دست و در صورت ثانی بمرکب اضافی مقطوع نامیدہ شود مثل دوست دشمن - سرپنجہ - شب برات - صاحب خانہ و نیز بعض جا برای ضرورت شعر میان مضاف الیہ مقدم و مضاف آن فاصلہ واقست چنانکہ (ظہوری ؎) دہد صد بحر و کان را حاصل از دست نیاز و دامن کیل از دست و بعضی حروف مانند - برای - و بنا بر و بہر و جز کہ در حالت انضمام ہیچو مضاف واقع شود باید کہ آنہا را بشبہ مضاف تعبیر کنند و تتمہ بحث قواعد این بر لفظ مرکب آید - و بعض متقنین فرس اضافت را بر دو اقسام منقسم کردہ اند و ہر یکی را باسمی موسوم (۱) اضافت اقترانی گویند کہ مضاف با معنی مضاف الیہ

اقتران معنوی دارد همچون عنایت نامہ یعنی نامہ کہ مقرون بعنایت است و دست ادب یعنی دست
کہ مقرون با دب است (۲) اضافت بادنی ملابست و نزد ایشان این قسم هم من وجہ در قسم
اول داخل است چنانکہ ایران ما و توران شما کہ متکلم و مخاطب از ساکنان آبادی محلہ از
ایران و توران باشند و مجازاً اطلاق سکونت بر همہ ملک ایران و توران کنند (۳) اضافت
بیانی کہ آن را اضافت بیانی هم نامند کہ ازان حقیقت و مادہ مضاف معلوم شود۔ چنانکہ دیوار
گل۔ خاتم طلا۔ جامہ دیبا۔ (۴) اضافت تخصیصی کہ اضافت مخصص بسوی مخصص باشد همچون
آیینہ پیل۔ زنگ شتر۔ پوست انار۔ و نیز اضافت مسبب بسوی سبب چنانکہ کشتہ غم و هم اضافت
مسبّب بسوی مسبِب همچون تیغ انتقام و یعنی از چنانکہ بوعلی سینا یعنی بوعلی ابن سینا و از سینا
و این همہ اقسام داخل اضافت تخصیصی است۔ (۵) اضافت تشبیهی کہ این را مجازی هم نام
است کہ اضافت مشبّہ بسوی مشبّہ بہ باشد چنانکہ دشمن نفس۔ زال دنیا۔ بهار اقبال۔ نرگس چشم
(۶) اضافت تملیکی۔ و درین اضافت ملک است بسوی مالک همچون اسپ زید (۷) اضافت
توصیفی کہ اضافت موصوف بسوی صفت باشد چنانکہ شمشیر تیز۔ اسپ کبود۔ مرد شجاع (۸)
اضافت توضیحی کہ اضافت موضَح بسوی موضِح باشد همچون شہر بصرہ۔ خطہ بخارا۔ باد شمال
روز دوشنبہ و این را اضافت عام بسوی خاص هم نامند (۹) اضافت ظرفی کہ درین اضافت
مظروف مضاف باشد و ظرف مضاف الیہ یا بالعکس آن چنانکہ آب دریا۔ باد صحرا شیشہ
گلاب۔ صندوق کتاب (۱۰) اضافت مجازی کہ با اضافت استعارہ هم موسوم است و همین را
اضافت تشبیهی هم گویند کہ بر قسم پنجم گذشت و درین قسم اضافت اثبات مضاف نسبت مضاف الیہ

بطور فرضی باشد ہمچون سر موئے قدم فکر مؤلف گوید کہ این ہمہ اقسام اعتباری است و شامل است در تقسیم پیانکردہ صاحب تحقیق القوانین کہ بالا گذشت (اردو) اضافت - بقول امیر (عربی) مؤنث - لگاؤ - نسبت - علاقہ - قواعد نحو مین ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف نسبت کرنا - جس اسم کی نسبت کرتے ہین اسے مضاف اور دوسرے اسم کو مضاف الیہ کہتے ہین - اردو مین اضافت کی نو علامتین ہین کا - کے - کی - را - رے - ری - نا - نے - نی - اول کی تین علامتین اسم مظہر اور اسم مضمر دونون کے ساتھہ آتی ہین جیسے نماز کا وقت - شیشے کے ٹکرے - اس کا گلا - انکی کلائی - بیچ والی تین علامتین ضمیر مخاطب اور متکلم سے مخصوص ہین جیسے میرا گھر - تیرا در - ہماری کھیتی - تمہارے بل - آخر کی تین علامتین - آپ (بمعنی خود) کے لفظ سے متعلق ہوتی ہین جب وہ حالت اضافت مین عمل تخفیف سے آپ رہجاتا ہے جیسے اپنا قلم - اپنے کاغذات - اپنی کتاب اور ان علامتون کے آخر مین الف اسوقت ہوتا ہے جب مضاف واحد مذکر ہوتا ہے جیسے ہمارا نام - انکا کام - تمہارا معاملہ اپنا ڈھنگ - اور مضاف کے جمع مذکر ہونے کی حالت مین الف یا ی مجہول سے بدل جاتا ہے اور مؤنث ہونے کی حالت مین واحد ہو خواہ جمع یا ی معروف سے جیسے - انکے گھوڑے - تمہارے یا بو - میری کتاب یا کتابین - اردو مین بخلاف فارسی مضاف الیہ کا مضاف سے مقدم لانا فصیح ہے - اگر مضاف الیہ معرفہ ہے تو اضافت کی وجہ سے مضاف بہی معرفہ ہو جاتا ہے اور نکرہ ہے تو ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہے جیسے فیروز کا غلام اور مرد کا لباس کہ مثال اول مین فیروز کے معرفہ ہونے سے غلام جو نکرہ

تھا وہ بھی معرفہ ہوگیا - اور مثال ثانی مین لباس مین جس کا مفہوم عام تھا مرد کی طرف مضاف ہونے سے ایک طرح کی خصوصیت پیدا ہوگئی جس نے اسے عورت کے لباس سے جدا کر دیا - اضافت کی چار قسمین ہین (۱) بیانی (۲) تخصیصی (۳) تملیکی (۴) ظرفی - اضافت بیانی وہ اضافت ہے جس مین مضاف الیہ مضاف کا بیان واقع ہو اور بعض کہتے ہین مادہ اور اصل ہونا سمجھا جائے - جیسے لکڑی کے کواڑ اور سونے کے پہاڑ - اور اضافت تخصیصی وہ اضافت ہے جس سے مضاف کا مضاف الیہ کے لئے خاص ہونا سمجھا جائے جیسے میرا کام اور تیرا نام - اور اضافت تملیکی وہ اضافت ہے جس سے مضاف کا مملوک اور مضاف الیہ کا مالک ہونا مفہوم ہو جیسے میرا مال - تیری شال - اور اضافت ظرفی وہ اضافت ہے جس سے مضاف کا مظروف اور مضاف الیہ کا ظرف ہونا یا اس کا عکس سمجھا جاے جیسے دریا کا پانی اور شراب کا پیالہ - اور سب اقسام اضافت کے انہین اقسام اربعہ مین داخل ہین -

اضافہ لغت عرب است بکسر اول و فتح ثانی بقول صاحب منتخب بمعنی افزون کردن بر چیزی و معانی دیگر ہم وارد ولیکن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی افزایش استعمال می کنند واز معاصرین عجم صاحب لنکران ذکر این کردہ "اضافہ خرچ است با وزینیدگی ندارد" (اردو) اضافہ - بقول امیر (عربی) مذکر - مبتی - ترقی - (فقرہ امیر) گاؤن کے ٹیکے مین ایکے دوسو کا اضافہ ہوا"

اضطراب بکسر اول و سوم لغت عرب است بمعنی خلل یافتن کار و پریشان شدن و جنبیدن - بہار گوید کہ بالفظ افگندن و باریدن و داون و داشتن و ریختن و کشیدن مستعمل -

مؤلف عرض کند کہ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی بیتابی و پریشانی کنند و مجازاً بمعنی عجلت ہم کہ سند معنی مجازی برضطراب کردن می آید و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در لحقات آید (ظہوری ؎) در آغوش دلم آسودہ خاطر بود مدتہا ؛ نمیدانم پے ما چیست حال اضطراب امشب ؛ (اردو) اضطراب - بقول امیر (عربی) مذکر - بیتابی - بیقراری - گھبراہٹ - (مصحفی ؎) اے جان آکے دیکھہ مرے دل کا اضطراب ؛ دیکھا نہ ہو جو طائر بسمل کا اضطراب ؛ (نسیم ؎) سوچی کہ دلا شتاب کیا ہے ؛ پھر سمجھیں گے اضطراب کیا ہے ؛

اضطراب آسودن | استعمال - بمعنی دفع شدن بیتابی و پریشانی است - چنانکہ ظہوری گوید (؎) از پا فتاد حیرت بر جاست آب و تابم ؛ بر ضعف ریخت قوت آسود اضطرابم ؛ (اردو) اضطراب دفع ہونا - اضطراب باقی نہ رہنا -

(الف) **اضطراب افتادن** | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از آصفی شیرازی سند آوردہ کہ ازان مصدر مرکب - - - - - - - - - -

(ب) **اضطراب افتادن در دل** | بمعنی مضطرب و پریشان شدن پیدا (؎) بود تسکین دہا لخظہ بلخظہ برق دیدارت ؛ زہر برق تجلی در دل من اضطراب افتد ؛ (اردو) مضطرب ہونا

(الف) **اضطراب افگندن** | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و از ناصری بخاری سند آوردہ کہ ازان مصدر - - - - - - - - -

(ب) **اضطراب افگندن بجان** | پیدا است کہ بمعنی مضطرب و پریشان حال کردن است (؎) خطر آوردی و افگندی بجانم اضطراب ؛ ملک معمور از برات بی محل گردد خراب ؛ (اردو) اضطراب پیدا کردنا - مضطرب کردینا -

(الف) **اضطراب انداختن** | استعمال صاحب

(۱۶۴۲)

آصفی ذکر این کردہ واز عرفی سند آوردہ کہ ازان مصدر مرکب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) **اضطراب انداختن و نبض** پیدا است کنایہ از پریشان حال کردن است (ے) کو معنی کہ اضطراب دلم ؛ ہمہ در نبض مرمرا مذاق (اردو) دیکھو اضطراب افگندن۔

اضطراب باریدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ظاہر شدن پریشانی است (صائب ے) چنان کز ان لب خاتم عتاب می بارد ؛ ز آرمیدن ما اضطراب می بارد (اردو) اضطراب ظاہر ہونا۔ پریشانی ٹپکنا یہی کہ سکتے ہین۔

اضطراب بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز قاسمی گونابادی سند آوردہ کہ بمعنی عائد حال بودن پریشانی است (ے) ز صرصر بود بحر را اضطراب ؛ گرہ بر رگ جان ز موج و حباب ؛ (اردو) اضطراب پیدا ہونا

بیقرار ہونا۔ پریشان ہونا۔

(الف مقصورہ) **اضطراب پیمودن** استعمال۔ بمعنی عرض دادن و اندازہ کردن پریشانی و بیتابی است کہ پیمودن بقول صاحب بحر عجم بمعنی اندازہ کردن و عرض دادن آمدہ (ے) بظہوری دو دیدہ بیتابی ؛ بہ سکون اضطراب پیمایم ؛ (اردو) اضطراب ظاہر کرنا۔ اضطراب کا اندازہ کرنا۔

اضطراب دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عائد حال کردن پریشانی و بیتابی و مضطرب کردن و پریشان حال کردن و بیتاب کردن است (اسیر شہرستانی ے) شکیبم اضطرابی داد دریای شہادت را ؛ کہ چون موج از سر شوریدہ ام فتراک می لرزد ؛ (اردو) پریشان کرنا۔ مضطرب کرنا۔

اضطراب داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مضطرب و پریشان حال و بیتاب بودن است (شہیدی قمی ے)

دم مردن نہ چندان اضطراب از بہر جان دارم ؛
تو بر بالین نہ این اضطراب از بہر آن دارم ؛
(اردو) بیتاب ہونا۔ پریشان ہونا مضطرب ہونا۔

اضطراب دریافتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی معلوم کردن و واقف شدن از بیتابی و پریشان حالی است (فیضی ۵) دریافت چو مارا اضطرابش ؛ بگشاد زبان پی جوابش (اردو) بیتابی پانا۔ اضطراب معلوم کرنا۔

اضطرابِ دل برون آمدن | استعمال بمعنی پیدا و ظاہر شدن بیتابی و پریشان حالی است چنانکہ ظہوری گوید (۵) بہ مشق از کاہلیہا اضطراب دل برون آید ؛ چہ حیرت گر پس مردن کنم احیای بیتابی ؛ (اردو) اضطراب ظاہر ہونا

اضطراب ریختن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ظاہر شدن بیتابی و پریشان حالی است (طالب آملی ۵) کنون گر مو بمویم اضطراب تازہ می ریزد ؛ نسیمی گر وزد اورا قلم از شیرازہ می ریزد ؛ (اردو) اضطراب ظاہر ہونا۔ بیتابی و پریشانی ظاہر ہونا۔

(الف) **اضطراب شدن** | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و از حاجی گیلانی سند آوردہ کہ ازان ----------

(ب) **اضطراب شدنِ صبر** | بمعنی مبدل شدن صبر باضطراب ظاہر است (۵) معلوم شد ز جوش سرشک سبک عنان ؛ صبرم کہ داشتیم تمام اضطراب شد ؛ و از ہمین قبیل است

(ج) **اضطراب شدنِ طاقت** | چنانکہ ظہوری گوید (۵) سکون مجوی زمن طاقت اضطراب شدہ ؛ باختلاط در الفت اجتناب شدہ (اردو) ب و ج۔ صبر اور طاقت اضطراب سے بدل جانا۔

اضطراب کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت کہ بمعنی (۱)

(۱۹۴۱)

مضطرب و پریشان حال و بیتاب شدن است (صائب ۵) و بین محیط که طوفان نوح ابجد اوست ؛ بهر نسیم چو موج اضطراب میتوان کرد ؛ و (۲) مجازاً بمعنی عجلت کردن که این معنی از معنی حقیقی بیتابی پیدا می شود (عرفی ۵) وصف شبی کن که کند اضطراب ؛ بهر فدا گشتن او آفتاب ؛ (اردو) (۱) اضطراب کرنا - بقول امیر بیقرار ہونا (رند ۵) دکھلا دیا جمال تصوّر نے یار کا ؛ جب اضطراب طالب دیدار نے کیا ؛ (۲) اضطراب کرنا بمعنی جلدی کرنا - امیر نے معنی دوم کو ترک کیا ہے اور در حقیقت یہ مجاز ہے بے قراری کا (فقرہ امیر) چلتی ہیں آنسا اضطراب نکر واز نکو بھی آجانی دو"

اضطراب کشیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی مبتلای بیتابی و پریشانی شدن است (تنہا ۵) غالب شریک حاصل عمر آفت است ازان ؛ بیهوده اضطراب تلف می کشیم ما ؛ (اردو) اضطراب میں مبتلا ہونا بیتاب اور پریشان ہونا -

اضطراب نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که (۱) مرادف اضطراب کردن و (۲) ظاہر شدن اضطراب باشد (نشتر خسرو دہلوی) در تمنای آن طلعت اضطراب درجہ می نماید که دقیقۂ ازان در کلک تیز گنجد (اردو) (۱) دیکھو اضطراب کرنا (۲) اضطراب ظاہر ہونا -

اضعاف مضاعفہ بقول صاحب بحر عجم و غیاث بالفتح کثرت در کثرت - بسیاری در بسیاری مخفی مباد که اضعاف بالفتح لغت عربست بمعنی دوچندان و بترکیب آن بالفظ مضاعف - اہل عرب این را بمعنی زیادہ از زیادہ استعمال کرده اند که مبالغه ایست در زیادتی همچون بیش از بیش و استعمال این مرکب توصیفی در فارسی زبان بترکیب اضافی آمده و درین صورت معنی چهارگونه پیدا شود یعنی دوچند مضاعف و کنایه از بیشتر بیش ازینجاست که صاحب

بحر عجم کہ پابند لغات فارسی زبان است ذکر این کردہ (اردو) زیادہ سے زیادہ بہت زیادہ

(الف) اضغاثِ | (الف) بقول صاحب منتخب لغت عربست بالفتح وستہای

(ب) اضغاث احلام | گیاہ خشک و تر باہم آمیختہ جمع ضغث بالکسر و (ب) خوابہای پریشان کہ تعبیر درست ندارد بجہت خلط۔ صاحبان بحر عجم و انند وغیاث ذکر این کردہ اند و ظاہر است کہ در (ب) معنی مجازی است بر سبیل کنایہ و فارسیان ہمین اصطلاح را استعمال کردہ اند (اردو) (الف) کچی اور سوکھی ملی ہوئی گھاس کے گٹھے۔ مذکر (ب) پریشان خواب بمعنی خوابہای پریشان (مذکر)

الف مقصورہ باطای حطی

اطا | بقول برہان و انند وہفت بفتح اوّل و ثانی بالف کشیدہ درخت بدہ است کہ بعربی عرب خوانند و آنرا ہیچ ثمر نیست و صمغ آن بہترین و تازخمی بہ پای آن نہ زنند و نشگافند صمغ ازان برنیاید و عصارۂ برگ آن را بر کرشی کہ ازان ریم می آید بچکانند نافع بود۔ صاحب محیط فرماید کہ ہمین را اطاطاس ہم نامند۔ ہم او بر غرب فرماید کہ اطاطاس لغت یونانی است پس جزاین نباشد کہ اطا مخفف آن است مابحث کامل این را ارطی کردہ ایم کہ گذشت۔ (اردو) دیکھو ارطی۔

(الف) اطاعت | (الف) تبای مذکورہ بقول منتخب لغت عرب است بکسر اوّل بمعنی

(ب) اطاعت گری | فرمان بردن و (ب) بقول بہار امتثال و فرمان برداری (ملا ہاتفی) ہمہ خیل اذعانی و نگذری ؎ بفرمانبری و اطاعت گری ؎ مؤلف گوید کہ فارسیان

بقاعدۂ خود اطاعت را بہ تای دراز نوشتہ بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و نیز کلمہ گردیای مصدری بر او زیادہ کردند و گر کلمہ ایست بقول برہان وقتی کہ با کلمۂ دیگر ترکیب یابد افادۂ معنی فاعلیت کند (اردو) (الف) اطاعت - مؤنث - دیکھو آئین پرستی (ب) اطاعت ہی کے لفظ مین فرمانبرداری کے معنی بہی ہین جو اطاعت گری کا ترجمہ ہے - دیکھو امیر اللغات مین لفظ اطاعت -

اطاق بقول صاحب بول چال بضم اول بمعنی حجرہ - صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ہم ذکر این کردہ و معاصرین عجم در روزمرۂ خود استعمال این می کنند - صاحب غیاث این را بتای فوقانی اتاق نوشتہ گویدکہ بالضم لغت ترکی است بمعنی خانہ و خیمہ و فرمایدکہ بجای قاف غین معجمہ ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ متقدمین فرس این را بہ تای فوقانی و قاف در آخر بمعنی خانہ استعمال کردہ اند و ما ذکر این بجایش کردہ ایم و از کلام ملا وحشی سندی ہم ہمدرانجا مذکور و حقیقت اینست کہ اصل این در ترکی زبان اوتاغ است بہ واو دوم و تای فوقانی و غین معجمہ و آخر کہ بقول صاحب لغات ترکی بمعنی خانہ و حجرہ آمدہ - واو درین لغت برای اظہار ضمہ باشد کہ عموماً در رسم الخط ترکی نوشتہ می شود و فارسیان آنرا حذف کردہ بر ضمہ الف قناعت کردند و غین معجمہ را بقاعدۂ خود با (قاف) بدل کردند ہمچون آروغ و آروق و چناغ و چناق و این قسم تبدیل عموماً در عراق عجم یافتہ شد و صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ پس توان گفت کہ اتاق مفرس اوتاغ است انچہ معاصرین عجم تای فوقانی را بہ طای حطی بدل کردہ اند و برخلاف حقیقت و استعمال متقدمین رفتہ اند ازینجا نیست کہ لاعلمی

از ماخذ باشد - اگرچہ تای فوقانی تعریباً بہ طای مہملہ بدل شود ولیکن این قسم تبدیل در قاعدۂ فارسی نیامدہ وجا دارد کہ فارسیان معاصر بہ لفظ طاق کہ لغت عرب است الف وصلی آوردہ اطاق کردہ باشند - اندرین صورت ہم مفرّس باشد (اردو) کمرا - بقول آصفیہ - زبان لاطینی کا لفظ ہے اردو میں مستعمل - اسم مذکر - کوٹھے کے اندر کا ہر ایک درجہ جیسے سونے کا کمرا - کھانے کا کمرا حجرہ

اطاقِ آئینہ کاریِ مقرنس استعمال - بقول صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی مکانی کہ سقفش از ہر دو جانب مائل باشد واز شیشہ و بلور ساختہ شدہ مؤلّف گوید کہ معنی اطاق بجایش گذشت و آئینہ کاری و مقرنس ہر دو بمعنی حقیقی است و این مرکّب توصیفی باشد بمعنی اطاقی کہ از آئینہ کاریست و مقرنس است (اردو) وہ کمرا یا مکان جسکی دونوں جانب ڈھلوان سقف آئینے کی ہو -

اطاقِ آخری استعمال - مرکّب توصیفی است بمعنی حقیقی و کنایہ از حجرہ عقب معاصرین عجم در روزمرۂ خود استعمال این کنند - صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) عقب کا کمرا - مذکر -

اطاقِ بزک استعمال - مرکّب اضافی است بفتح بای موحدہ و زای ہوّز - معاصرین عجم استعمال این بمعنی حجرۂ استراحت می کنند و صاحب بول چال ذکر این کردہ بخیال ما معنی لفظی این حجرۂ زینت است کہ بزک بلغت ترکی بقول صاحب کنز اللغات ترکی بمعنی زینت آمدہ و رسم است کہ زنان در حجرۂ استراحت زینت خود کنند و از ہمین معنی کنایہ شد از حجرۂ استراحت یعنی خوابگاہ (اردو) استراحت کا کمرہ - خوابگاہ - مذکر -

اطاقِ پذیرائی استعمال - مرکّب اضافی است معاصرین عجم در روزمرۂ خود استعمال این بمعنی حجرۂ ملاقات می کنند - صاحبان رہنما و بول چال بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ اند کہ بہ معنی حقیقی حجرۂ قبولیت است و کنایہ از حجرہ کہ در آن

مالک مکان باکسی ملاقات کند (اردو) ملاقات کا کمرا - مذکر -

اطاق را تمیز کردن مصدر اصطلاحی - در روزمرہ معاصرین عجم بمعنی خانۂ حیوانات را پاک وصاف کردن است - صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کرده - درین مصدر مرکب اطاق مجازاً بمعنی خانۂ حیوانات است وتمیز کردن ہم بمعنی مجازی صاف وپاک کردن باشد الحاصل محاورۂ السنہ متعلق بروزمرہ عوام است ازینجاست کہ مطابقت معنی حقیقی با معنی اصطلاحی بدشواری صورت گیرد (اردو) جانوروں اور پرندوں کے مقامات کو صاف وپاک کرنا -

اطاق سفره استعمال - مرکب اضافی است بمعنی حجرۂ کہ دران طعام خورند کہ سفره در زبان عرب بقول منتخب بالضم بمعنی توشه دان وزاد مسافر وسفرۂ چرمین است - صاحبان روزنامہ ورہنما - وبول چال بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کرده اند (اردو) کھانیکا کمرا - مذکر -

اطاق شام استعمال - مرکب اضافی است معاصرین عجم این را در روزمرہ خود بمعنی حجرۂ استعمال کنند کہ در آن مہمانان طعام شب خورند ولحاظ معنی حقیقی این کہ عام است تخصیص مہمانان مجاز باشد - صاحب رہنما ذکر این بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار کرده (اردو) شام کی دعوت کا کمرا - مذکر -

اطاق مرتبۂ دوم استعمال - مرکب اضافی است معاصرین عجم استعمال این بمعنی حجرۂ زیرین کنند وصاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کرده واین معنی مجازی است کہ با معنی حقیقی من وجہ تعلق دارد واین خبر سیدہ ازین کہ در ملک عجم عمارات دو منزلہ اکثر باشد (اردو) سب سے نیچے کا کمرا - مذکر -

اطاق زیر استعمال - مرکب اضافی است

صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار این را آوردہ و معنی خوابگاہ شاہی نوشتہ مخفی مباد کہ یزک بہ فتح اوّل و سوم بقول برہان بترکی زبان پاسبانان را گویند۔ تحقیق کاشش

بجای خودش آید۔ این قدر متحقق شد کہ حجرۂ پاسبانان کنایہ باشد از خوابگاہ شاہی کہ در آن پاسبانان ہم برای محافظت شاہ می باشند۔ (اردو) شاہی خوابگاہ۔ مذکر۔

اطراد بقول صاحب منتخب لغت عربست بالکسر و تشدید طا۔ راست شدن کارو پی یکدیگر شدن و بالتخفیف راندن فرمودن و بقول صاحب حدائق صنعتی است در بلاغت بہ تشدید و تخفیف ہر دو و تعریفش چنانست کہ در کلام نام ممدوح و نام آبای او را بترتیب ولادت ذکر کنند و گاہی از آبای ممدوح بمدح آیند چنانکہ (ع) الکریم ابن الکریم ابن الکریم ؛ (قدسی ؎) بہار گلشن دین محمد عربی ؛ ضیای چشم علی نور دیدۂ زہرا ؛ بہار خرّمی خاطر حسین و حسن ؛ سرور سینۂ زین العبا و شمع ہدی ؛ فروغ شمع شبستان باقر و صادق ؛ غریب خاک خراسان علی بن موسیٰ ؛ (اردو) فن بلاغت مین اطراد ایک صنعت کا نام ہے جس مین یا تو ممدوح اور اس کے آبا و اجداد کا مسلسل ذکر کرین یا اجداد و آبا سے مدح کا آغاز کرکے ممدوح کے نام پر اسکو ختم کرین جیسے (ع) اے کریم ابن کریم ابن کریم ؛ (المولفہ ؎) آصف اوّل کی زیبا یادگار ؛ اور نظام الملک کا نور نظر ؛ وہ سکندر جاہ کے گھر کا چراغ ؛ ناصر الدولہ کا پیوند جگر ؛ افضل الدولہ بہادر کا خلف ؛ میر محبوب علیخان نامور

(الف) اطراف بقول صاحب منتخب لغت عربست بالکسر یعنی نو وخوش آیندہ آوردن و اطلاع یافتن بر چیزی و بالفتح کنارہا۔ بہاری فرماید کہ جمع طرف است و فارسیان

این را بہ ہا و الف جمع نمایند (کمال اسمعیل ۵) مدان تا دو سہ خرقہ آری بہم ؛ بسر میدو بدی طرفہا
مؤلف گوید کہ فارسیان ----------

(ب) اطرافِ خاک | کنایۃً بحر را گفتہ اند کہ حوالی زمین آب دریاست و این مرکب اضافی است (انوری ۵) از دست شاہ ابر تو سرمایہ گرفت ؛ اطراف خاک ازان گہر ایدار یافت ؛ بعضی از معاصرین بر آنند کہ درین شعر از اطراف خاک اہل عالم و خاکیان مراد است فتامل (اردو) الف - اطراف - بقول امیر - طرف کی جمع - حوالی - کنارے (ب) سمندر - دیکھو اروند کا نمبر (۲)

اطریش | بفتح اول و دوم معاصرین عجم در روزمرۂ خود ملک استریہ را گفتہ اند - صاحبان روزنامہ و رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ اند - مخفی مباد کہ اشٹریا ملکی است از جرمن در وسط یورپ و این لغت زبان انگلیسی است و نام این مشہور بجرمن اطریش است عجبی نیست کہ این لغت لاطینی باشد و فارسیان معاصر استعمال ہمین لفظ در فارسی می کنند (اردو) اسٹریہ - جرمن کے ایک حصہ ملک کا نام ہے - اور یہ انگریزی زبان کا لفظ ہے

اطریفل | بقول صاحب ضمیمۂ برہان نام معجونی است - دوائی کہ از ہلیلہ و بلیلہ و آملہ سازند و این ترکیبی است کہ حکمای ہند ترتیب دادہ اند و آنرا بزبان ہندی ترپھلا گویند - صاحب غیاث گوید کہ اصل این تری پھل است - صاحب انند گوید کہ اطریفل معرب باشد و فرماید کہ طریفل ہم آمدہ و تری در ہندی بمعنی سہ و پھل ثمر را نامند و بعض محققین بر انند کہ اصل این ترپھل است و تر در ہندی بمعنی سہ آمدہ نہ تری مؤلف عرض کند کہ صاحب ضمیمۂ برہان در

گوید کہ اصل این ترپھلا باشد صاحب ساطع ذکر این کردہ و این را مرکب سنسکرت نوشتہ و از نکتہ ترکیب این ازسہ ثمر است بہ ترپھلا موسوم شد پس بخیال ما طریفل معرب این است بہ تبدیل تای فوقانی بہ طای حطی و بای فارسی بہ فا و زیادت یای تحتانی بعد رای مہملہ برای سہولت تلفظ و حذف الف آخر پس فارسیان بزیادت الف وصلی در اول ہمین لفظ معرب را اطریفل کردند و عربان استعمال این ہم نمودند یا اینکہ الف وصلی در اول ہم نتیجہ تعریب است و بس

(اردو) اطریفل - مذکر - بقول امیر ترپھل کا معرب ایک قسم کی معجون - جو ہڑ - بہیڑے - آملہ سے تیار کی جاتی ہے - نزلے وغیرہ امراض دماغی کو مفید ہوتی ہے -

اطریلال بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی و رای بی نقطہ بہ تحتانی رسیدہ و لام بالف کشیدہ و بلام زدہ بلغت رومی نام دوائیست کہ آنرا العربی حرز الشیاطین و حشیشۃ البرص خوانند و تخم آن مستعمل - این ہمانست کہ ماذکر این بر آطریلال در محدودہ کردہ ایم و حیف است کہ اینجا از صراحت کامل مقصر ماندیم و عجب است کہ در اینجا راہ بسوی محیط نبردیم و تسامح کردیم کہ محیط را از آطریلال ساکت نوشتیم - صاحب محیط آطریلال را ذکر کردہ است فرماید کہ بعد الف و کسر طای مہملہ و سکون یای تحتانی و فتح لام و الف و سکون لام ثانی باشد و آطریلان بنون در عوض لام آخر ہم آمدہ اسم یونانی است یا بربری و تاویل آن رجل الطائر بجہت مشابہت با چنگال زاغ و بترکی غاز اباغی و بفارسی تخم خلال و خیل و بہندی کاگ چنگی و گیاہ آن را بعربی حشیشۃ الارض و حرز الشیاطین نام است گرم و خشک در آخر دوم و گویند در سوم و در آن حرافت و حدت اندک و بوی مخدرہ و خصوصاً در علاج برص و بہق نافع و منافع بسیار

وارد (الخ) مؤلف گوید که ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست که نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آطر ملال۔

اطریہ بقول برہان وہفت بروزن الفیہ یعنی رشتۂ باشد که از آرد سازند وبا گوشت پزند وآش اطریہ یعنی آش رشتہ گویند واین لغت عرب است۔ صاحب خزانۃ اللغات وانند هم این را عربی گفته (اردو) سوّیان۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ایک قسم کی خوراک جو گیہون کے میدے یا روسے کو گوندھکر تار کے مانند بنائی جاتی ہین اور مسلمانون مین عید کو اور ہندون مین سلونون کے تہوار پر بالخصوص پکاکر کھائی جاتی ہین۔ فارسی مین رشتہ حلوا۔ عربی مین شعیریہ کہتے ہین۔

اطفا بقول بہار کشتن آتش وچراغ وفرو شدن آن وبالفظ کردن مستعمل مؤلف گوید که لغت عربست وصاحب منتخب بکشتن آتش وچراغ قانع وبکسر اول باشد فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند وبمعنی مصدری بامصادر فرس (اردو) آگ یا چراغ بجہانا بمعنی حاصل بالمصدر۔

اطفا کردن استعمال۔ صاحب آصفی گوید این کرده واز واله هروی سند آورده مؤلف عرض کند که ترکیب اطفا بامصدر کردن بدون اضافت آن بسوی آتش یا چراغ یا حرارت یا حمائل آن نمی شود که بمعنی کشتن آنست (ـــ) مرگ اطفای حرارت نکند عاشق را سنگ آتش بہان آتش خود در دریاست (اردو) بجہانا۔

اطفال بالفتح لغت عربست وطِفل بالکسر۔ بقول منتخب نوزاده از مردم وحیوان۔

و با لفتح نازک و تازہ از ہر چیز۔ جمع و مفرد آمدہ و بقول انند بجوالۂ منتہی الارب اطفال با لفتح جمع آن۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این را یعنی نوزادۂ مردم و نیز ترکیب آن با الفاظ فارسی بمعانی خاص استعمال کنند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ۵) از ہمہ سادہ تر و از ہمہ پرکار تر ہر کہ بابچۂ اطفال شد افلاطون است ؛ (اردو) اطفال۔ بقول امیر۔ طفل کی جمع۔ لڑکے (نسیم ۵) بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گزر کرنے لگے ؛ رفتہ رفتہ گود میں لینا پڑا اطفال کو

اطفالِ باغ اصطلاح۔ مرکب اضافی است بقول صاحب بحر (۱) نہال نورستہ و اشجار نو رسیدہ و (۲) یعنی شاہدان نیز۔ صاحب برہان بر معنی اول قانع و گوید کہ این کنایہ باشد صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بدیل دستور دوم ذکر این کردہ یعنی اول فقط و از انوری سند آوردہ (۵) چہ طفلہاست کہ اطفال باغ می نزنند ؛ بگونہ گونہ بلاغت بلوغ طوبیٰ را ؛ صاحبان شمس و مؤید ذکر معنی دوم ہم کردہ اند حیف است کہ سندی پیش نشد۔ صاحب مؤید نسبت معنی اول صراحت مزید کند کہ سبزہ و شاخہای نوخیز ہم در معنی اول داخل است و نسبت معنی دوم فرماید کہ شاہد نوخاستہ باشد۔ مؤلف عرض کند کہ نہال نورستہ و اشجار نو رسیدہ و سبزہ و شاخہای نوخیز را کنایۃً اطفال باغ توان گفت و معنی دوم استعارہ باشد از کنایہ مذکور یعنی اول نونہالان را اطفال باغ گوئیم و پس ازان بہ تشبیہ نازکی شاہدان نوخاستہ را بسبیل استعارہ و بہر دو معنی جمع باشد نہ واحد چنانکہ محققین بالا گفتہ اند فتامل (اردو) (۱) نئے پودے اور سبزے۔ اور شاخہای نو کو فارسی نے کنایۃً اطفال باغ کہا ہے (۲) نوجوان محبوبوں کو بھی بطریق استعارہ۔

اطفالِ بحری استعال۔ مرکب توصیفی۔

معاصرین عجم تلامذۂ علوم جہاز رانی و جنگ بحری راگویند۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و صاحب بول چال بر طلبۂ مدرسۂ جہاز رانی اکتفا کردہ بامّی حالِ معنی حقیقی این اطفال منسوب بہ بحر است (اردو) وہ لڑکے جو فن جہاز رانی اور جنگ بحری کی تعلیم پائیں۔ مذکر

اطفالِ بسیار شیرین اصطلاح۔ بقول صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار اطفال ملیح و نمکین چہرہ و خوب رو راگویند۔

در روزمرّہ معاصرین عجم مستعمل (اردو) خوبصورت اور ملیح لڑکے۔ مذکر۔

اطفالِ نبات استعمال۔ یعنی نوسنگان و نونہالان است چنانکہ انوری گوید (ے) میل اطفال نبات از پی قوت ؛ سوی بالا بہ طبیعت زان است ؛ (ولہ ے) میل اطفال نبات از جہت قوت و قوت ؛ کردہ یکروی باعلی و دگر در اسفل ؛ (اردو) نونہالان چمن نئے پودے۔ مذکر۔

(۱۱۱۱)

اطّلاع بکسر اول و تشدید طای حطی بقول منتخب دیدہ درشدن و بر بالای چیزی برآمدن بہار گوید کہ بالفظ بودن و دادن و یافتن مستعمل مؤلف عرض کند کہ فارسیان بمعنی واقفیت و آگاہی استعمال این کنند و برای معنی مصدری یعنی واقف و آگاہ شدن و خبر یافتن با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (اردو) اطلاع۔ بقول امیر (عربی) مؤنث آگاہی۔ خبر۔

اطلاع بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی آگاہ و واقف بودن باشد (اسیر لاہجی ے) واعظا نادان چہ گوید ؛ از جمال روی دوست ؛ چون بسر این سخن ہرگز نبودش اطّلاع ؛ (اردو) واقف ہونا اطلاع ہونا۔ اطلاع رہنا۔ آگاہ رہنا۔

اطلاع دادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر کردہ کہ بمعنی خبر دادن و آگاہ کردن است [illegible] ممنون کرد کہ مرا بر صحت طبع گرانمایہ اطلاع داد" (اردو) اطلاع دینا - اطلاع کرنا - بقول امیر آگاہ کرنا - خبر دینا (فقرہ امیر) اپنی خیریت سے جلد جلد اطلاع دیتے رہو" (ناسخ ۵) کی ہو یاران عدم کو حال دل کی اطلاع ۔ نامہ اپنا شاہ بالِ طائر بسمل مین ہے ؛

اطلاع داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی آگاہی داشتن و واقف و آگاہ بودن است (مخلص لاہوری ۵) زحال بلبل بیدل خبر نداریم اطلاع آنرا بہ بہاری نگہبنی دیدیم مشت خاکی را ۔ (اردو) مطلع ہونا - خبر رکھنا -

اطلاع یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی خبر یافتن است (والہ ہروی ۵) توان زپرتو آن یافت بی صفای ضمیر بچشم اہل ہوس اطلاع بہ اسرار ۔ (اردو) اطلاع پانا - بقول امیر آگاہی ہونا (فقرہ امیر) مین نے اطلاع نہین پائی ورنہ ضرور حاضر ہوتا"

اطلاقِ اعم | اصطلاح - بقول صاحب تحقیق الاصطلاحات در اصطلاح منطقیان فعلیت و موجود شدن شے است و یکی از زمنہ ثلاثہ چنانکہ عرفی شیرازی گوید - (۵) تا مجمع امکان و وجوبت نہ نوشتند ۔ مورد متعین نشد اطلاق اعم را ۔ معنی بیت این است کہ ذات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موافق اصطلاح صوفیہ صافیہ مجمع امکان و وجوب است از جہت اینکہ حقیقت آن ذات کہ حقیقت محمدی است و تعین اول داخل مرتبہ وجوب است و صورت آن کہ ہیکل عنصری است داخل مرتبہ امکان - تقریر معنی این کہ تا کاتبان تقدیر ترا مجمع امکان و وجوب ننوشتند یعنی تا ظہور ترا مقدر نکردند مورد اطلاق اعم متعین نشد و ہیچ امر از ازل تا ابد بفعلیت

نیامد (الخ) مؤلف عرض کند که فارسیان همین مرکب لغات عربی را بدین معنی در فارسی زبان استعمال کرده اند و مرکبی از لغات فارسی برای این نیست (اردو) اطلاق اعم - اصطلاح منطق همین فعلیت کو کہتے ہین - یعنی کسی شے کا وجود از منہ ثلاثہ مین -

اطلس بفتح اول وسوم بقول بهار نوعی از جامه ها و بدین معنی در هندوستان هم شهرت دارد و جامهٔ ساده و بی نقش و صاحب مؤید این را لغت عرب گفته فرماید که نام جامهٔ ابریشمی سرخ و زرد نیز - صاحب منتخب فرماید که نوعی از جاها و جامهٔ ساده و کهنه و بقول صاحب ضمیمهٔ برهان دیبای سطبر و گنده و صاحب کنز که محقق زبان ترکی است این را اطلاس لغت ترکی گوید بمعنی بافته شده - جاوار و که ترکیان لغت عربی را بزیادت الف دوم برای اظهار فتحه که در رسم الخط ترکی داخل است اطلاس کرده باشند یا عربان بحذف الف دوم که در رسم الخط عربی برای اظهار فتحه نوشته نمی شود اطلاس را اطلس کرده باشند باتی حال اطلس در فارسی (۱) بمعنی جامهٔ ریشم مستعمل است که جلا دارد و (۲) در روزمرهٔ معاصرین عجم بمعنی مجموعهٔ نقشها - چنانکه صاحب بول چال ذکر این کرده است و در انگلیسی زبان آنرا البم نامند - معاصرین عجم تای هندی را به طای حطی بدل کرده اطلس کردند که به معنی دوم مفرس باشد و جا دارد که مجموعهٔ نقشه ها را بنیوجه اطلس گفته باشند که اوراق آن از کاغذ های قسم خاص باشد که همچو پارچهٔ ریشم جلا دارد - وجود طای حطی درین لفظ خبر می دهد از ین که فارسیان در مفرس انگلیس هم اطلس حقیقی را پیش نظر داشته اند ورنه ضرورت نداشت که در تفریس - طای حطی بعوض تای فوقانی مستعمل شود (ظهوری ۱۲) بنیوایان درت محتشان دگراند ؛ شال مانیست گر از اطلس و دیبا باند است

(ولہ ؎) اطلس خواجہ کہ در ویدہ جلا میزد ۔ نیست زیبندہ تر از شال زراکت دارد ۔ (اردو) (۱) اطلس ۔ بقول امیر ۔ مونث ۔ ایک قسم کا چمکیلا ریشمی کپڑا ۔ آتش نے ایک جگہ مذکر کہا ہے (؎) عیب عریانی چھپا کر کیا قیامت کیجئے ۔ اطلس ہفت آسمان صرف قبا ہو جائیگا ۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ خلاف جمہور ہے (۲) اٹلس ۔ بقول امیر انگریزی ۔ آپکا قول ہے کہ صحیح تلفظ اٹلیس ہے ۔ ممالک کے نقشون کی کتاب ۔

(۱۹۱۹)

اطلسِ چرخ استعمال ۔ فارسیان چرخ را بہ تشبیہ جلای اطلس ۔ اطلس چرخ گفتہ اند چنانکہ ظہوری گوید (؎) گشت اطلس چرخ رشک فرسود خوا ز رشتہ ٔ ما کہ شال عشق است ۔ (ولہ ؎) ابرہ نقرہ گرافتد بکفت قدربدان ۔ بہتر از اطلس چرخ آستری می باشد ۔ (اردو) اردو مین بہی اطلس آسمان ۔ اطلس چرخ ۔ اطلس گردون کہ سکتے ہین ۔ امیر نے لفظ آسمان کے تشبیہات مین اطلس کا ذکر کیا ہے (ذوق ؎) کیسہ گوہر انجم ترا صرف انعام ۔ طاقہ ٔ اطلس گردون ترا وقف خلعت ۔

صاحب انند بحوالہ ٔ فرہنگ فرنگ معنی شب تاریک ۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ وحیف است کہ سندی پیش نشد ولیکن خلاف قیاس نیست زیرا کہ شب ہم سیاہ و در سیاہی جلاے مہتاب دارد پس اگر شب مہتاب را استعارۃً اطلس سیاہ گوئیم جا دارد و پس ازان مجازاً شب دیجور را ہم اطلس سیاہ گوئیم ۔ عیبی ندارد و اگر از تشبیہ جلای اطلس کار نگیریم و مجرد پہنائی و سیاہی اطلس برائے تشبیہ کافی دانیم ۔ اندرین صورت ہم شب تاریک را بسبیل استعارہ اطلس سیاہ توانیم گفت بالجملہ معاصرین عجم حالا استعمال این نمی کنند (اردو) اندہیری رات ۔ مؤنث ۔

اطلسِ سیاہ اصطلاح ۔ مرکب توصیفی بقول

اطلس فروش اصطلاح - بقول صاحب انند کہ بحوالۂ فرہنگ سکندر نامہ نرشتہ مراد از آتش فروش است مؤلف گوید کہ طرز بیان و ترک سند ستم است بر تحقیق پسندان - مقصود خواہ این باشد کہ اطلس فروش را کہ فروشندۂ اطلس است فارسیان بہ آتش افروز تشبیہ دادہ اند و عیبی ندارد کہ اطلس فروش ہرگاہ طاقہ ہای اطلس را پیش مشتریان وا می کند آب و تابش آتش افروختن را ماند یعنی ہمچون تاب آتش جلای اطلس از ہر سو صورت گیرد - ازین تشبیہ ہیچ فرق در معنی حقیقی اطلس فروش نیامدہ - و نہ معنی اطلس فروش - آتش افروز شد حیف است کہ این نہ اصطلاحی قابل بیان بود و نہ طرز بیان انند قابل سکوت (اردو) اطلس فروش - اسم فاعل ترکیبی - اطلس بیچنے والا -

اطلس ہر چند کہنہ شود یا تا بہ نمیشود مثل - صاحبان خزینہ و امثال و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند فارسیان این مثل را بجای زنند کہ مقصودشان از بیان احترام محترمی باشد یعنی کسی کہ محترم است اگر از بیقدری دگردش زمانہ ناہنجار حالتش زبون و مرتبہ دنیوی کم شود احترامش زائل نگردد (اردو) دکن مین کہتے ہین کہ "ہاتھی بیٹھ بہی جائے تو گھوڑے سے اونچا ہے" شال اگر میلی بہی ہے تو چکی نہین جہاڑ سکتے" صاحب آصفیہ نے لکہا ہے "ہاتھی ہزار لٹے تو بہی سوا لاکھ کا" یعنی امیر کیسا ہی غریب ہو جب بہی خلقت اوسکی قدر و منزلت کرتی ہے -

اطلسی بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ سکندر نامہ و فرہنگ فرنگ (۱) فلک نہم و (۲) خواجہ سرا را گویند حیف است کہ سندی پیش نشد - فارسیان یای نسبت در آخر اطلس زیادہ کردہ منسوب باطلس کردند کہ فلک ہم ہمچون اطلس از سیارگان مجلی است و تخصیص فلک نہم مجاز باشد و جاز

کہ آسمان نہم را کہ بقول بعض عرش و درخشان از نور الٰہی است - فارسیان کنایۃً اطلسی نام کردند کہ ہم در جلا منسوب بہ اطلس است و ازاین کہ خواجہ سرایان شاہی اطلس پوش می بودند اطلسی	کنایہ شد از خواجہ سرا - (اردو) (۱) نوان آسمان - مذکر (۲) خواجہ سرا بقول آصفیہ فارسی - اسم مذکر - وہ خصی غلام جو گھر میں آجا سکے - جوامرا - وزرا سلاطین - اور رئیسا وغیرہ کے محلسرا و زنین بطور دربان حاضر باش رہتا ہے -
(۱) اطماط (۲) اطموط	بقول برہان - بفتح اول بروزن وطواط و مضبوط - بندق ہندیست و آن را رتہ نیز گویند بکسر رای مہملہ و فتح و تشدید فوقانی - اگر آرد آن را با سرمہ بیامیزند در چشم کشند اعوی را ببرد و بعضی گویند با قلای ہندیست و آن سخت بود و نقطہ ہای سیاہ دارد - صاحب محیط بر اطماط بحوالۂ ابن بیطار گفتہ کہ اطموط و اطماط و اطیوط - ہر سہ اسم بندق ہندیست و آن را رتہ معرب ریٹھہ و گویند نوعی از باقلای ہندیست گرم در دوم و تر در اول و مزیل بہق و مزید باہ - صاحب انند ہر دو را بحوالۂ مخزن الادویہ بلغت عربی گفتہ و صاحب محیط بر بندق - ہندی گوید کہ بلغت بنطی و فارسی رتہ و ببربری اطموط و اطماط و ہندی ریٹھہ و اریٹھہ نامند (اردو) ریٹھا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - ایک قسم کے درخت اور اس کے پھل کا نام جس سے اونی ریشمی کپڑے اور بال وغیرہ صاف ہوتے ہین اور اس کے اندر سے کالی کالی گولیاں نکلتی ہین - صاحب ساطع نے تای عربی کے ساتھ رتھا پر لکھا ہے کہ اسکا فارسی نام رتہ ہے اور عربی فندق ہندی - صاحب برہان نے لفظ رتہ پر جو صراحت کی ہے اس سے ثابت ہے کہ یہ وہی ریٹھا ہے جس کی تعریف صاحب آصفیہ نے کی ہے صاحب بہان فرماتے ہین کہ جب اسکو پانی مین ڈالکر ہاتھ سے ہلاتے ہین تو مثل صابون کے کف پیدا ہوتا ہے - کپڑے اور خصوصاً

ریشمی کپڑے اس سے دھوئے جاتے ہیں اور امراض چشم میں بھی نافع ہے۔

اطمیا بقول برہان بفتح اوّل وثالث بہ تحتانی رسیدہ وسین بی نقطہ بالف کشیدہ بلغت یونانی نوعی از بوی مادران باشد۔ گویند گستر انیدن آن در خانہ گزندگان موذی را گریزانند و آنرا العربی قیصوم خوانند مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ تعریف این برارطمیا کردہ ایم (اردو) دیکھو ارطمیا۔

اطناب بقول بہار۔ دراز کردن سخن وبسیار گفتن وبالفظ آوردن و دادن و رفتن مستعمل مؤلف عرض کند کہ لغت عربست بقول منتخب بالفتح بمعنی مذکورۂ بالا۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی درازی سخن وبسیار گوئی کنند وبرای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (اردو) طولِ کلام۔ بقول آصفیہ۔ تذکرہ۔ بات کا پھیلاو۔ زیادہ گوئی۔

(۱) **اطناب آوردن** استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی طوالت پیدا کردن در تقریر است (والہ ہروی ؎) بر این عمر کہ تا نکشودۂ لب بایدت بستن ۔ چہ غرطول امل در گفتگو اطناب می آرد ۔ بخیال ما ازین سند۔

(۲) **اطناب آوردن در گفتگو** پیدا است کہ بمعنی طوالت پیدا کردن در تقریر گفتگو باشد

(اردو) کسی بات کو طول دینا۔ صاحب آصفیہ نے لفظ طوالت پر لکھا ہے کہ جیسے "عبارت کو طوالت نہ دو"

(۱) **اطناب دادن** استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ از ان مصدر۔۔۔۔

(۲) **اطناب دادن در تحمید** بمعنی طوالت دادن در حمد پیدا می شود (حسن دہلوی ؎)

ہر خطبہ را ای خطیب ایجاز واجب دیدہ ؛ امروز دررد بیش مگر اطناب دہ تحمید را ؛ (اردو) حمد میں طوالت دینا

اطیوط بقول برہان بایای حطی بروزن ومعنی اطموط است کہ گذشت وما تعریف کامل این ہمہ را انجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اطموط۔

الف مقصورہ باطای معجمہ

اظہار بقول بہار بمعنی واقف گردانیدن و پیدا گردانیدن و با لفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عرب است بالکسر وبقول صاحب منتخب بمعنی پیدا کردن وفارسیان بمعنی حاصل بالمصدر ظاہر کردن استعمال این کنند وبرای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در لمحقات می آید (ظہوری ؎) پی اظہار عجز ایدل مگر شد فرصت جانی ؛ کہ چشم از ہمہ ناز وتغافل برہمی آید ؛ (ولہ ؎) اظہار عجز بر مزہ ایما ؛ بر چہرہ کاہی خزان فرض ؛ (اردو) اظہار۔ بقول امیر۔ (عربی) مذکر۔ کھولنا۔ ظاہر کرنا۔ غالباً آپکا مقصد ظاہر کرنے کے حاصل بالمصدر سے ہے) (نواب میرزا شوق ؎) ہمسے اظہار تھا کہ مرتے ہین ؛ بیان اللّٰے تللّٰے کرتے ہین ؛

اظہار توانستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی ممکن ودر اختیار بودن اظہار وبیان است چنانکہ حزین گوید (؎) بوصل از خوی او نظارۂ دیدار نتوانم ؛ نگاہم گردد دل می گردد و اظہار نتوانم ؛ (اردو) اظہار کرسکنا

اظہار چیزی کردن استعمال۔ ظاہر کردن آن چیز است کہ بحث کامل این بر اظہار کردن می آید (اردو) کسی چیز کا اظہار کرنا۔ کسی چیز کو ظاہر کرنا۔

اظہار داشتن استعمال۔ بمعنی ظاہر شدن

(اظہار)

است چنانکہ ظہوری گوید (ے) مشکل کہ شود مانع رفتن تو گفتم ؛ بر بند ظہوری بر و اظہار مدار ؛ (اردو) ظاہر ہونا۔

اظہار ساختن استعمال۔ بمعنی ظاہر کردن باشد۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (خان آرزو ے) ہنرہائی کہ دارم نیست غیر از عیب و روا نیست کہ نازم گر ہمہ اظہار عیب خویش می پوشم ؛ (اردو) اظہار کرنا۔ بقول امیر ظاہر کرنا۔ بیان کرنا۔ (سوز ے) در و پنہان کو مین اظہار کردن یا نکردن ؛ یون بہی تسکین دل اے یار کردن یا نکردن ؛

(الف) اظہار کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف اظہار ساختن است کہ گذشت مؤلف عرض کند کہ این متعلق است از اذا اظہار چیزی کردن) کہ گذشت و ہمدرین داخل است (۱) اظہار تنگدستی کردن (۲) اظہار خجالت کردن (۳) اظہار درد کردن (۴) اظہار دوستی کردن (۵) اظہار شکایت کردن ؛ (۶) اظہار عشق کردن

(صائب ے) تبلخ رو کمن اظہار تنگدستی خویش ؛ کہ از طپانچہ بحر است روی مرجان سرخ ؛ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار سند (۲) آوردہ گوید کہ "او اظہار خجالت می کرد"

(طالب آملی ے) بآواز بلند اظہار دردی می کنم ؛ طالب چو ابروی بتان آواب سر گوشی نمیدانم ؛ (ظہوری ے) ہر لحظہ مدعی کند اظہار دوستی ؛ غافل کہ دوستی ہمہ از دشمن من است ؛ (صائب ے) فغان کہ آبلہ در پردہ می کند اظہار ؛ شکایتی کہ مرا از برہنہ پائی نیست ؛ (ظہوری ے) در سر غیرت صد غم نہان تردد می کند ؛ کردہ جائی ظہوری غافل اظہار عشق ؛ و از ہمین قبیل است ----

(ب) اظہار کردن چیزرا چنانکہ صاحب یوسف سراج گوید "علاج دفع آنرا اظہار نکردہ است" (اردو) (الف و ب) کسی چیز کا اظہار کرنا۔ جیسے محبت کا اظہار کرنا۔

اظہار گردیدن استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کردہ کہ بمعنی ظاہر شدن است انہ چنانچہ
سے) مہر کہ دلم دارد در سینہ نہان از تو ۔ پرتو خلق
جہان گردد ہر صبحدم اظہارش ۔ (اردو) اظہار
ہونا ۔ ظاہر ہونا ۔ امیر نے اظہار کرنا کے ذیل میں
اظہار ہونا کی سند دی ہے اور فرمایا ہے کہ اب فصحا
نہیں کہتے (قلق سے) میرا آنا جو ہو گیا اظہار ۔
پھر ملاقات ہے بہت دشوار ۔

است چنانکہ ظہوری گوید (سے) بخنبش ہای مژگان
صد حکایت درمیان داری ۔ اگر گاہی بہم برخم زنی
اظہار می گنجد ۔ (اردو) اظہار ممکن ہونا ۔

اظہار نمودن | استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر
اظہار ہونا کی سند دی ہے اور فرمایا ہے کہ اب فصحا
این کردہ و از نصیر ہمدانی سند آوردہ کہ مرادف
اظہار کردن است کہ گذشت (نثر) براست دروغ
خواہش دل و شوق خاطر اظہار نمایم" (اردو)

اظہار گنجیدن | استعمال ۔ بمعنی ممکن بودن اظہار کا دیکھو اظہار کرنا ۔

(۱۹۴)

الف مقصورہ با عین مہملہ

اعادت | بقول بہار بمعنی باز گردانیدن و بالفظ شدن و کردن مستعمل ۔ مؤلف گوید کہ لغت عرب است بکسر اول و فتح دال مہملہ ۔ صاحب منتخب ذکر این بنای مدورہ کردہ فارسیان بقاعدہ خود این را بنای دراز یای ہوز می نویسند و استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر و برای معنی مصدری بامصادر فارسی زبان می کنند (اردو) اعادہ ۔ بقول امیر (عربی) مذکر ۔ پلٹانا پھیرنا ۔ کسی کام یا کسی بات کو دہرانا ۔ مؤلف کہتا ہے کہ آپ کا مقصد حاصل بالمصدر سے ہی
(نوازش سے) دل کا اس شوخ سے ہر بار تقاضا کیا ۔ بات جو ہو چکی پھر اس کا اعادہ کیا ۔

(۱) اعادت کردن | استعمال ۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی واپس شدن مستعمل

است (سلمان ساوجی سے) با لتفات تو با من
توان مشاہدہ کردن ۔ کہ چون کند بعظام رمیم روح

اعادت و بخیال ما ازین سند مصدر مرکب ---

(۲) اعادت کردنِ روح | بمعنی واپس شدن روح پیدا (اردو) (۱) واپس ہونا۔ (۲) روح کا واپس آنا۔ جیسے جسم مردہ مین روح کا واپس آنا۔

(۱) اعادہ شدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلام ظہوری سند آوردہ کہ

ازان مصدر ---

(۲) اعادہ شدنِ مدّعا | بمعنی اعادۂ عرض مطلب شدن پیدا ست (ے) نشنیدہ زعادت خود ہیچ برنگشت ؛ ہرچند مدّعای ظہوری اعادہ شد ؛ (اردو) عرض مدّعا کا اعادہ ہونا۔ یعنی مقصد کی بات دہرائی جانا۔

اعانت | لغت عربست بکسر اول و فتح چہارم بقول منتخب بمعنی یاری دادن فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب کہ در لغات می آید (اردو) اعانت۔ یقول امیر (عربی) مؤنث۔ مدد دینا۔ ہماری رائے مین آپکا مقصد حاصل بالمصدر رہے ہے۔ یعنی مدد۔ معاونت۔

اعانت کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مدد کردن است (تاثیر اصفہانی ے) کمن اعانت ظالم بخیر و شر تاثیر ؛ کہ رنج بہلہ زبالای دست صیّاد است ؛ (اردو) اعانت کرنا۔ بمعنی مدد کرنا (منیر ے) ترے تیر نے ضعف مین کی اعانت ؛ عصا تھام کر دل سے ارمان نکلا ؛

اعتبار | بکسر اول و سوم بقول بہار عبرت گرفتن و بعبرت نگہ کردن و باندیشہ از پی چیزی فرا رفتن و چیزی را نیک نگاہ داشتن و نیکو شمردن فرماید کہ بالتفاوتن۔ رفتن۔ کردن۔ گرفتن مستعمل۔ مؤلف گوید لغت عربست۔ صاحب منتخب ذکر این کردہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر

عبرت گرفتن و نیک انگاشتن و لحاظ و امتیاز کردن یعنی عبرت - اعتماد - و لحاظ و امتیاز استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در لحقات می آید (ظہوری ؎) رود و باد ترسم آبروی اعتبار من ؛ چہ محتاج بدشنامی اثر باد دعا پیچم ؛ سند معنی لحاظ و امتیاز بر اعتبار برخاستن آید و سند معنی عبرت بر اعتبار گرفتن (اردو) اعتبار - بقول امیر (عربی) مذکر - اعتماد بھروسا - لحاظ - نظر (برق ؎) حسن پر نخوت نہ کر اس کا نہیں کچھ اعتبار ؛ چار دن مہمان ہے دور قمر ہیں چاندنی ؛ (فقرہ امیر) نسب کا کچھ پوچھنا نہیں - دولت کے اعتبار سے وہ ہم سے اچھے ہیں "

اعتبار افتادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتماد پیدا شدن و قائم شدن است (بدر چاچی ؎) از ین مطلع کہ در تشبیہ کلکش در خط آوردم ؛ برائی زمانم تا قیامت اعتبار افتاد ؛ (اردو) اعتبار قائم ہونا -

اعتبار باشیدن استعمال - بمعنی اعتبار بودن و ماندن است و تعریف و سند این بر اعتبار بودن می آید (اردو) دیکھو اعتبار بودن - (۱۹۷۲)

اعتبار بالیدن مصدر اصطلاحی - بمعنی زیادہ شدن اعتبار است چنانکہ ظہوری گوید (۱۹۷۳)

(؎) بہ اختلاط ظہوری نہ کاہ عزت خود ؛ کہ اعتبار کس از احتراز می بالد ؛ (اردو) اعتبار بڑھنا کہ سکتے ہیں اگرچہ امیر نے اسکو ترک فرمایا ہے

اعتبار بایستن استعمال - بمعنی ضرورت اعتماد و لازم و درکار بودن اعتماد است چنانکہ ظہوری گوید (؎) عشق را اعتبار می باید ؛ برقراری قرار می باید ؛ (اردو) اعتبار لازم ہونا

اعتبار بخشیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار عطا کردن و دادن است (وحشی بافقی ؎) بسنگی بخشد آنسان اعتباری ؛

که بر تاجش نشاند تاجداری ؂ (اردو) اعتبار عطا کرنا

(۱) **اعتبار بر خاستن** | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی باقی نماندن اعتبار و امتیاز است (صائب ؎) اعتبار از میان چو برخیزد ؂ بیضۂ مور مہرۂ مار است ؂ مخفی مباد کہ ازین سند مصدر (اعتبار از میان برخاستن) یا ---

(۲) **اعتبار برخاستن از میان** | پیدا میشود (اردو) ۱ و ۲ - اعتبار باقی نہ رہنا - جیسے "جب اعتبار باقی نہ رہا تو گھوڑا اور گدھا دونوں ایک ہین"

اعتبار بردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی بی اعتبار گردیدن (بیدل ؎) صورت پرستی از خلق برد اعتبار معنی ؂ هرچند کعبہ سنگ است تسکین برہمن کو ؂ (اردو) بے اعتبار کرنا -

اعتبار برگرفتن | استعمال - بمعنی حاصل کردن اعتبار و اعتماد است - چنانکہ ظہوری گوید ؎ شوق از من اعتباری برگرفت ؂ چشم و دریا شم نثاری برگرفت ؂ مخفی مباد کہ برگرفتن بقول صاحب بحر عجم بمعنی برداشتن و قبول کردن و اختیار کردن آمدہ (اردو) اعتبار و اعتماد حاصل کرنا -

اعتبار بودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی امتیاز حاصل بودن است (ظہوری ؎) نباشد مرا گرچہ آن اعتبار ؂ کہ عفو ترا جرم آید بکار ؂ مخفی مباد کہ باشد مضارع مصدر باشیدن است نہ بودن - صاحب آصفی غلط کردہ است کہ باستناد این شعر مصدر مرکب اعتبار بودن قائم کردہ ازین سند مصدر اعتبار باشیدن یعنی اعتبار و امتیاز ماندن پیدا میشود ازینجاست کہ ما این را بجایش قائم کردہ ایم (اردو) اعتبار ہونا -

اعتبار داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی معتبر بودن و اعتبار و امتیاز داشتن است (مفید ملخی ؎) عارضت مستغنی

(۱۷۷۵)

از خال است در اظہار حسن ؛ پیش دانا خط زیبا
از مہر دار د اعتبار ؛ (اردو) اعتبار رکھنا۔
معتبر ہونا۔

اعتبار رفتن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی باقی نماندن اعتبار است
(مفید لمخی ؎) ز رنگ گریہ من رفت اعتبار
بہار ؛ فگند لالۂ اشکم گرہ بکار بہار ؛ (اردو)
اعتبار جاتا رہنا۔ اعتبار اٹھ جانا۔

اعتبار شکستن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی زائل کردن و بردن اعتبار
است (خزین اصفہانی ؎) آن نکہت از کجاست
نفسہای تیرہ را ؛ تا اعتبار نافۂ تاتار شکند ؛
(اردو) اعتبار مٹانا۔ اعتبار باقی نہ رکھنا۔
بے اعتبار کرنا۔

اعتبار کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی اعتماد کردن و مطمئن کردنست (اثر
شیرازی ؎) بیک دل بود محتاج آن خم زلف
از پریشانی ؛ من از اول باین طرار کردم اعتبار
دل ؛ (اردو) اطمینان کرنا۔ بھروسا کرنا۔ بھروسا
دلانا۔ مطمئن کرنا۔

اعتبار گرفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ (۱) بمعنی حاصل کردن اعتبار و اعتماد
باشد (ظہیر سمرقندی ؎) ملک بر بادشہ قرار
گرفت ؛ روزگار آخر اعتبار گرفت ؛ (انوری ؎)
القصہ از سخن بسخن شد چو یک زمان ؛ گفتیم از این حدیث و
گرفتیم اعتبار ؛ (۲) عبرت گرفتن ہم (ولہ ؎) چون
گشت از نسیم سحر گہ عبیر بار ؛ ہیچ از گلاب گر
نگرفت اعتبار گل ؛ (شفائی اصفہانی ؎)
یکگناہ عشق بازی بکشم کہ ہر کہ چون من ؛ ز تو
چشم مہر دارد ز من اعتبار گیرد ؛ (اردو) (۱)
اعتبار و اعتماد حاصل کرنا۔ (۲) عبرت پکڑنا

اعتبار ماندن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتماد باقی ماندنست (فغانی
شیرازی ؎) ز بسکہ داشتی ای گل ہمیشہ خوار مرا

نماند پیش کسان ہیچ اعتبار مرا ؛ (اردو) اعتبار رہنا جیسے ؛ افسوس ہے کہ ان کے قول کا کچھ اعتبار نہیں رہا۔

اعتبار یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار و امتیاز حاصل کردن است (اوحدی نظنزی ؎) حریم گلشن کویت نشد نشیمن ما ؛ نیافتیم دریغ اعتبار خار و خسی ؛ (اردو) اعتبار حاصل کرنا - امتیاز پانا۔

اعتدال لغت عرب است بکسر اوّل و سوّم و بقول منتخب راست شدن و میانہ شدن - فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی راستی و میانگی کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب نمایند کہ در ملحقات آید (انوری ؎) از اعتدال ہوائی کہ دولت دارد ؛ بآور اچو نبات انتمای نشو و نماست ؛ (ولہ ؎) ای راستی کہ در دل لیل و نہار یافت ؛ مانا کہ از اعتدال مزاج بہار یافت ؛ (اردو) اعتدال - بقول امیر (عربی) مذکر برابر اور یکسان ہونا - کمی نہ زیادتی - آپکا مقصد غالباً حاصل بالمصدر سے ہے - (غالب ؎) مضمحل ہو گئے قویٰ غالب ؛ وہ عناصر میں اعتدال کہاں ؛

اعتدال داشتن استعمال - بمعنی داشتن میانگی است و معتدل بودن چنانکہ ظہوری گوید ؎ (؎) بہار گلشن ایام اعتدال ندارد ؛ دوام عیش محال است غم زوال ندارد (اردو) اعتدال پر ہونا - معتدل ہونا۔

اعتدال طلبیدن استعمال - خواہان اعتدال و میانگی بودن (عرفی ؎) مبادلذت بیماری دل آنان را ؛ کہ اعتدال زبہر مزاج می طلبند ؛ (اردو) اعتدال چاہنا۔

اعتدال گرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی میانگی اختیار کردن است (فیضی ؎) چون برجمنش گذشت سالی پنجاہ

بگرفت اعتدالی ؛ (اردو) اعتدال قبول کرنا۔ اعتدال نگہدار کہ ہر دو طرف افراط و تفریط است۔ مثل۔ صاحب محبوب الامثال باختلاف خفیف ذکر این کردہ و ما از معاصرین عجم ہمین الفاظ را شنیدہ ایم کہ ذکر کردہ ایم سوا این بمعنی اندازہ نگہدار باشد۔ فارسیان این را بر موقع تعریف میانہ روی می زنند (اردو) صاحب محبوب الامثال نے ایک ہندی کہاوت کا ذکر کیا ہے جو قریب قریب اسی فارسی مثل کا ترجمہ خیال فرمایا ہے۔

"ات کا بھلا نہ برسات کی بھلی نہ دھوپ۔ اس کا بھلا نہ بولنا ات کی بھلی نہ چپ"۔ ہماری رائے مین دکن کی ایک کہاوت سے اس فارسی مثل کا حقیقی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ جو خیر الامور اوسطہا کا مصداق ہے "دو ڑ چلے نہ گر پڑے نہ چیونٹی کی سی چال" اور صرف "دو ڑ چلے نہ گر پڑے" بھی انہین معنون مین مستعمل ہے دونون کا مقصد یہ ہے کہ میانہ روی اور اعتدال اچھی چیز ہے۔

اعتراض بکسر اول و سوم لغت عربیست بقول منتخب (۱) بمعنی حائل شدن میان چیزی و مانع شدن۔ فارسیان این را مجازاً بمعنی حاصل بالمصدر یعنی نکتہ چینی استعمال کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند و (۲) در اصطلاح بلغا بقول صاحب حدائق صنعتیست کہ قبل از تمام شدن کلام لفظی را ذکر کنند کہ معنی مقصود بی او تمام باشد و این را حشو نیز نامند و این بر سہ قسم است یکی آنکہ کلام را از رتبہ بیندازد دوم آنکہ موجب حسن کلام شود و سوم آنکہ در حسن و قبح متوسط باشد۔ اول حشو قبیح است و دوم حشو ملیح و سوم متوسط۔ فرمایند کہ حشو قبیح در کلام بلغا نمی باشد۔ مثال حشو قبیح این است (ے) گرمی نرسم بہ خدمتت معذورم دار زیرا رمد چشم و صداع سرم است ؛ و مثال حشو ملیح چنانکہ انوری گوید (ے) گر نجندم دان پس از عمریست

گوید زہر خند ۔ و ر بگریم دان بہر روزیست گوید خون گری ۔ درین شعر لفظ پس از عمریست و بہر روز
حشو ملیح است زیرا کہ معنی مقصود بی او تمام است و مقصود بیت آنست کہ اگر می خندم معشوق
می گوید کہ زہر خند بکن و اگر می گریم گوید کہ گریہ خون کن ۔ امّا حشو درینجا فائدہ دیگر می بخشد و آن
این است کہ با وجود کمتر خندیدن و بیشتر گریستن من چنین می گوید و این مبالغہ در بیرحمی معشوق
است و مثال حشو متوسط چنانکہ درین بیت (ے) دوی تراکہ یوسف مصری غلام اوست
آئینہ بندہ ایست کہ فولاد نام اوست ۔ درین شعر (یوسف مصری غلام اوست) حشو متوسط
است مؤلّف گوید کہ در فارسی زبان برای این صنعت اسمی از لغت فرس نیست از نیجاست
کہ فارسیان استعمال ہمین لغت عرب کردہ اند (اردو) (۱) اعتراض ۔ بقول امیر (عربی) مذکر
نکتہ چینی (ناصر ے) ہوئی کلام کی اصلاح نکتہ چینی سے ۔ بڑا سلوک کیا جس نے اعتراض کیا ۔
(۲) صنعت اعتراض وہ صنعت ہے کہ کسی کلام مین ایک ایسا لفظ مذکور کرین کہ کلام بغیر اس کے
بہی تمام ہو سکتا ہو اسکو حشو بہی کہتے ہین اور حشو کی تین قسمین ہین اوّل یہ کہ کلام اوس کے
سبب سے بے لطف اور کم رتبہ ہو جاے اسکو حشو قبیح کہتے ہین اور یہ فصحا کے کلام مین پایا
نہین گیا ۔ اس صورت مین یہ محسنات کلام سے نہوا ۔ جیسے (ے) خوف میرا عفو کے قابل
ہے چشم یار سے ۔ اوس کے جلوے سے صداع و درد سر ہو جائیگا ۔ اس شعر مین لفظ صداع
حشو قبیح ہے اور اس لفظ کے نہونے سے معنی شعر مین کوئی نقصان نہین ہے ۔ دوسری قسم
یہ کہ کلام مین اس سے حسن اور لطف زیادہ ہو جاے اسکو حشو ملیح کہتے ہین اور یہ کلام بلغا مین
کثیر الوقوع ہے (سودا ے) اس آستان فلک مرتبت کو تا بابد ۔ رہے کنیز شب قدر روز عید

غلام با لفظ فلک مرتبت - کلام کے اتمام مین کچھ دخل نہین رکھتا - تیسری قسم یہ کہ نہ چندان قبیح ہوا ور نہ چندان ملیح بلکہ حسن اور قبح مین متوسط ہو جیسے (ے) تیرے رخ تابان کا جوہر کو چمکائے ؛ آئینۂ فولادی شید اہو جو ہاتھ آئے ؛ اگرچہ یہ شعر معنی کلام سودا کے مماثل ہے اور اس کے مصرع اول مین (جوہر کو چمکائے) حشو متوسط ہے لیکن حسن معنی کے ساتھ مین ذم قبح بھی ہے - لہذا اسکو متوسط کہنا چاہیے یعنے پہلے مصرع مین چمکانے کا لفظ اور دوسرے مصرع مین آئینۂ فولادی کی تشبیہ یہ دونون من وجہ معنی مین ذم کا پہلو بھی رکھتے ہین اس لئے کہ آئینۂ فولادی کی سیاہی مائل چمک تشبیہ روی یار کے لئے زیادہ مستحسن نہین ہے اور خورشید کا چمکانا خورشید کو ڈرانے کے معنون مین بھی مستعمل ہو سکتا ہے -

اعتراض رفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی نکتہ چینی شدن است (صائب ے) آسودہ اندمردہ دلان از سواد حشر ؛ این اعتراض باول بیمار می رود ؛ (اردو) اعتراض ہونا

اعتراض کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی نکتہ چینی کردن است (حافظ ے) مرا بر ندی وعشق آن فضول عیب کند ؛ کہ اعتراض بر اسرار علم غیب کند ؛ (اردو) اعتراض کرنا - بقول امیر عیب نکالنا - نکتہ چینی کرنا - (ظفر ے) لب نکالین گے ترے لعل یمین پہ اعتراض ؛ زلف ہی کرتی ہے کیا مشک ختن پہ اعتراض ؛

اعتراض نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف اعتراض کردن است کہ گذشت (ابوالفضل نثر) این ملفظ را بآن حالت قیاس نمودہ اگر اعتراض نمایند بانصاف نزدیک خواہد بود (اردو) دیکھو اعتراض کرنا

اعتراف | بقول بہار بمعنی اقرار کردن بگناہ وجز آن وصبر کردن و پرسیدن چیزی و شناختن

فرماید کہ بالفظ آوردن و داشتن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عرب است و صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ کہ بکسر اول و سوم باشد۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی اقرار استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در محقات آید (اردو) اعتراف بقول امیر (عربی) مذکر۔ اقرار (میرزا والاجاہ عاشق ؎) زیب قصور خلد اگر ہو وہ در شک حور نہ ہو اعتراف حور کو اپنے قصور کا ؛

اعتراف آوردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اقبال کردن و معترف شدن است (والہ ہروی ؎) بمعجز عیسی و خضر اعتراف آری اگر وزی ؛ دمی در خاطرم آئی و غمہای نہان بینی ؛ (اردو) اعتراف کرنا معترف ہونا (تسلیم ؎) ہم انکی وعدہ خلافی معاف کرتے ہین ؛ کہ وہ قصور کا اب اعتراف کرتے ہین ؛

اعتراف داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی معترف بودن و قبول کردن است (اسیر لاہجی ؎) زائینہ جمال تو دیدم ہر انچہ بود ؛ عارف بود ہر انکہ بدین

وارد اعتراف ؛ (اردو) معترف ہونا۔ قبول کرنا

اعتراف کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی قبول کردن است (حافظ شیراز ؎) وام حافظ بگو کہ باز دہد ؛ کردہ اعتراف و ما گواہیم ؛ (اردو) اعتراف کرنا دیکھو اعتراف آوردن۔

اعتراف نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ مرادف اعتراف کردن است کہ گذشت (نصیر ہمدانی۔ نثر) اسپ چوبین قلم طی این بادیہ نیارد نمود ہمان بہتر کہ ازان بمعجز اعتراف نمایم" (اردو) اعتراف کرنا۔ دیکھو اعتراف آوردن۔

اعتصام | بقول بہار بمعنی چنگ زدن در چیزی و فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عربست بکسر اوّل و سوم و بقول صاحب منتخب بمعنی چنگ در زدن و باز ایستادن از گناہ فارسیان این را بمعنی استمداد و مدد خواہی استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (انوری ۵) خود صلاح اہل عالم نیست اندر شرع رسم ٭ اعتصام الا بحبل طاعت بعد از صلوات ٭ (اردو) دیکھو استمداد۔

اعتصام آوردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پناہ جوئی کردن و مدد خواستن است (حزین اصفہانی ۵) گر ناورد بدنبل تولایش اعتصام ٭ در کارگاہ صنع نیاید بکار دست ٭ (اردو) مدد چاہنا۔ استمداد کرنا۔

(۱) اعتصام کردن | استعمال۔ ہر دو بمعنی

(۲) اعتصام نمودن | اعتصام آوردن باشد۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (انوری ۵) در دین جو اعتصام بحبل المتین کنند ٭ آن بہ کہ مطلع سخن از رکن دین کنند ٭ (ابو الفضل۔ نثر ۲) التجا و اعتصام بعروۂ وثقای عاطفت ما نمودہ" (اردو) دیکھو اعتصام آوردن۔

اعتقاد | بقول بہار۔ در دل گرفتن و قرار دادن و سخت محکم شدن چیزی فرماید کہ بالفظ داشتن مستعمل و فارسیان گاہی یای معروف بدان نیز ملحق کنند مؤلف گوید کہ بکسر اوّل و سوم لغت عربست۔ صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی عقیدہ و یقین استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ۵) شیخ بر خویش بند کو تعویذ ٭ ہر زہ احراز اعتقاد بس است ٭ نسبت الحاق یای معروف۔ بر لفظ اعتقادی بحث کنیم (اردو) اعتقاد۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ دل میں مضبوطی کے ساتھ کوئی بات

قائم ہونا - عقیدہ - یقین - (غالب ۵) نہیں کہ مجھکو قیامت کا اعتقاد نہیں ؛ شب فراق سے روز جزا زیاد نہیں ؛

اعتقاد افزودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیادہ شدن عقیدت و یقین باشد (ظہوری ۵) کہ ہر روز افزاید این اعتقاد کہ کس نیست در مہرت از من زیادہ ؛ (اردو) عقیدت بڑھنا - اعتقاد زیادہ ہونا جیسے "روز بروز انکی نسبت میری عقیدت بڑھ رہی ہے" یا "میرا اعتقاد زیادہ ہوتا جاتا ہے"

(۱) اعتقاد باشیدن | استعمال صاحب

(۲) اعتقاد بودن | آصفی ذکر (۲) کردہ کہ بمعنی قائم بودن عقیدت است و او سندی کہ پیش کردہ ازان مصدر (۱) پیدا است نہ (۲) واو و الف تسامح کنند و اشتقاق نمبر (۲) و باشد را مضارع نمبر (۲) می پندارد (سنجر کاشی ۵) ز قتل ما چہ محابا کنند خوبان را ؛ چو اعتقاد بر وز جزا نمی باشد ؛ (اردو) اعتقاد ہونا - عقیدت ہونا

اعتقاد بہم رسیدن بہ کسی | استعمال - بمعنی عقیدت کسی بدل پیدا شدن است - سند استعمال این بر اعتقاد رسیدن می آید (اردو) کسی کے ساتھ عقیدت پیدا ہونا -

اعتقاد داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی معتقد بودن و صاحب عقیدت بودن است (مخلص کاشی ۵) مردم بہ پیر خرابات معتقد ند ؛ چو طفل اعتقادی بہ تلامذہ ارم ؛ (اردو) اعتقاد رکھنا - بقول امیر معتقد ہونا - جیسے (فقرہ) شاہ صاحب چاہے کچھ نہ ہوں مگر ایک زمانہ اعتقاد رکھتا ہے"

اعتقاد دیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مشاہدۂ اعتقاد کردن است چنانکہ ظہوری گوید (۵) در عشق بت کجاست برہمن بصدق دل ؛ زنار بستہ است مگر اعتقاد

بین ؛ بخیال ما ضرورت بیان این نبود پیروی آصفی کردہ ایم (اردو) اعتقاد پر نگاہ کرنا۔

اعتقاد رسیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندی کہ پیش کردہ متعلق باعتقاد بہم رسیدن است نہ رسیدن از ینجاست کہ ما ذکرش بجای خودش کردہ ایم (ابو الفتح گیلانی)۔

نثر بعد دیوان خاقانی و انوری و کمال اسمعیل شاعری کہ روز بروز باو اعتقاد بہم رسد ابو الفرج رونی است" (اردو) دیکھو اعتقاد بہم رسیدن۔

اعتقاد کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی معتقد شدن و باور کردن است۔ (شانی مشہدی ؎) نہ جیب عشق چنان چاک کردہ ام کہ بترکش ؛ قبای مصحف اگر پوشم اعتقاد کند کس ؛ (اردو) یقین کرنا۔ باور کرنا۔

اعتقادی بہار بر لفظ اعتقاد ذکر این کردہ گوید کہ فارسیان گاہی یای معروف بلفظ اعتقاد ملحق کنند چنانکہ (شانی تکلو ؎) تو ئی مراد و تو ئی مقصد و تو ئی مقصود ؛ ہمہ تو ئی و ہمین است اعتقادی ما۔ مؤلف گوید کہ بخیال ما یای قابلیت یا مصدریت از قبیل اعتمادی و خوش اعتقادی و بد عہدی چنانکہ "این دو دست اعتمادی من است" (اردو) دیکھو اعتقاد۔

اعتماد بقول بہار تکیہ کردن بر چیزی و فرماید کہ بالفظ داشتن و کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عربست بکسر اول و سوم و بقول منتخب کار بکسی باز گذاشتن و تکیہ کردن بر چیزی و قصد کردن۔ فارسیان این را بمعنی یقین و اعتبار استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در محاورات آید (صائب ؎) ز اعتمادیست کہ کرد است باعجاز نفس ؛ عیسی ما کہ بہ بیمارنمی پردازد ؛ فارسیان استعمال این بطور جمع با کلمہا ہم کردہ اند (انوری ؎) ز ان اعتمادہا ست کہ چون روز و چون شبم ؛ بر مدت کشیدہ و روزنگاہ تست ؛ (اردو) اعتماد۔ بقول

امیر (عربی) مذکر۔ اعتبار۔ بھروسہ۔ یقین (فقرہ امیر) بدچلنی سے اونکا اعتماد اٹھگیا (میر ۵) کہتے ہو اتحاد ہے ہمکو نہ ہان مگر اعتماد ہے ہمکو نہ

(۱) اعتماد باشیدن | استعمال۔ بمعنی اطمینان
(۲) اعتماد بودن | و اعتبار ماندن و بودن
است صاحب آصفی ذکر (۲) کردہ (ظہوری ۵) نتوان بہر بلاکش نقد بلا سپردن نہ شاید کہ ظہوری ہم اعتماد باشد نہ (نظامی ۵) نبود اعتمادش دران مرز و بوم نہ کہ ہست امین آباد رومی بروم نہ (اردو) اعتماد رہنا۔ اعتماد ہونا۔

اعتماد داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار داشتن است (فیضی ۵) داشت چون اعتماد بر شعرا نہ صلہ پیش از مدیح گفتن داد نہ (ابوالفضل ع) از پس وفا بوعدہ او اعتماد داشت نہ (اردو) اعتماد رکھنا اعتماد کرنا۔

اعتماد دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار شاہدہ کردن۔ لائق بیان نبود و پیروی، صاحب آصفی کردہ ایم (ظہوری ۵) صد بار کشت و گشتہ زبیداد خود خجل نہ یکرہ نگفتہ معذرتی اعتماد بین نہ (اردو) اعتماد کو ملاحظہ کرنا۔ دیکھنا۔

اعتماد کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار کردن است (حافظ شیرازی ۵) بجان دوست کہ غم پردہ بر شما ندرد نہ گر اعتماد در الطاف کارساز کنید نہ (اردو) اعتماد کرنا۔

اعتماد ماندن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ماندن اعتبار است (منشی اصفہانی ۔نشر) ہرچند موافق رضای خاطر اشرف نبود امّا بی اختیار روی دادہ۔ دیگر اعتماد آن جماعت نماند (اردو) اعتماد رہنا۔

اعتماد نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کردہ کہ مرادف اعتماد کردن است کہ گذشت (حافظ شیرازی ؎) اعتمادی بنما و بگذر بہر خدای ۔ تا بہ بینی کہ درین خرقہ چہ نادر و پشمم (اردو) اعتماد کرنا۔

اعتمادی برآمدن استعمال۔ بمعنی لائق اعتبار قرار یافتن و ثابت شدن است چنانکہ ظہوری گوید (؎) نہ ہر سینۂ محرم راز گردد ۔ یکی از ہزار اعتمادی برآید ۔ (اردو) اعتمادی ثابت ہونا۔ قابل اعتماد قرار پانا۔ قابل بھروسہ ہونا۔

(۱۹۷۶)

اعجاز بکسر اول لغت عربست بقول منتخب بمعنی عاجز ساختن فارسیان بمعنی معجزۂ انبیاء استعمال کنند کہ مخالفین از اعجاز عاجزی شدند و با الفاظ فرس مرکب ہم سازند کہ در تحفات آمد (ظہوری ؎) دریای عشق و صد خطر مسکین ظہوری نوسفر ۔ دستی تو اندزد و مگر دردامن اعجاز ما ۔ (ولہ ؎) عشق را شان دگر از نازدہ ۔ سحر را ہمدوشی اعجازدہ ۔ (اردو) اعجاز۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ معجزہ۔ خرق عادت جو انبیا علیہ السلام سے ظہور میں آئے (آتش ؎) کام کرتی رہی وہ چشم فسونساز اپنا ۔ لب جان بخش دکھایا کئے اعجاز اپنا ۔

(۱۹۷۷)

اعجاز آمدن استعمال۔ بمعنی اعجاز واقع شدن چنانکہ انوری گوید (؎) فقہ دولت اندر الفاظ کلامش مضمر است ۔ گوئی آن الفاظ را اعجاز قرآن آمدہ است ۔ مخفی مبادکہ اعجاز قرآن درین شعر مرکب اضافی است۔ یعنی الفاظ کلام فقہ اعجاز قرآن واقع شدہ مقصود انیست کہ آنچہ در الفاظ احکام فقہ دولت مضمر است این معجزۂ قرآن باشد (اردو) اعجاز ہونا۔ معجزہ ہونا۔

اعجاز آموختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی تعلیم اعجاز کردن است۔ (حزین اصفہانی ؎) بادای سخنم گوش فرادار حزین ۔ چشم جادو نگہ آموختہ اعجاز من ۔ (اردو)

اعجاز سکھانا۔

اعجاز داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی صاحب معجزہ و قادر بر معجزہ بودن است (صادق شیرازی ۵) دم شمشیر تو اعجاز مسیحا دارد ؎ خضر گر کشتۂ تیغ تو شود جاوید دارد ؎ (اردو) صاحب اعجاز ہونا۔

(۱) اعجاز سلیمان | اصطلاح - ہر دو مرکب

(۲) اعجاز عصا | اضافی است (۱) اشارہ بسوی اعجاز سلیمان علیہ السلام است کہ بر باد حکومت داشت و (۲) اشارہ بسوی اعجاز موسیٰ علیہ السلام کہ عصای او بہ تعمیل حکمش اژدہا می شد (انوری ۵) شعر باد است و چو اعجاز سلیمان نبی ؎ سحر مطلق بین کہ بادی را مقید کردہ اند ؎ (ولہ ۵) با اعجاز عصا موسیٰ عمران ؎ با عجاب دعا عیسیٰ مریم ؎ (اردو) (۱) پیغمبر سلیمان علیہ السلام کا معجزہ جو ہوا پر حکومت کرتے تھے۔ مذکر۔ (۲) پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ جو عصا کو اژدہا بنا دیتے تھے۔ مذکر۔

(۱۹۸۱)

(۱) اعجاز کف | اصطلاح - ہر دو مرکب

(۲) اعجاز کف کلیم | اضافی است - اشارہ ایست بسوی معجزہ موسیٰ علیہ السلام کہ ید بیضا داشت منقول است کہ چون دست وا می کرد نوری از کف دستش پیدا می شد چنانکہ انوری گوید (۵) از سحر بنان تو و اعجاز کف تست ؎ گر کارگذار است قلم را و کرم را ؎ (ولہ ۵) اعجاز کف کلیم عمران ؎ آثار دم مسیح مریم ؎ (اردو) ید بیضا - بقول صاحب آصفیہ - اسم مذکر - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ ہاتھ جو آگ پر ڈالنے سے جل گیا تھا اور خداوند تعالیٰ نے اس داغ سوختہ میں وہ نور بطور معجزہ عطا فرمایا تھا کہ جب آپ اس ہاتھ کو بغل میں لیجا کر باہر نکالتے تو مثل آفتاب کی روشن ہو جاتا اور آنکھوں میں چکا چوند آنی لگتی - معجزہ اکرامات و خرق عادت پر اس کا

(۱۹۸۱)

اطلاق ہونے لگا۔

(۱) اعجازِ مسیح اصطلاح - ہر دو مرکب

(۲) اعجازِ مسیحا اضافی است و اشارہ (۱۲۸۳)
بسوی معجزۂ عیسی علیہ السلام کہ مردہ را زندہ میکرد
یعنی بر سر مردہ قم باذن اللہ می گفت و جان در تنش
می آمد (عرفی ؎) چون اثر در تو کند عشق کہ
اعجاز مسیح ؛ مردہ را جان دہد آدم نکند حیوان
را ؛ (ظہوری ؎) در تن مردہ بدشنام کشد
جان چہ عجب ؛ کہ لبش رونق اعجاز مسیحا برد ؛
(اردو) اعجاز مسیحائی - بقول امیر حضرت
عیسی علیہ السلام کا معجزہ جس سے مردہ زندہ
ہو جاتا تھا (رشک ؎) مارا ستر بار ستر بار
زندہ کردیا ؛ پھر تمہیں دعوای اعجاز مسیحائی نہیں ؛

اعجازِ نفس اصطلاح - مرکب اضافی است (۱۲۸۴)
و اشارہ بسوی اعجاز عیسی علیہ السلام - مرادف
اعجاز مسیح کہ درین جا نفس استعارۃً دم عیسی

را گفتہ اند کہ تم باذن اللہ می گفت (صائب ؎) ز اعتمادیست کہ کرد است با عجاز نفس ؛
عیسی ما کہ بہ بیمار نمی پردازد ؛ (اردو) دم عیسی
کہ سکتے ہیں - فارسیون نے معجزۂ عیسیٰ کو دم عیسی
کہا ہے - (مذکر)

اعجاز نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی اعجاز کردن است (ابن یمین
فریومدی ؎) مجردی چو مسیحا کجا کہ از سر وقت ؛
بہر نفس کہ برارد نماید اعجازی ؛ (اردو) دیکھو اعجاز کردن

اعجاز ورز استعمال - بقول بہار بمعنی صاحب
اعجاز است کہ در فارسی زبان بقول برہان
وقتی کہ با کلمۂ ترکیب شود افادہ معنی صاحب
و خداوند ہم می کند چون دانش ورز و تاجور - و
امثال آن (مرزا جلال طباطبا ؎) اعجاز
دران سحر کارہ ؛ چون خورشید آسمان سوارہ ؛
(اردو) صاحب اعجاز - صاحب معجزہ -

(۱) اعجوبگی (۲) بقول غیاث لغت عرب است بفتح اوّل بمعنی عجیب و انچہ مردم را

(۲) اعجوبہ | در تعجب اندازد و فرماید کہ نباید کہ بغیر از ہمزہ مستعمل شود۔ صاحب از احتہ الاغلاط بحوالۂ قاموس گوید کہ بضم ہمزہ و سکون عین باشد و آنچہ بعض محققین تخطیۂ ہمزہ کردہ اند نادرست شمس الدین فقیر در مثنوی والہ سلطان گوید (ص۵) اعجوبۂ عالم خیال است ؛ آئینہ طلعت کمال است ؛ و (۱) بقول بہار و اند بازیگری۔ مؤلف عرض کند کہ فارسیان در لغت (۲) ہای آخرہ را بقاعدۂ خود بہ کاف فارسی بدل کردہ و یای مصدری در آخرش آوردہ اند ہمچون سادہ و سادگی (وحید ص۵) باکہ باشد زندگی پیری کہ از اعجوبگی ؛ از زنخ یکدم نتدریش سفید او بہ پاے ؛ مؤلف عرض کند کہ فارسیان (۲) را با مصادر فرس ہم مرکب ساختہ اند ہمچون ----------

(۳) اعجوبہ ساختن | بمعنی چیز ہای تعجب خیز پیدا کردن و شعبدہ بازی کردن چنانکہ جامی فرماید (ص۵) زجد گرچہ ہزار اعجوبہ سازی ؛ نخندد طبع کودک جز ببازی ؛ (اردو) (۱) شعبدہ بازی۔ بازیگری۔ مونث (۲) اعجوبہ۔ بقول امیر۔ عجیب نادر۔ انوکھا۔ (ناسخ ص۵) ساق سیمین شاخ اعجوبہ ہے باغ حسن مین ؛ انگلیان انگور کی ہین سیب ترکی ایڑیان ؛ (۳) نادر چیزین پیش کرنا۔ شعبدہ بازی کرنا۔

اعدادی | بقول بہار و وارستہ کسی است کہ خانہای نقش مثلث و مربع وغیرہا با عداد پر کند برای حصول مقاصد چنانکہ شفیع اثر گوید (ص۵) یکی است مرتبۂ خشت مال و اعداد کہ ہر دو را شدہ پر کردن مربع فن ؛ مؤلف گوید کہ بر لفظ اعداد کہ بالفتح لغت عربی و جمع عدد است فارسیان یای نسبت زیادہ کردہ و معنی لفظی این منسوب بہ اعداد

است وکنایہ ازکسی کہ خانہای نقشہارا از اعداد پرکند (اردو) فارسیون نے اس ملّا کا اعدادی نام رکھا ہے جو تعویذون کے مثلث اور مربع نقشون مین مراد برآنے کے لئے اعداد لکھتا ہے یعنی جفر کے قاعدے سے حروف خاص کے اعداد جمل سے خانہ پری کرتا ہے۔

اعراض بقول بہار و برہان گفتن۔ فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل مؤلف عرض کند کہ لغت عرب است بکسر اوّل وبقول صاحب منتخب روی از چیزی گردانیدن باشد فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی روگردانی استعمال کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در لغات می آید (اردو) روگردانی۔ (منھ پھیر لینا۔ بمعنی حاصل بالمصدر صاحب آصفیہ نے روگردانی کو ترک فرمایا ہے لیکن منھ پھیر لینا پر روگردانی کر لینا لکھا ہے۔ اعراض کا استعمال بھی اردو مین ہی اگرچہ امیر نے اسکو ترک فرمایا ہے (میر ؎) کاہے کو یہ انداز تھا اعراض تبان کا ؎ جو دوڑ کے ملتے تھے سو اب لیتے ہین منھ پھیر ؎ صاحب تذکیر و تانیث نے اعراض کو مذکر کہا ہے (اختر ؎) جو دلبر نے اغماض مجھ سے کیا ؎ مرے دل نے اعراض مجھ سے کیا ؎۔

(۱۹۸۵)

اعراض داشتن استعمال۔ بمعنی ناگواری داشتن است و این معنی مجازی باشد چنان کہ ظہوری گوید (؎) از سر ہوس ازدل آزردہ رفت کردیم بہ نداردو اعراض ؎ (اردو) ناگوار نہونا انکار نہ ہونا۔

(۱) اعراض کردن **(۲) اعراض نمودن** استعمال۔ صاحب آصفی ذکر ہر دو کردہ کہ بمعنی روگردانی کردن است (سلیم طہرانی ؎) بادسرخ آورد روی خاک از گلگون او ؎ بسکہ کرد اعراض از رشک سپہر خیبری ؎

(انوری ۵۲) عقل در کوی تو اعراض نمود ۔ از فردوس ۔ طبع بار دی تو بیزار شد از حور العین ۔ (اردو) اعراض کرنا ۔ دیکھو لفظ اعراض جس پر اسکی سند ہے ۔

اعزاز بقول بہار بہ معنی گرامی داشتن ۔ فرماید کہ بالفظ دادن و کردن مستعمل مؤلف عرض کند کہ بکسر اول لغت عرب است و بقول منتخب گرامی داشتن و قوی کردن ۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (انوری ۵) زین پیش باندازۂ ہر طائفۂ مردم ۔ آوازۂ اعزاز قدم بود نعم را ۔ (اردو) اعزاز ۔ بقول امیر ۔ (عربی) مذکر ۔ عزت ۔ رتبہ ۔ توقیر ۔ (رشک ۵) رتبۂ روز و شب وصل بتان کیا کہئے ۔ شام اعزاز سے آتی ہے تو اکرام سے صبح ۔

اعزاز دادن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عزت و مرتبہ عطا کردن است (سنجر کاشی ۵) گر داغ غلامی تو نباشد بجبینم ۔ نمی داشت ۔ کس این ہمہ اعزاز نمی داد مرا را ۔ (اردو) اعزاز عطا کرنا ۔ عزت دینا ۔ معزز کرنا

اعزاز کردن استعمال ۔ بزرگی کردن و عزت دادن است چنانکہ ناظم ہراتی نوشتہ و صاحب آصفی ذکر این کردہ (۵) کراکرد ند این اعزاز و اکرام ۔ ہمین بس امتش را فرودۂ کام ۔ (انوری ۵) ہر کہ را دست تو بر داشت بیفزود ش عزت ۔ ہر کہ دینار کہ در عمر نکرد یش اعزاز ۔ (اردو) معزز سمجھنا ۔ بزرگی کرنا ۔

اعزاز یافتن استعمال ۔ بمعنی عزت یافتن و معزز شدن است چنانکہ شفائی اصفہانی گفتہ و صاحب آصفی ذکرش کردہ (۵) ہر کہ زی او بر د بصدق و نیاز ۔ یابد او نیز ہمچو او اعزاز ۔ (اردو) عزت مند ہونا اعزاز پانا ۔ عزت حاصل کرنا ۔

اعضا لغت عرب است بفتح اوّل (۱) کہ جمع عضو باشد معاصرین عجم این را (۲) بمعنی ارکین استعمال کنند۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و بمعنی اول ہم در فارسی زبان مفرد و مرکب مستعمل (انوری ۵) نظر بحیلہ ز اعضا جدا نمی کند شش ؛ کراست بند بر اعضا کہ آنہم از اعضاست ؛ (اردو) (۱) اعضا۔ بقول امیر (عربی) مذکر عضو کی جمع۔ بدن کے اجزا۔ ہاتھ پاؤن وغیرہ۔ (آتش ۵) اعضا گواہی دینے کو حاضر ہین روز حشر ؛ مرتا ہے کیا سمجھکے یہ انسان گناہ پر (۲) ارکان۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ رکن کی جمع۔ ستون جس پر کسی بنا کا مدار ہو۔ جیسے ارکان دولت وغیرہ۔

اعضای رئیسہ اصطلاح۔ مرکب توصیفی است بقول صاحب بحر عجم دل و دماغ و جگر و معدہ۔ صاحب غیاث و انند ہم ذکر این کردہ گویند کہ دل و دماغ و جگر وغیرہ باشد **مؤلف** عرض کند کہ معنی حقیقی این عضوہای کہ سردار ہمہ اعضاست و باصطلاح طب کنایہ از دل و دماغ و جگر وغیرہ (اردو) اعضاے رئیسہ۔ بقول امیر دل اور جگر اور دماغ وغیرہ۔ نہ معلوم آپنے بعوض معدہ صرف وغیرہ پر کیون اکتفا فرمایا صاحب آصفیہ نے اسکو ترک فرمایا ہے جہانتک ہم خیال کرتے ہین اردو مین اس کے لئے کوئی خاص لفظ نہین ہے بجز اسکے کہ یہی لفظ اردو مین مستعمل ہے۔

اعضای مجلس استعمال۔ مرکب اضافی۔ در روزمرۂ معاصرین عجم بمعنی ارکین مجلس مستعمل صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و بمعنی اہل مجلس نوشتہ (اردو) ارکان مجلس یعنی وہ لوگ جو کسی جلسہ مین بطور رکن مقرر ہون۔

اعلام بقول بہار بمعنی آگاہانیدن و فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل **مؤلف** گوید کہ بقول منتخب

بکسر اول لغت عرب است بمعنی آگاہ گردانیدن (الخ) فارسیان بمعنی حاصل مصدر یعنی آگاہی استعمال این کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در لغات می آید۔ (اردو) اعلان۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ اطّلاع۔ بقول امیر (عربی)۔ مونث۔ دیکھو اطلاع

اعلام بخشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مطلع کردن و اطلاع دادن است (ابو الفضل۔ نثر) "انچہ در ہر باب بخاطر رسد اعلام بخشند" (اردو) اطلاع دینا آگاہ کرنا۔ آگاہی بخشنا۔

اعلام دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ مرادف اعلام بخشیدن است کہ گذشت (عطّار نیشاپوری ـہ) شیخ را اعلام دادند از درون کہ مدآن دختر ز ترسائی برون (انوری ـہ) نور رایت نجوم گرد تراپہ از حوادث ہمیدہد اعلام پہ (اردو) اطلاع دینا۔

اعلام فرمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ مرادف اعلام بخشیدن است کہ گذشت (خسرو۔ نثر) قاضی عالم علماء را اعلام فرمود تا در مجلس علم حاضر شوند" (اردو) دیکھو اعلام بخشیدن۔

اعلام کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ۔ مرادف اعلام دادن است کہ گذشت سلمان ساوجی ـہ) جای آنست کہ بر حال منش رحم آید پہ حالت من بنجایش اگر اعلام کنند (انوری ـہ) فیض عقلت نفوس انجم را پہ بر سعادت ہمی کند اعلام پہ (اردو) دیکھو اعلام بخشیدن

اعلام نامہ استعمال معاصرین عجم کاغذی را باین نام موسوم کنند کہ بنام حکام مقامی بطور اطلاع نامہ بفرستند۔ صاحب یوسف تبراج استعمال این کردہ "بتمامی ولایت حکّام اعلام نامہ و حکم موکّد بفرستند کہ بعد ازین ہرگز بدون تجویز شرع شریف مسلمانی را بمورد مواخذہ

نیاورند" (اردو) فرمان - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - شاہی حکم - حکمنامہ - منشور -	
اعلان	بکسر اول - لغت عرب است - بقول منتخب بمعنی آشکارا کردن - فارسیان این را بہ معنی حاصل بالمصدر یعنی اشتہار استعمال کردہ اند کہ معنی مجازی است و برای معنی مصدری یا مصادر فرس مرکب ساختہ اند کہ در ملحقات می آید (اردو) اشتہار - بقول امیر - عربی - مذکر - اعلان - نوٹس فرمایا ہے کہ اوس چھپے ہوے کاغذ کو بھی کہتے ہین جس مین کسی امر کا اعلان ہو
اعلان یافتن	استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مشہور شدن و شہرت یافتن است (نصیر ہمدانی نثر) ہر ستایش کہ اعلان یافتہ بہ سجل قاضی القضاۃ مستجل" (اردو) اعلان ہونا - شہرت پانا - امیر نے لفظ اعلان کے ذیل مین اسکی سند دی ہے (ناصر) قتل مجھکو کیا اچھا ہوا احسان ہوا پر برا ہوگا ترے حق مین جو اعلان ہوا
(۱) اعمای فطری (۲) اعمیٰ فطری	اصطلاح - صاحب غیاث ذکر (۱) کردہ گوید کہ بفتح اول و میم مفتوح و فای مکسور بمعنی کور مادرزاد است و صاحب بحر عجم (۲) را بہمین معنی آوردہ مؤلف گوید کہ اعما بقول منتخب بالکسر لغت عرب است بمعنی کور کردن و اعمی بالفتح و میم مفتوح و در آخر الف بصورت یا بمعنی نابینا - صاحب تحقیق اللغوا نین فرماید کہ فارسیان بحالت اضافت اگر در آخر مضاف الف یا واو یا ہای مختفی یا یای معروف باشد در صورت اول و ثانی بعد از الف و واو یای مکسور زیادہ کنند چنانکہ سرای من، خوی او و در صورت ثالث و رابع بعد ہا و یا - ہمزۂ مکسور زیادہ نمایند چنانکہ پیالۂ مس و انگشتری سیم (الخ) مؤلف عرض کند کہ صاحب تحقیق در قاعدۂ آخر الذکر تسامح فرمودہ است ہرگاہ در آخر مضاف یای معروف

باشد۔ ضرورت از و یا و ہمزہ بر یا اصلا نیست کہ اضافت کسرہ کافی است چنانکہ انگشتری سیم اگر ہمزہ بر یا زیادہ کنیم لازم آید کہ در رسم الخط ہم صورت یای دیگر پیدا کنیم ہمچون (ئی) و این قسم یا کہ فی الحقیقت شکل و یا دارد در رسم الخط انگشتری سیم اصلا دخل ندارد صراحت کامل این قول بر لفظ مرکب آید کہ بذیل لفظ اضافت وعدہ کردہ ایم بالجملہ آنانکہ در (۱) یای اول بعد الف مقصورہ اعنی زیادہ کردہ اند بقاعدۂ اول رفتہ اند و آنانکہ در (۲) یای اول را اضافت بشکل کسرہ داده اند یای اصلی را نگاہ داشتہ اند و بر تسامح صاحب تحقیق کار بند نہ شدہ اند ولیکن بخیال او در رسم الخط (۲) الف کوچکی بر یای اعنی نوشتن خطاست باید کہ (اعنی فطری) ہمچون (موسی عمران) نویسیم یا پایند رسم الخط (۱) شویم تأمل (اردو) (۱ و ۲) جنم اندھا۔ صاحب آصفیہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ کورما در زاد۔ پیدائش کا اندھا۔

اعیان لغت عرب است بفتح اول و بقول صاحب منتخب بمعنی بزرگان و چشمان و اشیاء ذوات موجودہ در خارج۔ فارسیان این را مجازاً بمعنی مخصوصان استعمال کنند و بالغات دیگر مرکب ہم کہ در لمحقات آید (انوری ۵) بارگاہش ز بزرگان و ز اعیان پر شد ۔ اونہ بر عادت خود روی نہان کردہ چرا است ۔ (ولہ ۵) در گہت مقتصدار کان و بر و بار حجاب ۔ مجلست لجار اعیان و در و مدح و غزل ۔ معاصرین عجم ہم در روزمرہ خود بہمین معنی بزربان دارند صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار این را بمعنی معززین نوشتہ و صاحب لنکران ہم استعمال مذکور این کردہ "از دو طرف اعیان و نجبای لنکران صف کشیدہ اند" (اردو) مقربین اور معززین

(۱) اعیان دولت | استعمال۔ مرکب | (۲) اعیان روزگار | اضافی است۔

(۱۲۸ ب)

(۱) بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بالفتح ارکین سلطنت و وزرا و امرای ریاست و (۲) استادان و مشاہیر روزگار چنانکہ انوری گفتہ (ع) ای در ہنر مقدم اعیان روزگار	در نظم و نثر اخطل و حسان روزگار۔ (اردو) (۱) اعیان دولت - ارکان دولت - امرا اور وزرا کو کہہ سکتے ہین (۲) استادان فن مشاہیر زمانہ - مذکر

الف مقصورہ باغین معجمہ

(الف) اغار — (الف) بقول برہان و ناصری بروزن شرار (۱) بمعنی برانگیختہ و تحریک کردہ و (۲) نم کشیدہ و خیسیدہ و (۳) آمیختہ و (۴) سرشتہ

(ب) اغارو

(ج) اغاردن — مؤلف گوید کہ (الف) در ممدودہ گذشت و بہ تحقیق ما اسم جامد

(د) اغاریدن — زبان فارسی است بہ معنی نم و صاحب رشیدی ہم ذکرش کردہ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجہ لب و لہجہ مقامی است و سندی کہ برای این معنی از حکیم عنصری ہمدانی ذکر است در مصرع ثانیش اغار را بہ ممدودہ و مقصورہ ہر دو توان خواند (وہو ہذا ؎) عقیق وار بود این زمین زبس کز خون ۔ بروی دشت و بیابان فرو شد است اغار ۔ پس معنی دوم حقیقی است و معنی سوم و چہارم مجاز آن کہ نم کشیدن پارچہ یا زمین من وجہ تعلق دارد و از ہر دو معنی مذکور نسبت معنی اول خیال ما این است کہ فارسیان این را از لغت عرب اغارۃ گرفتہ باشند کہ بالکسر بمعنی تاخت و تاراج کردن آمدہ و اغار بالکسر در عربی بمعنی برانگیختہ کردن ہم - پس جا دارد کہ فارسیان از اغارۃ تای آخر را حذف کردند یا اغار را بہ تقدیم و تاخیر دو حرف آخر اغار کردہ بمعنی تحریک و برانگیختگی استعمال کردند و اختلاف حرکت

اوّل چیزی نیست و معنی اوّل متعلق است ازہمین - ولیکن انچہ محققین بالا در ہر چہار معانی بالا معنی مفعولی گرفتہ اند تسامح ایشان بیش نباشد کہ اغار را مخفف اغارہ و اغارہ را مخفف اغاردہ خیال کردہ باشند و خیال شان بسوی اسم جامد نرفت و سندی پیش نہ شد کہ تائید دعوی شان می کرد بالجملہ تحقیق ماہمین است کہ (الف) (۱) بمعنی تحریک و اغواء (۲) بمعنی نم خیسیدگی و (۳) بمعنی آمیزش و (۴) بمعنی سرشت است اگر سندی بدست آید کہ دران استعمال اغار بمعنی مفعولی باشد در آن صورت می توانیم خیال کرد کہ بدین معنی مخفف اغاردہ باشد کہ مفعول مصدر اغاردن است - حالا نسبت (ب) عرض کنیم کہ اگر رای مہملہ را ساکن گیریم ماضی مطلق است از (ج) و اگر مفتوح گیریم مضارعش و (ج) و (د) مصدریست کہ از اسم جامد اغار ساختہ اند یعنی بر (الف) علامت مصدر (دن) زیادہ کردند و در (د) یای معروف قبل علامت مصدر ہم کہ مطابق قاعدۂ فارسیان است کہ ذکرش بر اسم مصدر گذشت پس (ج) و (د) بقول صاحب بحر بر ہر چہار معنی مصدری اسم مصدر شامل است یعنی (۱) برانگیختن و تحریک کردن و (۲) نم کشیدن و خیسیدن و (۳) آمیختن و (۴) سرشتن و ہر دو مصدر (کامل التصریف) صاحبان ضمیمہ برہان و شمس و مؤید ذکر (ج) کردہ اند و صاحب مؤید بدیل (ج) ذکر (د) ہم باختصار معانی - پس امر ہر دو اغار و حاصل بالمصدر ہر دو بروزن امر باشد -

(اردو) الف (۱) برانگیختگی - ابھارنا - اکسانا کا اسم - امیر نے ابھارنا کا ذکر فرمایا ہے بمعنی اٹھان اچھائی اور اکساؤ کو ترک فرمایا ہے - اغوا اور برانگیختگی کہ سکتے ہیں - صاحب آصفیہ نے تحریک پر برانگیختگی کا ذکر کیا ہے - اور امیر نے اغوا کا ذکر کیا ہے (۲) نم - مذکر نمی - مؤنث - بقول آصفیہ (فارسی)

رطوبت - گیلاپن - تری (۳) آمیزش - بقول امیر - مؤنث - میل - آمیختن سے حاصل بالمصدر
(ظفر ۵) خدا جانے کہ سینے مین مرے کیا رنگ ہے دل کا ۔ نظر آتی ہے کچھ آمیزش خون آج
آنسو مین ۔ (۴) سرشت - بقول آصفیہ - مؤنث - خمیر (ب) ماضی یا مضارع اون تمام معنون
مین جو (ج) پر بیان ہونگے - (ج) (۱) برانگیختہ کرنا - ابھارنا - اکسانا - (۲) گیلا ہونا - بھیگنا
نمناک ہونا (۳) ملنا - ملانا - (۴) گوندھنا -

اغاز بقول برہان و جامع بروزن نمازبازای ہوز (۱) بمعنی قصد و ارادہ و (۲) صدا و ندا و
(۳) ابتدای ہر کار - صاحب جہانگیری گوید کہ ہمانست کہ در محدودہ گذشت صاحب ناصری بر
معنی اول و دوم قانع صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است آغاز را بمعنی سوم لغت فارسی گفتہ
و صاحب شمس بمقصورہ و ممدودہ مؤلف عرض کند سند این بہر سہ معنی بالا بر ممدودہ گذشت
حیف است کہ سند استعمال این بمقصورہ پیش نشد معاصرین عجم در عجلت مکالمہ البتہ استعمال این
بمقصورہ کنند ولیکن در تحریر و تقریر شان اکثر بممدودہ می آید جز این نیست کہ اسم جامد زبان
فارسی است و معنی اول حقیقی و سوم مجاز آن یا بالعکس آن یا اول و سوم ہر دو را حقیقی گیریم
و نسبت معنی دوم عرض کنیم کہ مبدل آواز است کہ بقاعدۂ فارسی واو بہ غین معجمہ بدل شود ہمچون
کاوند و کاغند کہ بقول برہان جانوریست سرخ و زہردار کہ فالیز را ضائع کند و ہمدرآنجا پیدا شود
بالجملہ متحقق شد کہ این اسم جامد و اسم مصدر اغازیدن است کہ می آید و (۴) صیغۂ امر ہم باشد از
ہمین مصدر (اردو) دیکھو آغاز -

اغازدہ بقول صاحب شمس لغت فارسی است بہ معنی جائۂ تنگ پارہ پارہ دیگر کسی از مختقین

با او نیست و این معنی مفعولی صحیح نہ شود تا آنکہ آغازدن مصدری بمعنی پارہ پارہ کردن جامہ نگیریم و این نیامدہ و کسی از محققین فرس ذکر این نہ کردہ و نہ سندی از برای استعمالش بنظر ما گذشت معاصرین عجم بر این لغت خندہ می زنند و گویند کہ صاحب شمس آفریدہ است اعتبار را نشاید (اردو) پھٹا ہوا تنگ لباس - مذکر -

اغازہ بقول برہان و ناصری و جامع بروزن نمازہ (۱) افزاریست کفش دوزان را صاحب شمس فرماید کہ در بعض از فرہنگہا مرقوم است کہ (۲) دوالی را گویند کہ کفشگران و موزہ دوزان درمیان درز روی کفش و موزہ نہادہ دوزند تا آب و خاک درون کفش و موزہ در نیاید بتحقیق ما کہ در ممدودہ بر لغت آغارہ بہ رای مہملہ کردہ ایم ثابت شد کہ بہ زای موّز است بمعنی اوّل و دوّم ہر دو - ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و آغاز و اغاز بمعنی ابتدای ہر کار گذشت پس آغازہ آلتی را کہ نام کردند کہ بعد از آنکہ کفش درست شود کفشگران آن را تو ی کفش گذارند کہ بعوض پا داخل کفش می باشد و صورتش را درست کند و آغاز استعمال آن از ہمین افزار می شود اہل ہند این را ساچہ گویند - صراحت کامل این و تعریف کامل معنی دوّم ہم در ممدودہ بر آغارہ مذکور شد کہ آغاز کفش پوشیدن از ہمین آغازہ می شود یعنی اوّل پای داخل آغازہ شود و پس ازان در کفش و آغازہ جزو کفش است (اردو) دیکھو آغارہ -

اغازیدن بقول صاحب بحر عجم مخفف آغازیدن است کہ در ممدودہ گذشت مؤلف گوید کہ شامل بر ہمۂ معانی آن یعنی قصد و ارادہ کردن و ابتدا کردن (کامل التصریف) و مضارع این اغازد و امر این اغاز و حاصل بالمصدر این بروزن امر - اگرچہ این مرکب است از اسم مصدر

(اغاز) ویای معروف وعلامت مصدر دن واغاز کہ گذشت شامل است برمعنی آواز ہم ولیکن درمصدر استعمال معنی مذکور یافتہ نشد۔ صاحب شمس برمعنی دوم قانع (اردو) دیکھو آغاز دین۔

اغ اغ بقول صاحب بحر عجم بضم ہر دو الف۔ آواز گلو کہ در وقت غرغرہ یا غوطہ خوردن ظاہر شود۔ بہار گوید کہ بضم ہر دو ہمزہ وتشدید غین اول آواز یکہ در گلو بگردد دور وقت غرغرہ کردن ومانند آن (ملا فوقی یزدی ؎) بود تکرار نیت در وضویت ؎ کشی در آب تا صد بار رویت ؎ کنی از غسل تا خود را نمازی ؎ نوای اغ اغ را کوک سازی ؎ خان آرزو ہم در چراغ ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ ماخذ این صدای فطری است دیگر ہیچ وفارسیان این صدا را بلفظ کشیدہ اند (اردو) اغ اغ ایک فطرتی آواز جو غرغرہ یا غوطہ کے وقت گلے سے نکلتی ہے جس کو فارسیون نے ملفوظا اور استعمال کیا ہے

(الف) اغال (الف) بقول ضمیمۂ برہان بروزن وبال امر بشورانیدن وتحریص نمودن

(ب) اغالش بجنگ وخصومت۔ صاحب دری وپہلوی بمد ودہ فرماید کہ بمعنی انگوات

(ج) اغالید یعنی کسی را باکسی بخصومت افگندن وصاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است

(د) اغالیدن اغالق را کہ مصدر زبان ترکی است بمعنی اغویہ نوشتہ بخیال ما این مبدل اغار است کہ گذشت یعنی اسم جامد۔ فارسیان رای مہملہ را بلام بدل کنند چنانکہ چخار وچخال وماخذ اغار بجایش ذکر کردہ ایم۔ پس بخیال ما (الف) را بر ہمہ معانی اغار شامل توان گرفت ولیکن استعمال این صرف برای معنی اول آمدہ کہ صراحت آن برمعنی اول اغار کردہ ایم وہمین معنی برمعنی اول ودوم آغال درممدودہ ہم گذشت وہم اغال صیغہ امر است از (د) حالا عرض می شود نسبت (ب) کہ این حاصل بالمصدر (د) است واغالید یعنی (ج) ماضی مطلق از (د) و (د) مصدر یست کہ

بقاعدهٔ فارسی بزیادت یای معروف وعلامت مصدر بر (الف) وضع کرده اند که بقول صاحب بحر عجم مخفف آغالیدن است که در ممدوده گذشت (کامل التصریف) ومضارع این افعال بالجمله این قدر متحقق شد که الف مبدل اغار و (د) مبدل اغاریدن است ومخفف آغال و آغالیدن چنانکه اغار مخفف آغارو در ممدوده گذشت ممدوده ومقصوره چیزی نیست که نتیجه لب ولهجهٔ مقامی است اگرچه بر آغال بالف ممدوده معانی متعدده بیان شد ولیکن صاحبان تحقیق برای (الف) بر یک معنی قناعت کرده اند احتیاط شان است که شاید همین یک معنی تحریک واغوا را برای الف یافته باشند یا استعمال فرس همچنین باشد که بامدوده بمعانی متعدده آمده ومقصوره صرف برای یک معنی مخصوص وهم ازین قبیل است فرق معانی آغار واغا بمقابله آغال واغال واین چیزی نیست وموثر بر ماخذ نباشد که صراحت آن بر آغار گذشت زیرا که درین هر چهار اسما معنی حقیقی تحریک واغوا وبرانگیختگی بلا لحاظ ممدوده ومقصوره وتبدیل حروف موجوده است پس ورلغاتیکه برای این یک معنی - معانی دیگر هم باشد آنرا مجاز توان گرفت بالجمله الف اسم جامد واسم مصدر است بمعنی تحریک واغوا و (ب) حاصل بالمصدر و (ج) ماضی مطلق و (د) مصدرش بمعنی برانگیختن و دیگر معانی که صراحت آن در ممدوده بر آغال و آغالیدن گذشت مجازند آن (ارد و) (الف) دیکھو آغال (ب) آغالش (ج) مصدر آغالیدن کا ماضی (د) دیکھو آغالیدن۔

اغانی سرای | اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم وضمیمهٔ برهان بمعنی خوانندگی وسرودگی وخوش خوانی صاحب انند فرماید که سرودگوی وخوش خوان باشد هم او به اغانی گوید که

با لفتح و کسر نون لغت عرب است جمع اغنیہ و سازی را گویند کہ بی نفخ دم می نوازند مثل چنگ و رباب برخلاف مزمار کہ آنرا بہ نفخ دم نوازند مثل نی و موسیقار پس فارسیان انحانی سرائے را کہ اسم فاعل ترکیبی است کنایۃً بمعنی سرود خوش گوی و خوشخوان استعمال کردہ اند و صاحب ہفت ہم ذکر این کردہ اگر یای تحتانی دوم را معروف و بروہمزہ گیریم در انصورت بمعنی خوش خوانی باشد (اردو) اچھا گانے والا - خوش آواز - گوتا - مذکر -

اغرا بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و بر حاشیہ اش نوشتہ کہ بر انگیختن سگ را بہ صید و بر آغالیدن میان دو سگ باشد مؤلف گوید کہ بالکسر لغت عرب است - و بقول صاحب منتخب بر انگیختن و برغلانیدن بہار از میر خسرو سندی بدست آوردہ کہ دران استعمال ----------

اغرا کردن یعنی بر انگیختن است (ے) چند شرگان را بخون اغرا کنی ۔ خانہ زنبور شورانیدہ گیرد ۔ انچہ صاحب حاشیۂ بہار بطبع آزمائی خود تلافی مافات کردہ است محتاج غور است (اردو) دیکھو (۱) اغار (۲) اغاریدن -

اغراض بالفتح بقول صاحب بول چال بمعنی اسباب و فرنیچر است معاصرین عجم استعمال این کنند مؤلف عرض کند کہ لغت عربی است و بقول صاحب منتخب جمع غرض بدینوجہ کہ اسباب و تخت و کرسی متعلق بہ اغراض خانہ داریست فارسیان این را مجازاً بدین معنی استعمال کردند (اردو) خانہ داری کا سامان - میز - کرسی - فرنیچر - وغیرہ -

اغرسطس بقول برہان بفتح اول و ثانی و سکون را و فتح سین بی نقطہ و کسر طای حطی

وسین بعقص ساکن بلغت رومی و بقول بعض بلغت یونانی حرشف است کہ بفارسی بیدگیاہ و کزنارک خوانند و بعربی ثمر الطرفا۔ صاحبان ہفت و اند ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب محیط گوید کہ ثیل باشد و بر ثیل فرماید کہ لغت عرب است بحوالہ حواشی عراقیہ نوشتہ کہ لغت فارسی است و ہم بفارسی بیدگیاہ و بیونانی اغرسطس و بہندی مچھیچھی۔ اہل طبرستان بید و اش مانند نبات معروف است سرد و خشک در اول با قوت قابضہ و گویند معتدل۔ طبیخ آن جہت قروح مثانہ و عسر البول نافع و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) صاحب جامع الادویہ نے مچھیچھی پر لکھا ہے کہ ایک چھتہ دار گھاس ہے نہایت چھوٹی پتی کی قابض اور کوڑھ کو مفید اور امراض جلدی کو فائدہ بخش ہے۔ طبیعت مین سرد۔ و ثمرۃ الطرفا پر بڑی مائین کا اشارہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ سرد و خشک۔ قابض۔ نافع اورام۔ صاحب محیط نے مچھیچھی پر ثیل کا حوالہ دیا ہے اور ثمر الطرفا اور طرفا پر اثل کا اشارہ فرمایا ہے۔ پس ہماری راے مین اسکا ہندی نام مچھیچھی ہی صحیح ہے۔

اغرہ بقول صاحب برہان و ہفت بضم اول بروزن نقرہ (۱) ریشی باشد کہ در شکم و گردن مردم بہم رسد و آنرا بعربی نکفہ گویند و بفتح اول (۲) مجمع سلاطین و حکام و اشراف باشد و (۳) بمعنی باد گیرو (۴) جائیکہ باد بسیار بود خان آرزو در سراج بر معنی اول قناعت کردہ نسبت معنی دوم گوید کہ خالی از تردد نیست صاحبان رشیدی و سروری تصدیق معنی اول کنند۔ صاحب انند صراحت کند کہ لغت فارسی است۔ صاحب جامع این را بہ رای ہوز نوشتہ و ذکر ہر سہ معنی کردہ بخیال ما غلطی کتابت باشد و بس کہ صاحب ہفت رای مہملہ را

بصراحت نوشتہ وکتابت دیگر ہمہ محققین ہم بار است مؤلف عرض کند کہ محققین ترکی وعربی
ازین لغت ساکت اند جز این نیست کہ این اسم جامد زبان فارسی باشد بمعنی اوّل ومعنی سوم
مجاز آن کہ غرفہ وسوراخ دیوار ہم زخم دیوار را ماند ومعنی چہارم مجاز معنی سوم ولیکن معنی دوم
ہیچ تعلق از معنی حقیقی و مجازی ندارد ومعنی دوم البتہ درست می شود بازای ہوز چنانکہ
صاحب جامع نوشتہ حیف است کہ سند استعمال ہم پیش نشد وبجز صاحب برہان وہفت و
جامع دیگر کسی از محققین فرس ذکر دیگر معانی نکرد وجا دارد کہ فارسیان غرہ را کہ بالضم
لغت عرب بمعنی ماہ وسید قوم و(سپیدی پیشانی اسپ بزرگتر از درمی) واول وبہتر از ہر چیز است
بزیادت الف وصلی در اولش اغرہ کردہ مجازاً بہر سہ معنی اول الذکر گرفتہ باشند کہ در معنی
اوّل جراحت خاص ہم مشابہ داغ سپیدپیشانی اسپ است و در معنی دوم مجمع سلاطین
وحکام واشراف مجاز ماہ وسید قوم و در معنی سوم غرفہ وبادگیر ہم مشابہ ماہ و داغ سپیدپیشانی
اسپ ومعنی چہارم مجاز معنی سوم باشد واللہ اعلم (اردو) (۱) فارسیون نے گردن اور پیٹ
کے زخم کو اغرہ کہا ہے (۲) شرفا اور سلاطین اور حکام کے مجمع کو بھی فارسی مین اغرہ کہتے ہین
(۳) دریچہ - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - کھڑکی - غرفہ - چھوٹا سا دروازہ - (۴)
بہت ہوا اور جگہ - مؤنث -

(الف) اغری | بقول بہار و دارستہ بالضم وغین معجمہ وراے مہملہ ویاے معروف ترکی دزد
باشد چنانچہ از نصاب ترکی واہل زبان بتحقیق پیوستہ و باز اغری معلمی کہ تعلیم توشیچیان برای صید
مرغابی سر آب فرو برده بر روی آب رود و مرغابیان جنس خود را شمرده آگاه نشوند و چون نزدیک

رسد ناگہان چنگل بخون مرغابیان ترکند (داراب بیگ جویا ۵) ای شوخ تو شیخی کہ زبیدہ
خوی تو؟ اغری دویدہ باز نگاہم بسوی تو؟ مؤلف گوید کہ بقول صاحب لغات ترکی اوغری بہ
تفخیم ضمۂ ہمزہ وسکون غین معجمہ وبکسر رای مہملہ وسکون یای تحتانی بمعنی دزد باشد وصاحب مؤید
ہم بذیل لغات ترکی ذکر اغری بالضم بدون واو علامت ضمہ کردہ وبخیال ما (ب) اغری دویدن
کہ از کلام داراب بیگ جویا۔ حاصل می شود۔ مصدر مرکب وبمعنی مخفی دویدن و دزدانہ دویدن است
پس ما را در فارسی از لفظ مجرد اغری کاری نیست فارسیان این لغت را با مصدر دویدن مرکب
کردہ بمعنی خاص گرفتہ اند وہمین استعمال مرکب مقصود ماست نہ مفرد اغری (اردو) (الف) چور
مذکر (ب) چھپ کر دوڑنا۔ چوری سے دوڑنا۔

اغریا بقول برہان وہفت بروزن اصفیا لغت یونانی کوہ را گویند کہ بعربی جبل خوانند (اردو)
پہاڑ۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ جبل۔ کوہ۔

اغریرث بقول برہان بکسر اول وثالث تحتانی رسیدہ وراے بی نقطہ مفتوح ثنای مثلثہ
زدہ نام برادر زادۂ افراسیاب بن شنگ بن تور بن آفریدون است کہ بجہت موافقت ایرانیان
بدست برادر کشتہ شد۔ خان آرزو در سراج بذکر این فرماید کہ بہ تای فوقانی باشد کہ ثانی مثلثہ
در فارسی نیامدہ وانچہ وجودش در دو کلمۂ فارسی گفتہ اند بہ تحقیق نرسید۔ صاحب ناصری ہمخیالش
وصاحب شمس این را لغت عرب گوید بخیال ما ہم این لغت غیر زبان فرس است (اردو)
اغریرث۔ برادر افراسیاب کا نام ہے جو ایرانیوں کی موافقت کی وجہ سے اپنے
بھائی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اغریوس بقول برہان واند بفتح اوّل وضم واو وسکون سین بی نقطہ بیونانی صحرا وبیابان را گویند (اردو) جنگل - بقول آصفیہ - فارسی - صحرا - بیابان - مذکر -

اغسطوس بقول برہان وہفت بفتح اول وثانی وسکون سین بی نقطہ وطای حطی بواو رسیدہ وسین بنقطہ نام بادشاہ اول است از بادشاہان قیاصرۂ روم واورا ازان جہت قیصر گفتند کہ مادرش بوقت ولادت بمردہ شکمش را شکافتند واورا برآوردند وبزبان رومی این چنین شخصی را قیصر خوانند - بسقوط سین اول ہم بنظر آمدہ وبہ تحقیق مالغت یونانی است (اردو) اغسطوس - قیاصر روم سے پہلے بادشاہ کا نام تھا -

(الف) اغشتن (ب) بقول برہان وہفت باول وثانی مفتوح وسکون شین قرشت وفتح

(ب) اغشتہ غین معجمہ وشین معجمہ وتای قرشت بر وزن آغشتہ فوقانی بمعنی آمیختہ وآلودہ وترکردہ - صاحب جامع گوید کہ مخفف آغشتہ باشد کہ در ممدودہ گذشت **مؤلف** عرض کند کہ اسم مفعول (الف) است ازینجا است کہ مالف را قائم کردہ ایم کہ مصدر (ب) باشد - صاحبان تحقیق ومحققین مصادر این را بالف مقصورہ ذکر کردہ اند وبممدودہ گذشت وصراحت معانی متعددہ ہم ہمدر انجا مذکور - ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ نتیجہ لب ولہجۂ مقامی است - بخیال ما آغشتن بحذف الف ثانی مخفف آغاشتن است یا آغاشتن را بزیادت الف دوم مزید علیہ آغشتن گیریم ہر دو یکی است واغشتن بمقصورہ ہم مرادف یا مخفف آغشتن باشد واسم این مصدر ہمان لفظ آغار است کہ ذکرش با مصدر آغاردن گذشت کہ بہ معنی نم آمدہ - فارسیان آغار را بحذف الف دوم آغر کردند ورای مہملہ را بقاعدۂ خود باشین معجمہ بدل ساختند - چنانکہ در انگاردن وانگاشتن کہ می آید وپس ازان (تن) علامت مصدر را

بروز زیاده کرده آغشتن یا اغشتن مصدری ساختند بمعنی حقیقی (۱) ترشدن و کردن و (۲) آمیختن و (۳) آلوده شدن و آلوده کردن و (۴) سرشتن و (۵) پر کردن چیزی بزور در جائی - این همه معانی بر آغشتن گذشت و مخفی نیست که معانی (۲ تا ۵) بر سبیل مجاز متعلق بمعنی (۱) توان گرفت فتأمل - واضح باد که یک مصدر را بمعنی لازم مخصوص کردن یا بمعنی لازم و متعدی هر دو گرفتن متعلق باستعمال فرس است که قیاس را دخلی در و نیست و خصوصیت علامت مصدر دن بمقابله تن یا بالعکس آن مبنی بر قاعده ایست که ذکرش بر تن و دن آید لاردی (الف) دیکهو آغشتن (ب) دیکهو آغشته -

اغل بقول برهان و ناصری بفتح اول و کسر ثانی و سکون لام جائی باشد در کوه و صحرا که بجهت خوابیدن گوسفندان سازند - صاحب جامع فرماید که مخفف آغل است - صاحب جهانگیری از مولوی معنوی سند آورده (ه) غم مخورید هر شتر ره نبرد در ین اغل چرا نکه بپستی اندوما بر سر کوه برشرف ؛ صاحب کنز این را لغت ترکی گفته که بای اظهار کسره آغل است بمعنی خطیره و بحذف تحتانی آغل هم آمده بکسر غین معجمه و خطیره بقول منتخب لغت عرب است بمعنی جائیکه خرما خشک کنند و محوطه از چوب و نی خار لیست که از برای حیوانات سازند صاحبان اند و شمس این را لغت فارسی گفته اند مؤلف گوید که همین لغت در ممدوده گذشته است و آغال هم بهمین معنی همدر انجا مذکور و بعضی از محققین آغول را هم بهمین نوشته اند که ذکرش در ممدوده کرده ایم بالجمله آغیل و مخفف آن آغل لغت ترکی است بمعنی عام - محققین فرس تصرف خفیف در معنی کرده اند ولیکن سندی که پیش شده است از ان تخصیص گوسپندان ظاهر نمیشود و اندیشه است

تعمیم معنی بیان کردہ صاحب کنز و در فارسی ہم گیریم پس آغال مبدل اغل و آغول مبدل آغال باشد یا آوردہ
اغول آمدہ گیریم چون مغل و مغول کہ فارسیان یای تحتانی را بالف و الف را بہ واو بدل کنند چون یرغان و ارغان
و تاغ و توغ (اردو) دیکھو آغل اور بلحاظ تعمیم معنی وہ جگہ جو چار پایون کے قیام کے لیے بنا دین

اغلانیدن بقول صاحب شمس سخت پر شور انیدن فرماید کہ بدو و قصر ہر دو آمدہ دیگر
کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ بخیال ما یا اینکہ در کتابت تسامح شدہ کہ اغلانیدن
را اغلانیدن نوشتہ یا بحذف الف دوم مخفف آغالانیدن است کہ گذشت بہر دو صورت اسم
مصدر این آغال باشد و مصدر این آغالیدن و بقاعدہ متعدی آغالانیدن ما بر آغال
حقیقتش بیان کردہ ایم کہ مبدل اغار است و صراحت کامل معنی این بر آغالیدن کردہ ایم
ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجہ لب و لہجہ مقامی است باقی حال استعمال اغلانیدن
را سندی باید (اردو) دیکھو آغالانیدن کے پہلے معنی۔

اغلیسون بقول برہان و ناصری و جامع و سراج و ہفت باسین بے نقطہ بروزن
افریدون قوس قزح را گویند۔ صاحب جہانگیری این را در خاتمہ کتاب بذیل دستور پنجم
در لغات غریبہ نوشتہ۔ صاحب انند صراحت کردہ کہ این لغت فارسی است مؤلف
گوید کہ از وضع لغت می کشاید کہ لغت یونانی باشد یا ترکی ولیکن در لغات ترک و یونان نیافتیم
چارہ نیست جز این کہ اسم جامد زبان فارسی گیریم (اردو) قوس قزح۔ بقول آصفیہ
(عربی) اسم۔ مؤنث۔ وہ کمان جو ابر مین رنگ بزنگ کے رنگون سے بنی ہوئی دکھائی دیتی
ہے۔ آفتاب کے رنگ بزنگ شعاعون کے بخارات آبی مین رکھنے سے جو قوسی صورت

پیدا ہوتی ہے اسے قوس قزح کہتے ہیں۔ کمان شیطان۔ کمان رستم۔ دھنک۔

اغلیقی | بقول برہان وہفت بفتح اوّل وقاف تحتانی رسیدہ بلغت یونانی ترکیبی است کہ آن را بفارسی پختہ جوش گویند و آن شرابیست کہ با اجزای چند جوشانیدہ اند و مفتح ہمانست و بکسر اول نیز آمدہ و پختہ جوش فرماید کہ شیرۂ انگور نفیس را با گوشت برہ فربہ در دیگ کنند و با ادویہ را نیم کوفتہ در کیسہ کنند و در دیگ اندازند و بجوشانند تا گوشت مہرا شود و صاف کردہ نوشند۔ صاحب محیط بر اغلیقی گوید کہ آن اغلیقن است و بر اغلیقن نوشتہ کہ بیونانی بمعنی شیرین و مراد ازان مفتح معروف بدوشاب باشد و بر دوشاب فرماید کہ اسم فارسی است و گویند کہ مفتح باشد یا آب انگور چون غلیظ گردد و گویند شیرۂ خرما بالجملہ شامل دوشاب انگوری است و خرمائی و توت سفید و امثال آن و از مطلق آن انگوری و خرمائی (و ترکیب تیاری این ہم می نویسد) و فرماید کہ گرم در دوم و تر در آخر اوّل۔ مولد خون صالح و مسمن بدن و مفتح سدد و منافع بسیار دارد و ہم او پختہ جوش لفظ بلفظ نقل عبارت برہان کند و صراحت آن ادویہ نکند کہ در کیسہ کنند و بر مفتح نوشتہ کہ معرب می پختہ فارسی است و بیونانی اغلیقن بمعنی عقید العنب و آن انگور است کہ در جوش کردن زیادہ از دو ثلث آن نسوزد و مائل بترشی باشد و گاہی دران ہیل و جوز بوا و قرنفل و امثال اینہا اضافہ می نمایند گویند طبیعت ان گرم و خشک در اوّل است موافق سینہ و ریہ و چیچک و حصبہ و ملین طبع و محرک باہ (اردو) فارسیون نے پختہ جوش اوس انگوری شراب کو کہا ہے جو اور ادویہ کے ساتھ گوشت کو شریک کر کے بنائی جاتی ہے۔

اغماض بکسر اوّل لغت عربست وبقول منتخب چشم پوشیدن و آسان گرفتن در معاملہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی چشم پوشی و بی پروائی استعمال کنند و برای معنی مصدری یا مصادر فرس مرکّب سازند (اردو) اغماض - بقول امیر عربی - مذکر چشم پوشی - بے پروائی (ظفر) دم آیا میرا آنکھوں مین نہ دیکھا آنکھ بھر تو نے ۔ تغافل اسقدر اغماض اتنا مہربان اور ہو

اغماض بودن عفو بالا مثل - این مثلی است که معاصرین عجم برای اظہار خوبی اغماض می زنند و مرادف و بالاتر از (ع) در عفو لذتیست که در انتقام نیست ۔ باشد - صاحبان امثال این را ترک کردہ اند که بر محاورۂ زمانہ حال کم توجہ کنند (اردو) وکن مین کہتے ہین "درگزر انتقام سے بڑھکر" یہ لفظ بلفظ ترجمہ ہے - مصرع فارسی گم

(۱۹۴۴)

جس کا بیان اوپر ہوا - نیز کہتے ہین "سزا بخشش سے شرمندہ"

اغماض نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی چشم پوشی کردن است چنانکہ ابوالفضل گوید "از زلات اقدام و اغماض نمایند" (اردو) اغماض کرنا - امیر نے لفظ اغماض پر اسکی سند لکھی ہے (فقرۂ امیر) مین اور آپکے کام مین اغماض کرون - استغفر اللہ -

اغول بقول برہان بروزن ملول - از روی خشم و قہر گوشۂ چشم نگریستن باشد و با خیال خود نسبت معنی این در محمدودہ بر آغول ظاہر کردہ ایم - خان آرزو در سراج گوید کہ آنچہ صاحب برہان معنی این نوشتہ است خطاست بلکہ اغل و اغول بقصر ہمان آغل است بہ ضم غین - یعنی جائیکہ در کوہ و صحرا برای گوسفندان وغیرہ سازند و فتح غین خطاست کہ در اصل آغول بود بمدہ و بی مدہ و عجب کہ در برہان اغل بفتحتین یعنی جائیکہ در صحرا و کوہ برای گوسفندان سازند و اغول یعنی از روی خشم نگریستن نوشتہ و حالانکہ در جہانگیری آغیل و آغول ہر دو

بیک معنی است پس مخفف آغال بمعنی جای مذکور نیامده ازینجاست که همچکس سند این معنی نیاورده
پس اغل بالفتح مخفف اغال باشد که اغیل امالهٔ آنست ومعنی آن بگوشهٔ چشم نگریستن از روی خشم و
بضم بمعنی جای گوسفندان بود واین مخفف اغول بواو است وحق تحقیق آنست که اغل
بضم غین ترکی است که بواو نیز نویسند چنانکه قاعدهٔ ترکی نویسان است ولهذا قومی
گفته که اغل در ترکان مشهور است پس درحقیقت همه اهل فرهنگ خطا کرده اند (انتهی)
مؤلف عرض کند که بیچاره برهان اغل را بفتحتین نه نوشت چنانکه خان آرزو ذکرش
کرده بلکه بفتح اوّل وکسر ثانی نوشته است وما بجایش صراحت کرده ایم که اصلش لغت
ترکی اغیل است پس کسرهٔ عین معجمه درفارسی بعوض همین یای تحتانی است که در اصل
لغت ترکی موجود است وآنانکه اغول را بمعنی اغل گرفته اند ما وجهش بر اغل بیان کرده ایم که مبدّل آغال
یا مزید علیه اغل است وما قول خان آرزو را تسلیم نمی کنیم که اغل مخفف اغال باشد که اغال بدون مد
بمعنی جای گوسفندان درصحرا یا بمعنی از روی خشم نگریستن نیامده وهم تسلیم نه کنیم که اغیل امالهٔ
اغال است زیراکه اغیل لغت ترکی واصل اغل است بمعنی جای محوط برای حیوانات
چنانکه ذکرش بر اغل کرده ایم ونه معنی اغیل واغال بگوشهٔ چشم نگریستن است چنانکه ادّعای
اوست ونه اغل را بالضم بمعنی جای گوسفندان صحیح دانیم چنانکه ادعای اوست زیراکه
بلحاظ اصلش که اغیل است بفتح اوّل وکسر ثانی صحیح است چنانکه ادعای برهانست ونه اغل را مخفف اغول
دانیم چنانکه ادّعای اوست بلکه اغول مبدّل آغال یا مزید علیه آغل باشد چنان که بر اغل صراحتش
کرده ایم وانچه خان آرزو نتیجهٔ تحقیق خودمی برآرد که اغل بضم غین معجمه ترکی است ازین

اختلاف داریم که بقول محقق ترکی زبان یعنی صاحب کنز اغیل و اغل بکسر غین معجمه لغت ترکی باشد لله العجب در تحقیق لغات چه اختلافات بمیان آمده وطبع آزمائی ها شده - بخیال ما چیزی که خان آرزو را بغلط انداخت آغال بمدوده که هم درین کتاب بمعنی پنجم آن بقول برهان و ناصری و جهانگیری بمعنی جای در صحرا بجهت خوابیدن گوسفندان و چارپایان دیگر نوشته حیف است که در اینجا سند استعمال پیش نشد و اگر این معنی را برای آغال تسلیم کنیم تو انیم گفت که هم مبدل اغیل است که لغت ترکی است به همین معنی - فارسیان بقاعدهٔ خود یای تحتانی را بالف بدل کردند همچون اکدش و یکدش و مقصوره را ممدوده کردند که این قسم تبدیل در لب و لهجهٔ شان دائماً بنظر می آید و انچه صاحبان تحقیق آغل را در ممدوده مرادف آغال گفته اند نسبت آن عرض می شود که مخفف است نه مرادف و انچه صاحبان تحقیق آغول و اغیل را در ممدوده بمعنی نگریستن بگوشهٔ چشم از روی غضب نوشته اند ما تحقیقش همدرانجا کرده ایم که بمعنی مطلق گوشهٔ چشم است سامانی هم همین معنی نوشته و صاحب رشیدی بر آغیل ذکر این کرده و هر دو اسم جامد فارسی زبان است و درینجا معنی آغول بمقصوره هم همانست و بس که ممدوده و مقصوره نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است و دیگر هیچ وجه ندارد که فارسیان آغول را از اغلال اخذ کرده باشند که در عربی زبان بقول منتخب بمعنی تیز نگریستن آمده و تصرفی که در لفظ کرده اند خلاف قیاس است اندرین صورت مقرس باشد - نتیجهٔ این همه بحث آنست که آغول (۱) مرادف اغل است که گذشت و (۲) مرادف آغول که در ممدوده مذکور شد - صاحب جهانگیری ذکر این بمعنی اول کرده و صاحب ناصری و جامع بمعنی دوم نوشته - (اردو) (۱) دیکھو آغل (۲) دیکھو آغول -

اغیار | بالفتح - بہار گوید کہ جمع غیر است و فارسیان بجای مفرد استعمال کنند (کاشی ؎)
گر نیم از ناکسان از من کسان را عار چیست ؛ دوست دشمن آشنا بیگانہ یار اغیار چیست ؛
(طاہر وحید ؎) غافل از ما صحبتی با یار میداری وحید ؛ رسم یاری بر طرف اغیار ما بودن
چیست ؛ **مؤلف** گوید کہ لغت عربست - صاحب منتخب ذکر این کردہ و در کلام فارسیان بہ معنی
جمع ہم بنظر آمدہ (ظہوری ؎) بہ نیک و بد سر و کاری نمی خواہم با غیارش ؛ با ایشان کینہ گر
روز محبت بر نمی تابد ؛ (اردو) اغیار - بقول امیر غیر کی جمع - بیگانے جو غیر یا دوست ہوں
دشمن رقیب (فقرۂ امیر) اُنکے پاس اغیار بیٹھے تھے میں آپکا پیام نہ کہہ سکا (آتش ؎)
دیکھتا ہے ٹکٹکی باندھے رخ یار آینہ ؛ رشک دیتا ہے مجھے مانند اغیار آینہ ؛

اغیج | بقول خان آرزو در سراج بفتح و یای مجہول و جیم فارسی بوتہ ایست مانند کاژیرہ
و گلی دارد بانگ زمانی خشک شود و چون باد بر آن وزد او را از ہم فرو ریزد - صاحب
رشیدی از مولوی معنوی سند آوردہ (؎) پیچ بن پیچ - پیچ پیچم من ؛ راست چون بوتہ
اغیجم من ؛ صاحب شمس این را لغت فارسی گوید صاحب محیط ذکر این نکرد حیف است کہ نسبت
این لغت از تحقیق مزید قاصریم (اردو) اغیج ایک بوٹے کا نام ہے جس کا پھول بہت جلد
سوکھ جاتا ہے اور ٹھنڈی ہوا سے اوسکی پتیاں جھڑ جاتی ہیں افسوس ہے کہ اس کا ہندی
نام خاصیت اور طبیعت کا حال معلوم نہ ہو سکا -

اغیرس | بقول برہان و جامع و ہفت بفتح اوّل و ثانی بتحتانی رسیدہ و کسر رای قرشت
و سکون سین بعفص جوز رومی است و آن بار درختی باشد کہ صمغ آن کہربا ست و بعضی گویند

چوب آن کہربا ست - صاحب ناصری ذکر این کردہ طالب برہان است - صاحب محیط گوید کہ اسم جوز رومی است و برجوز رومی فرماید کہ شیخ این را در حرف جیم و نیز در حرف حا نوشتہ و برجوز نوشتہ کہ بفتح حا و سکون زا ی ہوز بیونانی اغرس و طرفیون و کرفس و در اندلسی سرداوله و بفارسی توز مانند و صمغ آن کہربا ست - گرم و خشک در سوم و رومی آن گرم و رسوم و خشک در اول صمغ آن در مراہم جالیہ مستعمل و آشامیدن صمغ آن با سرکہ نافع خفقان و صرع و تقطیر البول است و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف گوید کہ اغرس لغت یونانی یافتہ می شود کہ صاحب محیط اغرس را بدون تحتانی یونانی نوشتہ و فارسیان در استعمال خود بعد غین معجمہ یای تحتانی زیادہ کردہ باشند (ا ر د و) درخت جوز جس کا گوند کہربا ہے صاحب محیط نے کہربا پر اس کا ذکر کیا ہے اور جوز غالباً زبان عربی کا لفظ ہے - عربون نے کہربا کو صمغ الجوز کہا ہے - اس کا متعارف دوسرا نام نہین ملا بعضون نے اسکو جوز کہا ہے اور صاحب محیط نے جوز پر اسکا ذکر کیا ہے -

اغیس بقول برہان و جامع و ہفت بروزن نفیس تخمی است کہ آنرا شیرازی تخم دل آشوب گویند و بعربی حب القفد خوانند و صاحب محیط بر اغیس و حب القفد گوید کہ اسم بنجنگشت است و این ہمان ست کہ ذکرش بر اثلق و ارتد گذشت و ما بر اثلق اسم یونانی این اغیس نوشتہ ایم بہ تحتانی سوم و نون چہارم - بخیال ما تسامح صاحب آن تحقیق اول الذکر است کہ نون چہارم را در کتابت ترک کردند - صاحب محیط اغیس را بدون نون چہارم ذکر کرد (ا ر د و) دیکھو اثلق -

الف مقصورہ با فا

اف بقول صاحب منتخب لغت عربست و بالضم و تشدید فا کلمہ ایست کہ در وقت تنگدلی و زجر گویند۔ صاحب انند فرماید کہ این لفظ بہ کسی گویند کہ از و تنگدل و سرگردان شدہ باشند **مؤلف** عرض کند کہ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند (۱) بہمان معنی کہ گذشت و در نظر خان لنکران ہم استعمال این موجود است و بخیال ما این لفظ را با مخاطب تنگدل تعلقی نیست بلکہ صوت فطری است کہ بحالت تنگدلی از زبان تنگدل برآید و استعمال این در فارسی بہ سکون فاست و (۲) صوتی است کہ در وقت دمیدن باد از دہن برآید و لیف مرادف این صوت است (اردو) (۱) اف۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ اوہ۔ آہ۔ یہ کلمہ تکلیف اور بے چینی کی حالت مین آدمی کے منھ سے نکلتا ہے (داغ ۵) اف نہ کی ہم نے تہ تیغ جفائے ظالم ؛ اس سے بڑھ کر رہ تسلیم و رضا کون سی ہے ؛ (۲) ہماری راے مین اُف وہ آواز بھی ہے جو پھونک مارنیکے وقت منھ سے نکلتی ہے۔ مؤنث۔

(۱) افادہ بالکسر و تای مدورہ۔ بقول صاحب منتخب لغت عرب است بمعنی فائدہ دادن فارسیان بقاعدۂ خود تای آخر را ہای ہوز گیرند و بمعنی حاصل بالمصدر یعنی فائدہ رسانی استعمال کنند و با مصدر بودن مرکب کردہ ----------

(۲) افادہ بودن بمعنی فائدہ رسانی بودن استعمال کردہ اند چنانکہ ظہوری گوید (۵) بدرس عشق و جنون بود افادہ از مجنون ؛ کنون حوالہ من گشتہ فارسی عربی است ؛ (اردو) افادہ۔ بقول امیر (عربی) مذکر (۱) فائدہ نفع۔ (۲) فائدہ پہنچانا فائدہ رسانی۔

افپونتن بقول صاحب ضمیمہ برہان با اول مفتوح ثانی زدہ و با ی عجمی بضموم و واو معروف و نون مکسور و تای فوقانی مفتوح بمعنی پختن باشد۔ صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب در دستور چہارم بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ جزاین نباشد کہ افپون اسم جامد ژند و پاژند باشد بمعنی پختہ و پزہ کہ علامت مصدر (تن) بر او زیادہ کردہ مصدری ساختہ اند اندرین صورت نون اول را مکسور گرفتن ضرورت ندارد ازینجاست کہ صاحب جہانگیری در بیان اعراب حروف ذکرش نہ کردہ۔ حالا عرض می شود نسبت افپون کہ مرکب است از اف کہ صدای قطری لپ زدن و دمیدن است و پون بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی باد آمدہ و اجتماع این ہر دو لغت با علامت مصدر اشارہ ایست برای رسانیدن باد بہ دیگدان و کنایہ از پختن و استعمال این حالا متروک است (اردو) پکانا۔

افت بضم اول و سکون ما بعد بقول صاحب اند (۱) بمعنی افتادن بمیان داری یعنی در کشتی دو کس را از ہم جدا کردن۔ صاحب غیاث بحوالۂ شرح گل کشتی ہنر بانش مؤلف گوید کہ این اسم جامد زبان فارسی است بمعنی حقیقی (۲) سقوط۔ پس معنی اول مجاز آنست و (۳) امر از مصدر افتادن کہ می آید۔ بعض محققین این را حاصل بالمصدر افتادن ہم گیرند چنانکہ صاحب موارد نوشتہ بخیالش مخفف افتاد باشد یا حاصل بالمصدر بر وزن امر (اردو) (۱) دو کشتی لڑنے والون کو ایک دوسرے سے جدا کرنے مین حکم واقع ہونا۔ بمعنی حاصل بالمصدر۔ کشتی بازون مین پیچ بچاو۔ پیچ مین پڑنا۔ ثالثی (۲) گر پڑنا کا اسم مصدر جس سے مصدر بنایا گیا۔ سقوط۔ (۳) گر پڑ۔ امر حاضر۔

اُفتاد بضم اوّل - بقول اکثر (۱) ماضی افتادن یعنی از پا در آمدن و دور شدن و شدت ما عرض کنیم کہ ہمہ معانی مصدر افتادن کہ می آید ماضی آنست و (۲) بقولش مجازاً بمعنی اتفاق و (۳) تحقیق ماحاصل بالمصدر افتادن ہم - بیان کامل این بر مصدر افتادن کنیم - صاحب برہان گوید کہ از پای در آمد و کنایہ از دور شد و خان آرزو در سراج فرماید کہ مخفف اُوفتاد بمعنی معروف و بفتح اوّل خطاست و بعضی بمعنی دور شدن ہم گفتہ اند و این سند می خواہد (انتہی) **مؤلف** عرض کند کہ اُوفتاد بزیادت واو مزید علیہ این است نہ این مخفف اُوفتاد - چنانکہ خان آرزو گوید و فتاد بدون الف اوّل مخفف این باشد (اردو) (۱) گرا - گرنا کا ماضی مطلق (۲) افتاد - بقول امیر - اتفاقیہ - سانحہ (موت) (سحر) گرتے ہین کوہ الم اور فلک ٹوٹتے ہین ۔ ایسی ہی ہوتی ہے اس عشق کی افتاد آیا ۔

(۳) گرنا کا حاصل بالمصدر -

اُفتادگان بقول برہان و منتہی کنایہ از مظلومان و پریشان شدگان - **مؤلف** گوید کہ مجاز معنی حقیقی است و جمع اسم مفعول افتادن صاحب جامع ہم ذکر این کردہ (ظہوری) نشان سرافرازی افتادگان را ۔ گدای در عشق شاہانہ گردد ۔ (ولہ) ز افتادگان جہان خویش را ۔ بافتادگی بر سر آوردہ ام ۔ (صائب) دلیر بر صف افتادگان عشق تنہا ز ۔ کہ جای گرد ازین خاک مردمی خیزد ۔ (اردو) مظلوم - یعنی مظلوم کی جمع - جیسے مظلوم لوگ - مظلومون کی آہ بھی کہہ سکتے ہین -

اُفتادگی بقول بہار و (خان آرزو در چہ اغ) (۱) کنایہ از انکسار و افلاس (میرزا طاہر وحید) (۲) نیامیزند باہم مردمان از نخوت و دولت ۔ پس از افتادگی از ہم جدائی نیست پاران را ۔ **مؤلف** گوید کہ چون مرتبہ و عروج باقی نماند

و زوال رود ہد افتادگی است و بقول ضمیمہ برہان (۲) بمعنی فروتنی مؤلف گوید کہ حاصل بالمصدر افتادن است و مخصوص بہ معنی تبشر کہ می آید۔ اگرچہ صاحب موارد بر افتادن ذکر این نکرد و ما در بحث افتادن صراحت این کنیم (صائب ۵۲) افتادگی بر آور د از خاک دانہ راہ گردون کشی بخاک نشاند نشانہ را (اردو) (۱) بدقسمتی۔ صاحب آصفیہ نے نکبت پر لکھا ہے (مؤنث) بدحالی۔ افلاس (۲) افتادگی۔ بقول امیر۔ مؤنث۔ عاجزی۔ خاکساری۔ (ناسخ ۵) جو کرے احسان اسکو چاہیے افتادگی پیش پائے شمع دیکھا ہے سر گلگیر کو ؎

افتادن بالضم مصدریست مرکب از اسم جامد افت (کہ گذشت) و علامت مصدر دن یعنی فارسیان بقاعدہ خود افت را بزیادت الف زائد در آخر افتا کردند و این قاعدہ عام است در فارسی و بر آخرش علامت مصدر زیادہ کردہ مصدری وضع کردند و جا دارد کہ این را مرکب از افتاد و دن گیریم اندرین صورت باید کہ از دو دال مہملہ کہ در افتادن جمع آید یکیش را حذف کنیم تا افتادن شود۔ مخفی مبادا کہ او فتادن بزیادت واو بعد الف اول مزید علیہ باشد ہمچون مقل و مغول و فتادن بحذف الف اول مخفف افتادن چنانکہ استخوان و ستخوان۔ آنچہ خان آرزو بر افتاد نوشتہ کہ مخفف او فتاد است تسامحش بیش نباشد کہ اصلیت او فتادن ثابت نمی شود۔ باری حال این مصدر لازم و بقول صاحب بحر عجم کامل التصریف و مضارع این افتد و حاصل بالمصدر این بتحقیق ما افتاد و افتادگی بلحاظ معانی مختلفہ کہ می آید۔ آنچہ صاحب موارد افت را اسم حاصل بالمصدر قرار دہد محل تامل است کہ اسم مصدر یعنی اسم جامد و حاصل بالمصدر را فرقی نکرد و عجبی نیست کہ او محاورہ افت و خیز را بسند خود گیرد و لیکن افت و خیز

بقاعدہ فارسی مرکب است از دو امر چنانکہ بجای خودش بحث کنیم بالجملہ افتادن معنی کثیرہ دارد (۱) افتادن - بقول موارد بمعنی از پا فتادن چیزی و بقول صاحب بحر از پای در آمدن صندر خاستن مؤلف گوید کہ معنی حقیقی است و متعلق باشد بہ کسی یعنی خصوصیت با ذوی الارواح ہمچون در چاہ افتادن کسی و از بام افتادن کسی و برای غیر ذوی الارواح ہم کہ ذکرش بر معنی ہیجد ہم آید - (اردو) گرنا -

(۲) افتادن - بقول صاحب موارد بمعنی واقع شدن - صاحب بحر عجم ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ این مجاز معنی اول است (گلستان سعدی) در ایام جوانی چنانکہ افتد و بد گہر افتادن متعلق است از ہمین معنی کہ بجای خودش می آید (اردو) واقع ہونا -

(۳) افتادن - بقول موارد بمعنی شدن مؤلف گوید کہ مجاز معنی اوّل است ہمچون مفید افتادن (اخلاق محسنی) زاری آغاز کردہ مفید نیفتاد و کارگر افتادن و صلح افتادن - و مقبول افتادن - و رغبت افتادن و غافل افتادن و مائل افتادن و لائق افتادن - و پیش افتادن - و بد نام افتادن - و نیک سرانجام افتادن - و طلاق افتادن و تنگ افتادن کار متعلق از ہمین است مخفی مباد کہ بعضی ہا ازین مصادر مرکبہ را متعلق بہ معنی دوم ہم توان کرد (اردو) ہونا -

(۴) افتادن - بقول موارد بمعنی بودن مؤلف گوید کہ ایہم مجاز معنی اول است چنانکہ بی خبر افتادن (سنہ ۵) نمی آئی نمی خوانی نمی جوئی نمی پرسی چرا از آشنایان این قدر کس بیخبر افتد صاحب نوادر ہم ذکر این کردہ (اردو) ہونا - رہنا -

(۵) افتادن - بقول موارد بمعنی رسیدن چنانکہ بولایت افتادن مؤلف گوید کہ مجاز معنی اوّل

است (اخلاق محسنی) ازان شہر سفر کردہ
بولایت دیگر افتاد" ونوبت افتادن بمعنی
نوبت رسیدن وفریاد افتادن بمعنی فریاد
رسیدن وسر وقت کسی افتادن بمعنی سر وقت
کسی رسیدن مازہمین سند این بجای خودش مذکور
شود۔ صاحب نوادر ذکر این کردہ (اردو)
پہنچنا۔ آنا۔

(۶) افتادن۔ بقول موارد بمعنی اتفاق افتادن
چنانکہ کم افتد وبسا افتد (گلستان سعدی) چگونہ اتفاق
است کہ باہیچکدام ازیشان میلی ومحبتی ندارد"
مؤلف گوید کہ سند گلستان سعدی متعلق وپیشان
تر بامعنی دوم است۔ حیف است کہ سندی
دیگر پیش نشد۔ بالجملہ حال این ہم مجاز معنی اول
است (اردو) وقوع ہونا۔ اتفاق ہونا۔

(۷) افتادن۔ بہ تحقیق بامعنی منتقل شدن
است واین ہم مجاز معنی اول باشد چنانکہ
حزین گوید وصاحب موارد ہمین سند را بمعنی

چہارم آوردہ (حزین اصفہانی ؎) زہر
غم ہجر تو بجان کارگر افتاد ۔ امید وصال تو
بعمر دگر افتاد ۔ (اردو) موقوف رہنا۔ رہنا
دکن مین جا پڑنا کہتے ہین۔ جیسے آج کی بات
کل پر جا پڑی"

(۸) افتادن بہ تحقیق بامعنی قرار یافتن وقائم
شدن ہم آمدہ واین ہم مجاز معنی اول
است چنانکہ بجای افتادن کہ بجای خودش
می آید وصاحب موارد سند این بر معنی چہارم
نقل کردہ (فرخی ؎) شہان پیشین فرہای
بر وندی ۔ زبہر فال ہر کس کہ شان فتادی رائے
وسند دوم این بر معنی سی ونہم از خسرو می آید
کہ دران استعمال افتادن رسم است (اردو)
قرار پانا۔ قائم ہونا۔

(۹) افتادن۔ بقول موارد بمعنی گرفتار شدن
است مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اول باشد
(حافظ ؎) کس نیست کہ افتادۂ آن زلف

و تا نیست ۞ در رہ گزری نیست کہ دامی زبلا
نیست ۞ مخفی مباد کہ در دام افتادن کہ بجای
خود ش می آید متعلق از ہمین معنی است (اردو)
گرفتار ہونا پھنسنا۔
(۱۰) افتادن۔ بقول موارد بمعنی لائق و در
خور بودن و زیب دادن است۔ صاحب
بحر عجم بمعنی زیبائی نوشتہ تسامح اوست کہ بعوض
معنی مصدری حاصل بالمصدر نوشت و صاحب
نوادر ہم ذکر این کردہ است مؤلف گوید کہ
اینہم مجاز معنی اول باشد (کلیم ؎) جامہ در خون
شہیدان کش و بخرام ناز ۞ تو ای شاخ گل
این رنگ قبا می افتد ۞ (محسن تاثیر ؎) میتوان
یافت کہ مقبول طبائع شدہ ۞ کہ ببالای تو ہر رنگ
قبا می افتد ۞ (اردو) موزون ہونا۔ سزاوار
ہونا۔ زیبا ہونا۔
(۱۱) افتادن۔ بقول موارد بمعنی موقوف ماندن
چیزی بر چیزی مؤلف گوید کہ باختلاف لفظی

این ہمان است کہ ذکرش بر منبر ہفتم کردہ ایم
یعنی منتقل شدن و این ہم مجاز است از معنی
اول و ضرورت ندارد کہ معنی انحصار پیدا کنیم
(صائب ؎) امسال ہم نداد بہم دست خط
یار ۞ مشق جنون من بہ بہار دگر فتاد ۞ (اردو)
دیکھو ساتوین معنی۔
(۱۲) افتادن۔ بقول موارد بمعنی دور شدن
است مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اول
باشد (صائب ؎) زداغ کعبہ سیاہی نمی
فتد ہرگز ۞ زدل چگونہ غبار ملال بر خیزد ۞ (کلیم
؎) نیامدی و سیاہی زد انہا افتاد ۞ سفید شد
بہ رہت چشم انتظار افسوس ۞ و از ہمین متعلق است
از دولت افتادن و (از جوش افتادن دیگ
کہ گذشت) و امثال آن (گلستان سعدی)
اگر ہنرمند از دولت افتد غم نباشد" (خواجہ
حافظ ؎) گر نبودی شاہ یحیی نصرۃ الدین باز
کرم ۞ کار ملک و دین زنظم و اتفاق افتادہ بود

(صائب ؎) ہنوز می کنم انبار یک جہان حیرت ۔ اگرچہ کشت تمنا ز حاصل افتاد است ۔ (ولہ ؎) چنان بعشوہ کمن گرم سرد مہران را ۔ کہ دیگر آرزوی خام شان ز جوش افتد ۔ (علی ترکمان ؎) ما چو خضر یم درین بادیۂ بی سر و بن ۔ ہر کہ از راہ فتد بار برہ انداز یم ۔ صاحب نوادر فرماید کہ اغلب کہ معنی دور شدن و نابود شدن برای (بر افتادن) است نہ افتادن مؤلف عرض کند کہ اغلب کہ اسناد بالا در نظرش نیفتاد (اردو) دور ہونا ۔ گرنا ۔ جیسے "سیاہی دور ہونا ۔ رتبہ سے گرنا"

(۱۳) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی غارت شدن است از قبیل آہ افتادن کہ بمعنی زیان رسیدن و غارت شدن می آید و این معنی ہم مجاز معنی اوّل باشد (میر خسرو ؎) دلم را در سر زلفت رہ افتاد ۔ غریبان را بہندستان رہ افتد ۔ (اردو) لٹنا ۔ تاراج ہونا ۔

(۱۴) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی پیش آمدن مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است چنانکہ واقعۂ افتادن (اخلاق محسنی) مشہور است کہ طلحۃ الطلحات را واقعۂ افتاد کہ تنہا بہ قبیلۂ نیچی قبیر نزول کرد" وسندی کہ بر معنی مجید ہم از ملا جامی می آید در مصرع اولش ہم سند این معنی موجود است (اردو) پیش آنا ۔

(۱۵) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی فرو رفتن مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است و از فرو رفتن مقصودش مبتلا شدن باشد ۔ چنانکہ در فکر افتادن (اخلاق محسنی) در فکر دور رو در از افتاد" (صائب ؎) در خطر گاہی کہ بالیک است ہم پرواز کوہ ۔ ما عبث در فکر تعمیر جہان افتادہ ایم ۔ (اردو) پڑنا ۔ مبتلا ہونا ۔

(۱۶) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی گنجیدن مؤلف گوید کہ مقصودش از پیدا شدن و جاگرفتن باشد چنانکہ در دل افتادن و این ہم مجاز معنی اوّل است (منہ ؎) مدام تا ترا در دل چہ افتاد

که وادی صحبت ویرینه برباد؛ (اردو) سمانا۔ آنا۔ پیدا ہونا۔

(۱۷) افتادن۔ بقول موارد بمعنی خراشیده شدن مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اوّل است چنانکه آواز افتادن بجایش گذشت و ما درین جا افتادن بمعنی پست شدن و کم شدن گیریم که فارسیان آواز افتادن را بمعنی پست و کم شدن آن گیرند که بلندی آواز باقی نباشد و به پستی گراید و خراشیدن آواز ورای آن است که هر دو فرقی نازک دارد (امیر خسرو ؒ) مؤذن قرص صوفی را زده کارش زحلوا خوردنش افتاد و آوازش؛ صاحب نوادر هم ذکر این کرده (اردو) پڑنا۔ بیٹھ جانا۔ جیسے آواز پڑنا۔ آواز بیٹھ جانا۔ دیکھو آواز افتادن۔

(۱۸) افتادن۔ بقول موارد بمعنی خراب گردیدن و دور شدن است سندی پیش نکرد مؤلف گوید که مقصودش از سقط شدن باشد که صاحب بحر هم ذکرش کرده همچون افتادن خانه و افتادن دیوار و افتادن چیزی در چاه یا از بام و این معنی حقیقی است و متعلق بمعنی اوّل (جامی ؒ) که دلا عجب کاریم افتاده؛ بسر نابهره دیواریم افتاده؛ (اردو) گرنا۔

(۱۹) افتادن۔ بقول موارد بمعنی صادر شدن است مؤلف گوید که این همان است که به معنی دوم گذشت و مجاز معنی اوّل۔ چنانکه خطا افتادن در نشانه که برای این وقوع بهتر از صدور است۔ باعتبار محاورهٔ فارسی (ظهوری ؒ) در صید وصل ناوک تدبیر عکسشان؛ با این همه ملاحظه آخر خطا افتاد؛ (اردو) واقع ہونا جیسے نشانے میں خطا یا غلطی واقع ہوئی۔

(۲۰) افتادن۔ بقول موارد بمعنی عجز و انکسار کردن۔ صاحب بحر عجم تواضع کردن نوشته مؤلف گوید که مقصود از عاجز آمدن باشد و این هم مجاز معنی اوّل است همچون افتادن سر کشی و افتادن دشمن۔ مخفی مباد که افتادگی و افتاده

که بمعنی خاص گذشت و می آید متعلق است از
همین معنی (غنی ص) زنهار مکن تکیه بر افتادن
سرکش ؛ افتادن سرکش بود افتادن آتش ؛
(اردو) عاجز ہونا - انکسار کرنا - تواضع کرنا
(۲۱) افتادن - بقول موارد بمعنی مشغول شدن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اوّل است چنانکه
بخود افتادن - و در نماز افتادن (نقی کمره ص)
تا خط رخش سرزده با من بخفتش نیست ؛ چندان
بخود افتاد که پروای نفس نیست ؛ (غنی ص)
چو شیخ شهر ترا دید در نماز افتاد ؛ دمی اگرچه بیا
ایستاد باز افتاد ؛ (اردو) مشغول ہونا -
(۲۲) افتادن - بقول موارد بمعنی برپا شدن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی حقیقی است و
من وجه متعلق به معنی دوّم - صاحب موارد
بملاحظ لفظ فتنه که در فتنه افتادن است معنی
برپا شدن قائم کرده (گلستان سعدی ص)
وقتی افتاد فتنه در شام ؛ هر کس از گوشه فرا
رفته ؛ (اردو) برپا ہونا -
(۲۳) افتادن - بقول موارد بمعنی عرض و
مصیبت عائد حال شدن و از حافظ شیراز
سند می پیش کرده (ص) بروبکار خود ای دل
این چه فریاد است ؛ مرا فتاده دل از کف ترا
چه افتاد است ؛ بخیال ما (چه افتاد است)
در مصرع ثانی متعلق از معنی دوّم است که گذشت
و معنی غرض خود بخود از معنی واقع شدن پیدا
می شود و اینهم مجاز معنی اوّل است (اردو)
پڑنا - جیسے "تجھکو کیا پڑی ہے جو خواہ نخواہ
اصرار کرتا ہے"
(۲۴) افتادن - بقول موارد به معنی آویختن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اوّل است
همچون فتادن لب (ظفر نامهٔ هاتفی ص) فتاد
لبانند و دندان دراز ؛ شتر لب دوانند و بدان
گراز ؛ (اردو) لٹکنا -
(۲۵) افتادن - بقول موارد بمعنی آمدن -

مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است ہمچون افتادن کار (بدر الدین ؎) چو یک برج ہزار استون تو صد بی ستون آمد ؛ بلندان در ادکوہ را دعوی چہ کار افتد ؛ و افتادن رحم در خاطر (سعدی ؎) شکار انداز مارا تا کی افتد رحم در خاطر ؛ رگی داریم و شمشیری سری داریم و فتراکی ؛ و افتادن بدست (گلستان سعدی) پارسا زادہ را نعمت بیکران بدست افتاد ؛ و افتادن معنی در خاطر و نادر افتادن (جامی ؎) ترا چون معنی در خاطر افتد ؛ کہ در سلک معانی نادر افتد ؛ و در مصرع دوم افتادن را متعلق بہ معنی ہشتم یعنی قرار یافتن باید گرفت۔ (اردو) پڑنا۔ جیسے کام پڑنا۔ آنا۔ جیسے رحم آنا۔ دل مین آنا۔ خیال مین آنا۔

(۲۶) افتادن۔ بقول موارد بمعنی لاحق شدن مؤلف گوید کہ مجاز معنی اوّل ست چنانکہ تب لرزہ افتادن (نظامی ؎) چنان زد بہ تندی بر و گرز را ؛ کہ تب لرزہ افتاد البرز را ؛ (اردو) لاحق ہونا۔ واقع ہونا۔

(۲۷) افتادن۔ بقول موارد بمعنی خوردن مؤلف عرض کند کہ این ہم متعلق بہ معنی دوّم و مجاز معنی اوّل است و بخیال ما افتادن را بمعنی خوردن نوشتن درست نباشد (میر حسن دہلوی ؎) چشم ہمیز دحسن از چشم زخم ؛ زخم دگر بر و گرے او فتاد ؛ زخم بر زخم افتادن بجائے خود ش می آید۔ (اردو) پڑنا۔ جیسے زخم پر زخم پڑا۔

(۲۸) افتادن۔ بقول موارد بمعنی کم شدن چون از بہا افتادن و از قیمت افتادن مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است و از بہا افتادن بجایش گذشت (صائب ؎) بدر دغربت زندان بساز چون یوسف ؛ مرو بجانب کنعان کہ از بہا افتی ؛ (اردو) اترنا۔ جیسے بہا و اترنا و کن مین گرنا کہتے ہین جیسے بہا و گرنا قیمت گرنا ہی کہتے ہین۔

(۲۹) افتادن - بقول موارد بمعنی بیجا شدن مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است چنانکہ ناف افتادن یعنی چون بار بسیار بر پشت شتر اندازند فارسیان گویند کہ "این چہ می کنید کہ نانش بفتید" و بعربی این را سقوط السرہ گویند و ناف افتادن و افتادن ناف بجای خودش آید (اردو) ٹلنا - جیسے "ناف ٹلی ہے"

(۳۰) افتادن - بقول موارد - بمعنی آفریدہ شدن و مصور گردیدن ہمچون نقش افتادن بخیال ما جا دارد کہ با معنی شانزدہم کہ پیدا شدن و جا گرفتن است متعلق کنیم (خواجہ شیراز ؎) حسن روی تو بیک جلوہ کہ در آئینہ کرد ۔ این ہمہ نقش در آئینۂ اوہام افتاد ۔ نقش افتادن - یا افتادن نقش بجای خودش می آید - مخفی مباد کہ خان آرزو بر نہج افتادہ کہ اسم مفعول ہمین مصدر است معنی مخلوق شدہ را ذکر کردہ و سندی از ملا جامی ہم آوردہ کہ ہمدرانجا مذکور است - عجبی نیست کہ صاحب موارد باستناد ہمان شعر جامی این معنی را در این جا قائم کردہ باقی حال افتادن بخیال ما بمعنی صورت گرفتن باشد (اردو) پڑنا - بیٹھنا قائم ہونا - جیسے نشان پڑنا - نقش بیٹھنا - صورت پکڑنا - مخلوق ہونا -

(۳۱) افتادن - بقول صاحب موارد متوجہ شدن - چون بحال کسی و با حال کسی افتادن مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است (سمرقندی ؎) چون نمی افتد بحال من کسی آن بہ کہ من بعد ازین در گوشۂ افتم بحال خویشتن (جمال الدین سلمان ؎) کی چشم تو با حال من افتد کہ شب در روزنہ او خفتہ دست است مرا کار خراب (اردو) متوجہ ہونا -

(۳۲) افتادن - بقول موارد بمعنی سہو شدن ہمچون از قلم افتادن حرف کہ بمعنی نوشتہ شدن است مؤلف گوید کہ درین جا افتادن بمعنی حقیقی و مجازاً بمعنی نوشتہ شدن است بشرطیکہ

آزا الصلۂ از با قلم مرکب کنیم یعنی حرف از قلم
افتادن بمعنی نوشتہ شدن حرف ۔ مارا با معنی
بیان کردۂ صاحب موارد اختلاف محض است
(صائب ؎) پایۂ عزت بلندی گیرد از
افتادگی ؛ از قلم چون حرف افتد در کنارش
جا دہند ؛ افتادن حرف از قلم بجای خودش
می آید و از قلم افتادن حرف بجای خودش
گذشت (اردو) نکل پڑنا ۔ جیسے "قلم سے
لفظ نکل پڑا"

(۳۳) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی مستقیم شدن
چنانکہ اعتبار افتادن مؤلف گوید کہ این ہم
مجاز معنی اوّل است و متعلق است با معنی ہشتم
یعنی قرار یافتن و قائم شدن کہ گذشت و ضرورت
ندارد کہ معنی مستقیم شدن پیدا کنیم (بدر چاچی ؎)
ازین مطلع کہ در تشبیہ کلکش در خط آوردم ؛ برات
زمانم تا قیامت اعتبار افتاد ؛ افتادن اعتبار
بجای خودش می آید و اعتبار افتادن گذشت

(اردو) قائم ہونا ۔

(۳۴) افتادن ۔ بقول موارد قرار و اس
گرفتن است ہمچون افتادن دل بجائی مؤلف
گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است (اشرف
؎) چون دلم در تنگنای این قفس افتد کہ من
بیضۂ افلاک را در زیر پا دارم ببا ؛ (مخلص
کاشی ؎) در جہان فکر اقامت کی کند پا در
گلم ؛ سر و تصویریم و رین گلشن نمی افتد دلم ؛
(اردو) لگنا جیسے "اس کام مین تو ہمارا
دل نہین لگتا"

(۳۵) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی بیزار شدن
چنانکہ افتادن دل از چیزی مؤلف گوید کہ
این ہم مجاز معنی اوّل است و بخیال ما بمعنی شکستن
اولی است کہ بمعنی انس قائم نبودن است
(کمال خجند ؎) افتاد دل از یار و ندانیم
چہ افتاد ؛ فریاد ز شوخی کہ ملول است ز فریاد
(اردو) ٹوٹنا ۔ پھرنا جیسے "اون سے

ہمارا دل ٹوٹ گیا - یا بہر گیا"

(۳۶) افتادن - بقول موارد بمعنی حاصل شدن ہمچون انتخاب افتادن مؤلف گوید که این ہم مجاز معنی اوّل است (نظیری نیشاپوری ؎) مراز سنت وحرمت سه انتخاب افتاد ؛ امام ساده رخ وعشق و بادهٔ صافم ؛ افتادن انتخاب و انتخاب افتادن بجای خودش می آید صاحب نوادر ذکر این معنی کرده از شیخ شیراز سندی پیش کند (؎) ترا ہمچو من بنده افتد بسی ؛ مرا چو تو خواجه نبا شد کسی ؛ (اردو) ملنا - حاصل ہونا -

(۳۷) افتادن - بقول موارد بمعنی بر آمدن چنانکه بتخاله افتادن مؤلف گوید که آیا افتادن ہم توان گفت واین ہم مجاز معنی اوّل است (آصفی ؎) بتخاله ترا بر لب شیرین زنب افتاد ؛ بر رشتهٔ جانم گرہی بود العجب افتاد ؛ افتادن بتخاله وبتخاله افتادن بجای خودش می آید (اردو) پڑنا - نکل آنا - جیسے "تمام جسم پر چھالے پڑ گئے ہین یا دانے نکل آئے ہین -

(۳۸) افتادن - بقول موارد بمعنی شہور شدن چنانکه خبر افتادن مؤلف گوید که این ہم مجاز معنی اوّل است (کمال اسمٰعیل ؎) این طرفه که راز تو بخود نیز نگفتم ؛ تا شد خبرم در ہمه شہر این خبر افتاد ؛ خبر افتادن بجای خودش می آید (اردو) مشہور ہونا - پھیلنا -

(۳۹) افتادن - بقول موارد بمعنی ثابت شدن ہمچون خون بر کسی افتادن مؤلف گوید که این ہم مجاز معنی اوّل است (خسرو ؎) چنین گویند کین رسم نو افتاد ؛ که شیرین کشت وخون بر خسرو افتاد ؛ افتادن خون بر کسی وخون بر کسی افتادن بجای خودش آید (اردو) ثابت ہونا - دکن کی بول چال مین جا پڑنا کہتے ہین جیسے "ہمارے ذمہ کا الزام ان پر جا پڑا" اس کی بلا اس پر جا پڑی -

(۴۰) افتادن - بقول موارد بمعنی مصروف شدن چنانکہ در کار کسی سرگرم افتادن مؤلف گوید کہ سندی کہ از میر معزی پیش کردہ است ازان استعمال گرم افتادن در کار بمعنی گرم شدن در کار پیدا است پس معنی افتادن درین استعمال شدن است کہ بر نمبر سوم گذشت و مصروفیت را ازین تعلقی نیست (میر معزی ؎) بار دیگر بازگرم افتادم اندر کار او ۔ باز تشکیبم ہمین یک ساعت از دیدار او ۔ (اردو) دیکھو افتادن کے تیسرے معنی ۔

(۴۱) افتادن - بقول موارد بمعنی پیدا شدن چنانکہ در دا افتادن و خلل افتادن - مؤلف گوید کہ این معنی من وجہ متعلق بامعنی دوم است و ماذکر معنی پیدا شدن بضمن معنی شانزدہم کردہ ایم (مولوی معنوی ؎) اینچنین مر آنچنان را سجدہ کرد ۔ کز سجودش در تنم افتاد درد ۔ (طغرا ؎) خلل گرچہ می افتدم در دماغ ۔ ولی سرخوشی می پذیرد چو باغ ۔ افتادن درد - وخلل در دماغ و درد و خلل افتادن بجای خودش می آید ۔ (اردو) ہونا - پیدا ہونا ۔

(۴۲) افتادن - بقول موارد بمعنی ریختن و در جائے بقصد غارت و تاراج چنانکہ دزد افتادن در خانہ و بخانہ مؤلف گوید کہ داخل شدن دزد بخانہ بارادۂ دزدی باشد (الوطالب کلیم ؎) غم زمانہ زما بیدلان ندارد رنگ ۔ بسان دزد کہ در خانہ گدا افتد ۔ (علی خراسانی ؎) بگزید و برد حادثہ یکدانہ گوہری ۔ در دزد دل بمخزن صاحبقران فتاد ۔ افتادن دزد بخانہ و در خانہ و دزد افتادن بجای خودش آید ۔ (اردو) پڑنا - جیسے "رات اون کے گھر میں چور پڑا - یا ڈاکہ پڑا"

(۴۳) افتادن - بہ تحقیق بامعنی اثر کردن و در گرفتن است چنانکہ آتش افتادن کہ بمعنی در گرفتن و اثر کردن آتش بجایش گذشت و ہمین ہم

ہمدرآن جا مذکور (اردو) لگنا۔ جیسے آگ لگی۔

افتادنِ آتش مصدر اصطلاحی۔ ہمان آتش افتادن است کہ در محدودہ گذشت متعلق بہ معنی چہل وسوم لفظ افتادن۔ صاحب بحر عجم ذکر این کردہ (اردو) دیکھو آتش افتادن۔

افتادنِ آفتاب (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی است بمعنی پرتو مہر افتادن و در ینجا افتادن من وجہ متعلق بہ معنی دوم و پنجم لفظ افتادن است این ہمان است کہ بر آفتاب افتادن در محدودہ گذشت (علی خراسانی ۵) گر پہلوم ز نالہ چو بر دان شود ہنوز ۔ در خانۂ دلم نہ فتد آفتاب عشق (اردو) دھوپ پڑنا۔ دیکھو آفتاب افتادن۔

افتادنِ آواز مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی است و این ہمان است کہ در محدودہ بر آواز افتادن گذشت (اردو) دیکھو آواز افتادن

افتادنِ احتیاج (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی بمعنی واقع شدن حاجت است و این متعلق است بمعنی دوم افتادن و احتیاج افتادن بجایش گذشت و سند این ہم ہمدرا نجا مذکور (اردو) دیکھو احتیاج افتادن۔

افتادن از چیزی (مصدر اصطلاحی) و این ہمانست کہ بر از چیزی افتادن مذکور شد و من وجہ متعلق باشد بمعنی دوازدہم لفظ افتادن کہ گذشت (اردو) دیکھو از چیزی افتادن۔

افتادن از دستِ افتادگان (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و ناصری و رشیدی و ضمیمہ برہان کنایہ از خراب شدن بدعای مظلومان۔ مؤلف گوید کہ درین مصدر اصطلاحی افتادن بمعنی اول و حقیقی است و افتادگان متعلق بہ معنی بستم و معنی مجازی این بجای خود گذشت و من حیث المجموع این مصدر مرکب کنایہ است و بس (اردو) مظلوموں کی دعا سے خراب ہونا۔ نقصان اٹھانا۔

افتادنِ اعتبار (مصدر اصطلاحی) مرکب

اضافی بمعنی قائم شدن اعتبار است و این متعلق است بمعنی سی وسوم لفظ افتادن و سند این هم همدر انجامذکور (اردو) اعتبار قائم ہونا۔

افتادنِ انتخاب (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی است بمعنی حاصل شدن انتخاب و منتخب شدن و این متعلق است بمعنی سی و ششم لفظ افتادن و سند این هم همدر انجامذکور (اردو) منتخب ہونا۔

افتادن بحال کسی (مصدر اصطلاحی) بمعنی متوجه شدن بحال کسی باشد و این متعلق است بمعنی سی و یکم لفظ افتادن که گذشت و سند این هم همدر آنجامذکور (اردو) توجہ کرنا متوجہ ہونا کسی کے حال پر۔

افتادن بخود (مصدر اصطلاحی) بمعنی مشغول شدن بخود و از دیگری خبر نداشتن و این متعلق است بامعنی بست و یکم لفظ افتادن و سند این همدر آنجامذکور (اردو) اپنے مطلب سے کام رکھنا۔ دوسرے کی خبر نہ رکھنا۔

افتادن بسجود مصدر اصطلاحی۔ بمعنی سجده کردن و این متعلق است به معنی بست و یکم لفظ افتادن (عرفی ؎) و ربت کده نادیده بت افتم بسجود ۔ و در مصطبے ناخورده می آیم بسماع ۔ (اردو) سجدہ کرنا۔

افتادنِ بنده مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی گیر آمدن و حاصل شدن بنده و این متعلق به معنی سی و ششم لفظ افتادن است و سند این هم همدر انجامذکور (اردو) غلام ملنا۔ حاصل ہونا۔

افتادنِ تب مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی است بمعنی عارض شدن تب و این متعلق است به بمعنی بست و ششم لفظ افتادن۔ سند این هم همدر انجامذکور (اردو) تپ آنا بخار آنا۔

افتادنِ تنجاله مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی

بمعنی برآمدن و پیدا شدن بنجالہ و مماثل آن
باشد و این متعلق بہ معنی سی و ہفتم لفظ افتادن
است و سند این ہمہ در انجا گذشت (اردو)
آبلے پڑ جانا - آبلے نکلنا - آبلے نکل آنا -

افتادنِ چشم بر چیزی (مصدر اصطلاحی)
مرکب اضافی - بقول صاحب بحر عجم بمعنی نظر
کردن بر چیزی مؤلف گوید کہ این متعلق بہ معنی
پنجم لفظ افتادن است یعنی رسیدن نظر بر چیزی
(اردو) آنکھ پڑنا - بقول امیر نظر پڑنا - دیکھنا
(ناسخ ؎) تار نظر اپنا جو بہ رنگ رگ گل ہے
اس غیرت گلزار پر آج اپنی پڑی آنکھ (آتش
؎) شاعر و نمین کوئی آتش سا نہو گا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

افتادنِ چیزی بچیزی مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی - بقول بہار بمعنی موقوف ماندن
این چیز بر آن چیز دیگر - مؤلف گوید کہ این متعلق
است بہ معنی ہفتم لفظ افتادن و ضرورت ندارد

کہ بمعنی انحصار یعنی موقوف ماندن گیریم کہ بمعنی
منتقل شدن یک چیز بر چیز دیگر است ہمچون "
وعدہ امروز بر فردا افتاد" یعنی بر فردا منتقل شد
سند این بر معنی ہفتم ہم گذشت (اردو) موقوف
رہنا - جا پڑنا جیسے " آج کا وعدہ کل پہ
جا پڑا" جا پڑنا دکن کا محاورہ ہے -

افتادنِ حرف از قلم مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی است کنایہ از نوشتہ شدن و این
متعلق است بہ معنی سی و دوم لفظ افتادن
سند این ہم ہمہ در انجا گذشت (اردو) لکھا جانا

افتادنِ خبر مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی است بمعنی شائع و مشہور شدن خبر و این
متعلق است با معنی سی و ہشتم لفظ افتادن و سند
این ہم ہمہ در آنجا مذکور (اردو) خبر مشہور ہونا

افتادنِ خلل در دماغ مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی بمعنی پیدا شدن خلل در دماغ و
متعلق بہ معنی چہل و یکم لفظ افتادن است و سند

ہمدرانجا مذکور (اردو) دماغ مین خلل آنا۔ خلل واقع ہونا خلل ہونا۔

افتادنِ خون برکسی مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی۔ بمعنی ثابت شدن خون برکسی است و این متعلق است بہ معنی سی و نہم لفظ افتادن۔ سند این ہمدرانجا مذکور (اردو) خون کسی پر ثابت ہونا۔ سر ہونا جیسے "ایک کا خون دوسرے کے سر ہوا"

افتادنِ درد مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی است بمعنی پیدا شدن درد متعلق بہ معنی چہل و یکم لفظ افتادن سند این ہمدرانجا گذشت (اردو) درد پیدا ہونا۔

افتادن در دام مصدر اصطلاحی بمعنی گرفتار شدن در دام است و متعلق بہ معنی نہم لفظ افتادن۔ سند این ہم ہمدرانجا گذشت (اردو) دام مین پھنسنا۔ پھندے مین پڑنا۔

افتادن در دل مصدر اصطلاحی بمعنی جاگرفتن و گنجیدن در دل باشد و این متعلق بہ معنی شانزدہم افتادن است و سند این ہم ہمدرانجا مذکور (اردو) دل مین آنا۔ سمانا

افتادن در فکر مصدر اصطلاحی بمعنی مبتلا شدن در فکر باشد و این متعلق است بمعنی پانزدہم افتادن و سند این ہم ہمدرانجا گذشت و در فکر افتادن بجای خود می آید (اردو) فکر مین پڑنا۔ متفکر ہونا۔ فکر مین مبتلا ہونا۔

افتادن در نماز مصدر اصطلاحی بمعنی مشغول شدن در نماز است و جادار دکہ کنایۃً بمعنی سجدہ کردن ہم گیریم و این متعلق است بمعنی بست و یکم افتادن و سند این ہمدرانجا گذشت (اردو) نماز پڑنا۔ سجدہ کرنا۔

افتادنِ در زد بخانہ مصدر اصطلاحی بمعنی در زدی شدن بخانہ و واقع شدن سرقہ باشد و این متعلق است بمعنی چہل و دوم افتادن و سند این ہم ہمدرانجا مذکور (اردو)

گھر مین چور پڑنا۔ چوری ہونا۔

افتادنِ دشمن | مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی۔ بمعنی عاجز شدن دشمن و تواضع کردن است و متعلق بہ بستم افتادن و سند این ہمہ رانجا گذشت (اردو) دشمن کا عاجز آنا۔ عاجز ہونا انکسار کرنا۔ تواضع کرنا۔

افتادنِ دل از چیزی | مصدر اصطلاحی بمعنی بیزار شدن و برگشتن دل از چیزی است متعلق بہ معنی سی و پنجم افتادن و سند این ہم ہمہ رانجا گذشت (اردو) کسی چیز سے دل پھرنا۔ ٹوٹنا

افتادنِ دل از کف | مصدر اصطلاحی این ہمانست کہ بر (از کف افتادن دل) گذشت و تعریف و سندش ہمانجا مذکور شد و متعلق است باز معنی دوازدہم افتادن (اردو) دیکھو از کف افتادن دل۔

(۱) افتادنِ دل بجائی
(۲) افتادنِ دل در جائی | مصدر اصطلاحی و مرکب اضافی صاحب بحر ذکر (۱) کردہ فرماید کہ بمعنی قرار و آرام گرفتن دل در انجاست و فرماید کہ (۲) دل افتادن در جای۔ ہم بہ ہمین معنی آمدہ و صاحب بہار ہم ذکرش کردہ و سند (۲) بر معنی سی و چہارم لفظ افتادن گذشت مؤلف گوید کہ افتادن دل در کاری۔ ہم از ہمین قبیل است (اردو) دل لگنا جیسے "اس کام مین ہمارا دل نہین لگتا۔ اس کام مین ہمارا دل لگا ہوا ہے" صاحب آصفیہ نے دل لگنا کا ذکر کیا ہے۔

افتادنِ دیگ از جوش | مصدر اصطلاحی این ہمان است کہ بر (از جوش افتادن دیگ) گذشت و سند این ہم ہمہ رانجا مذکور و متعلق است بہ معنی دوازدہم لفظ افتادن (اردو) دیکھو از جوش افتادن دیگ۔

افتادنِ دیوار | استعمال۔ مرکب اضافی بمعنی خراب گردیدنش و این متعلق است بمعنی ہمچو ہم لفظ افتادن۔ سند این ہمہ رانجا مذکور شد

(اردو) دیوار گرنا۔

افتادنِ راہ مصدر اصطلاحی۔ بمعنی (۱) گم شدن راہ و بی راہ شدن و کنایہ باشد از غارت شدن۔ صاحب بحر عجم بر راہ افتادن ذکر این کردہ و متعلق است بامعنی سیزدہم لفظ افتادن وجا دارد کہ این را متعلق بہ معنی دوم ہم گیریم اندرین صورت افتادن راہ (۲) واقع شدن راہ باشد یعنی رفتن چنانکہ عرفی گوید (ے) تا از درِ محنت کدہ دل ریشان ؛ افتادہ رہم بکوی راحت کیشان از ہر طرفم طعن ملامت زدہ صف ؛ چون حاشیۂ کلام سہو اندیشان ؛ (اردو) (۱) لٹ جانا۔ (۲) جانا۔

افتادنِ رای مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی قرار یافتن و قائم شدن رای باشد و این متعلق است بامعنی ہشتم لفظ افتادن و سند این ہم ہمہ را بنجا مذکور شد (اردو) رای قرار پانا رای قائم ہونا۔ رائے ہونا۔

افتادنِ رحم در خاطر مصدر اصطلاحی بمعنی آمدن و پیدا شدن رحم بدل است و متعلق بامعنی بست و پنجم لفظ افتادن و سند این ہمہ را بنجا مذکور (اردو) دل مین رحم آنا۔

افتادنِ رسم مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی قائم شدن رسم است و متعلق بامعنی ہشتم لفظ افتادن و سند این بر معنی سی و نہم مذکور (اردو) رسم و رواج قرار پانا۔ رسم و رواج ہونا۔

افتادنِ رغبت مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی پیدا شدن رغبت باشد کہ متعلق است بمعنی چہل و یکم لفظ افتادن و سند این ہم ہمہ را بنجا مذکور (اردو) رغبت ہونا۔

افتادنِ زخم (مصدر اصطلاحی) و مرکب اضافی۔ بمعنی واقع شدن زخم و مجروح شدن و این متعلق است بمعنی دوم افتادن۔ صاحب موارد کہ این را متعلق بہ معنی بست و ہفتم کند قائل

(۱۹۹۱)

خوراست۔ سنداین برمعنی بست وہفتم گذشت (اردو) زخم پڑنا۔

افتادنِ شیشہ ازطاق مصدر اصطلاحی بقول صاحب بحرعجم کنایہ باشد از شکستن آن چنانکہ (ع) روز شنبہ توبہ ام را شیشہ ازطاق اوفتاد۔ واین متعلق است بامعنی ہجدہم (اردو) شیشہ کاٹوٹ جانا۔

افتادنِ صلح مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی واقع شدن صلح باشد ومتعلق بہ معنی دوم وسوم لفظ افتادن۔ سنداین برمعنی سوم مذکور (اردو) صلح ہونا۔

افتادنِ طلاق مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی واقع شدن طلاق باشد متعلق بہ معنی دوم لفظ افتادن (حافظ ؎) از سرمستی دگر باشاہد عہد شباب نہ رجعتی می خواہم لیکن طلاق افتادہ بود۔ (اردو) طلاق ہونا۔ طلاق واقع ہونا۔

افتادنِ فتنہ مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی برپا شدن فتنہ باشد ومتعلق بہ معنی بست ودوم لفظ افتادن سنداین ہمدر انجا مذکور (اردو) فتنہ برپا ہونا۔

افتادنِ فریاد مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی فریاد رسیدن متعلق بہ معنی پنجم افتادن است (نظامی ؎) نیفتد درین طشت فریاد کس پکہ بریستہ شد راہ فریاد رس بنا (اردو) فریاد پہنچنا۔ جیسے "ہماری فریاد ان کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتی"

افتادنِ کار مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی بکار افتادن وکار آمد شدن وبکار آمدن است متعلق بہ معنی بست وپنجم افتادن وسنداین ہمدر انجا مذکور (اردو) کار آمد ہونا کام آنا۔

افتادنِ لب مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی آویختن لب است متعلق بہ معنی

بست وچہارم لفظ افتادن وسند این ہمہ را بجا
مذکور شد (اردو) ہونٹ لٹکنا۔ جیسے چلبلیوں
کے ہونٹ اکثر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔

افتادنِ معنی در خاطر مصدر اصطلاحی
بمعنی آمدن معنی در خیال و خاطر است متعلق
بہ معنی بست و پنجم لفظ افتادن و سند این
ہمہ را بجا گذشت وجا دارد کہ این را متعلق
بہ معنی ہشتم افتادن ہم گیریم (اردو) معنی
سمجھ مین آنا۔ خیال مین آنا۔

افتادنِ ناف مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی بمعنی بجا شدن ناف یعنی
بر جای خود نماندنش و متعلق بہ معنی بست و
نہم لفظ افتادن و بحث این ہمہ را بجا گذشت
و معاصرین عجم ہم در روزمرہ خود بر زبان
دارند (اردو) ناف ٹلنا۔

افتادنِ نقش مصدر اصطلاحی مرکب
اضافی۔ بمعنی صورت گرفتن نقش باشد
متعلق بہ معنی سی ام لفظ افتادن و سند این
ہمہ را بجا مذکور (اردو) نقش بیٹھنا۔ نقش
قائم ہونا۔

افتادنِ نوبت مصدر اصطلاحی۔
مرکب اضافی بمعنی رسیدن نوبت است متعلق
بہ معنی پنجم لفظ افتادن (عربی ع) نوبت مین
آنا دیگوئید کہ دوران ؛ (اردو) نوبت آنا۔

افتادنِ واقعہ مصدر اصطلاحی مرکب
اضافی بمعنی پیش آمدن واقعہ متعلق بہ معنی
چہار دہم لفظ افتادن۔ سند این ہمہ را بجا مذکور
شد (اردو) واقعہ پیش ہونا۔ واقعہ ہونا۔

افتادہ بقول برہان وجامع (۱) بمعنی عاجز
و (۲) سقط و خراب شدہ و زبون گردیدہ۔
بہار گوید کہ کنایہ باشد از عاجز و زبون چنانکہ
سعدی گوید (سلہ) سعدی افتادہ است
آزادہ ؛ کس نیاید بجنگ افتادہ ؛ خان آرزو
در سراج فرماید کہ (۳) کنایہ از مخلوق شدہ

(جامی ۵۳) بدان پاکان کز ایشان زادہ ام
من ۃ بدین پاکیزگی کا فتادہ ام من ۃ و فرماید
کہ بمعنی خاکسار و نامراد ہم کہ متعلق بہ معنی اول
است۔ صاحب ناصری بذیل لفظ افتادہ ذکر
معنی اول این ہم کردہ و صاحب سروری
گوید (۴) بمعنی ضد برخاستہ (سعدی ۵۴)
ز سعدی شنو کین سخن راست است ۃ نہ
ہر بار افتادہ برخاست است ۃ و (۵) متواضع
و (۶) واقع شدہ۔ صاحبان رشیدی و جہانگیری
بر معنی اول قانع۔ مؤلف عرض کند کہ
محققین نازک خیال اسم مفعول مصدر افتادن
را گرفتہ ہمچو اسم جامدی تعریفش کردہ اند و بدین
وجہ کہ از معانی متعددۂ مصدر کہ اصل است کار
گرفتہ اند بسیاری از معانی مفعولی را ہم ترک
کردہ اند۔ چہل و سہ معانی بر مصدر افتادن
مذکور شدہ افتادہ بہمۂ معانی مذکورہ اسم مفعول
نست و از انجملہ معنی اول این متعلق است

بمعنی بستم مصدر و معنی دوم این متعلق بہ معنی
ہیجدہش و معنی سوم این بامعنی سی ام مصدر
تعلق دارد و معنی چہارم این متعلق بمعنی اول
مصدر و معنی پنجم این ہم بامعنی بستم مصدر
متعلق و معنی ششم این از معنی دوم و باقی
معانی بوجہ ترک اصول محققین بہ پردۂ خفاست
و ما پردہ را از روی این برداشتہ ایم۔ کم ترک
الاولون للآخرین۔ واضح باد کہ معنی چہارم افتادہ
یعنی ضد برخاستہ اصل است و معنی دوم یعنی
سقط و خراب شدہ من وجہٍ متعلق آن و باقی
معانی بر سبیل مجاز باشد (ا ر د و) افتادہ۔
افتادن کا اسم مفعول ہے جس کے تینتالیس
معنوں کا ذکر اوس کے مقام پر ہوا ہے پس
ان کل معانی مصدری کا اسم مفعول اس لفظ کا
ترجمہ ہے۔

افتادہ شو | بقول صاحب شمس لغت
فارسی است بمعنی متواضع شو مؤلف عرض کند

که بیچاره صاحب شمس میخواهد که چیزی را بیان
کند که دیگران ترکش کرده اند ولیکن بطریقی میگوید
که مقصودش حاصل نمی شود - فارسیان از مصدر
افتادن اسم مفعولش را گرفته با مصادر دیگر مرکب
کرده بمعانی خاص استعمالش کرده اند چنانکه
(افتاده شدن) بمعنی عاجز و متواضع شدن
و (افتاده کردن) که بجایش می آید و افتاده شو
امراست از همین (افتاده شدن) می بایست
که تعریف مصدر مرکب کنیم که ذکر یک صیغه از
از مشتقاتش مقصود ما حاصل نمی کند بالجمله مصدر
افتاده شدن مرادف افتادن باشد بهمه معانیش

(اردو) گرجا - امرہے گرجانا کا -

افتاده کردن مصدر اصطلاحی معاصرین (۱۹۶۱)

عجم اسم مفعول مصدر افتادن را با مصدر
کردن مرکب کرده بمعنی ویران کردن استعمال
کنند - صاحب خان لنگران ذکر این کرده
فرماید که "حال همه شهر و خانها را آدم افتاده
می کردند" یعنی خراب می کردند - مخفی مباد که
افتادن بمعنی خراب و ساقط گردیدن بر معنی بیحدش
گذشته است پس بترکیب مفعول این با لفظ
کردن معنی متعدی حاصل می شود دیگر هیچ (اردو)
گرانا - ڈھانا - ویران کرنا -

(الف) افتار (الف) بقول صاحب رشیدی بالفتح مرادف (ج) بمعنی پاشنده
(ب) افتاریدن و فشاننده و امر بپاشیدن و برین قیاس است (ب و د) و
(ج) افتال افتارید و افتالید و فتار و فتال و فتاریدن و فتالیدن و
(د) افتالیدن فتالید و فتارید بحذف الف و فتلید و فترفتل بحذف الف
دوم نیز - صاحب برهان نسبت (ج) گوید که بکسر اول بروزن اقبال بمعنی پراگنده و پاشیده
و شگافته و دریده و فرماید که (د) بکسر اول مصدر آنست - صاحب ناصری همرهانش رضا

رشیدی و شمس نسبت (ج) گوید کہ بمعنی پاشیدہ و پراگندہ کنندہ باشد چنانکہ استاد قطران فرماید (ب) ازین بہار شدہ دست چو در افشان نوزان بہار شدہ دست ابر در افشان وصاحب بحر عجم نسبت (د) نوشتہ کہ با فا (ب) و با کسر بمعنی (۱) پاشیدن و بر افشاندن (۲) شگافتن و دریدن و مضارع این افشاند و در ردیف فا - فشاریدن و فشالیدن را بدون الف اوّل مرادف یکدیگر بہر دو معنی یاد کردہ - خان آرزو در سراج بذکر (د) فرماید کہ (ب) اصل این باشد و ازین ماخوذ است (ج) بمعنی فشانیدہ و امر بپاشیدن و گوید کہ بحذف الف اوّل و نیز ہر دو الف آمدہ - صاحب جہانگیری بر ذکر (د) قانع و صاحب موارد محقق مصادر است بر (ب) و (د) بذکر ہر دو معنی بالا گوید کہ (ج) امر و حاصل بالمصدر (د) و صاحب نوادر ہمزبانش مؤلف عرض کند کہ این است تحقیق محققین سلف و تحقیق ما اینست کہ (ج) افشال بدون الف اوّل اصل است بمعنی شگاف و صاحب ناصری و دانند ذکر این کردہ و ہم بمعنی پراگندہ و از ہم گسستہ - صاحب برہان ہم ذکر این کند و این اسم جامد فارسی زبان است و (الف) مبدلش کہ فارسیان لام را بہ رای ہملہ و بالعکس آن بدل کنند ہمچون چنال و چنار و آلوند و اروند - پس بزیادت یای مکسور و علامت مصدر مصدری ساختند کہ بر (ب و د) مذکور (۱) بمعنی شگافتن و دریدن و (۲) پاشیدن و افشردن و الف اوّل وصلی است و افشار و افشال امر و بحالت ترکیب با کلمہ ہمچون دُر افشال کہ در کلام قطران گذشت اسم فاعل ترکیبی و ہم حاصل بالمصدر بروزن امر و انچہ فشریدن و فشلیدن بہ ہمین معنی می آید مخفف فشاریدن و فشالیدن است (اردو) (الف و ج) (۱) چیر پھاڑ - (۲) چہرکاو

(ب و د) (۱) چیرنا - پھاڑنا (۲) چھڑکنا -

(الف) افتان وخیزان | بقول صاحب بحر و برہان و سراج و ناصری و سہت و اسند کنایہ از آہستہ و دیر براہ رفتن مؤلف گوید کہ ہر دو اسم فاعل ترکیبی است از افتادن و خاستن فارسیان این ہر دو را با مصدر مفرد فرس مرکب کردہ مصدر مرکب ساختہ اند چون

(ب) افتان وخیزان بردن | (ب) بحالت بدحواسی دکشان کشان بردن کہ دیر براہ رفتن نتیجۂ آنست وہم ازین قبیل است (د)

(ج) افتان وخیزان بودن |

(د) افتان وخیزان رفتن | یعنی بحالت بدحواسی رفتار کردن کہ گاہی از پا افتد وگاہی برمیخیزد و (ج) یعنی بودنست بحالت تزلزل ولغزش (ظہوری ب ۵) باتن چون کاہ کوہ غصہ برجان می برم ؛ دردسری آورم افتان وخیزان می برم ؛ (عرفی ج ۵) اونہ شخص دولت اندوز رہ نظم جہان ؛ بی ثبات دولت از افتان وخیزان بودن است ؛ پس معنی الف حالت بدحواسی و تزلزل ولغزش باشد وبس وتخصیص آن با رفتن نیست وبنابر عجب است از محققین بالا (اردو) (الف) افتان وخیزان - بقول امیر گرتے پڑتے - بدحواسی کی حالت مین (فقرہ) یہ آپ کہان سے افتان وخیزان چلے آتے ہین (ب) افتان وخیزان لیجانا (ج) بدحواس رہنا - حالت تزلزل اور لغزش مین رہنا (د) افتان وخیزان جانا -

(۱۶۹۳) (۱۶۹۴) (۱۶۹۵)

افتتاح | بقول بہار کشودن وآغاز کردن است مؤلف گوید کہ بکسر الف وتای فوقانی اوّل لغت عربست وصاحب منتخب ذکر این کردہ نمیدانیم کہ بہار برخلاف موضوع خود چرا ذکر این کرد (ظہوری ۵) قصۂ طولانی کو افتتاح گفتگوست ؛ زانکہ می بیند ظہوری

اختتام داستان ؛ مؤلف گوید کہ معاصرین عجم این را برای تقریبی استعمال کنند کہ تعلیم گاہی و کارگاہی جدید را تیمناً و تبرکاً بدست یکی از مشاہیر وقت بکشایند مثلاً گویند کہ "افتتاح فلان مدرسہ بدست مبارک ملک معظم شد" (اردو) افتتاح - بقول امیر (عربی) مذکر کھولنا - شروع کرنا - تعلیم گاہ اور کارگاہ وغیرہ مین کسی تاریخ مقررہ پر ابتدائے کار کی رسم ادا کرنے کو معزز لوگ جمع ہوتے ہین اور ایڈرس دیا جاتا ہے جیسے "آج مدرسہ کا افتتاح ہونے والا ہے" ۴ - اپریل کو لفٹنٹ صاحب تشریف لاکر شفا خانے کا افتتاح کرینگے"

افتخار | بقول بہار نازیدن بچیزی فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل - مؤلف عرض کند کہ بکسر اول و سوم لغت عربست صاحب منتخب ذکر این کردہ و خصوصیت بالفظ کردن ندارد فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر استعمال این کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در لغات می آید (انوری ؎) صاحب عادل افتخار جہان ؛ کہ جہانش بطبع مامور است ؛ (اردو) افتخار - بقول امیر (عربی) مذکر - فخر - عزت - بڑائی (داغ ؎) وہ بات کر جو کبھی آسمان سے ہو نہ سکے ؛ ستم کیا تو بڑا تو نے افتخار کیا ؛

افتخار داشتن | استعمال - صاحب صفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی فخر کردن است (فوقی یزدی ؎) ہمیشہ گوز بالای خود زنم ز عقل ؛ چو این خران بہ زر و سیم افتخار ندارم ؛ (اردو) فخر کرنا - ناز کرنا -

افتخار زیبیدن | استعمال - صاحب صفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیبا بودن ناز و افتخار باشد (حزین اصفہانی ؎) ابنای روزگار عیال من اند و من ؛ می زیدم بغیرت مردانہ افتخار ؛ (اردو) افتخار و ناز زیبا ہونا -

افتخار کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی فخر کردن است (مغربی نیشاپوری ؎) در عدل جزبد و نکند عالم افتخار ؛ در جود جزبد و نزند ملک دستان ؛ (اردو) افتخار کرنا امیر نے لفظ افتخار پر اس کی سند دی ہے سودا ؎) ایسا یہ خاندان ہے کہ پشت سے پانا - فخر حاصل کرنا کہہ سکتے ہین -

افتخار گرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حاصل کردن افتخار است (ظہیر سمرقندی ؎) ملکا خسرہ اخداوندا ؛ این سہ نام از تو افتخار گرفت ؛ (اردو) افتخار

افتد بقول برہان و جامع بفتح اوّل و کسر ثالث بروزن مسجد (۱) بمعنی ستاینده و ستایش کننده و (۲) بمعنی شگفت و عجب و تعجب ہم آمده خان آرزو در سراج گوید کہ آنچہ برہان ذکر معنی اوّل کردہ اصلی ندارد و صرف بمعنی دوم است و مصدر این افتدین کہ می آید و افد مخفف این و افدین مخفف افتدین - صاحبان ناصری و جہانگیری و سروری ہم بر معنی دوم قانع مؤلف عرض کند کہ اسم جامد زبان فرس و اسم مصدر باشد و اتفاق محققین بر معنی دوم است حقیقت معنی اوّل چنین بنا شد کہ نزد بعض محققین ہمین اسم مصدر بمعنی مجاز ستایش ہم آمده کہ مجاز معنی دوم است کہ از شگفت و تعجب ہم ستایش چیزی ظاہر می شود و بدین وجہ کہ این بروزن امر مصدر افتدین است صاحبان برہان و جامع معنی اسم فاعل ہم درین پیدا کردند کہ در اسم فاعل ترکیبی این ہمین لغت را مشاہدہ کردہ باشند و خیال نمی فرمایند کہ افادہ معنی فاعلیت بغیر ترکیب حاصل نمی شود (اردو) (۱) ستایش - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث - تعریف - توصیف (۲) حمد - ثنا -

افتدستا بقول برہان و ناصری و سروری و جامع کلمہ ایست مرکب از افتد (کہ گذشت) و ستا کہ ستایش و بندگی باشد و بخیال ما مخفف ستایش۔ پس معنی این (۱) ستایش عجب و نیکوترین ستایش و بندگی و (۲) حمد خدای تعالے صاحبان سراج و رشیدی و جہانگیری بمعنی اول قانع مخفی مباد کہ ہمین لغت در شمس افتد سیا با یای تحتانی بعوض تای فوقانی و دوم آمدہ بخیال ما سہو کتابت باشد۔ حالا استعمال این متروک است و معنی دوم کنایہ (اردو) (۱) بہترین تعریف۔ مؤنث (۲) حمد الٰہی۔ مؤنث

افتدن بقول صاحب اند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بحذف الف دوم مخفف افتادن است کہ گذشت و دیگر کسی از محققین مصادر فرس ذکر این نکرد و نہ سند استعمال پیش شد (اردو) دیکھو افتادن۔

افتدی بقول صاحب شمس فتحتین لغت فارسی است بمعنی مغربیان خدا دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ غلطی کتابت بیش نباشد و مقصود صاحب شمس غیر از حمد گو نباشد کہ یای نسبت بر لغت افتد زیادہ کردہ اند و فتح فا ہم درست نباشد کہ در افتد نیست حیف است کہ سندی پیش نکرد (اردو) حمد کرنیوالا۔

افتیدن بقول موارد مصدر یست بمعنی تعجب کردن و (افتیدن) کہ می آید مرادف این و افتد و افتد حاصل بالمصدر۔ صاحب نوادر ہم ذکر این ہر دو مصدر کردہ مؤلف عرض کند کہ فارسیان این را بزیادت یای معروف و علامت مصدر بر آخر لغت افتد مصدری ساختہ اند پس بالفتح و کسر سوم باشد و افتیدن بدون تحتانی مخففش کہ افتد ہم مخفف افتد آمدہ بخیال ما مصدر اصلی است کہ از اسم جامد فارسی زبان ساختہ شد و بقول متقنین فرس جعلی است کہ موضوع است ما فرق اصلی و جعلی بر ہم مصدر بیان کردہ ایم (اردو) تعجب کرنا

افترا بکسر اول وسوم بقول منتخب دروغ گفتن بر کسی مؤلف گوید کہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی تہمت استعمال کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در لغات می آید (ظہوری ؎) چند تکرار افترای غیر را ؛ تہمت است ای ہمیروت تہمت است ؛ (اردو) افترا۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ بہتان۔ تہمت۔ (آتش ؎) بوئے گل آتش کہن ہوتی ہے محسوس نظر ؛ افترا ہے روز محشر یار کے دیدار کا ؛

افترا آمدن از کسی استعمال۔ عادت تہمت داشتن و تہمت کردن کسی باشد چنانکہ ظہوری گوید (؎) بطاقت نسبت دل دور تر از من بیتابی بگفت مصلحت بین افترا از من نمی آید ؛ (اردو) تہمت کرنا۔

افترا انگیختن استعمال۔ بمعنی تہمت کردن است صاحب آصفی ذکر این کردہ (نثر خسرو) در حق آن بزرگ افترا ہای چہار رویہ چون مسئلہ چہار قولی می انگیزد۔ (اردو) افترا جوڑنا۔ افترا باندھنا۔ بقول امیر افترا کرنا۔ تہمت کرنا۔ (رشک ؎) کلاہ پارہ پارہ سے جو موی سر نکل آئے ؛ تو اس پر حاسدوں نے افترا سنجاب کا جوڑا ؛

(۱۶۹۰)

(رند ؎) افترا مجھ پہ کیا ہے یہ دراندازوں نے ؛ سنجد امین نے کسی کو نہیں اصلا دیکھا ؛

(الف) افترا کار استعمال۔ بقول صاحب آنند بحوالہ فرہنگ فرنگ بہتان گو و افترا کننده فرماید کہ ---

(ب) افترا کاری بمعنی بہتان گوئی ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ (الف) اسم فاعل ترکیبی است و در (ب) یای مصدر در آخرش زیادہ شد و دیگر ہیچ (اردو) الف۔ افترا پرداز بقول امیر تہمت لگانے والا۔ مفسد مؤلف عرض کرتا ہے کہ (ب) افترا پردازی کہ سکھ ہیں

(الف) افت و انداز اصطلاح۔ بقول

صاحب بحر حرکات خوش آیندہ کردن بہار ہمرہانش
(ملا فوقی ع) افت و انداز تبی را بندہ ایم بتا ظہوری ع
زخمہا سر از جگر بر کردہ و من بخیر ؛ افت و انداز نگاہ تیغبا
نازک است ؛ مؤلف گوید کہ این مرکب است از
دو امر یعنی افت از افتادن و انداز انداختن
و اجتماع ہر دو در محاورۂ فرس بمعنی ناز و ادا
حرکات عام معشوق است کہ دل ربا باشد و
سند اول متعلق این است و از سند دوم ـــ

(ب) افت و انداز چشم و نگاہ | مرکب
اضافی است بمعنی کرشمہ و غمزہ کہ از چشم متعلق
(اردو) (۱) لٹک ۔ بقول آصفیہ مؤنث
ناز و ادا ۔ چٹک مٹک ۔ آن بان ۔ آن انداز
(ب) غمزہ و عشوہ ۔ رمز و ایما ۔ (مذکر)

(الف) افت و خیز | اصطلاح ۔ بقول
صاحب بحر شیب و فراز و بر یک قرار نماندن
بہار بدکر معنی بالا گوید کہ عبارت از حالت بین
بین شتاب رفتن و آہستہ رفتن است خان
آرزو در چراغ با معنی بحر متفق مؤلف گوید کہ
این مرکب است از دو امر یعنی افت از افتادن
و خیز از خاستن و اجتماع ہر دو افادہ معنی حاصل
بالمصدر ہر دو دہد مؤلف گوید کہ معنی لفظی این
ظاہر است و در محاورہ فرس کنایہ از پریشانی
و تہ و بالائی باشد ہمچون افت و خیز نبض نشاری
گاہی سست میشود و گاہی تیز چنانکہ طالب
آملی گوید (ے) نفس بسینۂ اعدا ز ہیبت تو
کند ؛ بافت و خیز تردد چو نبض نشاری ؛ و

(ب) اُفت و خیز داشتن | بمعنی از نشیب
و فراز واقف بودن یعنی اگر از پا فتد برخیزد ہم
و انہم کنایہ باشد چنانکہ محسن تاثیر گوید (ے)
بہ بین مدارمہ و مہر و بیوفائی گلہا ؛ ز دولتی مشو
ایمن کہ افت و خیز ندارد ؛ مقصود شاعر اینست
کہ در گل افت و خیز نیست چنانکہ در مہر و ماہ است
ازینجاست کہ گل بی وفاست ۔ عرض می شود کہ
افت و خیز زمانہ بمعنی نشیب و فراز زمانہ بر زبان

معاصرین عجم است (اردو) (الف) تہ و بالائی - پریشانی - مونث (ب) نشیب و فراز سے واقف ہونا

افتیمون بقول برہان بفتح اول دوائیست معروف و آن شگوفۂ نباتی باشد کہ بستر می ماند و سرشاخہای آن باریک است و طبع آن گرم و خشک گوفت و صرع را نافع و آنرا بعربی سبع الشعر خوانند و بعضی گویند زیرہ رومی است و آن سرخ رنگ و تیز طعم می باشد - صاحب جامع ہم ذکر این کردہ صاحب ناصری از رشیدی و طواط سند استعمال این آوردہ (ے) اگر عدوی تراد رسر است سودائی ۞ بدفع سود اتیغت بس است افتیمون ۞ صاحب محیط فرماید کہ این اسم یونانی است بمعنی دوا الجنون و بعربی شجر الصبع و بسریانی سورمور و بہنور نور و بترکی شیون و تبع الشعیر و بہندی کاس بیل ولایتی و امربیل ولایتی گویند و این نباتیست باریک مثل رشتہ کہ بر اشجار می تند - گرم در سوم و خشک در اول - محلل و ملطف و مخرج سودا و بلغم و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) آکاس بیل - بقول صاحب آصفیہ (مونث) امربیل افتیمون - ایک قسم کی بیل ہوتی ہے جو زرد زرد سوت سی اکثر درختوں پر لپٹی رہتی ہے اسکی جڑ زمین پر نہیں ہوتی اور نہ اس میں پتے ہوتے ہیں جن کے بال کم بڑھتے ہیں وہ اسے سر میں ڈالا کرتے ہیں - یونانی حکیم امراض سودا وی میں اسکا استعمال کرتے ہیں جس درخت پر اسے ڈال دیتے ہیں اسے تو جلا دیتی اور آپ سرسبز ہو جاتی ہے -

افجہ بقول برہان و جامع و سراج و ہفت و اند بضم اول بروزن بچہ علامتی است کہ در غلہ زار ہا و کشت و زراعت بجہت رمیدن مرغان سازند و بفتح اول ہم گفتہ اند صاحب سروری فرماید کہ بضم اول و فتح جیم فارسی - چیزی کہ در کشت نصب کنند برای

رسیدن مرغان - صاحب مؤید گوید کہ بہندش دہوکہ نامند وبقول صاحب شمس دوکہہ مؤلف
عرض کند کہ فلاحان درکشت زار بالای ستونہا کہ بلند تر از قد درختان کشت زار می باشد
سلسلۂ قائم کنند از رسن ہای باریک کہ سر آخر آن بر مقام فلاح بدستش باشد و بر آن سلسلۂ
رسن در جاہای متعددہ تکہ ہای پارچہ بیرق نما آویزند - چون کشت بہ خوشہ رسد و دانہ
پیدا شود و طیور بر خوشہا تاخت کند و دانہ می خورد درین وقت فلاح بجای خود می نشیند
و سر آن سلسلہ را دائما حرکت دہد تا ہمہ بیرق ہا بحرکت آید و ہوا و حرکت مصنوعی طیور را
می پراند و خوشہ ہا محفوظ ماند و آنچہ مرکب است از اف وچہ اف بمعنی دوش کہ گذشت
وچہ در آخر لفظ آمدہ افادۂ تصغیر کند ہمچون باغچہ وطاقچہ پس معنی لفظی آنچہ صوت صفیر
کہ ہنگام پف زدن از دہن بر آید وبدین سبب کہ این بیرقہا طیور را می پراند و ہوا را بحرکت
آرد فارسیان این را آنچہ نام نہادند و این کنایہ باشد مزارعان دکن بعوض بیرقہای
پارچہ شاخہای کوچک درختان بابرگہای خشک آویزان کنند کہ از حرکت سلسلۂ رسن
آوازی ہم ازین آویزہا پیدا و زیادہ تر موثر شود برای پرانیدن طیور (اردو)
دکن کے کاشتکار دُکّہ اون سوکھی ہوئی شاخون کو کہتے ہین جو خشک پتون کے ساتھہ
کھیتون مین ایک بلند لکڑی اور رسّی کے سلسلہ پر لٹکا دیتے ہین اور اوس رسّی کے
ایک گوشہ کے ہلانے سے وہ شاخین حرکت کرتی ہین اور خشک پتون کی کھڑکھڑاہٹ سے
پرندے جو خوشون کو چٹ کرنے کے لئے کھیت پر اتر آتے ہین فوراً اڑ جاتے ہین - دُکّہ
دہوکہ کا بگڑا ہوا لفظ ہے جو ہندی مین بقول صاحب ساطع اوس شکل کا نام ہے جو طیور کو

ڈرانے کے لئے کھیتوں میں قائم کی جاتی ہے۔

افد بقول برہان بفتح اول وکسر ثانی بمعنی افتد کہ گذشت۔ صاحبان رشیدی جہانگیری وسروری وجامع وناصری ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ این مخفف افتد باشد (اردو) دیکھو افتد۔

(الف) افدر بقول برہان وسروری بروزن صفدر (۱) برادر پدر را گویند کہ بعربی عم خوانند وبمعنی (۲) برادرزادہ و (۳) خواہرزادہ نیز آمدہ۔ صاحب مؤید این را ذیل لغات فارسی نویسد۔ وذکر معنی دوم وسوم کند صاحب جامع وجہانگیری بر معنی اول قانع صاحب رشیدی بذکر ہر سہ معنی صراحت کند کہ معنی اول اصح است وصاحب ناصری بر معنی اول ودوم قناعت کند۔ صاحب شمس بذکر ہر سہ معانی فرماید کہ ----------

(ب) افدرہ بزیادت ہای ہوز در آخر ہم آمدہ وصاحب ضمیمہ برہان گوید کہ بمعنی برادرزادہ وخواہرزادہ فقط مؤلف عرض کند کہ بخیال ما (۴) معنی حقیقی این پدر است واستعمال این معنی در کلام شعرای فرس یافتہ ایم (بوشعیب ۵) سنبلہ جعدی نبشتہ عارضی پشت سیاوش افدر و پرویز جد پس افدر بدین معنی مزید علیہ ومبدل پدر باشد کہ فارسیان بقاعدہ خود الف وصلی در اولش آوردند و بای فارسی را بہ فا بدل کردند ہمچون پیل وفیل وسپید وسفید و معنی اول ودوم وسوم مجاز آن وجادارد کہ مجازاً عم را پدر یا افدر گوئیم کہ بجای پدر است ولیکن برادرزادہ وخواہرزادہ را افدر گفتن محل تامل وطالب سند باشیم کہ از نظر ما نگذشت اندرین صورت لازم آید کہ پدر را اصل این لغت واسم جامد فارسی زبان گیریم بمعنی اب ولیکن عجب است از صاحبان برہان وجہانگیری وسراج وجامع وسروری وزفری وپہلوی (شمس

ورشیدی کہ لفظ پدر را ترک کردہ اند و آفرین بر ہفت و مؤید و اند و غیاث کہ ذکرش کردہ اند۔ استعمال لفظ پد بمعنی اب در کلام متقدمین و متاخرین و معاصرین عجم بسیار آمدہ ولیکن ترک محققین معتبر و کثیر التعداد ما را بحیرت انداز دخیال می کنیم کہ این لغت فارسی الاصل نباشد و عجبی نیست کہ اصل این فادر است کہ بقول منتخب در عربی زبان بمعنی پیر کوہی کلان سال و فدر ہم بمعنی پیر کوہی جوان آمدہ و فارسیان آن را مفرس کردہ بہ تبدیل فا با بای فارسی پدر کردہ بمعنی اب استعمال کردہ باشند کہ بزرگان سال۔ پدر کلہ گوسپندان باشد و در انگلیسی زبان ہم پدر را فادر گویند و عجبی نیست کہ ماخذ آن ہم لغت عرب باشد و جود افدر در استعمال فرس بمعنی پدر بزیادت الف وصلی در اولش تائید خیال ما می کند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال مخفی مباد کہ در افدرہ ہای نسبت بر آخر افدر زیادہ کردہ اند بمعنی منسوب بہ پدر و موافق قیاس است کہ عم و برادرزادہ و خواہر زادہ را افدرہ گفتند بر سبیل مجاز (اردو) (الف) و (ب) (۱) چچا۔ مذکر۔ (۲) بہتیجا۔ مذکر (۳) بہانجا مذکر (۴) باپ۔ مذکر

افدستا بقول برہان با تای قرشت بر وزن محلسہا بمعنی افتدستا۔ صاحبان ناصری و سراج و جہانگیری و رشیدی و جامع و (دری و پہلوی) ذکر این کردہ اند کہ مخفف افتدستا بحذف تای ثانی اول باشد (شمس فخری ۵) بدین کتاب اعانت نمود طبع مرا چو کہ جملہ بندگی شاہ

راست افدستا چو (وقیقی ۵) بعد ایزد تو ہم خداوندی چو زان کنم بر تو اول افدستا چو (اردو) دیکھو افتدستا۔

افدیدن بقول برہان و نوادر و سروری بر وزن فہمیدن شگفتی کردن و تعجب نمودن صاحب بحر ہمزبانش و فرماید کہ سالم التصریف است کہ تغیر نفش

بر اسم مصدر کرده ایم - صاحب موارد گوید که حاصل بالمصدر این آفد باشد مؤلف عرض کند که یا اینکه این را مخفف مصدر افتدین گیریم که گذشت یا مرکب از آفد و یای معروف و	علامت مصدر (دن) پس آفد اسم جامد زبان فارسی مخفف افتد و اسم مصدر و صیغهٔ امر و حاصل بالمصدر بر وزن امر باشد (اردو) دیکھو افتدین -
افرا	بقول برهان بروزن صفرا (بمعنی آفرین و تحسین باشد - صاحب ناصری بذکر معنی اول فرماید که (۲) نام درختی معروف که آن را افراغ هم نامند چنانکه شاعر مازندرانی گوید (شعر) شمشاد و چنار و ارس و افراخته قامت دل آراته صاحب جامع و جهانگیری بر معنی اول قانع و فرماید که افری هم به همین معنی آمده صاحب هفت فرماید که بالکسر زبان عرب بمعنی اصلاح کردن و نیکو سیدن است مؤلف گوید که آفرین اصل است که در ممدوده گذشت و افری بمقصورهٔ اول و حذف نون به همین معنی مخفف آفرین که می آید و افرا مبدل افری به تبدیل تحتانی به الف چنانکه یکدش و اکدش و یرمغان و ارمغان - نسبت معنی دوم حیف است که محققین فرس باضافت ناصری اتفاق نمی کنند و او صراحت مزید این نکرده است و صاحب محیط هم این را ترک کرده (اردو) (۱) دیکھو آفرین کے دوسرے معنی (۲) ایک مشہور درخت کا نام جس کو فارسیون نے افرا اور افراغ کہا ہے افسوس ہے کہ اسکی مزید تعریف ہمکو معلوم نہ ہوسکی کچھ عجب نہین کہ یہ وہی درخت ہو جس کو سنسکرت مین بقول صاحب ساطع اپراجتا جس کو کوئل اور کوا ٹھینٹھی بھی کہتے ہین صرف دو شاخ کا پودہ ہے

(الف) افراخ | صاحب منتهی الارب نسبت (الف) فرماید که بالکسر بمعنی آشکارا
(ب) افراختن | شدن راز وظاهر کردن پنهانی است وبخیال ما مبدّل ومزید علیه
(ج) افراختن | فراز که بمعنی بلند اسم جامد زبان فارسی است که فارسیان الف
(د) افراخته | وصلی در اول این آورند وبقاعدهٔ خود زای منقوطه را بخای معجمه بدل کردند همچون آویزه وآویخته پس اسم مصدر افراختن است چنانکه فراز اسم مصدر فرازیدن و(ب) ماضی مطلق (ج) و(ج) مصدریست که وضع کردند از (الف) بزیادت کلمهٔ تن که علامت مصدر باشد وبقول برهان بروزن پرداختن بمعنی (۱) برداشتن وبلند ساختن است وبقول صاحب بحر عجم بپای کردن و(۲) برکشیدن وبرآوردن هم (کامل التصریف) مضارع این افراز د مؤلف گوید که مضارع این افراخد بود بهمان قاعدهٔ تبدیل که ذکرش بالا مذکور شد خای معجمه را به زای منقوطه بدل کردند صاحب موئد برمعنی اول قانع وفرماید که افراز امر این ونیز حاصل بالمصدر بروزن امر - صاحبان نوادر وجامع وجهانگیری وسروری صرف معنی اول را ذکر کرده اند (عمید الدین ـ) افراخت لوای بادشاهی نگیرفت سپیدی وسیاهی نخفی مباد که بقول مقننین فرس این مصدر اصلی است وسماعی وبر اصول ما که بر اسم مصدر گذشت اصلی وقیاسی که از اسم جامد فارسی زبان وضع شده است حالا عرض میشود نسبت (د) واین بقول برهان وسروری بمعنی برداشته وبلند گردانیده (خاقانی ـ) پرچم زشب پرداخته مه طاس پرچم ساخته شبیرق زصبح افراخته روزش سپهدار آمده مؤلف عرض می کند که اسم مفعول است از (ج)

دیگر ہیچ (اردو) (الف) بلند (ب) بلند کیا (ج) (۱) اٹھانا۔ بلند کرنا۔ کھڑا کرنا (۲) نکالنا (د) بلند کیا ہوا۔ نکالا ہوا۔ جیم کا اسم مفعول۔

افراز بقول برہان ورشیدی وجامع بر وزن پرواز (۱) بمعنی بلند و بلندی۔ خان آرزو در سراج گوید کہ فراز بدون الف اول مخفف این است وصاحب ناصری فرماید کہ در جمیع معانی فراز مرادفش وافراز بدن مصدر این صاحب سروری از استاد لبیبی سند آوردہ (ے) زبس رفعتش شاہباز خرد نیارد بر افراز او پر پرد مؤلف عرض کند کہ فراز بدون الف اول اصل است واسم جامد زبان فارسی بمعنی حقیقی بلند۔ الف وصلی در اولش آوردہ افراز کردند وہمین است اسم مصدر افراز یدن کہ می آید پس افراز مزید علیہ فراز است نہ فراز مخفف افراز چنانکہ خان آرزو گفتہ مخفی مباد کہ سندی کہ بالا گذشت متعلق بہ معنی پانزدہم است کہ حاصل بالمصدر افراز یدن باشد و در مصرع دوم افراز بمعنی بلندی است نہ بلند اردو دیکھو افراخ۔

(۲) افراز بقول برہان وجہانگیری وسراج وجامع بمعنی منبر (حکیم زجاجی ے) خطیبان پس از نام پاک امام ۔ بر افراز ازین شاہ بردند نام ۔ مؤلف عرض کند کہ این مجاز بمعنی اول است کہ منبر ہم بلند باشد وفراز بدون الف اول ہم بدین معنی توان گرفت ولیکن استعمالش در کلام فرس یافتہ نشد ازینجا کہ صاحب برہان در معانی فراز این معنی را ترک کردہ (اردو) منبر۔ بقول صاحب آصفیہ عربی۔ اسم مذکر۔ مقام بلند۔ اونچی جگہ۔ کاٹ یا چونے وغیرہ کا سیڑھی دار بنا ہوا اونچا مقام جس پر خطیب کھڑا ہو کر خطبہ سناتا ہے۔ وعظ کہنے کا مقام۔ اسپیچ کا چبوترہ (ناسخ ے)

نہ فلک انکو سمجھنا کہ برای حیدر ؛ سات زینون
کا کیا حق نے یہ منبر پیدا ؛

(۳) افراز بقول برہان وجہانگیری وسروری
وجامع بمعنی جمع کہ مقابل فرو است (سیف
اسفرنگی ؎) روح اقسام شادمانی را ؛
از پئی بزم تو کند افراز ؛ خان آرزو در سراج
گوید کہ بمعنی جمع کردہ و بہم آوردہ مؤلف
گوید جمع کردن و بہم آوردن معنی افراز کردن
است نہ مجرد افراز بخیال ما این متعلق است
بہ معنی ششم کہ می آید یعنی پیش و نزدیک
ضرورت ندارد کہ باستناد کلام سیف اسفرنگی
معنی جمع گیریم و تعدد معانی را وسیع کنیم و این ہم
مجاز معنی اول باشد کہ چیزی کہ بلند شود قریب
و پیش نظر شود از برای بینندگان برخلاف
چیزی کہ بلند نیست مخفی مباد کہ اصل این ہم
بدون الف وصلی اول و صاحب برہان نیز فرا
این معنی را ہم ذکر کردہ (اردو) دیکھو چھٹے معنی

(۴) افراز - بقول برہان وجہانگیری وسروری
وجامع بمعنی بستہ - خان آرزو در سراج گوید کہ
فراز کردن در بمعنی فرو بستن یعنی پیش آوردن
ہر یکی جدا است و لہذا در فراز کردن بمعنی بستن
است مقابل باز کردن (سعدی ؎) بروی
خود در اطماع باز نتوان کرد ؛ چو باز شد بدرستی
فراز نتوان کرد ؛ مؤلف عرض کند کہ این ہم
مجاز معنی اول باشد زیرا کہ در زمانۂ سلف عموماً
در و دریچہ ہا نہ چنان می بود کہ در زمانۂ حال
است بلکہ تختہ را برای دربہ پائین آستان
بوسیلۂ زمادہ آہنین نصب می کردند و چون در را
باز می کردند آن تختہ چوبین بر زمین فرش می شد
و چون می خواستند کہ در را ببندند آن تختہ را
فراز یعنی بلند می کردند و با حصہ بالائی دریواس
یعنی چار چوب و دہلیز واصل کردہ قفل می زدند
از ینجاست کہ در محاورۂ عجم افراز بمعنی بستن ہم
آمدہ و لیکن تخصیص این باد در و دریچہ و مماثل آن

باشد و زبانۂ حال ہم دری را کہ دو تختہ دارد
چون خواہند کہ بند کنند یک تختہ آن را بر
تختۂ دومش بلند می کنند از ینجاست کہ
فراز بمعنی حقیقی بلند مجازاً بمعنی بند مستعمل شد۔
(اردو) بند۔ بقول آصفیہ مسدود مقفل۔
(۵) افراز۔ بقول برہان و جہانگیری و سراج
و سروری و جامع بمعنی کشادہ و پہن شدہ
صاحب شمس گوید کہ در عربی بمعنی جدا کردن
چیزی از چیزی مؤلف گوید کہ این مبدل
و مزید علیہ فراخ است کہ اسم جامد فارسی
زبان باشد بہمین معنی فارسیان بقاعدۂ خود
خای معجمہ را بہ زای ہوز بدل کردند چنانکہ
بر لغت افراخ ذکرش کردہ ایم۔ فراز شد
و فراز بہ ہمین معنی آمدہ (کذا فی البرہان) و
پس از ان الف وصلی در اولش آوردہ
افراز کردند۔ اندرین صورت این مجاز
معنی اوّل نباشد (اردو) فراخ۔ بقول
آصفیہ (فارسی) وسیع۔ کشادہ۔ چوڑا۔
دیکھو اپارہ۔
(۶) افراز۔ بقول برہان و جہانگیری و سراج
و سروری و رشیدی و جامع بمعنی قریب و نزدیک و
پیش مؤلف گوید کہ این ہمان است
کہ ذکرش بر معنی سوّم گذشت۔ مجاز معنی
اول است و سند این از کلام سیف اسفرنگی
ہمدرانجا مذکور۔ (اردو) قریب۔ نزدیک
آگے۔ سامنے۔
(۷) افراز۔ بقول برہان و سراج و رشیدی
و جامع و جہانگیری بمعنی نشیب کہ مقابل فراز
است۔ حیف است کہ سند این پیش نشد۔
صاحب برہان این را بدون الف اوّل
ہم بہمین معنی گفتہ فرماید کہ از لغت اضداد
است و طالب سند استعمال باشیم شک
نیست کہ این مجاز معنی اوّل نیست و ہیچ
تعلق با ما خذش ندارد و بر زبان معاصرین

هم استعمال این نیافتیم (اردو) نشیب۔
بقول آصفیہ۔ اسم مذکر۔ نچان۔ پستی۔
(۸) افراز۔ بقول برہان وجامع بمعنی ازین
باز و بعد ازین۔ خان آرزو در سراج گوید که
بمجون ازین فراز و از امروز فراز چنانکه تو می
گفته (فرخی ۵) مراد دل او بودم من دی
و پری و بمراد دل خود باشم از امروز فراز
مؤلف عرض کند که در لفظ فراز معنی مجرد
بعد و پس است نه بعد ازین انیهم من وجه
مجاز معنی اول باشد یعنی بالای امروز کنایه
باشد از فردا و پس فردا یعنی روزیکه بعد از
امروز آید و همین معنی بقول برہان بر لفظ
فراز هم می آید (اردو) آگے۔ بعد۔
(۹) افراز۔ بقول برہان وجہانگیری بمعنی
سرکش و سرکشیده۔ خان آرزو در سراج
گوید که سرکش بمعنی سرفراز است نه تنها فراز
و بقول جامع سرکشنده۔ مؤلف عرض کند
که محققین بالا درین معنی تسامح کرده و از
سرفراز و سرافراز این معنی را پیدا کرده اند
و غور نفرموده اند که سرفراز و سرافراز اسم
فاعل و اسم مفعول ترکیبی است و بدین وجه
که افراز از مصدر افرازیدن امر است بحالت
ترکیب افاده معنی فاعلی و مفعولی کند و مجرد
افراز اصلا بمعنی سرکش و سرفراز نیست
خان آرزو و اشارتا اختلافی که با محققین دیگر
کرده است درست است حیف است که
مدعیان این معنی سند استعمال این پیش نکردند
(اردو) سرکش۔ بقول آصفیہ۔ باغی۔
نافرمان۔ متمرد۔
(۱۰) افراز۔ بقول برہان وجہانگیری وجامع
بمعنی خرزه یعنی آلت تناسل است۔ خان آرزو
در سراج گوید که به تقدیم زای معجمه بر رای مهمله
باشد و آن ترجمهٔ آلت است۔ صاحب سروری
فرماید که بمعنی اوزار باشد و صاحب رشیدی

گوید که اوزار به تبدیل فا با واو به رای مهملهٔ
سوم وزای هوز پنجم هم به همین معنی آمده و
صاحب ضمیمهٔ برهان هم صراحت کرده که افزار
و افزار به تقدیم و تاخیر رای مهمله وزای هوز
هر دو مرادف یکدیگر است مؤلف گوید که
افزار به رای مهملهٔ سوم وزای معجمهٔ پنجم بدین معنی
مقلوب افزار به زای هوز سوم ورای مهملهٔ
پنجم است که فارسیان این را مقلوب بعض
گویند همچون استخر و اسطرخ که گذشت وافزار
به فای دوم وزای معجمهٔ سوم ورای مهمله
در آخر مبدل اوزار باشد که فارسیان بقاعدهٔ
خود واو را به فا مبدل کنند همچون وام و فام و
معنی حقیقی این مطلق آله باشد ومجازاً برای آلهٔ
تناسل استعمال کرده باشند واوزار بقول صاحب
اند در عربی زبان هم بمعنی سلاح وساز آمده
حیف است که سند استعمال این بدین معنی
مجازی از نظر ما نگذشت واگر افزار را بدین معنی

مجاز معنی اول هم گیریم جا دارد که بلندیش بجالت
نعوظ با معنی اول تعلق دارد (اردو) آلهٔ تناسل
مذکر - دیکھو ابو الحیہ -

(۱۱) افراز - بقول برهان وسراج وسروری
ورشیدی وجامع بمعنی بردار و بلند ساز مؤلف
گوید که امر است از مصدر افرازیدن وشامل
بر همه معانی آن که می آید (اردو) اٹھا - بلند
کر - امر حاضر -

(۱۲) افراز - بقول برهان بمعنی بلند کننده وبقول
رشیدی بلند گرداننده خان آرزو در سراج
فرماید که این ماخوذ است از افرازنده وصاحب
سروری گوید که بلند گرداینده چنانکه ابو عاصم
فرماید (ے) ای در همه علمها سرافراز ؛ دائم
ز جهانیان سرافراز ؛ مؤلف عرض کند که
تتابع محققین بالا بمیش نیست مجرد افراز که امر
حاضر مصدر را فرازیدن است معنی فاعلی - یا
مفعولی ندارد تا آنکه مرکب نشود با اسمی دیگر و درین

صورت اسم فاعل یا مفعول ترکیبی باشد (اردو) بلند کرنے والا - بلند۔

(۱۳) افراز - بقول خان آرزو در سراج بحوالہ نسخہ وفائی بمعنی خون - فرماید کہ این خیلی غریب است و صاحب برہان ہمین معنی را بحوالہ نسخہ وفائی بر فراز نوشتہ و بر افراز ترک کردہ مؤلف عرض کند کہ ہمہ اہل تحقیق ازین معنی ساکت اند و سندی ہم پیش نشد و اگر استعمال این بمعنی خون در کلام فرس بہ تصدیق نسخہ وفائی یافتہ شود یا وجود این معنی در فراز تائید کند تو انیم عرض کرد کہ ہم مجاز است از معنی اول کہ چون رگ کشادہ شود خون ہمچون فوارہ بلند شود (اردو) خون - بقول آصفیہ - فارسی - اسم مذکر لہو

(۱۴) افراز - بقول صاحب انند و غیاث بمعنی مصالح طعام مثل کشنیز و قرنفل و زیرہ وغیرہ و این مخفف بو افراز باشد مؤلف عرض کند کہ اگر سند استعمال این بدست آید تو انیم گفت کہ مخفف بو افراز است و بو افراز اسم فاعل ترکیبی باشد (اردو) مصالح - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - پیاز لہسن - ادرک دہنیا وغیرہ جو گوشت مین ڈالا جاتا ہے - اور جیسے لونگ - الائچی - زیرہ سیاہ - سیاہ مرچ وغیرہ ڈالتے ہین تو گرم مصالح کہتے ہین - اردو مین اسکو مسالا بھی کہتے ہین -

(۱۵) افراز - بقول صاحب موارد حاصل المصدر افرازیدن است بمعنی بلندی بروزن امرو ظاہر است کہ فرقی نازک کہ در معنی بلند و بلندی است ہمین فرق است درین و نمبر اول (اردو) بلندی - مؤنث -

افرازپا استعمال - بقول صاحب شمس ہر چہ در پای پوشند - صاحب مؤید فرماید کہ ہندی این کہوسرہ باشد کذا فی العلمی - صاحب بحر و ضمیمہ برہان این را بہ زای معجمہ سوم و رائے

مہملۂ پنجم آورده اند بمعنی کفش و پاپوش نوشته - مؤلف عرض کند که مرکب اضافی است و متعلق به معنی دهم لفظ افراز که برای معجمۂ سوم و برای مہملۂ سوم هرو و آمده و معنی حقیقی آن آلت است پس آلت با معنی حقیقی این باشد و کنایه از کفش و پاپوش یا چیزی که در پای پوشند - (اردو) جوتی - بقول صاحب آصفیه (ہندی) اسم مذکر - کفش - پاپوش اور بلحاظ معنی عام وہ چیز جو پاؤن مین پہنی جائے یعنی پاتابون پر بہی اس لفظ فارسی کا اطلاق ہوسکتا ہے -

افراز دان | استعمال - بقول صاحب آنند و مؤید بازای موقوف آوندی مانند نمکدان چوب و مماثل آن که در آن حوائج دیگ محفوظ کنند و به تازیش مفرحه خوانند مؤلف گوید که درین لغت لفظ افراز بمعنی چهاردهمش باشد که مخفف بوافراز است و دان کلمه ایست در آخر لفظی آمده افاده معنی ظرفیت کند همچون قلمدان و قهوه دان (اردو) مصالح رکھنے کا صندوق یا ٹوکری یا ظرف -

افراز کردن | استعمال - بمعنی پیش کردن و حاضر آوردن است سند این بر معنی سوم افراز از کلام سیف اسفرنگی گذشت (اردو) پیش کرنا - حاضر کرنا -

افرازیدن | بقول صاحب برہان بمعنی (۱) بلند ساختن و افراختن و (۲) بمعنی آراستن و زیب دادن و (۳) خوش کردن صاحب بحر هم متفق با برہان و فرماید که کامل التصریف است و مضارع این افراز و صاحب موارد بر معنی اول قانع و فرماید که افراز امر و حاصل بالمصدر این و صاحب نوادر هم بر معنی اول قناعت کرده مؤلف گوید که مرکب است از اسم مصدر افراز و یای معروف و علامت مصدر دن و بقول ما مصدر اصلی که از اسم جامد فارسی زبان وضع شد و بقول متقنین فرس مصدر جعلی است

(۱۹۶ ب)

و فرق و تعریف هر دو بر لفظ اسم مصدر گذشت بالجمله معنی اول حقیقی است و معنی دوم و سوم من وجه متعلق به معنی دهم لفظ افراز است که که سامان پوشانیدن کنایه باشد از آراستن و زیب و اون و خوش کردن حیف است که معنی دوم و سوم پیش نه شد (اردو) (۱) بلند کرنا۔ کھڑا کرنا (۲) سنوارنا۔ (۳) خوش کرنا۔

افراس بقول برهان بر وزن کرپاس خیمه و قنات را گویند و بقول ناصری چشمه و قنات بخیال ما غلطی کتابت پیش نباشد که خیمه را چشمه نوشت۔ صاحب جامع فرماید که بمعنی خیمه و طناب باشد۔ خان آرزو در سراج باتفاق معنی بالا فرماید که ظاهرا تصحیف است صحیح به شین معجمه باشد جمع فرش۔ صاحب انند گوید که فرس لغت عرب است بمعنی اسپ و افراس بالفتح بقول صاحب منتخب جمع فرس یعنی اسپان مؤلف عرض کند که فارسیان افراس عربی را بمعنی واحد گرفتند یعنی استعارةً خیمه را اسپ گفتند که قیام آن باطناب و قنات مشابه اسپ است و بهتر ازین است که این را مبدل افراز گیریم که معنی اولش بلند است و خیمه هم بلند باشد فارسیان زای معجمه را بسین مهمله بدل کنند همچون آیاز و ایاس و هرمز و هرمس۔ خیال خان آرزو نسبت تصحیف این لغت موجه نیست زیرا که افراش جمع فرش نیامده و اگر باشد در انصورت هم فرش را بخیمه استعاره کردن خوش نمی نماید و اتفاق صاحبان تحقیق به سین مهملهٔ چهارم است و ماخذ بیان کردهٔ ما قابل تسکین (اردو) خیمه۔ مذکر۔ دیکھو اتاق۔

افراس آب اصطلاح۔ بقول برهان بکسر سین بی نقطه بمعنی سواران آبست که حباب باشد۔ صاحب بحر فرماید که باضافت حباب باشد که بوقت بارش بر روی آب پدید آید صاحب

جامع گوید که قبه حباب معروف و بقول مؤید سوارگان آب که افراس سواران را گویند صاحب شمس همزبانش مؤلف عرض کند که افراس در عربی زبان یعنی سواران قاموس غور محققین فضلا از نقط فرس که در عربی زبان اسپ را گویند در غلط افتاده اند بخیال ما معنی حقیقی این ضمیمه آب است که افراس بمعنی خیمه گذشت و ما خذ آن هم همدر انجا مذکور پس افراس آب کنایه

باشد از حباب که همچون خیمه بالای سطح آب قائم می شود و دیگر هیچ صاحب جهانگیری این را در خاتمه کتاب بذیل دستور پنجم تحت لغات غریبه نوشته (حکیم سوزنی ؎) ای بتاج تخت شاهی وارث افراسیاب ؛ کرد فتح و نصرت از نعل سم افراسیاب ؛ عکس ماه نو فلک بر آب دریا افگنند ؛ تا همه مشعل شوند از بهر تو افراس آب ؛ و (ازرقی) حباب بقول آصفیه (عربی) اسم مذکر پانی کا بلبلا گنبد آب

افراسیاب بقول برهان و هفت نام بادشاه ترکستان است و کنایه از همواره براه رونده هم چه آب بمعنی راه و هموار است (فردوسی ؎) شود کوه آهن چو دریای آب ؛ اگر بشنود نام افراسیاب ؛ صاحب مؤید فرماید که همین بادشاه جاودانی بوجود آورد و بعد کشتن نوذر بادشاه ایران زمین دوازده سال ملک ایران را فروگرفته و همیشه با ایرانیان منازعت داشت پس گشتاسپ بادشاه ایران زمین او را از ایران بیرون کرده باز بترکستان فرستاد مؤلف عرض کند که شک نیست که این مرکب از افراس و آب است و در اسمای شاهان ترک اکثر لفظ اسپ را یافته ایم و وجه تسمیه آن بجایش ذکر کرده ایم که ترکان اسپ را واقیع می دانند و در اسمای سلاطین نسبت یا اضافت شاه بآن کنند بخیال ما افراسیاب در اصل افراس آب بود اسم فاعل ترکیبی یعنی آب و رونق و قدرت اسپان دارنده و جادار و که

ہموارہ براہ روندہ کنایہ باشد از ہمین معنی حقیقی پس از دو الف محدودہ آب کہ در رسم الخط قدیم بود یک الف بقاعدۂ فارسی مبدل شد بہ یای تحتانی ہمچون تازآنہ و تازیانہ۔ افراسیاب شد وانچہ برہان ارادہ بیان وجہ تسمیہ کردہ است سکندری خوردہ است وخود آب بمعنی ہموارہ براہ روندہ آمدہ کہ بجایش گذشت و در معانی مختلفۂ آب معنی راہ و ہموار نیست و نباشد و ہیچ ذکر نکردہ کہ ترکیب افراس با آب چہ طور معنی ہموارہ براہ روندہ پیدا کرد و فتامل۔

(اردو) افراسیاب۔ بقول امیر تیمور ان کے ایک عظیم الشان بہادر بادشاہ کا نام ہے جو ایران کے کیانی بادشاہوں کے ساتھ مدتوں لڑتا رہا اور آخر کار کیخسرو بن سیاوش کے زمانہ میں مارا گیا۔

(الف) افراش | (الف) بقول آنند بالکسر لغت عربست بمعنی ایستادن و معانی دیگر ہم دارد و بخیال ما در فارسی زبان این مبدل افراز است بالفتح بمعنی

(ب) افراشت | بلند کہ فارسیان زای ہوز را بہ شین معجمہ بدل کنند ہمچون زلوک

(ج) افراشتن | و شلوک کہ بقول برہان بمعنی کرم معروف است سیاہ رنگ

(د) افراشتہ | کہ خون از بدن بمکد پس (الف) اسم جامد فارسی زبان و اسم مصدر (ج) باشد و (ب) بقول برہان و ناصری و سروری بمعنی برداشت و بلند ساخت و بالا برد (سراج الدین راجی از سروری ؎) رایت جود آنچنان افراشت ٭ کز جہان نام فقر را برداشت مؤلف گوید کہ ماضی مطلق است از مصدر (ج) و (ج) بقول برہان بروزن و معنی برداشتن و بلند ساختن۔ صاحب بحر عجم گوید کہ کامل التصریف و مضارع این افراشد

و اصل این افراختن۔ صاحب موارد فرماید کہ بدون الف اوّل فراشتن ہم آمدہ و حاصل بالمصدر این افراز (شیخ شیراز ۵) چہ می خواہی از طارم افراشتن ؛ ہمینست بس از بہر بگذاشتن ؛ صاحبان رشیدی و جامع و سراج و جہانگیری و نوادر ہم ذکر این کردہ اند و مرادف افراختن گفتہ ۔ (د) بقول برہان و ناصری و سروری و نوادر یعنی برداشتہ و بلند ساختہ و بالا بردہ (استاد لبیبی ۵) دل از حرص و از کینہ انباشتہ ؛ سر کبر بر چرخ افراشتہ ؛ مؤلف عرض کند کہ اسم مفعول (ج) است بس (اردو) (الف) دیکھو افراخ (ب) افراخت (ج) افراختن (د) افراختہ کے پہلے معنی۔

افراشتہ قد اصطلاح۔ بقول صاحب بحر عجم و مؤید مرادف آختہ قد (کہ در محدود گذشت) شامل بر ہر دو معنیش یعنی (۱) بلند قد (۲) نام آور مؤلف عرض کند کہ معنی اوّل موافق قیاس است و معاصرین عجم ہم اتفاق دارند و لیکن نسبت معنی دوم طالب سند باشیم (اردو) دیکھو آختہ قد

افراہ بقول برہان و جامع و سراج و ہفت بر وزن ہمراہ طعامی را گویند کہ بجہت محبوسان پزند۔ صاحب سروری ہم بحوالہ تحفہ ذکر این کردہ صاحب انند این را لغت فارسی گوید جز این نیست کہ اسم جامد باشد۔ وحید است کہ سندی پیش نشد (اردو) قیدیوں اور محبوسوں کی غذا (مؤلف)

افربیون بقول صاحب برہان بفتح اول و ثانی و سکون ثالث و کسر بای ابجد و یای حطی بواو رسیدہ و نون زدہ دوائی است کہ آنرا فربیون ہم نامند۔ صاحب سواء السبیل گوید کہ این را بیونانی اوفوربیان نام است صمغ ماذریون و زقوم ہندی

باشد - و صاحب محیط گوید کہ ہمان فرفیون و برفربیون ہم حوالہ فرفیون دادہ و بر فرفیون فرماید کہ ابربیون و افربیون ہم آمدہ کہ معرب او بربیون فارسی باشد و بعربی آکل بنفشہ و قاتل بنفشہ و حافظ النحل و کروش النعم و حافظ اطفال و بہ بربری ناگوست و بروی فوطلیوس و افعین و بیونانی مخالیون و حالاس و قومانوس و اہل مصر و شام آنرا لبانہ مغربیہ خوانند و اکثر لبن السود او بقول بعض صمغ نباتی است شبیہ بہ نبات کاہو و کاسنی و شیر دارد گرم و خشک در اول چہارم و گویند در آخر سوم - حاد - اکال - ملطف - جالی - محرق باسخان شدید خصوصاً تازہ آن و منافع کثیر دارد (الخ) صاحب مخزن ذکر افربیون کردہ فرماید کہ ابرفیون ہم گویند و بمغربی بستانہ (اردو) ایک درخت کا گوند ہے جو کاہو اور کاسنی سے مشابہ ہوتا ہے افسوس ہے کہ اسکا اردو یا مشہور نام نہ معلوم ہو سکا - صاحب جامع الادویہ نے اسکو ترک کیا ہے اور صاحب محیط اور مخزن نے اس کا معرب نام افربیون لکھا ہے اور بقول سوار السبیل ماذریون کا گوند اور زقوم ہندی - صاحب محیط نے زقوم پر لکھا ہے کہ سینڈر۔

افرسب بقول صاحب سروری بکسر ہمزہ و سکون فا و سین مہملہ و فتح راے مہملہ چوبی باشد کہ بام خانہ را بآن پوشند چنانکہ شاعری گوید (ے) از گرانی اگر شوی بر بام ؛ بام و افرسب جملہ خورد کنی ؛ صاحب رشیدی و سراج فرماید کہ چوب بزرگ بام خانہ کہ آنرا شاہ تیر ہم گویند و بدون الف فرسب ہم آمدہ و صاحب برہان بر فرسب فرماید کہ بہ بای فارسی ہم مستعمل و صاحب شمس این را لغت فارسی گفتہ و بیای فارسی نوشتہ مؤلف عرض کند کہ جز این نیست کہ فارسیان این را مرکب کردہ اند از لفظ فر و اسپ ؛ فر بمعنی رفعت و شان می آید و اسپ

بمعنی خود است پس فرسپ بحذف الف اعم از نیکه با بای عربی گیریم یا فارسی بمعنی رفعت وشان اسپ دارنده - اسم فاعل ترکیبی است جی بالیست که اسپ را بر فرقدم آرند ولیکن اسم فاعل ترکیبی بدین ترکیب هم آید چنانکه کمان ابرو و ابروکمان پس چیزی که رفعت وشان اسپ دارد کنایه باشد از شاه تیر سقف مکان که بلند هم باشد وحامل وزن سقف هم - بالجمله فرسپ اصل است و افرسپ بزیادت الف وصلی در اوّلش مزید علیه آن وجادارد که بباء فارسی وعربی هر دو خوانیم که اسپ هم بهر دو گذشت (ارد و) شاه تیر - بقول آصفیه فارسی اسم مذکر - بڑی کڑی - شہتیر - سقف خانه -

افرنجمشک بقول برهان مرادف فرنجمشک نباتی است که آنرا به شیرازی بالنگوی خودرو گویند - بوسیر را نافع است و بر فرنجمشک فرماید که نام این در عربی بقلة الطیب و صاحب محیط گوید که همان فرنجمشک و برفرنجمشک صراحت کند که معرب پلنگ مشک فارسی است و آنرا افرنجمشک و فلنجمشک و ابرنجمشک نیز نامند و این همه اسامی معرب از اسم فارسی است و بعربی اصابع قنیان هم نامند و بسریانی فلنکسکا و بروی امیولو فراس و بیونانی افلیس - و اوقیلس و بهندی رام تلسی گویند و انبل هم و این نوعی از ریحان است خوشبوی شبیه ببوی قرنفل و از قرنفل بستانی همین مراد است و گویند بوی آن شبیه به مشک است - گرم و خشک در آخر دوم - خوردن و شمیدن و طلا کردن آن مفتح سدد دماغی و جهت درد سر بار و نافع و خوش کنندهٔ بوی دهان و بغایت مقوی و منافع بسیار دارد (الخ) صاحب برهان پلنگ مشک فرماید که وجه تسمیه آنست که گل این به گلهای پشت پلنگ و برنگ آن می ماند و بوی مشک میدهد

(اردو) صاحب آصفیہ نے تلسی پر فرمایا ہے کہ اسم مونث ایک پودے کا نام جسے ہندو لوگ پوجتے ہین - ریحان - بالنگو - نیازبو - صاحب جامع الادویہ نے رام تلسی پر افرنجمشک کا ذکر کیا ہے ایک قسم کا ہندی ریحان اور تلسی پر نازبو اور شاہسفرم کا اور جنگلی تلسی پر ریحان البری لکھا ہے اسکا خالص ترجمہ رام تلسی ہے جس کی کافی صراحت جامع الادویہ مین ہے -

افرنجہ بقول برہان بفتح اول و سیوم نجہ (۱) نام شہریست کہ نوشیروان آباد کردہ بود در کنار دریای مصر و ماورءالنہر ازان شہر است و (۲) نام ولایتی است از زنگبار و (۳) نام زمینی ہم ہست در بلاد عرب - بخیال ما این مبدل و مرکب است از افرند کہ لغت فارسی است بمعنی نیکوئی و زیبائی و زشت کہ می آید دال مہملہ مبدل شد باجیم عربی بسبیل تعریب ہمچون زکند و زکنج و ہای نسبت در آخرش زیادہ کردہ نام شہری و ولایتی و زمینی نہادہ باشند کہ منسوب بہ نیکوئی و زیبائی است و بیان ماخذ او زند بجایش می آید - صاحبان ناصری و جامع و رشیدی و جہانگیری و سروری و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند (نظامی ۵) ز مصر و ز افرنجہ و روم و رے بیارامت لشکر چو چشم خروس ؛ صاحب ناصری ہم گفتہ کہ افرنجہ معرب می نماید و بقول رشیدی فرنجہ بدون الف اول ہم آمدہ خان آرزو در سراج فرماید کہ انچہ صاحبان تحقیق نسبت این نوشتہ اند ہمہ بی تحقیق است و اکثر غلط چہ افرنجہ ہمان ملکی است کہ در تصرف فرنگیان است چنانچہ قوسی گفتہ و مبدل فرنگہ کہ ہای نسبت بر افرنگ زیادہ کردہ اند و عنوان نام شہر بود کہ نوشیروان بشکل و صورت انطاکیہ در مدائن بنا کردہ و تفصیلش در رومیہ خواہد آمد پس صاحب برہان را اشتباہ افتاد و شہر مذکور را بر کنار دریای مصر تصور کردہ پس برین تقدیر کلمہ ہا بجای نسبت خواہد بود و اینکہ بمعنی ولایت فرنگیان نوشتہ غلط محض است و مکذب انمقول شعر خواجہ نظامی کہ (بالا مذکور شد) زیرا کہ آرایندہ این لشکر سکندر

روم مقابل زنگیان بود (الخ) مؤلف عرض کند کہ خان آرزو تردید قول محققین زحمت فرمودہ برداشت حیف است تسکین ما نکرد از کلام نظامی تردید قول اہل تحقیق نمی شود و لازم نمی آید کہ اگر افرنجہ نام شہری باشد ولایتی دیگر یا زمینی دیگر بدین نام موسوم نباشد و لازم نمی آید کہ ذکر شہری کہ در کلام نظامی است ازان تصدیق عدم وجود شہری بہمین نام در زنگبار شود خان آرزو این را مرکب از فرنگ گرفتہ است و غالباً الف را واصلی قرار دادہ و ہای نسبت را در آخر نہادہ و جیم عربی را بضرورت تعریب مبدل کاف فارسی کردہ مگر نمی داند و چرا نمی داند کہ افرنگ مبدل اورنگ ہم ہست کہ بمعنی زیبائی و تخت می آید و افرنگ بحالت خود بمعنی فرنگ ہم کہ ترجمۂ آن بعربی نصاری است پس چہ خصوصیت دارد کہ افرنجہ را مخصوص بہ فرنگیان کنند و منسوب بہ تخت و زیبائی نکنند و ضعین این نام دانند کہ مقصود شان چہ بود۔ پس جاوا کہ شہر مقبوضۂ فرنگیان را متعلق از ماخذ فرنگ گیریم و دیگر ولایت و زمین را کہ ہمین نام دارد متعلق از معانی دیگر لفظ افرنگ کنیم و باشد کہ ولایت مذکور در زمانی پای تخت باشد و بزیبائی معروف باشد و دلیل خان آرزو در تحقیقی محققین را ثابت نمی کند (اردو)

(۱) ایک شہر کا نام افرنجہ ہے جس کو نوشیروان نے دریای مصر کے کنارے آباد کیا تھا۔

(۲) ایک ولایت زنگبار کا نام افرنجہ ہے (۳) بلاد عرب میں ایک زمین کا نام افرنجہ ہے۔

(الف) افرند (الف) بقول برہان بروزن فرزند بمعنی نیکوئی و زیبائی و حشمت

(ب) افرندیدن باشد صاحب رشیدی بر لفظ افرنگ فرماید کہ ہمین معنی افرند و اورند نیز آمدہ و بقول جامع بمعنی فرہ نیکو و زیبا و حشمت صاحب مؤید گوید کہ ہمان اورند

کہ بمعنی فروزیبائی وہنری گذشت (ماذکرنا بمعنی ہفتم اورندکردہ ایم) پس افرند بخیال
ما مبدل اورنگ ومرادف اورند واورندباشد کہ بقاعدۂ فارسی دا و بہ فا بدل شود چون
وام وفام ویاوہ ویافہ وکاف فارسی بہ دال مہملہ تبدیل یابد چنانکہ اورنگ واورند
ومعنی حقیقی این زیبائی وحشمت وانچہ دراورنگ واورنند واورند دیگر معانی مجازی ہم
ہست بلحاظ استعمال فرس ورا فرند نیست باین حال این اسم جامد زبان فارسی واسم مصدر
است کہ مصدر (ب) ازہمین اسم جامد وضع شدہ و (ب) بقول برہان بمعنی (۱) تزیب
وادن وزینت کردن وآراستن صاحب بحر بزیادت معنی حشمت داشتن فرماید کہ سالم التصریف
است وما تعریف سالم التصریف براسم مصدر کردہ ایم۔ صاحب موارد نوشتہ کہ افرند حاصل
بالمصدر این باشد وافرندیدن بمعنی (۲) فریب دادن ہم وصاحب نوادر ہمزبانش و
سندی کہ برای معنی دوم آوردہ اورندیدن راست پس ما معنی دوم را در افرندیدن تسلیم
نہ کنیم تا آنکہ سندی از نظر ما نگذرد۔ صاحب رشیدی بمعنی اول قانع وصاحب سروری
ہمزبانش وخان آرزو در سراج باتفاق معنی اوّل این را مبدل اورند گوید کہ می آید و
ما تصفیہ این بر (الف) کردہ ایم۔ صاحبان موید وہفت دانند ہم بمعنی اول اکتفا کردہ اند
(اردو) (الف) زیبائی آرایش۔ مونث (ب) سنوارنا آراستہ کرنا دیکھو آراستن۔

افرنگ بقول برہان وسروری وجہانگیری بروزن ومعنی اورنگ است کہ (۱) تخت
پادشاہان باشد و (۲) فروزیکوئی وزیبائی وحشمت و (۳) بمعنی فرنگ ہم کہ بعربی نصاریٰ
گویند۔ صاحب ناصری بمعنی اوّل ودوّم قانع (حکیم فرّخی ؎) خدایگان جہان خسرو

بزرگ او رنگ ۔ برآورندۂ نام و فرزندہ رنگ ۔ صاحب رشیدی بذکر ہر سہ معنی بالا
برای معنی دوم سند منصور شیرازی آوردہ (ص۵۲) زخاک پای تو دارد سر فلک افسر
زحسن رای تو دارد عروس ملک افرنگ ۔ (دقیقی ص۵۲) فرّو او رنگ از تو گیرد دین پیغمبر
از خطبۂ تو آرایدۂ خان آرزو در سراج بذکر ہر سہ معنی فرماید کہ معنی سوم مجاز است و گوید
کہ او رنگ و آورند و افرند نیز بدین معنی است مؤلف عرض کند کہ اصل این او رنگ باشد
کہ بمعانی متعددہ بجایش می آید و بقول برہان معنی عقل و دانش ہم دارد و مکر و فریب ہم و استعمال
افرنگ بمعنی عقل و دانش و مکر و فریب بنظر نیامدہ از ینجاست کہ محققین بالا این معنی را برین
لفظ ترک کردہ اند و معنی سوم ہم در لفظ او رنگ نیست از ینجاست کہ خان آرزو آنرا مجاز
گفتہ یعنی بلحاظ زیبائی و حشمت کہ معنی حقیقی است نصاری را ہم افرنگ گفتہ باشند یا اصل این
بمعنی سوم فرہنگ باشد کہ بحذف ہای ہوز از کثرت استعمال فرنگ شد و بزیادت الف وصلی
در اولش افرنگ و بدین وجہ کہ قوم نصاری در عقل و دانش ممتاز بود ۔ فارسیان بزیادت
یای نسبت در آخر ایشان را فرنگی گفتند و بالف وصلی افرنگی چنانکہ مولوی معنوی گوید (ص)
او ہمی زاید صد قطرہ روان ۔ کہ در افتد بجلاد و عوان ۔ تا نمیرد ہیچ افرنگی چنین ۔ ہیچ ملحد را
مباد این چنین ۔ پس یای نسبت در استعمال حذف شد و افرنگ بمعنی سوم باقی ماند چنانکہ مولوی
معنوی گوید (ص۳) خواہی برو صدیق شو خواہی برو افرنگ شو ۔ (اردو) (۱) او رنگ ۔
بقول امیر (فارسی) مذکر تخت شاہی (غالب ص) اے شہنشاہ آسمان او رنگ ۔ ای
جہاندار آفتاب آثار ۔ (۲) دیکھو اورنگ کے گیارہویں معنی (۳) افرنگ ۔ بقول آصفیہ

(فارسی) اسم مذکر۔ نصاری۔ عیسائی۔ انگریز۔ فرنگی۔ آپ فرماتے ہیں کہ فرنگ سے فرنگ ہوا کیونکہ جرمن کی ایک قوم کا نام فرنگ تھا جس نے پانچویں صدی میں گال یعنی فرانس کو تہ و بالا کر کے فتح کیا اور اسی سبب سے فرانس اسکا نام پڑا۔

(الف) افروخ | (ب) بقول صاحب موارد بمعنی (۱) روشن کردن و روشن شدن

(ب) افروختن | و (۲) جلا دادن لازم و متعدی ہر دو آمدہ و افروز حاصل بالمصدر این است بمعنی روشنی و جلا (جامی ۵۱) ز حسرت آتشی در جانش افروخت ۔ بداغ ناامیدی سینہ اش سوخت ۔ (نظامی ۵۲) چو افروختندش غرض برنخاست ۔ دو رویکہ خود ندیدند راست ۔ فرماید کہ مرادف افروزیدن و اوروختن است۔ صاحب بحر عجم بر معنی اول قانع و ذکر معنی لازم ہم نکند و این را مخصوص کند باچراغ و آتش و فرماید کہ کامل التصریف و مضارع این افروزد۔ صاحبان سروری و نوادر بر معنی اول قناعت کنند و بقول جامع و ناصری و برہان و (خان آرزو در سراج) بمعنی اول بہ تخصیص متعدی خان آرزو فرماید کہ افروختن بحذف الف اول مخفف این و معنی مجازی این سوختن است چنانکہ سوختن بمعنی افروختن ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ آنانکہ در معنی اول لازم را ترک کردہ اند ذیل معنی دوم را نوشتہ اند مسامح اوشان است کہ سند استعمال ہر دو مذکور شد و تخصیص صاحب بحر باچراغ بہ معنی حقیقی است و برای آتش مجاز آن و استعمال این با آئینہ و جام و عالم و ہوس ہم آمدہ و افروختن کسی۔ ہم بمعنی مجازی باشد کہ در لحقات می آید و در مرادفات این افروزدن ہم آمدہ کہ بجایش مذکور شود حالا عرض میشود نسبت ماخذ این کہ این مرکب است با اسم مصدر فروغ کہ بمعنی شعاع

دروشنی می آید و این اسم جامد فارسی زبان است و عجبی نیست که فارسیان این اسم را از فروغ بزیادت واو و رسیان رای مهمله و نین معجمه وضع کرده باشند که در عربی زبان بقول منتخب نام دوستاره روشن است - ازدیاد این قسم واو میان کلمه در قواعد فارسی آمده چنانکه مقل و مقول و افتادن و افتادون بالجمله فارسیان از فروغ مصدری نساختند بلکه بقاعدهٔ خود نین معجمه را به خای معجمه بدل کردند چنانکه چرغ و چرخ ازینجاست که ما این را برالف قائم کرده ایم و پس ازان علامت مصدر تن در آخرش آوردند فروختن شد و با الف وصلی در اولش افروختن گردید پس اصل این فروختن است و مزید علیه آن افروختن - باقی ماند افروزدن و افروزیدن فادرو ختن همه مبدل این که صراحت کاملش بجای خودش کنیم - انچه خان آرزو افروختن را اصل و فروختن را مخفف این گفته درست نیست حقیقت برعکس آنست که بالا مذکور شد متقنین فرس این را مصدر اصلی و سماعی و غیر موضوع گفته اند و بقول ما با صولیکه ذکرش بر اسم مصدر گذشت اصلی و قیاسی و موضوع است (اردو) (الف) - روشنی - بقول آصفیه (فارسی) اسم مؤنث - نور - چمک - دمک - تجلی - (ب) (۱) روشن کرنا - روشن ہونا (۲) جلادینا چمکانا

(الف) افروختنِ آتش	استعمال -
(ب) افروختنِ آتشکده	مرکب اضافی

قلب (الف) در مدود ه گذشت و (ب) بمعنی روشن کردن آتشکده از آتش باشد و متعلق به معنی حقیقی اوّل مصدر افروختن چنانکه عرفی گوید (۵) سجدهٔ برهمن اینجا نه حرام است بیا نه که صد آتشکده در کنج غم افروخته ایم (اردو) الف - دیکھو آتش افروختن (ب) آتشکده کو روشن کرنا - سلگانا -

(۱۹۹۹)

افروختنِ جام	مصدر اصطلاحی مرکب

(۲۰۰۰)

اضافی است بمعنی روشن کردن و فروغ
دادن جام و شہرت و عزت دادنش و کنایہ
از شراب در ساغر کردن ہم و این مجاز بمعنی
اوّل افروختن باشد کہ گذشت چنانکہ عرفی
گوید (ے) گشتہ ایم از سخن پیر مغان روشن
دل ؛ بفروغ نفسش جام عجم افروختہ ایم ؛
(اردو) جام کو روشن کرنا۔ جام جم کو شہرت
دینا۔ شراب ساغر میں ڈالنا۔

افروختنِ چہرہ | مصدر اصطلاحی۔ مرکّب
اضافی است بمعنی روشن شدن چہرہ از سرور
و مسرّت چنانکہ صائب گوید (ے) تازہ می چہرہ
گلرنگ تو افروختہ است ؛ جگرلالہ عذاران چمن
سوختہ است ؛ و این مجاز معنی اوّل افروختن
باشد کہ گذشت (اردو) چہرہ روشن ہونا۔ چمکنا

افروختنِ شعلہ | (استعمال) مرکّب اضافی
است بمعنی بلند کردن شعلہ و روشن کردنش
و بمعنی حقیقی افروختن باشد کہ گذشت چنانکہ
انوری گوید (ے) از دل این شعلہ چو داغ
صنم افروختہ ایم ؛ آتش عکدہ را در حرم
افروختہ ایم ؛ (اردو) شعلہ بلند کرنا۔ روشن کرنا۔

افروختنِ شمع | استعمال۔ مرکّب اضافی
است بمعنی روشن کردن شمع و افروختن
در اینجا بمعنی حقیقی است (عرفی ے) تا بہر
عکدہ عرفی کہ گذر داشتہ ایم ؛ شمع مقصود ز
ہمین قدم افروختہ ایم ؛ (اردو) شمع روشن کرنا

افروختنِ عالم | مصدر اصطلاحی۔ مرکّب
اضافی است بمعنی روشن کردن و زیب و
رونق دادن۔ عالم را (سعدی شیرازی
ے) بلند اختر عالم افروختہ ؛ زوال اختر
دشمنت سوختہ ؛ صاحب آصفی ہمین شعر را
بسند اختر افروختن آوردہ قتّال (اردو)
جہان کو روشن کرنا۔ عالم کو روشن کرنا۔

افروختنِ کسی | اصطلاح۔ مرکّب اضافی
است بمعنی خوشدل شدن و سرور پیدا کردن

افروختنِ هوس	مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی - بمعنی زیادہ کردن هوس و هوسناک شدن و ازہمین مصدر است اسم فاعل ترکیبی این هوس افروز - و این مجاز معنی اول افروختن باشد (عرفی ۵) گاهی هوس افروز نعمت بینم گه مضطر از بیم حمیت بینم (اردو) هوس بڑہانا -

وبمعنی زیب دادن و روشن کردن هم واین مجاز معنی اوّل افروختن باشد که لازم و متعدی هر دو آمده (عرفی ۵) کی بر اهل کرم روی طلب زود کنیم نه تا که از جرعهٔ جام کرم افروخته ایم نه (اردو) خوشدل هونا - سرور پیدا کرنا - زینت دینا - روشن کرنا -

(الف) افروز	(الف) بقول برهان بروزن سروز بمعنی روشن و روشن کردن و روشن کننده و امر بدین معنی یعنی روشن کن - و بقول سروری روشن کننده و امر به روشن کردن و بقول جامع اسم فاعل از افروختن - و روشن و روشنی - صاحب موارد بر مصدر افروختن این را حاصل بالمصدر گفته مؤلف عرض کند که اصل این فروغ باشد که اسم جامد فارسی زبان است و ماذکر این با افروختن کرده ایم - فارسیان بقاعدهٔ خود غین معجمه را به زای هوز بدل کردند همچون گریغ - و گریز و آمیغ و آمیز - پس ازان الف وصلی در اول آورده افروز کردند که بمعنی روشنی باشد مرادف افروغ که می آید - پس به تحقیق با الف (۱) اسم مصدر افروختن است و مصادر (ب) و (ج) و (ه) ازہمین اسم جامد وضع شده و (۲) جاداردکه حاصل بالمصدر (ج) و (۴) هم گیریم که بروزن امر است و (۳) امر حاضر هر دو مصادر (ج) و (ه) هم انچه صاحب بردان
(ب) افروزانیدن	
(ج) افروزدن	
(د) افروزه	
(ه) افروزیدن	

این را بمعنی روشن کردن نوشته درست نیست و آنچه صاحبان برہان وسروری وجامع این را اسم فاعل نوشته اند در غلط افتاده اند که افادهٔ اسم فاعل ترکیبی بدون ترکیب صیغهٔ امر با اسمی حاصل نمی شود۔ حالا عرض می شود نسبت (ب) که این مصدر متعدی باشد بقول صاحب سوار و بمعنی روشن کردن فرمودن که بقاعدهٔ فارسی از (ہ) ساخته اند که ذکر قاعدهٔ این بر لفظ اسم مصدر کرده ایم۔ صاحب بحر عجم صراحت کند که متعدی افروختن و کامل التصریف و مضارع این افروزاند مؤلف عرض کند که معنی حقیقی این افروختن بواسطه غیری باشد و لب و (ج) بقول صاحب بحر عجم مرادف (ہ) کامل التصریف و مضارع این افروزد و (ہ) بقول بحر و سوار بمعنی روشن کردن و بقول نوادر بمعنی روشن شدن ہم و صاحب بحر صراحت کند که این ہم کامل التصریف است و مضارع این ہم افروزد مؤلف عرض کند که فارسیان (ج) را وضع کرده اند۔ بزیادت علامت مصدر بر (الف) و در وضع (ہ) یای معروف ہم بقاعدهٔ فارسی قبل علامت مصدر زیاده شد بالجمله (ج) بقول مقننین فرس مصدر اصلی است و (ہ) بقول شان مصدر جعلی و بقول ما (ج) و (ہ) ہر دو مصدر اصلی است که از اسم جامد فارسی زبان وضع شده و ما تعریف اصلی و جعلی را بر لفظ اسم مصدر بیان کرده ایم که گذشت حالا باقی ماند (د) که بقول صاحب نوادر و شمس بمعنی فتیلهٔ چراغ است و ہمین لفظ به ہمین معنی در حدود ہم گذشت و بخیال ما مخفف افروزده و افروزیده باشد که ہر دو اسم مفعول افروزدن و افروزیدن است بمعنی روشن کرده شده و کنایه از فتیله چیف است که سند این پیش نشد و استعمال این از نظر ما نگذشت (اردو) (الف) دیکھو افروخ (ب) روشن کرنا

(ج) دیکھو افروختن (د) دیکھو افروزہ (ہ) دیکھو افروختن ۔

افروسالیئن | بقول صاحب برہان وہفت باسین مہملہ بالف کشیدہ وکسر لام ویای حطی بہ تحتانی رسیدہ ونون زدہ بلغت یونانی سنگی است کہ اورا بعربی حجر القمر خوانند وآن سفید وشفاف می باشد ودر شبہای افزونی ماہ می یابند اگر بر گردن مصروع بہ بندند شفا می یابد ۔ صاحب محیط بدیل افروسالیس وافروسالیون گفتہ کہ حجر القمر است وبرحجر القمر نوشتہ کہ آنرا بزاق القمر وزبد القمر ومہر نیز گویند وبسریانی افروسالیتون وبیونانی افروسالیس نامند ومعنی آن زبد القمر است وبفارسی دزنجف وہندی چندر کانت نامند وآن سنگی است کہ نقرہ را جذب می کند گویند کہ شبنمی است کہ برسنگہا می افتد ومتحجر می گردد سرد ورد وتوم وگویند معتدل وخشک در اول واز خواص آنست کہ چون بر درخت آویزند ثمر بسیار آورد وبر مصروع ازالۂ صرع کند ومنافع دیگر ہم دارد (ا ج) (ا ر د و) چندر کانت ۔ بقول صاحب محیط ایک پتھر کا نام ہے جس کو درخت پر لٹکانے سے بار زیادہ آتا ہے اور صرع کے بیمار کے گلے مین ڈالنے سے بیماری رفع ہوتی ہے ۔ معتدل اور پہلے درجہ مین خشک ۔

افروشہ | بقول برہان بفتح اول وشین نقطہ دار نام حلوائیست وتعریف بیان کردہ برہان در محمودہ گذشت وبقول ناصری حلوائیست کہ فروشہ نیز گویند ۔ خان آرزو در سراج گوید کہ ہمان افروشہ کہ در محمودہ مذکور شد ودر محمودہ صراحت کند کہ ترجمہ خبیص است کہ اہل عرب بعوض شہد خرما در آن کنند واین اصطلاح بالغت مردم گیلان است پس ہر حلوا ونان خورش شیرین را افروشہ نتوان گفت ۔ صاحبان سروری وجامع

وجہانگیری ہم ذکر این کردہ اند و صاحب برہان برفروشہ ہم کہ بدون الف اول می آید اشارۃ
این کردہ بخیال ما اصل این بدون الف وصلی است و بہای لیاقت یعنی لائق فروش کہ در
عجم بسیار بفروش میرود کہ حلوای لذیذ است (ا ر د) دیکھو آفروشہ

افروغ | بقول برہان بفتح اول یعنی فروغ و روشنی و تابش و پرتو باشد اعم از روشنی
پرتو آفتاب و ماہ و آتش و امثال آن صاحبان رشیدی و جامع و سروری و جہانگیری و سراج
ذکر این کردہ اند (ابوشکور را ز سروری ؎) چو بر رویت از پیری افتاد انجوغ نہ نہ بینی دگر
در دل خویش افروغ ؛ مؤلف گوید کہ اصل این فروغ است بدون الف وصلی کہ اسم
جامد زبان فارسی و اسم مصدر افروختن و افروزیدن و افروزدن است چنانکہ ذکرش بجای
گذشت فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اول این آوردہ افروغ کردند و دیگر ہیچ۔
(ا ر د) دیکھو افروخ و افروز۔

افرہنج | بفتح اول و ثالث و ہا و سکون ثانی و نون و جیم دوائیست کہ آنرا کشوث و تخم
آنرا بزرالکشوث خوانند۔ فواق را نافع است۔ صاحب محیط بر افرنج بہ غین معجمہ بجای ہای
ہوز فرماید کہ کشوث است و برکشوث نوشتہ کہ اسم عربی است و بیونانی بسترو طوس و
بسریانی ونا و رغبا و بردی کشمورین و بفارسی بزش و فرانبج و زجمول و در ہندی امربیل
واکاس بیل و آن گیاہی است مانند ریسمان بر درختہا می پیچد۔ بقول شیخ گرم در اول اول
و خشک در آخر دوم مقوی احشا و منقی و مجفف رطوبات و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف
عرض کند کہ صاحب محیط بر افتیمون کہ گذشت نوشتہ کہ امربیل و اکاس بیل ولایتی ترجمۂ

افتیمون است درین جا ترجمه هندی لفظ ولایتی را حذف کرده و افتیمون فرماید که نباتی باریک است همچون رشته که بر اشجار می تند و درینجا می فرماید که گیاهی است مانند ریسمان که بر درختها می پیچد و در اسمای السنه غیر در هر دو اختلاف است و در طبیعت هر دو هم اختلاف واقع امّا صاحب مخزن در ترجمه این دو افتیمون ذکر اکاسکیل را اصل یکی کرده و هیچ فرق ولایتی و غیر ولایتی نفرموده و ما بیشتر ازین در تحقیق قاصریم ترجمه هندی گوید که هر دو یکی است و از تعریف صاحب محیط و مخزن می گشاید که در هر دو فرق است این قدر تحقیق شد که فرهنگ اسم جامد فارسی زبان است و صاحب برهان ذکر کرده که می آید فارسیان الف وصلی در آخرش زیاده کرده افرهنج کردند و افرنج مبدل این باشد که بقاعدهٔ فارسی های هوز با غین معجمه بدل شود همچون ملهم و ملغم که بمعنی مرهم آمده (اردو) دیکھو افتیمون۔

افری بقول برهان و جامع و هفت و انند بروزن سفری مخفف آفرین است ما اشارهٔ این برافراکرده ایم که گذشت و افرا مبدل همین است که ذکرش همدرانجا کرده ایم و آفرین که اصل هر دو است اسم جامد زبان فارسی باشد که در محدوده گذشت و محدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است حیف است که ما بر لفظ آفرین خبری از ماخذ نگرفتیم و بر اسم جامد قناعت کرده ایم و درینجا تلافی مافات می کنیم پنجال ما اصل آفرین بدون الف فرین است مرکب به لفظ فر و یا و نون نسبت بمعنی منسوب به زیبائی و زیبندگی که فر بمعنی زیبائی و زیبندگی آمده و هم برین قیاس است فری که درین صرف یای نسبت با لفظ فر مرکب باشد فارسیان بر موقع تحسین استعمال آفرین کنند زیادت الف وصلی در اولش که در لب و لهجهٔ فارسیان ممدوده شد خطاب شان بنجا طلب

انیست کہ کلام تو یا کار تو منسوب بہ زیبائی است یعنی زیبائی دارندہ و بسیار خوب و نیکو از قبیل شاہ باش کہ دعا ایست کہ بر موقع تحسین و آفرین گویند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) دیکھو آفرین کے دوسرے معنی۔

افریدون صاحبان برہان و رشیدی و جامع ذکر این کردہ اند ہمان آفریدون است کہ در محدودہ گذشت اصل این فریدون بدون الف باشد فارسیان الف وصلی در اولش آوردند و نتیجۃً لب و لہجۂ بعض مقامات مقصورہ را بمدودہ بدل کردہ بخیال ما مرکب باشد از فرید و ون فرید لغت عربست بقول منتخب بمعنی یگانہ و ہر جوہر نفیس و ون کلمہ ایست در فارسی بفتح دال بمعنی شبیہ و نظیر و بقول خان آرزو در سراج کلمہ نسبت است چون آنرا با این مرکب کردند واو ساکن شد و معنی لفظی این منسوب بجوہر نفیس و مثل آن و کنایہ از پادشاہی کہ بدین نام موسوم شد و بعض اہل لغت فریدون را اسم جامد فارسی زبان گرفتہ اند و نام عقل فلک ہشتم گفتہ پس جاوار دکہ این پادشاہ را بہمین نام موسوم کردہ باشند نظر بر حشمت و ملکداری مرتبہ اش واللہ اعلم (اردو) دیکھو آفریدون۔

افریدین بقول صاحب شمس بمعنی زیب دادن و آراستن و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ ہمان افرندین است کہ بنون پنجم گذشت صاحب شمس نون را بای تحتانی خواندہ غلطی کتابت نباشد بلکہ تسامح اوست کہ بر ماخذ غور نکرد و از سلسلۂ ردیف می کشاید کہ مقصودش بہ تحتانی چہارم بود نہ نون۔ افرید بمعنی زیبائی نیامدہ و جز این نیست کہ او در نسخۂ بغلطی کتابت یافتہ و در تالیف خود بدون تحقیق جا دادہ (اردو) دیکھو افرندین۔

اعلان وقف کتب

ہماری تالیفات کی (۱۵) جلدین جن کی تفصیل اس کتاب کے آخر ورق پر ہے قیمی لوجہ مختلف مواقع اور تقاریب پر ہندوستان کی کل پبلک لائبریریز اور مدارس خانگی کے لئے وقف اور اسوقت تک (۷۰) لائبریریون اور مدارس پر حسب درخواست روانہ ہوچکی ہیں اور آیندہ بھی جس پبلک لائبریری اور مدرسۂ غیر سرکاری سے اوسکی درخواست پیش ہوگی اور ہمکو صاحب ضلع یا مشاہیر مقامی کی تصدیق سے اطمینان کرادیا جائیگا۔ اوس کے سکرٹری کے نام پندرہ جلدین بلا معاوضۂ قیمت صرف خرچ ٹپہ کے ویالیو پر جو مجموعی پارسل کے لئے تین روپیہ ہے روانہ کی جائینگی۔ عام شائقین سے جن حضرات کو یہ کتابین بدون معاوضۂ قیمت صرف خرچ ٹپہ پر لینا مقصود ہو اونکو لازم ہے کہ محمڈن علیگڈھ کالج کو عوض چندہ ادا فرماکر اوسکی رسید ہمارے پاس بھیجدین ہم اونکی خدمت مین کل کتابین صرف خرچ ٹپہ (۷ے) کے ویالیو پر بھیجدینگے اور آیندہ آصف اللغات کی ہر ایک جلد مطبوعہ وقت بوقت اونکی خدمت اور نیز پبلک لائبریریز اور مدارس مذکورہ پر صرف ۸ر خرچ ٹپہ کے ویالیو پر روانہ ہوا کرینگی۔ باشندگان کلکتہ پریسیڈنسی اگر بھی رقم عوض کی انجمن مفید الاسلام کلکتہ کو عطا کرکے آنریری سکرٹری صاحب انجمن کی باضابطہ رسید ہمارے پاس بھیجدین تو اونکے ساتھ بھی رعایت بالا کی جائیگی۔

راقم خاکسار

عزیز خجالت ۔ مؤلف

فہرست تالیفات خان بہادر شمس العلماء - نواب عزیز جنگ بہادر

(۱) تاریخ النوائط - یہ فن تاریخ کی کتاب ہی ۵۹۲ صفحہ شامل - زبان اردو قیمت پانچ روپیہ خرچ پتہ ۸/

(۲) عطیات سلطانی - یہ شاہان سلف کے عطایای نقدی و اراضی کی تاریخ ہے ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت تین روپیہ خرچ پتہ ۶/

(۳) محبوب السیر - یہ فرمانروایان دکن کی تاریخ ہی تازمانۂ حضرت غفران مکان میر محبوب علی خان بہادر نور اللہ مرقدہ مع ضمیمۂ نگارستان آصفی - ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی قیمت تین روپیہ خرچ پتہ ۵/

(۴) سیاق دکن - یہ عربون کے سیاق قدیم کی تاریخ ہی حسین حیدر آباد کے دفتری سیاق کا بھی بیان ہی ۸۰ صفحہ شامل زبان اردو قیمت سے خرچ پتہ ۴/

(۵) فلاحۃ النخل - یہ فن زراعتین کاشت کھجور سے متعلق اور ۲۸۸ صفحہ پر شامل - زبان اردو قیمت عصا خرچ پتہ ۵/

(۶) کاشت انگور - یہ فن زراعتین انگور سے مخصوص ہی ۴۶ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عصا خرچ پتہ ۱/

(۷) کاشت ترکاری - یہ فن زراعتین ترکاریوں کی کاشت سے متعلق اور ۱۵۰ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عصا خرچ پتہ ۴/

(۸) غرائب الجمل - یہ فن تاریخ گوئی سے متعلق ہی اور ۴۰۸ صفحہ پر شامل - زبان اردو قیمت سے خرچ پتہ ۷/

(۹) حیوۃ الحمام - یہ فن طیور سے متعلق کبوتر سے مخصوص اور ۳۴۴ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عصا خرچ پتہ ۷/

(۱۰) کلیات نظم ولا - یہ فن شعر و سخن میں ہماری قصائد اور غزلیات اور رباعیات اور قطعات تاریخ کا مجموعہ ہی جسکو دیباچہ میں مؤلف کی مختصر سوانح عمری ہی ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی قیمت عصا خرچ پتہ ۵/

(۱۱ تا ۱۵) آصف اللغات - یہ فن لغت میں ایک مبسوط کتاب جو ۲۸ جلد پر شامل ہی جسمیں صرف پانچ جلدیں چھپی اور باقی جلدیں چھپ رہی ہیں - فارسی اردو زبان کا لغت مطبوعہ چار دن جلد ۳۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی مع ترجمہ اردو پانچ جلدوں کی قیمت عصا خرچ پتہ عمل

مندرجۂ بالا کل کتب سیلک لائبریریز کے لئے صرف خرچ پتہ پر موقوف ہیں

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین

۲۔

۳۔

۴۔

۵۔

۶۔

۷۔

۸۔

۹۔

۱۰۔

۱۱۔

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

۱۵۔

۱۶۔

۱۷۔

۱۸۔

۱۹۔

۲۰۔